ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ دفع شبہات بعض عوام مین جو لونڈی غلام رکھنا حرام سمجھتے ہین یعنی

رد الشقاق فی جواز الاسترقاق

باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور و تربیت یافتہ حضرت بدر اعظم محمد مصطفی خان صاحب

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی افضالہ ونوالہ والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ اہتدی باقوالہ ونقتدی بافعالہ وعلی آلہ واصحابہ الذین تخلقوا باخلاقہ واقتبسوا من نور جمالہ بعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہون کہ ایک رسالہ درباب حرمت استرقاق نظر پڑا اوسکے دیکھنے سے دریافت ہوا کہ بعض ناواقفان علوم عقلیہ ونقلیہ نے توہمات ڈبلیوڈیون اور گرنیول شارپ اور مستر برو ہم وغیرہم اور قوانین جبریہ حکام وقت کو دیکھکر بحکم الناس علی دین الملوک یہ چاہا کہ استرقاق کو جو دین محمدی مین منصوص اور متفق علیہ اور بالاجماع ثابت ہی باتباع وتقلید توہم پرستان اور امرای وقت کے اوسکے جواز مین کلام کرین چنانچہ ایک رسالہ موسوم بہ تبریۃ الاسلام عن شین الاسترقاق والغلام اس باب مین تالیف کرکے اپنی صدف طبیعت سے جھوٹے موتی نکال کر اپنے پیر دونکو عطیہ کیے اور اونھون نے افتخاراً اپنا درۃ التاج بنایا اور باوجود ادعای اسلام کے اوسمین ایسے مضامین لکھے ہین کہ جنسے صراحۃً اور اشارۃً الزام شرک اور فسق کا اکابر دین اور علماے اعلام اور انبیاے عظام پر عائد ہوتا ہی اور انبیای اولو العزم سے لیکر عوام اہل اسلام تک کوئی مطعونی سے نہین بچ سکتا بلکہ اب یہ زمانہ وہ ہی کہ خورشید علم پردہ مین آگیا اور اندھیرا جہل کا عالم مین چھا گیا ہی مخبر صادق کی جو خبر ہی پیش نظر ہی ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم

بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤساً جهالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا بتحقیق اللہ قبض نہ کریگا علم کو چھین لینے کی طرح پر کہ چھین لے اوس کو بندوں کے دلوں میں سے لیکن قبض کر لیگا علم کو بسبب قبض کر لینے علما کے یہاں تک کہ جب باقی نچھوڑیگا کسی عالم کو تو ٹھہراوینگے آدمی بزرگ جاہلوں کو تو سوال کیے جاوینگے وہ پس فتوی دینگے بغیر علم کے پھر خود گمراہ ہونگے اور ان لوگوں کو گمراہ کرینگے لہذا بہت خوف اس کا پیدا ہوا کہ کچھ بعید نہیں کہ اکثر نیم عالم غرفات بعض پر محض از راہ تقلید کے ایمان لا کر گمراہ ہو جاویں لہذا اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے اونکے شبہات واہیہ کی رد میں یہ رسالہ مختصر لکھا اور نام اسکا ردالشقاق فی جواز الاستغراق رکھا واللہ الموفق الی الهدایة ومنه البدایة والیه النهایة

* مقدمہ *

جاننا چاہیے کہ انسان ایک نوع ہے جنس حیوان سے روح انسانی کہ جسکو نفس ناطقہ اور جوہر ملکی اور مدرک کلیات کہتے ہیں اسنے اوسکو سائر انواع حیوانیہ سے جدا کر دیا ہے اور خصائص بہیمیہ جسقدر سائر حیوانات میں ہیں بسبب اشتراک جنس کے اسمیں بھی موجود ہیں جسقدر احترام اسکو حاصل ہے وہ بسبب کمال روح انسانی ہی کے حاصل ہے آزادی جو اسکی صفت ہے وہ بھی صرف بسبب روح انسانی ہی کے ہے غور کرو کہ اگر آزادی منجملہ صفات جنسیہ کے ہوتی تو سب حیوانات کا یہی حال ہوتا لیکن باتفاق موافق و مخالف لازم باطل ہے فالملزوم مثلہ پس ظاہر ہوا کہ آزادی منجملہ خصائص نفس ملکی کے ہے نہ نفس بہیمی اور اوسکے متعلقات کے اور جاننا چاہیے کہ اوس جوہر ملکی کو خدا تعالے نے حاکم نفس بہیمیہ کا بنایا ہے نفس بہیمی اور حواس عشرہ کو جو متعلق نفس بہیمی کے ہیں بوساطت نفس بہیمی کے تابع اوسکا کیا ہے پس حریت آزادی جو انسان کو حاصل ہے بہ تبعیت و اطاعت نفس ملکی کے ہے کہ جسقدر زیادہ تبعیت و اطاعت نفس ملکی کی اس قسم کی زیادتی آزادی میں ہوتی رہیگی یہاں تک کہ نہایت اعتدال سے خود یہ جسم خاکی اگر صفات ملکی سے کو متصف ہو جاوے ممکن ہے

ورفعناه مكاناً عليا ۝ وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه

دنا فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى ۝ ما يزال عبدي يتقرب الي بالن[illegible]

حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی
یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا لیکن جب نفس بہیمی نے بغاوت اختیار کر کے نفس ملکی کو مغلوب کیا اور دبا
ہو گیا تو جسقدر احترام اور اعتصام کہ بہ بین اطاعت نفس ملکی اوسکو حاصل تھا یا ممکن الحصول اور متوقع
الحصول تھا سب سے محروم رہگیا اور دیگر ابنای جنس کے ساتھ ملحق ہو گیا بلکہ اونسے بھی بدتر ہو گیا
کہ جو استعداد اونمین تھی اونمین فی الاصل تھی ہی نہین پس وہ تو معذور ہین مگر اسنے خود اوس استعداد کو
زائل کر دیا ہے اسیلئے کلام حکمت التیام مین ایسے بغاۃ کے حق مین وارد ہوا ان ھم الا کالانعام
بل ھم اضل سبیلا اور اسی سبب سے اونکو بکلمہ شر الدواب تعبیر کیا گیا ان شر الدواب عند اللہ
الذین کفروا فھم لا یؤمنون اور جب دیگر انواع جنس یعنی حیوانات کے ساتھ ملحق ہو گیا
تو وصف آزادی جو خاصۂ نفس ملکی سے ہے مانند اور صفات کمال کے اوس سے زائل ہو گیا اور مثل دیگر
حیوانات کے بموجب کلام حکمت التیام والذین کفروا یتمتعون و یأکلون کما تأکل الانعام
متمتع محسوسات اور خور و نوش کا بندہ ہو کر قابل تملک رہگیا اور جسطرح پرکہ اور حیوانات بسبب اخذ
اور قید کے مملوک پکڑنیوالے اور قید کرنیوالے کے ہو جاتے ہین اسیطرح یہ قید اور اخذ اور استیلا اوسکے
مملوک ہو جانیکا بھی سبب کامل ہو گیا غرض کہ بسبب بغاوت اور غلبۂ نفس بہیمی اور مغلوب ہو جانے
جوہر ملکی کے جو جو صفات کہ جوہر ملکی کے جسم حیوانی مین موثر ہو کر موجب حرمت و عصمت تھین وہ سب
کنارہ کش ہو گئین اور بعد اونکے زوال اور کنارہ کرنے کے یہ صورت نوعیہ بھی تمامتر مثل دیگر انواع
جنس کے قابل تملک کے ہو گئی اور بسبب زوال عصمت حریت کے استرقاق اونکا عقلاً و نقلاً مذموم رہا
اور یہی رای ہے انبیای عظام کی بموجب وحی خالق انواع موجودات کے قل ما یعبأ بکم ربی لولا
دعاؤکم اور یہی رای ہے حکما اور علمای اہل اسلام کی اور یہی رای ہے اکابر فلاسفہ اشراقیین و مشائین کی اور چند سے
پہلے یہی رای تھی مجتہد عصر کی بھی کہ سکان ہند کو کمتر مینڈک اور کیڑے مکوڑے سے تصور فرما کر
نسبت اپنے آرٹیکل علیگڈھ کی سوسائٹی کے اخبار مین چھپوایا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ اونھون نے بنا بر نادانی
کے علوم محسوسات دنیوی کے ایسا تجویز فرمایا تھا اور ہم بر بنای جہل و غفلت کے علوم الٰہیہ و معارف توحید کے

ایسا تجویز کرتے ہیں مصرع
عنکبوت ار طبع عنقا داشتی
آن فرشتہ است نداند جز سجود
این سوم ہست آدمی زاد و بشر
نیم دیگر مائل علوی بود
عقل گر غالب شود پس شد فزون
از بہائم این بشر زان کابترست
یک گرو مستغرق مطلق شدہ
رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل
قسم دیگر با خران ملحق شدند
تنگ بود آن خانہ و آن وصف زفت
زاغ گردد چون پی زاغان رود
این سخن حق ہست صوفی گفتہ است
مکر و تلبیسی کہ او داند تنید
درہا از قعر دریا یافتن
کہ تعلق با ہمین دنیاستش
کہ عماد بود گاو و اشترست
علم راہ حق و علم منزلش
ترک او کن لا احب الآفلین
باز حیوان را چو استعداد نیست
ہر غذائی کو خورد مغز خرست

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
از لعابے خیمہ کے افراشتی
یک گروہ دیگر از دانش تہی
از فرشتہ نیمی و نیمیش ز خر
تا کدامی غالب آید در نبرد
از ملائک این بشر در آزمون
این بشر ہم زامتحان قسمت شدند
ہمچو عیسیٰ با ملک ملحق شدہ
انبیا صفت ستہ ز جہد و جہاد
خشم محض و شہوت مطلق شدند
مردہ گردد شخص کو بیجان شود
جسم گردد جان چو او بیجان شود
او ز حیوانات جان افزون کند
آن ز حیوان دگر ناید پدید
خردہ کاریہای علم ہندسہ
رہ بہفتم آسمان بر نیستش
بہر استبقای حیوان چند روز
صاحب دل داند آن را با دلش
زانکہ استعداد تبدیل و نبرد
عذر او اندر بہیمی روشنیست
گر بلا در خورد آن افیون شود

نظم

یک گرو را جملہ علم و عقل و جود
ہمچو حیوان از علف در فربہی
نیم خر خود مائل سفلی بود
زین دوگانہ تا کدامی برد نرد
شہوت ار غالب شود پس کمترست
آدمی شکل اند و سہ امت شدند
نقش آدم لیک معنی جبرئیل
گوئیا از آدمی خود او نزاد
وصف جبریلی در ایشان بود رفت
خر شود چون جان او بی آن شود
زانکہ جانی کان ندارد ہست پست
در جہان باریک کاریہا کند
جامہای زرکشی را بافتن
با نجوم و طب و علم فلسفہ
اینہمہ علم بنای آخرست
خواندہ علمش امتحان بہر روز
لاجرم اسفل بود از سافلین
بود وش از پستی و آن فوت کرد
زو چو استعداد شد کان رہبرست
سکنہ و مستقلیش افزودہ شد

جب یہ امور ممہد ہو چکے تو اب ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ مجتہد دہر کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اس بات کو
جانچتے ہین کہ اونھون نے جسقدر دلائل عقلیہ لکھے ہین آیا کچھ بھی مطابقت قواعد عقلیہ و استدلالات
معقولہ سے رکھتے ہین یا سب لغو اور مہمل اور سر تا پا از قسم توہمات و تقلیدات ہین واللہ الموفق
الی الحق والصواب **قال** خدا نے انسان کو ایک ہستی بنایا ہے کہ جسکی فطرت مین آزادی رکھی ہے
اقول ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ آزادی ذاتیات انسان سے نہین اور نہ خصائص جنسی سے ہے
بلکہ خصائص جوہر ملکی سے ہے کہ اوسکے ذریعہ سے بحالت تبعیت کے جسم حیوانی پر موثر ہوتی ہے اور بسبب
نباوٹ کے زائل ہو جاتی ہے **قال** اوسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا **اقول** عقل سے کیا مراد ہے
اگر مدرک کلیات مراد ہے جسکو ہمنے بہ نفس ملکی تعبیر کیا ہے تو مغلوب ہو جانا عقل کا اور غالب ہو جانا نفس
بہیمیہ کا ہے آلہ مستلزم اسکا ہے کہ یہ صورت نوعیہ بھی ہو اور احکام بہائم پر وہ ملکیہ اونسے زیادہ اور
تشدد کیا جاوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ذی شعور ہونا کسیطرح جیز امتیاز تک نہین جسقدر حیوان ہین
سب ذی شعور ہین اور مشاعر عشرہ سب مین موجود ہین حالانکہ سب قابل تکلیف ہین **قال** اوسکو تمام
قوی ظاہری اور باطنی عطا کیے ہین **اقول** یہ بھی کچھ خصائص انسانی سے نہین کل حیوانات کو
حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہین **قال** اونکے استعمال کی اونکو سمجھ دی ہے **اقول** کل
حیوانات کا یہی حال ہے کچھ خصوصیت انسان کی نہین **قال** ہر کام کے شروع کرنے سے پہلے اور اوسکے
انجام کی سوچ اوسکو دی ہے تا کہ ہر کام کا آغاز اور انجام خود سوچ لے **اقول** اگر یہ قضیہ کلیہ فرض
کیا جاوے جیسا کہ لفظ ہر دلالت کرتا ہے تو غلط محض ہے کیونکہ بعض امور کے آغاز کی سمجھ اور اوسکے انجام کی
سوچ کچھ بھی انسان کو نہین دیا گیا چنانچہ یہ امر بدیہی ہے اور اگر قضیہ مذکورہ کو جزئیہ سمجھا جاویگا تو ہر ایک
حیوان پر صادق آتا ہے کچھ مخصوص ساتھ انسان کے نہین ہے بعض امور کا آغاز و انجام ہر ایک حیوان خود
سمجھتا سوچتا ہے بلکہ بعض امور جیسے کہ ادراک مین بعض حیوان انسان پر فائق ہین **قال** اوسکو ایسی
فطرت پر بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزون کے مہیا کرنیکا محتاج ہے **اقول** یہ بھی بدیہی البطلان
ہے کہ انسان نفس کل اشیای موجودہ کیطرف محتاج ہے نہ اونکے مہیا کرنیکی احتیاج رکھتا ہے اور بہ تقدیر

تسلیم ناقص الخلقة ہونا لازم آتا ہی کہ ایسا ناقص الخلقة ہی کہ محتاج ہی بطرف تمام اشیای موجودہ یا ممکنہ
کی برخلاف سائر حیوانات کہ وہ اکثر اشیای موجودہ یا ممکنہ سے مستغنی ہین اور اگر الفاظ سے قطع نظر
کرکے یہ سمجھا جاوے کہ مدعا یہ ہی کہ انسان ایسی فطرت پر بنایا گیا ہی کہ جو چیزین کہ اوسکے واسطے ضروری ہین
اونکو خود مہیا کرسکتا ہی تو یہ بات کچھ خصائص نوع انسانی سے نہین ہر حیوان کا ایسا ہی حال ہے

قال خود خدا نے فرمایا لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ انسان کے لیے بجز اسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہی
کچھ نہین ہی **اقول** مخفی نہین کہ آیت متلوہ مین قصر الموصوف علی الصفة ہی کہ جس سے کچھ مدعا مستدل کا
حاصل نہین ہوتا ہمکو اس مقام مین تشریح معانی آیت کی ضرورت نہین **قال** پس یہ تمام حقائق اس بات پر
دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک رہے **اقول** جن
مقدمات پر کہ مولف نے یہ نتیجہ ترتیب دیا وہ سب مقدمات باطل ہین اونمین سے ایک مقدمہ بھی منتج اس
نتیجہ کا نہین نہ بطریق قیاس اقترانی نہ بطریق قیاس استثنائی پس بجز توہمات اور تخیلات کے کہ اضغاث
کسی مدعا کے نہین ہوسکتے مقدمات و نتیجہ کو اور کسی امر پر ہم محمول نہین کرسکتے اور اگر یہ امور مذکورہ
منتج نتیجہ مسلمہ مولف کے ہون تو سب حیوانات کا ایسا ہی حال ہو کہ پتلا ہونا اونکے جنس کی ذاتیات مین سے
ہی اور عوارض مذکورہ از قسم عرض عام کے ہین جیسا کہ مذکور ہوا ہم بھی کہتے ہین کہ حریت امر فطری ہی
کیونکہ پیدایش انسان کی فطرت اسلام پر ہی ہی مگر جب اسلام زائل ہوگیا تو اوسکے زوال مین کیا استبعاد
ہی اور فساد اس قول مصنف کا کہ وہ خود اپنا آپ مالک ہے ظاہر ہی ہماری ملت مین کوئی حر خود اپنا
بھی مملوک نہین اوسکو اختیار نہین کہ وہ اپنے تئین اسکے ہاتھ بیع و ہبہ کرکے کسی دوسرے کا مملوک کردے

قال غلامی ان تمام چیزون کی بابون کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہی اور اسلیے خدا کی مرضی کے
مطابق نہین ہوسکتی **اقول** یہ کلام بھی غایت رکاکت بلکہ غلط بات ہی جن لوگونپر ابتداءً رق جاری
ہوا اصلاً صانع کی مرضی کے برخلاف نہین بلکہ عین مرضی خالق تھی ہی اور نتیجہ مولف کا صرف ایسے
مقدمات پر مبنی ہی کہ محض از قسم توہمات اور تخیلات ہین اور چونکہ غلامی استبداد ستر ہی اور جرم کے
بالاتفاق منافی فطرت اور مرضی خالق کے خلاف ہی چنانچہ وارد ہوا ہی لا یرضی لعبادہ الکفر

پس اوس جرم غیر فطری کو بھی خلاف مرضی اور اوسکی سزا کو بھی خلاف مرضی ٹھہرانا خالی تعارض کلامی سے
نہین **قال** حقیقت مین غلامی سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کی جو اصلی منبع تمام نیکیون کا ہی برعکس
ومخالف نہین **اقول** سراسر غلط تقریر ہی وہ امر قبیح کہ جس سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کے برخلاف نہین
اوس سے اغماض فرمانا اور اوسکے قائم مقام اوسکی سزا کو جو عین حکمت ہی ٹھہرانا دیدہ و دانستہ حق بات کو
چھپانا ہی ع نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند **قال** غلامی بے انتہا بدیون کی جڑ اور تمام
بد اخلاقیون کی ملن اور کلیۃ اخلاق حمیدہ کی دشمن ہی **اقول** یہ تقریر سراسر بدیہیات اولیات
کے خلاف ہی کیا یہ تثلیث و تعشیر اور بت پرستی اور استعمال ام الخبائث یعنی اوپر غلامی کے ہی کیا یہ
زناکاری اور فحش قبیح غلامون مین ہی محصور ہی کیا یہ سب قبائح مذکورہ جناب سامی کے نزدیک
محاسن فطرتی ہین انصاف فرمایئے کہ جب ایسے امور مناقض فطرت کسی فرد بشر یا قوم مین راسخ
ہو جاتے ہین تو وہ انسان نہین بلکہ بدتر از سا حیوان ہین اُولٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا اور جب
وہ انسان صورت بہائم سیرت حکم مین انعام کے ہین تو استرقاق اونکا آئینہ مطابق اقتضای حکمت
کاملہ کے ہی **قال** کیا پاک پروردگار ایسی ناپاک چیز کو انسان کے حق مین جائز کرتا **اقول** کیا
پاک پروردگار اون ناپاک اخلاق کی جو موجب تغیر فطرت کے ہین اونکو سزا نہ دیتا إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ
مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ **قال** کیا خدا تعالیٰ ان تمام صفات کو جو اوس نے انسان مین
پیدا کیے ہین غلامی کی حالت مین برباد کرنا پسند فرماتا **اقول** غور فرمایئے کہ اگر اون صفات کو
اون بہائم سیرتون نے خود برباد نکیا ہوتا تو ہرگز وہ لوگ مورد استرقاق نہوتے مگر جبکہ انھون نے خود
اون صفات کو قبل از ورود استرقاق کھو دیا تو کیا مقتضای عقل سلیم یہی ہی کہ تارک اوسکا کچھ کیا جائے
قال یہ تمام قوی جو خدا نے انسان مین اسلیے پیدا کیے ہین کہ خدا کے لیے کام مین اوین دوسرون کے
تصرف مین جانے پر راضی ہوتا **اقول** یہ تو فرمایئے کہ آپکے خاندان آزاد کے قوای لطیف کونسے وقت
خدا کے لیے کام مین آتے ہین اور غلامون کے قوای لطیف خدا کے لیے کام مین آنیکا کون مانع ہی اور جب وہ
بدخصال سب خلاف اصل فطرت کے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کے عابد بنے اور بہانک اوس خصلت رذیلہ

اصرار کرنے لگے کہ باوجود پند و وعظ کے روبراہ نہو وے بلکہ بمقابلہ و مقاتلہ پیش آ وے تو کیا
اوس بغاوت کی پاداش سے اونکو محفوظ رکھنا اور اونکے اخلاق رذیلہ کی اصلاح مین کوشش نکرنا آپکے
نزدیک عین مقتضای حکمت و مصلحت ہی أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى حاشا و کلا ان اللہ
عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ اور خوب سمجھ لیجیے کہ یہ استرقاق جو ہماری شریعت کے
مطابق ہی اون بدخصالوں کے حق مین نہایت مفید او منتج ثمرات حسنہ او موجب تہذیب ہو نہ یہ کہ جیسا
آپ ازراہ غلبۂ توہمات و تخیلات فاسدہ کے سمجھ رہے ہین یا دیکھیے کلام حکمت التیام صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل رواہ البخاری وہ قوم جو آپکے
اعتقاد مین ازبس مہذب ٹھہری ہوئی ہی اونمین کے آثار کو باب بغاوت مین ملاحظہ فرمائیے حجر دوام
اور انتزاع ملکیت اموال منقولہ و غیر منقولہ سے اور عدم تملک مکاسب بصراحت تمام تجویز فرماتے ہین
حجب میراث ہی نہین بلکہ ضبطی میراث جو حجب سے بھی بدتر ہو واجب ٹھہراتے ہین بلفظ یا لفاظ غلام
التبہ روا نہین رکھتے مگر استعمال احکام غلام مین زیادہ تر قواعد شریعت غرا سے تشدد اور مبالغہ کرتے
ہین جیسے باشب شمر نیل کو ڈا اور دیگر احکام متعلق اوسکے **قال** جبکہ خدا خود الہام کر چکا ہی کلکم
عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ کہ تمام مرد میرے غلام ہین اور تمام عورتین میری لونڈیان ہین
تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کر کر خوش ہوتا کلا واللہ یا اللہ انت وحدک لا شریک لک انتہی **اقول**
آپکی اس تقریر کے جواب مین تو صرف اسیقدر کافی ہی کہ جب خدا تعالی نے اپنے رسول مقبول کی زبان سے
درباب غلامون اور کنیزکون کے ہمکو یہ امر فرمایا ہی کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیے کہ کہے کہ غلام میرا
اور چھوکری میری پس وہ کون شخص ہی کہ خدا تعالی کے حکم کے برخلاف اپنی طرف سے ایک حکم
جاری کرنیکا ارادہ ازراہ تعلی کے کرے کیا احکم الحاکمین اس امر کو پسند فرماویگا کہ اپنے بندون پر کسی اپنے
بندہ کو آپسے زیادہ حاکم یا اثر بناوے کلا واللہ لہ الامر و لہ الحکم و ہو احکم الحاکمین لا راد لحکمہ
ولا مانع لقضائہ اور مخفی نرہے کہ مصنف عالی قدر نے جن کلمات سے یہان استدلال کیا ہی یہ کلمات ایک جز ہین
حدیث مسلم رح کی مصنف نے پوری حدیث نہ لکھی ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم

لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی

الحدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ کہے کوئی تم مین سے یہ الفاظ بندہ میرا بندی میری

تم سب خدا کے بندے ہو اور سب عورات تمھاری خدا کی بندیان ہین لیکن یہ کہو کہ غلام میرا اور

چھوکری میری الخ اور چونکہ لفظ عبد اور امتہ کا مفہوم متضمن ہے معنی غایت تذلل کو اور وہ مخصوص ہے

صرف واسطے خداوند تعالی کے لہذا ان الفاظ کے استعمال سے نہی فرمائی گئی اور جن معانی مین کہ اونکو

استعمال مین لایا جاتا تھا اون معانی کے استعمال کے واسطے جو اور الفاظ تھے اونکی اجازت دی گئی پس

اس اجازت صریح کے برخلاف اگر کوئی مجتہد بھی فتوی دے تو یہ اجتہاد مقابلہ النص ہے کہ بموجب مسلمہ

مسلمہ اصول مردود ہے اور رعال وسکا کس طرح معذور سمجھا جاویگا تنبیہ اس تقریر پر مجتہد عالی قدر کے

غور کرنا چاہیے کہ اس سے صاف نسبت اشراک باللہ کی مجوزین استرقاق کی نسبت ظاہر ہے حالانکہ خود

باعتراف مجتہد سب انبیای کرام مجوز اسکے رہے ہین خود مجتہد کا یہ دعوی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا سنہ ہجری

باتباع رسم جاہلیت مجوز استرقاق رہے پس ظاہر ہوا کہ عقیدہ مجتہد کا یہ ہے کہ نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صرف دو سال اور چند ماہ اواخر عمر مین تو اشراک باللہ سے محفوظ رہے باقی تمام عمر اونکی اشراک باللہ مین ہی

گذری واہ کیا خوب حمایت اسلام کی فرمائی دوستی بخیر دخود دشمنی ست **قال** آزادی جو ہر ایک

انسان کا قدرتی حق ہے غلامی ٹھیک ٹھیک اوسکو برباد کرنے والی ہے انتہی **اقول** ہم نہین

سمجھتے کہ قدرتی حق سے کیا مراد ہے اور یہ حق کسپر ہے اور یہ حق کیسا ہے آیا کسی جرم سے زائل بھی

ہو سکتا ہے یا نہین اور انسان اس حق کا استحقاق کس سبب رکھتا ہے اور یہ استرقاق خاصہ نوعی ہے

یا جنسی ہے ان سب امور کی تفصیل کیجیے مہمل باتون سے کچھ فائدہ نہین حاصل ہوتا **قال** قدرتی حقوق کا

برباد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہے انتہی **اقول** یہ قاعدہ برہانی ہے اور ملت اسلام مین مسلم ہے اور اس

کلیہ پر بہت مسائل متفرع ہین چنانچہ یہ مسئلہ اوسی بنا پر مبنی ہے کہ غلامی مبنی ہے اوپر برباد کر دینے

حق اللہ یعنی اوپر اختیار کفر و شرک کے کہ اکبر الکبائر اور ظلم عظیم ہے لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم

عظیم اور جب وے مرتکب اس ظلم عظیم کے ہوئے تو خود اونھون نے اپنی حرمت آپ برباد کر دی

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ **قال** پس
انسان ایسی خطاؤن کا خطاوار ہوسکتا ہی انتہی **اقول** یہ بات مسلم ہی اور ہم بھی کہتے ہین کہ اس ظلم کے
ارتکاب کے سبب سے ہی لوگ سزای غلامی کے سزاوار ہوے **قال** مگر خدا ایسے قصور کا تقصیر وار نہین ہوسکتا
انتہی **اقول** اسمین کچھ شک نہین اونکے غلام ہوجانیکا خدا تعالی پر کچھ الزام عائد نہین ہوسکتا انھون
نے اپنے حق کو اپنے ہاتھون برباد کر دیا خدا نے اونپر کچھ ظلم نہین کیا تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ حیرت یہ ہی کہ مصنف نے غلامی کو کسطرح مستلزم قصور وارث منعم حقیقی سمجھا ہی ظاہرا ہنوز
اونکو یہ معلوم نہین کہ یہ از قسم حقوق اللہ ہی یا حقوق العباد ہی یا من وجہ حق اللہ ہی اور من وجہ حق العباد
ہی اور یہی غلط فہمی یا تردد باعث اسکا ہی کہ بربنای وجوہ فاسدہ دیوار ناپایدار قائم فرمائی ہی واضح ہو کہ
استخراج نتائج شرعیہ کیواسطے علماء امت مجتہدین نے بہت کوشش و اعتنا کے ساتھ ازروی دلائل عقلیہ و نقلیہ
قواعد محکمہ قائم کرکے مجموعہ قواعد کا نام فن اصول رکھا ہی اور وہ فن مشتمل ہی اوپر قواعد فن میزان و بیان کے وطرہ
یہانتک جسقدر تقریر مصنف نے کی ہی سراسر برخلاف اوس فن کے ہی دیکھو نتائج مستخرجہ مصنف ازروی قواعد
میزان کے کسطرح اونکے مقدمات سے لازم نہین آتے مقاصد اونکے ازروی دلالات صحیحہ کے جسکی تفصیل فن
اصول مین ہی مدلول کسی لفظ کے نہین صاف ظاہر ہی کہ بسبب ناواقفی کے فن میزان و اصول سے محض
تقلیدا وجوہ فاسدہ اور توہمات کے پھندے مین پھنس گئے ہین **قال** یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام اور آسائش سے
رکھے جاوین اور رحم و محبت سے پرورش کیے جاوین تو کوئی برائی نہین غلطی اور سراسر دھوکا ہی غلامی
فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہی اور اونکو بدسلوکی سے رکھنا دوسرا گناہ ہی پس کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ
خوفناک نہین انتہی **اقول** ملت اسلام مین حقوق مالیک بہت حسن و خوبی سے منضبط ہین اور اونکے
مراعات کی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کیطرف سے تاکید شدید ہی یہ حکم ہی کہ جو کچھ تم خود کھاؤ وہی اونکو
کھلاؤ پہناؤ اور جو کام اونپر گران ہو اوسکی تکلیف اونکو نہ دو محنت کے کامون مین اونکے ساتھ خود شریک
ہو کر وہ کام کرو تنہا انھین سے ایسا کام نلو اونپر کسیطرح کی تہمت نلگاؤ اونکو مارنا نہ چاہیئے اگر کوئی اپنے
غلام کو مارے تو کفارہ اوسکا یہ ہی کہ اوسکو آزاد کر دے ورنہ مالک کو صدمہ دوزخ کا پہونچیگا اگر کسیکے پاس

کئی مملوکان ایسے ہون کہ باہم قرابت رکھتے ہون تو اونکو ایک دوسرے سے جدا نہ کرے اگر ستر مرتبہ ایک دن مین
خطا کرے تو برابر درگذر کرے اور یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہین ترمذی اور ابن ماجہ نے
روایت کی ہی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ
بہشت مین نہ جاویگا وہ شخص جو بدخلقی کریگا اپنے ممالیک سے ابو داود نے رافع سے روایت کی ہی
ان النبی صلعم قال حسن الملکۃ یمن و سوء الخلق شوم فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے
ممالیک سے خوش خلقی کرتا ہی وہ مبارک ہی اور جو بدخلقی کرتا ہی وہ بدبخت ہی مجتہد از راہ کمال سوء ادب فرماتے
ہین کہ یہ سب غلطی اور دھوکا ہی العیاذ باللہ تعالیٰ حاصل اونکی تقریر کا یہ ہی کہ غلام بنانا قبیح لذاتہ اور بالذات
گناہ ہی پس یہ رعایات جنکی پیغمبر صلعم نے تاکید شدید کی موجب زوال وصف قبح ذاتی کے نہین ہو سکتین
پیغمبر فرماتے ہین کہ حسن الملکۃ یمن مجتہد دہر برخلاف اوسکے کہتے ہین کہ غلامی خود حقارتی گناہ ہی مین
کہتا ہون کہ یہ سراسر غفلت مصنف کی ہی اور باعث اس غفلت کا تقلید گمراہان اور ناواقفی علم اصول
سے ہی اونھون نے نہ سمجھا کہ جو چیز کہ لذاتہ قبیح اور گناہ ہی کسی شریعت بر حق مین کبھی جائز نہین ہو سکتی مثلاً
کفر کہ کبھی کسی شریعت مین جائز نہین ہوا حالانکہ خود مصنف صفحہ ۱۰ پر توریت کے سفر لویان باب ۲۵
درس ۴۴ لغایت ۴۶ کے مطابق حکم خدا کا بعبارت فارسی نقل فرماتے ہین اوسکا ترجمہ اردو مین
کتاب بیبل مطبوعہ ۱۸۶۹ء مطبع مرزاپور سے لکھتا ہون تمھارے غلام اور تمھاری لونڈیان جنھین تم رکھو
چاہیے کہ ان قومون کی ہون جو تمھارے آس پاس رہتی ہین تم انھین سے غلام لونڈیان مول لینا اور
اون اجنبیون کے لڑکون مین سے بھی جو تم مین بود و باش کرتے ہین اور اونکے گھرانون مین سے جو تمھاری سرزمین
مین پیدا ہوئے ہین مول لیجیو وہ تمھاری ملکیت ہونگے اور تم انھین میراث کے طور پر رکھو کہ تمھارے بعد
تمھارے لڑکون کی میراثی ملکیت ہووین وے ابد تک تمھارے بردے ہین لیکن تم اپنے بھائیون جو
بنی اسرائیل ہین ایک دوسرے پر سختی کرکے خدمت لو انتہی اور تبیین الکلام مین خود مصنف بہت اصرار سے
مدعی عدم تحریف ہین اور بہت ہی شد و مد سے دعوی کرتے ہین کہ وہ مضامین جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب
موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے ہین بلا تحریف و تبدیل کتب بیبل مین موجود ہین پس واضح ہوا کہ مطابق اعتقاد

مصنف کے حکم نما تین کل جو تراجم توریت مین حسب تصریح مذکورۂ بالا کے مذکور ہو من جانب اللہ ہو اور
وہ خدا کی طرف سے ہی تو اوسکو قبیح لذاتہ ٹھہرانا ہرگز ممنوع ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ط اِنَّمَا حَرَّمَ
رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَ
الْبَغْیِ صفحہ ۸۲ جلد دوم تہذیب الاخلاق نمبر ۸ مطبوعہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۸ ہجری مین خود مصنف
لکھتے ہین کہ کسی نے اس قانون قدرت کے مخالف کا کچھ تدارک کیا ہو یعنی عم نے اوسکو جائز رکھا عیسیٰ عم
نے اوسکی نسبت ایک حرف بھی نہین کہا انتہی مین کہتا ہون کہ توریت سے واضح ہے کہ ابراہیم عم نے بھی
اوسکو جائز رکھا ہے دیکھو قصۂ سارہ و ہاجرہ پس یہ سمجھنا چاہیے کہ ابراہیم سے لیکر عیسیٰ عم تک سب انبیا علیہم
الصلوۃ والسلام نے اوسکو جائز رکھا پس تین حال سے خالی نہین کہ جناب ابراہیم عم سے لیکر عیسیٰ عم تک
جسقدر انبیای کرام گذرے اونکو قانون قدرت پر اسقدر بھی علم نتھا جسقدر کہ جناب سید احمد خان صاحب کو ہے یا عمداً اونسے
گناہ ہوے کہ جو جز سب معاصی ہے یعنی بیویکی بہن ہو اور فی نفسہ سخت ناپاک اور قبیح لذاتہ ہو اوسکے قلع قمع کیواسطے انبیا مبعوث ہوتے تھے یا یہ کہ جناب
سید احمد خان صاحب ہی تا با غلط کار ہین شق اول و ثانی تو ہرگز لائق تسلیم کے نہین کیونکہ اگر اوسکو تسلیم
کیا جاے تو قطع نظر اور قباحتون کے زوال عصمت اور جہل انبیا عم کے یہ گناہ خود خدا تعالیٰ صاحب قانون قدرت پر عاید ہوتا ہے
کہ انبیا عم کو جیسے جاہے انکہ مخالف قانون قدرت و قبیح لذاتہ کے ارتکاب سے ممانعت فرماتے برخلاف اوسکے اپنی
کتاب واجب الاتباع مین اوسکا امر فرماتا ہے اگر قانون قدرتی پر عمل کرین تو بسبب مخالفت امر تشریعی کے واجب
التعزیر ہین اور اگر کتاب واجب الاتباع پر عمل کرین تو بسبب مخالفت قانون قدرتی کے اقبح
القبائح اور کبیرہ کے مرتکب ٹھہرتے ہین یہ کیسا قانون قدرت ہے کہ صاحب قانون کے فرمان واجب الاذعان کے برخلاف
ہے اور جب دونون شقین پہلی باطل ہین تو بداہۃً شق ثالث ہی متعین ہے کہ اس شق کے اختیار پر بنا الامر
یہ ٹھہرتا ہے کہ یا سید احمد خان صاحب مغلوب تعصبات و غلط کار ہین ...
پکو بہتر ہے آفتاب ہے تنبیہ مدار سب تعصبات مصنف کا اسپر ہے کہ ازالہ امر فطری کا عموماً گناہ ہے
حالانکہ یہ سراسر وہم اور غلطی ہے البتہ ناحق اور بیوجہ ایسا امر جائز نہین اور
ہے جیسے جوارح جسمانی اور حیات انسانی امور فطریہ ہین اور ازالہ اونکا بلا وجہ جائز نہین مگر واسطے احقاق

حدود و قصاص کے واجب ہین اور اسیطرح پر غلامی کو جو قبیح لذاتہ ٹھہرایا ہی وہ بھی خطا سے فاش اور کھلی ہوئی
غلطی ہی کہ قائل اوسکا کسیطرح پر بسبب مخالفت دلائل شرعیہ کے معذور نہین ہوسکتا **قال** غلامی تمام
اخلاق انسانی کو خراب کر دیتی ہی انتہی **اقول** ظاہرا مصنف کے نزدیک وہ اخلاق کہ جن پر بطور
سزا کے غلامی متفرع ہوئی اور وہ اخلاق ستارین حریت از قسم اخلاق پسندیدہ تھے اگر مصنف ذرا بھی غور
کرتے تو ہرگز ایسا نہ فرماتے بالبدیہہ واضح ہی کہ غلامی مصلح اخلاق ردیہ ہی نہ مخرب اخلاق صالحہ **قال**
غلامون کی حالت اور اونکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کر کر حیوانی حالت مین آجاتے ہین
انتہی **اقول** ظاہرا وہ حالت جسپر غلامی متفرع ہوئی ہی مصنف کے نزدیک حالت ترقی ہی اور یہ قول مصنف کا
بالبداہت غلط ہی اور خلاف مشاہدہ ہی اور روسے اخبار صحیحہ کے ثابت ہی کہ عقل و عادات و اخلاق غلامان
صحابہ مصنف رضی اللہ تعالی عنہم کے خادمان آزاد بلکہ خود مصنف صاحب سے بھی بدرجہا اچھے تھے اور مصنف صاحب
فرماتے ہین کہ یہ آیت ان هم الا كالانعام بل هم اضل سبيلا کسکی مذمت مین نازل ہوئی ہی آیا
غلامون کی نسبت مین یا مالکون کی قرآن مجید مین خدا تعالی جنکو حیوان خصال فرماتا ہی وہی لوگ مملوک تھے
پس جاننا چاہیے کہ حیوان خصالی غلامی کو لازم نہین بلکہ بسا اوقات غلامی باعث اسکی ہی کہ آدمی
حیوان خصالی سے نکال کر داخل صفات کمالیہ انسانی کر دے عجب الله من قوم يقادون الى الجنة
بالسلاسل مگر سخت مشکل یہ ہی کہ مصنف ابھی تک یہ بھی نہین جانتے کہ کمالات انسانیہ کیا ہین اور
خصالات حیوانیہ کیا ہین تہذیب اخلاق کیا ہی تخریب اخلاق کسکو کہتے ہین عقل کیا چیز ہی اور وہم
کیا ہی ع حسنہا داز گون دارند قوم **قال** اور جو لوگ غلام بناتے ہین وہ جبر اور نا انصافی
انسان کو جو اشرف المخلوقات ہی تنزل کی حالت مین ڈالتے ہین **اقول** شرف انسانی کو تو خود
اونھون نے پہلے ہی زائل کر دیا اور اپنے اوپر خود ظلم کر کے مرتبہ انسانی سے پہلے ہی تنزل مین گر گئے
اسی سبب سے تو اونپر یہ سزا تجویز ہوئی وما ظلمناهم ولكن ظلموا انفسهم **قال** غلامی کی جائز
انسان کے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہی معطل و بیکار ہو جاتے ہین اور اونکی حالت
ہر طرحپر اونکی ترقی کی جنکی ترقی کرنا قدرت نے بنایا تھا واسطے قادر مطلق کی مرضی ہی مانع ہوتی ہی **اقول**

صاف غلط ہی کونسی قوت جاتی رہتی ہی حواس ظاہری و باطنی مین کچھ فرق نہین آتا جوارح جسمانی
جاتے نہین رہتے صانع قدرت نے جس کام کیواسطے آدمی کو پیدا کیا ہی کوئی چیز اوسکی مانع نہین ہوتی. ہان
مال و متاع دنیوی زائد از حاجت اصلیہ اپنے واسطے جمع نہین کر سکتا اور اسراف کی قدرت نہین رکھتا
سو یہ دونون امر منافی قانون قدرت نہین اگر غور کیجاوے تو حالت اونکی بہ نسبت محبوسان جنس دوام کے
جو بموجب باب ششم پینل کوڈ کے محبوس ہوتے ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر ہوتی ہی **قال** محنت اور مشقت
اوٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہی کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین انتہی **اقول**
اگر وہ بھلائی اور ترقی مراد ہی جسکے واسطے انسان پیدا ہوا ہی تو سب تقریر مصنف کی غلط محض ہی اوسکی
نسبت جسقدر ریاضت و عبادت مین اونکی محنت و مشقت ہوگی ہر اینہ اونھین کی ترقی اور بھلائی کی
باعث ہوگی نہ کسی دوسرے کی اور اگر ترقی اور بھلائی دنیوی جو تمامتر مطمح نظر مصنف اور مقصود بالذات
اونکی ہی مراد ہی تو یہ قول مصنف کا کہ محنت و مشقت الی قولہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے انتہی قطعاً ممنوع ہی اگر مصنف اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہون تو پیش کرین ہیہات
سے کچھ کام نہین چلتا مدعا کے اثبات پر لانا برہان کا ضرور ہی **قال** محبت اور الفت جو انسان کی
زندگی کی جان ہی اور جسپر دین و دنیا دونونکی بھلائی منحصر ہی غلامی کی حالت مین بالکل مردہ ہوجاتی
ہی انتہی **اقول** کلیتہً غلط ہی نا آشنائی اور غیریت تو یہی خاصہ غلامی کا نہین مقتضائی سبیت بعض نااہلون کا ہی
چنانچہ بہت آزاد اس طبیعت کے موجود ہین علاوہ بران کمال انسانی تو محبت خالق اور دار آخرت
مین ہی اور اسمین دین و دنیا کی بھلائی منحصر ہی اور یہی انسان کی زندگی کی جان ہی جسب ہی تیر سے
مردہ ہوگئی تو بعد غلامی کے اگر وہ [illegible] اسیر
گذشت [illegible] آپ مین اونکے قواعد پر بھی
نظر فرمایے کہ محبوسان فرنگ بھی اپنی بھلائی کے لیے کچھ محنت نہین کر سکتے **قال** جو لطف اور خوشی
محبت از دواج سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی غلامون کو حاصل نہین ہوتا انتہی **اقول** یہ بھی محض غلط ہی

قال اونکا ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھہ زیادہ رتبہ نہین رکھتا **اقول** یہ بھی
غلط اور تمامتر باطل ہی **قال** اولاد کی محبت اور اونکی پرورش کا جوش جتنا جانورون مین ہی
غلامون مین اتنا بھی نہین ہوتا **اقول** یہ بھی غلط ہی پرورش اولاد اور جوش محبت خصائص جبلی انسانیہ سے ہین
اور وہ غلامی اور آزادی پر منحصر نہین پس یہ قول بھی مصنف کا محض غلط اور خلاف مشاہدہ ہی **قال**
غلامون مین ولولہ ہمدردی کا کسی سے یہان تک کہ اپنی اولاد سے بھی مطلق نہین ہوتا انتہی **اقول** سراسر
مغالطہ اور غلط ہی اکثر مواقع پر غلامون نے ہمدردی مین اپنے آقاؤن کے ایسے کارنمایان کیے ہین کہ آزادون سے
نہین ہو سکتے مشہور خبر ہی اور چند پرچہای اخبار مین مطبوع ہوئی ہی کہ بعض بلاد مین ہر سال صدہا بچہ
نوزائیدہ سڑکون پر پائے جاتے ہین اور ان جزائر مین جو یہ صفت ہمدردی کی اور محبت اولاد کی ہی کیا
وہ بھی لونڈیان ہی ہین **قال** بیوفا ہونا اونکی ایک مشہور صفت ہو جاتی ہی **اقول** تعجب ہی کہ
دعوی تو ہی کہ تقلید کا اور تقلید یہان تک کہ افواہ عوام کی تقلید کی بنا پر استدلال یہ کہنا کہ بیوفائی ایک
مشہور صفت غلامی کی ہو جاتی ہی محض غلط بلکہ بے معنی ہی اور اگر مصنف اصل مین غور کرتے تو سمجھہ لیتے کہ حدوث
استرقاق ابتداءً استرا بیوفائی ہی کی ہی کہ جب عہد فطری کو توڑ کر غایت درجہ کی بیوفائی اختیار کی
تو مستوجب سزای استرقاق کے ہو گئے **قال** مالکیت جو ایک قدرتی خوشی ہی وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی
اقول مالکیت کسکو یا خوشی بتاتی ہی اور کسکی صفت ہی کچھہ سوچ سمجھہ کر فرماؤ اور کب بالکل معدوم ہوتی ہی
یہ کلیہ بھی آپکا اوپر اصول اہل اسلام کے سراسر غلط اور ناواقفی ہی مسائل اصول سے فلا یبطل الرق
مالکیۃ النکاح والحیوۃ والدم نہایت تعجب ہی کہ جناب مصنف اس قانون قدرت کو غلامان
شرعی کے باب مین تو بہت کام مین لا رہے ہین مگر محبوسان قید فرنگ کی نسبت ایک اعتراض بھی اس
قانون قدرت کی بنا پر زبان پر نہین لاتے **قال** چونکہ غلام بجز روٹی کھانے اور کپڑا پہننے کے کوئی
حقوق دنیا مین اپنے لیے نہین رکھتے ایسے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کو دوسرے پر
پیدا کیے ہین ناواقف رہتے ہین **اقول** کیا خوب قضیہ شرطیہ ہی کہ مقدم کو تالی سے ربط جیسا لازم نہین
پس اوسکو لزومیہ تو کسی طور پر بھی نہین کہہ سکتے اگر اتفاقیہ کہیے تو وہ کلیہ بھی صحیح نہین البتہ جزئیہ اتفاقیہ

کہا جاوے تو بیجا ہے اور سلم الثبوت ہے گرچہ مفید مصنف نہیں ہیں اسوقت اس سے زیادہ کچھہ نہیں لکھتا لیکن اسپر اگر کوئی مدعی اسلام اصرار کریگا تو بہت سے غلام ایسے نشان دونگا جنکی نجابت و اخلاق پر کسی مسلمان کو شک نہیں **قال** اور لیسے اونکی کچھہ قدر نہیں **اقول** یہ بھی غلط ہے جنمیں جوہر علم و عقل ہے اونکی ہر زمان قدر ہے دیکھو بلال حبشی اور زید بن حارثہ کہ خدا ے عز و جل اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکے اصحاب کرام کے نزدیک عزیز اور صاحب قدر اور ابوجہل وغیرہ کفار باوجود نہ مملوک ہونے کے کتنے بیقدر اور ذلیل تھے **قال** اور گناہ اور دوسروں کی حق تلفی اور طرح طرح کے جرایم دینی اور دنیوی کے مجمع بن جاتے ہیں اور اپنے نفس کو کسیطرح ضبط میں نہیں رکھہ سکتے **اقول** ارتکاب جرائم دینی و دنیوی اور اتلاف حقوق اور پیروی نفس امارہ کی باعث تم مصنف کو جو حکم قرار دیتے ہیں وسے خود ہی از روے انصاف کے فرماویں کہ یہ اخلاق ذمیمہ کن لوگون میں بہت ہیں اور آیا وسے لوگ غلام ہیں یا غیر مملوک اور جرایم دینی میں مصنف کے نزدیک آیا وہ جرم بھی داخل ہے کہ جسکو قرآن مجید مین بلفظ ظلم عظیم اور احادیث نبوی میں بلفظ اکبر الکبائر تعبیر کیا گیا ہے اور اسیطرح ارتکاب زنا اور شرب خمر کرنا محرمات شرعیہ سے آیا یہ بھی کچھہ تھوڑی بہت جرائم دینیہ میں داخل ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو خود مصنف صاحب فرماویں کہ یہ امور زیادہ تر غلامون میں پاے جاتے ہیں یا غیر مملوکون میں آنکھہ کھولکے بنظر صحیح دیکھیں کہ جرائم دنیویہ کہ متعلق حقوق عباد سے ہیں اور عقلاً و نقلاً مستوجب اجراے حدود و تعزیر و قصاص ہیں ان بلاد میں اس زمانہ میں کس کثرت سے شایع ہیں آیا مرتکب اونکے مملوک ہیں یا غیر مملوک آگے لیسے آخر صفحہ ۱۱ تک مصنف نے تکرار مضامین فرمایا ہے اور جھوٹے اقوال کو از راہ غلط فہمی یا مغالطہ سچا ٹھہرایا ہے بالبدیہہ اور یہ حکم بدیہیات اولیات غلط محض ہے اور اسقدر صریح البطلان ہے کہ اوسکے ابطال میں ہمکو ایک حرف بھی لکھنا ضرور نہیں **قال** صفحہ ۱۱ آہ اس بیرحم سنگدل پیچ بچونکو اونکی ماؤن کی آغوش سے جدا کرتا ہے انتہی **اقول** آہ ہین نہ بھرئیے قانون قوم مہذب کو یاد فرماکر صبر کیجیے دیکھیے کہ محبوسان دوام کے آغوش سے نادان بچے جدا کرکے اونکو جزائر دریاے شور کو بھیجا جاتا ہے چالیس دن بعد وضع حمل سے بچے کو آغوش مادر سے جدا کرکے مادر کو پھانسی

وہ بیچاتی ہے مگر اس معاملۂ خاص مین دامن اسلام اس بیرحمی کی گرد سے پاک ہے ہماری ملت مین
یہ امر سخت ممنوع ہے اور ہرگز جائز نہین اور مصنف آ وہی سمجھتے ہین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ایسے لوگون پر لعنت کرتے ہین عن ابی موسیٰ قال لعن رسول اللہ صلعم من فرق بین الوالد
و ولدہ و بین الاخ و بین اخیہ رواہ ابن ماجۃ والدارقطنی لعنت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے اوسپر جو تفریق کرے درمیان باپ اور اوسکے بیٹے کے اور بھائی اور بہن کے عن عبد اللہ بن مسعود
قال کان النبی صلعم اذا اتی بالسبی اعطی اہل البیت جمیعا کراہیۃ ان یفرق بینہم رواہ
ابن ماجۃ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کہ اونکے پاس قیدی پکڑے ہوئے آتے تھے تو ایک
گھر والونکو یکجا دیدیا کرتے تھے بسبب ناپسند کرنے اس بات کے کہ تفریق کرین اونکے درمیان مین
عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ
الیس اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین و یتامی قال نعم فاکرموہم کرامۃ
اولادکم واطعموہم مما تاکلون قالوا فما ینفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ تقاتل علیہ
فی سبیل اللہ و مملوک یکفیک فاذا صلی فہو اخوک رواہ ابن ماجۃ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے کہ داخل نہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکونکے ساتھ برائی سے پیش آتا ہے کہا لوگون نے اے رسول اللہ کیا
آپنے یہ خبر ہمکو نہ دی تھی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے کہا ہان پس چاہیے اکرام کرو
اونکا مانند اکرام اپنی اولاد کے اور کھلاؤ اونکو اوس چیز مین سے کہ تم کھاتے ہو کہا لوگون نے کہ کیا
چیز ہے دنیا کی جو ہمکو نفع دیتی ہے فرمایا کہ گھوڑا جسکو باندھے تو جہاد کرتا ہوا اوسپر خدا کی راہ مین اور غلام کہ
کفایت کرے تجکو پس جس وقت کہ نماز پڑھے وہ تو وہ تیرا بھائی ہے عن ابی ایوب قال سمعت رسول اللہ
صلعم یقول من فرق بین والدۃ و ولدہا فرق اللہ بینہ و بین احبتہ یوم القیامۃ رواہ
الترمذی والدارمی جسنے تفریق کی درمیان والدہ اور اولاد کی تفریق کریگا اللہ اوسمین اور اوسکے
پیارون مین قیامت کے دن عن علی قال وہب لی رسول اللہ صلعم غلامین اخوین فبعت
احدہما فقال لی رسول اللہ صلعم یا علی ما فعل غلامک فاخبرتہ فقال ردہ ردہ رواہ الترمذی

و ابن ماجہ نے کہا علی نے بخشے مجکو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دو غلام بھائی بھائی پس بیچا مینے
اونمین سے ایک کو پس کہا مجھسے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا ہوگیا غلام تیرا پس مینے اوسکے حال سے
خبر دی پس فرمایا کہ پھیر لے پھیر لے اوسکو **قال** ش ہندون یا کافرون کے ساتھہ لڑائی کی قیدی عورتون
اور بچون اور مردون کا غلام بنانا اون بدیون مین سے کسی بدی کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا اونکا
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا **اقول** مجتہد دہر کے نزدیک حقوق اللہ بہت ہی ہلکے ہین
اور خفیف ہین کافر ہونا ایسا خفیف جرم ہے کہ جس سے کوئی حق کافر کا زائل نہین ہوسکتا مگر یہ عقیدہ غلط ہے
اور بلا دلیل ہے اہل اسلام کے نزدیک بموجب حکم خدا تعالی إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ کے اس سے زیادہ
کوئی جرم نہین اور اسیکے سبب سے عصمتین اونکی زائل ہوجاتی ہین جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے قال
الكفار لما استنكفوا عن عبادة الله تعالى والحقوا انفسهم بالبهائم في عدم النظر والتامل في
آيات التوحيد جازاهم الله تعالى بجعلهم عبيد عبيده متملكين مبتذلين بمنزلة البهائم ولهذا
لا يثبت الرق على المسلم ابتداءً پھر ظاہر ہے کہ غلام بنانا اون بدیون کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا یہ بھی غلط فہمی ہے یا مغالطہ ہے بیان جنکی تصریح اوپر مصنف
نے کی ہے حال اونکا اوپر گذر گیا اور دعوی امتناع زوال آزادی کا محض بیدلیل ہے بلکہ بوجوہ مرقومہ
سابق کے باطل ہے آزادی عین یا جزو ذات انسان نہین ہے کہ انسان سے جدا نہوسکے دیکھو سب جنون کے
حق قدرتی یعنی عقل بالبدیہہ جاتا رہتا ہے پس آزادی مین کیا چیز عقل سے زیادہ ہے کہ جسکے سبب آزادیکا
زوال ممتنع ہے اور داخل تحت قدرت کے بھی نہین ہے اور ہم اوپر وجوہ زوال عصمت حریت کو کر بیان
کرچکے ہین اور اب تک مصنف کی تقریر سے یہ امر بھی صاف ظاہر نہین ہوتا کہ آزادی من قبیل حقوق اللہ ہے
یا من قبیل حقوق العباد یہی ہے کہ قسم اول سے تو نہین پس متعین ہوئی قسم ثانی اور چونکہ توحید اور ایمان کہ
جسکو کفار نے ضائع کرکے ہتک ناموس خدا مین نہایت سرگرم ہوے حقوق اللہ مین سے ہے پس مصنف
کس منہ سے یہ دعوی کرتے ہین کہ کافر ہونا حق آزادی کو زائل نہین کرسکتا کیا اونکے نزدیک حقوق
العباد علی اللہ حقوق اللہ علی العباد سے زیادہ تر محکم اور قوی ہین عدم مراعات حقوق اللہ تو ایسی سخت

جرم ہی کیا ہے کہ سزا میں آزادی کی تو حقیقت ہی کیا ہے اکثر جرم بلیات انسانیہ سے بھی خارج کر دیئے گئے ہیں یا جیسے
آیات سے تبدیل منہم القردۃ والخنازیر فقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین ط **قال** فرض کرو کہ لڑنے والے
قصور وار ہوں مگر عورتوں کا کیا قصور ہے **اقول** ظاہرا کفر و شرک جو خدا تعالی اور کافہ انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے نزدیک ظلم عظیم اور اکبر الکبائر ہے مصنف کے نزدیک کچھ جرم نہیں یا اگر ہے تو بہت ہی حقیر ہے
وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اصل جرم تو کفر و شرک ہی ہے اور لڑنا اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنا ساتھ نصیحت کرنے
والوں اور پیغمبروں کے جرم بالائے جرم ہے اور یہ تو وجہ ہے کہ عورتوں کی نسبت بباعث مقابلہ اور
مقاتلہ یا احتمال مقابلہ و مقاتلہ کے علاوہ سزا ہے رق کے سزا قتل نہیں تجویز کی گئی ہے **قال** شاید
اونکا یہ تصور ہو کہ وہ کافر ہیں مگر معصوم بچوں کا کیا قصور ہے **اقول** شاید کہ کیا معنی مصنف کو
باوجود دعوی اجتہاد مفید یہ بھی بالیقین علم نہیں کہ شرع محمدیہ میں رق کی بنا کیا ہے رہی اطفال
سو حال اونکا یہ ہے کہ اون میں جو عاقل ہو اور قبل از گرفتار ہونے کے مسلمان ہو گیا ہو تو وہ رقیق نہیں
ہو سکتا لان الصبي في اول حاله عديم العقل وفي الآخر ناقص العقل فلا يتم ... القول
والفعل حتى يصح اسلامه اور اطفال میں جو بہت صغیر اور غیر عاقل ہیں تو وہ جمیع احکام شرعیہ
میں تابع کنارہ ہیں اور ظاہر حال اونکا مشابہ حال ماں باپ اور اہل دار حرب کے ہے لیکن اگر کوئی اونکے ماں باپ میں سے
مسلمان ہو گا تو ہر اینہ وہ بھی اوسکی تبعیت میں مسلمان سمجھے جاوینگے ومن اسلم منہم في دار الحرب
احرز باسلامہ نفسہ لان الاسلام ينافي ابتداء الاسترقاق واولادہ الصغار لانہم
مسلمون باسلامہ تبعا یا اگر کوئی بچہ بغیر حفاظت ماں باپ کافر کے بطور لقیط کے پایا جاویگا تو وہ بھی
رقیق نہوگا علاوہ بران استرقاق تذلیل و تحقیر دادن لوگوں کی جنہوں نے حد سے زیادہ تحقیر و اہانت
حقوق اللہ کی کی ہے اور حکمت کاملہ مقتضی اوسکی ہوئی کہ اونکی سزا ایسی تجویز کیجاوے کہ موجب کمال
ذلت ہو پس اگر تحقیر و تذلیل اونکی بھی بدرجۂ غایت بذریعہ استرقاق اونکی اور اونکے اولاد و ذراری کی
کیجاوے تو کچھ ظلم اور خلاف عقل نہیں ہے **قال** جو امور لونڈیوں اور قیدیوں کے حقوق میں اور بیگناہ
اہل عصمت کے ساتھ جائز سمجھے جاتے ہیں کیا وہ حقیقت میں نیک سمجھے جانے ہیں **اقول** کیا یہ مغالطہ کی

تقریر ملت اسلام پر کس طرح کا الزام عاید کر سکتی ہی کیا یہ بات بے اصل اور غلط محض کسی قسم کا الزام
اہل ایمان پہ دھر سکتی ہی قیدی عورتوں اور بیگناہ اہل عصمت کا یہان کیا تذکرہ ہی یہان تو صرف
بحث لونڈیوں کی ہی جنھون نے بسبب ہتک حرمت حق اللہ کے موت کا گناہ کیا اور اپنے حقوق کی عصمت
اپنے ہاتھوں زائل کر دی اور مستوجب تحقیر اور تذلیل کی ہوئین اب رہی یہ بات کہ مباشرت ساتھ
مملوکات کے قبیح ہی یا نہین مصنف دعوی کرتے ہین کہ امر قبیح ہی مگر کوئی دلیل اسپر نہین لا سکتے علاوہ
براں یہ دعوی صریح باطل ہی کیونکہ قبح مباشرت صرف اوس محل مین ہی جو ملک متعہ سے خالی ہو اور چونکہ
ملک متعہ منکوحات مین بسبب عقد نکاح کے اور مملوکات مین بسبب ملک رقبہ کے ثابت ہی پس
ادعای قبح ہر اینہ بے اصل و باطل محض ہی اگر ملک رقبہ مین قایل قبح کے ہونگے تو بالضرورۃ ملک نکاح
مین بھی قبح کا قایل ہونا پڑیگا کیونکہ موجب رفع قبح دونون مین مشترک ہی مصنف کی تقریر سے یہ بھی
ظاہر ہوا کہ گو بظاہر صفحہ ۲۲ پر اونھون نے سبھا پیغمبرون کو صرف ایک پیغمبر یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اوس گناہ حقیقی اور قبح ذاتی سے معصوم ٹھہرایا ہی مگر در پردہ آخرکو اونپر بھی تہمت ارتکاب امر قبیح
ذاتی کے لگائے بغیر نہ باز آئے کہ خود صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہین کہ ماریہ قبطیہ بطور کنیز کی ہمکنار ذات پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین اور اون سے ابراہیم پیدا ہوئے پس بالبداہت دعوی مصنف مستلزم اسکا ہی
کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مرتکب ایک امر قبیح ذاتی اور خلاف قانون قدرتی کے ہوے اور یہ بھی
ظاہر ہوا کہ مدح مرقومہ صفحہ ۱۲ محض زبانی تھی کہ حال جو کچھ تھا تھوڑی دیر کے بعد کھل گیا مصرع
بوی ہر نہ مرم پدید آید زود زود **قال** کیا وہ باتین حرکات بہایم سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتی ہین
اقول کیا مصنف کے نزدیک یہ امر شبہ ہی کہ ایک صاحب عقل و ایمان خوب جانتا ہی کہ مصنف کی سب
بے دلیل اور بے اصل باتین محض دیکھا دیکھی گمراہون کی ہین **قال** کیا کسی مذہب کے سچے ہونے اور خدا کے
دیے ہوئے پر دلیل ہو سکتی ہی **اقول** جاہلانہ تقریر ہی احکام فرعیہ کو راستی مذہب پر کون دلیل
لاتا ہی مگر ہان جب راستی مذہب کی اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو جواز استرقاق راستی مذہب
و ملت پہ اصلا دلیل نہین ہو سکتا **قال** یہ دنیا کی آنکھ مین اس مذہب اور اہل مذہب کی نیکی بٹھاتی ہی

حاشا وکلا ایک لمحہ کے لیے بھی یہ بات نہین مانی جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کیطرف سے اوترا ہو
اوسمین ایسے امور جائز ہون **اقول** دنیا مین جو صاحبان عقل و ایمان ہین مثل انبیا علیہم السلام اور اونکے
اتباع اور دیگر حکماء نامی ہین اونکے نزدیک تو استرقاق جو بموجب قواعد شرعیہ کے ہے کسیطرح عقلا
قبیح نہین دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام بلکہ شروع دنیا سے حضرت عیسی علیہ السلام تک بہ قول مجتہد و مبرہن بھی یہ امر جائز
ٹھیرایا گیا اور اوسپر بنا ہی جواز استرقاق کے ﴿ جواز از روے نص صریح تراجم توریت مقدس سفر احبار
باب ۲۵ ورس ۴۴ لغایت ۴۶ ہے جسکو خود مصنف نے صفحہ ۱۱۸ پر نقل کیا ہے اور ہمنے بھی اوپر لکھا ہے تا ہم
﴾ کسی نبی نے تکذیب توریت کی نہین کی خود مصنف تبیین الکلام مین تراجم کے مضامین کو ایک نبی [illegible]
اور سچا مانتے ہین اور جواز استرقاق کی بابت اونکے خصوص مین بھی توریت کی تکذیب نہین کی اور بصراحت تمام
تراجم کو سالم از شائبۂ تحریف و تبدیل سچا قرار دیتے رہے اب جو یہ فرماتے ہین کہ ایک لمحہ کے لیے بھی
الخ صاف تناقض کلامی ہے وہ کیسا لمحہ ہے کہ روز تالیف تبیین الکلام سے تالیف رسالہ ہذا تک بیشتر
تمام نہو چکا تھا کیسا لمحہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام بلکہ شروع دنیا سے اب تک ختم نہو چکا کیا یہ انبیاے بنی اسرائیل
توریت مقدس کو جھوٹا جانتے تھے کیا وے اس ورس کے برابر تکذیب کرتے رہے ہین
بطور فرض محال کے یہ بات فرض کی کہ مصنف کے زعم فاسد مین جواز استرقاق آیۂ قرآن سے
منسوخ ہو گیا لیکن تا روز نزول قرآن تو کئی ہزار برس توریت مقدس کے نزول کو گذر چکے تھے اور
سب دنیا کے اہل ایمان اور اہل عقل نے یہان تک کہ فلاسفۂ یونان نے بھی اس حکم جواز استرقاق مین
کچھ اعتراض اور عذر نکیا اور اس بنا پر کسی نے اس مدت مدید تک ملت موسی علیہ السلام کی نسبت نہین کہا
کہ یہ ملت جھوٹی ہے اور خدا کیطرف سے نہین جیسا کہ مصنف فرماتے ہین پس ظاہر ہوا کہ یہ تقریر مصنف
کی سراسر مغالطہ اور بے دلیل محض صرف بتقلید بعض بے دینون جاہلون کی ہے اور خود مصنف کے
تصریحات کے بر خلاف ہے ہان اگر لفظ دنیا اور اہل دنیا کو اون معانی پر محمول کیا جاوے جو مصرعہا
مرقومہ ذیل مین مراد ہین تو یہ قول مصنف کا گویا کہ راس العین قبول ہے اور ہم خود اول مدعی
اوسکے ہین ۔ شعر ۔ چیست دنیا از خدا غافل بدن ۔ عہ ۔ اہل دنیا کافران مطلق اند ۔ عہ ۔ [illegible]

واقع مین ایسے ایسے آدمی اس قسم کے توہمات کو یقینیات ٹھہرا کر خدا کی کتابون اور اوسکے پیغمبرون سے انکار کرنے لگتے ہین فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا **قال** نہایت افسوس ہی کہ ان باتونکو سوچا سمجھا نجاوے انتہی **اقول** ہمکو بھی نہایت افسوس ہی کہ ان امور کو بنظر غور نہ دیکھا جاوے اور بتقلید ملحدین کے توہمات و تخیلات کو از قسم یقینیات ٹھہرا لیا جاوے یہان تک مصنف نے اپنے زعم مین وہمیات کو عقلیات تصور فرماکر اونکی بنا پر گفتگو کی ہی گویا کہ بحث عقلی کی ہی آگے اسکے نقلیات مین بحث کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال** یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور مسیح علیہ السلام نے کچھہ نہین کہا انتہی **اقول** یہود کو سجز اسکے کہ غلامی کو جائز سمجھے اور کچھہ چارہ نہ تھا موسی علیہ السلام نے جب اونکو فرمان ایزدی سنایا پس اگر وہ اوسکو جائز نہ سمجھتے تو اور کیا کرتے اور جناب عیسی علیہ السلام نے جو نسبت اوسکے ایک حرف بھی انکار کا نفرمایا تو وہ بھی بے اختیار محض تھے حکم خداوند متعال کا جو کچھہ توریت مین تھا اوسکے برخلاف بدون حکم خداوند تعالے کے کس طرح حرف انکا زبان پر لاسکتے تھے مصنف کے الزام کا جواب اونکے پاس صاف موجود ہی سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ **قال** مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھہ اوسکی نسبت کہا اوسکو کسینے نہین سمجھا انتہی **اقول** بڑا تعجب ہی صحابہ کرام کہ باوجود دریافت کامل کے لغات عرب اور ذہن ثاقب اور صفائی ظاہری و باطنی اور مصاحبت صاحب وحی اور دیگر کمالات علمیہ کے مطلب اور مدعا کلام خدا اور رسول کو اسقدر بھی نہ سمجھہ سکے کہ جسقدر ایک ایسے شخص نے سمجھا جو لغات عرب سے بھی محض ناواقف ہی طرق استنباط مسائل شرعیہ سے بھی نابلد محض ہی اور لیکن مگر تھوڑی دیر کے بعد خوب صاف معلوم ہوجاویگا کہ جو کچھہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکو کسنے سمجھا اور کسنے نہین سمجھا **قال** خدا تعالے نے قرآن مجید مین انسان پر بعض قدرتی احسان بیان کر کے یون فرمایا أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ کیا نہین دین ہمنے اوسکو دو آنکھین اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور کیا نہین بتا دیے ہمنے اوسکو دو گھاٹیون کے رستے پھر وہ نہین پھلانگ جاتا گھاٹی کو تو جانتا ہی

کہ وہ کیا گھاٹی ہے وہ غلام کا آزاد کرنا ہے انتہی **اقول** ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کو معانی لغات عربیہ پر
اطلاع نہین آیۂ کریمہ مین جو کلمہ نجدین تثنیہ نجد آیا اوسکا ترجمہ کرتے ہین دو گھاٹیوں کے رستے حالانکہ یہ ترجمہ
سراسر غلط ہے نجد کا گھاٹی ترجمہ کیا نجد لغت عرب مین مادہ ن ج د سے مشتق ہے اور بمعنی علو اور ظہور کے کہ صاف
برخلاف ہے گھاٹی کے کہ پستی اور خفا اوسکو لازم ہے قال الجوهري النجد ما ارتفع من الارض
والجمع نجاد ونجود وانجد ومنه قولهم فلان طلاع انجد اذا كان ساميا لمعالي الامور قال
الشاعر وقد يقصر القل الفتى دون همه وقد كان لولا القل طلاع انجد والنجد الطريق المرتفع قال امرء القيس
وآخر منهم جازع نجد كبكب ويقال انجد فلان الدعوة رفع الصوت فيها پس ترجمہ نجدین کا دو اونچی
چیزین جو بمنزلۂ ارتفاع وفوقیت کے لغات عرب سے لکھا ہے بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ دکھائی ہمنے اسکو دونون راہین نیک و بد
یعنی دونون راہ نمودار کہ جدا جدا صاف ظاہر ہین ایک دوسرے سے مشتبہ نہین ہے ایسے ہی کلمہ اقتحم جو آیت
مین وارد ہے اوسکا ترجمہ پھلانگ جانا لکھا حالانکہ نہ باعتبار مادہ کے ترجمہ اقتحام کا پھلانگنا صحیح ہے
نہ باعتبار اشتقاق کے پھلانگ جانا صحیح ہے اقتحام کے معنی ہین داخل ہونا بہ دشواری
يقال اقحمت الفرس النهر فانقحم واقتحم النهر ايضا دخله ومنه قوله تعالى
فلا اقتحم العقبة یعنی نہ گھسا گھاٹی مین مراد یہ ہے کہ عامل ایسے عمل کا نہوا کہ نفس پر دشوار ہو عمل غور کرو
کہ کہاں اقتحام اور کہاں پھلانگنا **شعر** صلاح کار کجا و من خراب کجا ٭ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
یہان تک مختصر بیان تھا غلطی مادہ لغت کا اب بیان غلطی اشتقاق کا سنیے کہ اقتحم صیغہ ماضی اور بسبب
دخول حرف نفی کے منفی ہے بطور فرض محال فرض کیا جاوے کہ معنی اقتحام پھلانگنا ہین تو بھی لا اقتحم کا
ترجمہ یہ چاہیے تھا کہ نہ پھلانگا اوسنے یا کہہ سکتے تھے نہین پھلانگ گیا یہان تمنیہ یا ترجی یا شرط وغیرہ نہین کہ
جسکے سبب ہم ماضی کے معنی مین تصرف کرکے بجای پھلانگا پھلانگ جاتا بدل لیتے اور ترجمہ فک رقبۃ کا
غلام آزاد کرنا بھی غلط ہے صحیح ترجمہ اسکا ہے چھوڑانا گردن کا اور وہ عام ہے غلام کی آزاد کرنے سے
ایسے محبوس کے چھوڑانے پر بھی اطلاق اوسکا ہوتا ہے جو بسبب بند یا ادائے قرضہ کے محبوس ہو اگرچہ یہ تمیز
الفاظ ہے کہ ہمکو اس طرف توجہ بہت کم ہوتی ہے مگر اس مقام پر مختصر بحث الفاظ ضروری تھی تاکہ ظاہر ہو جاوے

کہ مجتہد ہر ہنوز لغت عربی سے کہ علم اوسکا رکن اجتہاد ہی محض ناواقف ہین اور باوجود اس ناواقفی کے دعوی اجتہاد کا اور مخالفت اجماع کا فرماتے ہین **قال** پیغمبر صاحب نے کھلم کھلا فرمایا کہ ما خلق الله شیئا علی وجه الارض احب الیه من العتاق الله صاحب نے زمین کے پردہ پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی **اقول** ہمکو اسمین کچھہ گفتگو نہین کہ آزاد کرنا بردہ کا عمل خیر اور موجب ثواب ہی لیکن ہم اس حدیث مین جو مصنف نے نقل کی کلام کرتے ہین کہ مجتہد دہر نے کہان سے نقل کی اسکی سند لکھنی چاہیے تھی اسباب یہی ہین وہی مدعی اجتہاد ہین اور برخلاف اجماع امت محمدیہ کے اپنی طبیعت سے مضمون غلط گھڑ کر پیش کیا ہی پس ہم اونکو ایسا مطلق العنان نہ چھوڑینگے کہ بلا سند قوی کے ضعیف موضوع اخبار سے وہ استدلال کر سکین بلکہ ہر دعوی پر دلیل اور ہر دلیل کی سند قوی طلب کرینگے **قال** لڑائی کے قیدیون کی نسبت خدا نے صاف فرما دیا فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً لڑائی کے بعد احسان کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو انتہی **اقول** اس آیت کا ایک حرف بھی مصنف نہین سمجھے اور جہان تک اس آیت سے استدلال کیا تمام تر مبنی بر ناواقفی لغات عرب کی ہی بحث اسکی آگے آویگی **قال** طائف کی لڑائی مین پیغمبر خدا صلے الله علیه وآله وسلم نے منادی کرا دی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین انتہی **اقول** کیا آفت ہی کہ جب استدلال کرتے ہین تو اصلا خیال خبر صحیح و غیر صحیح کا نہین فرماتے مصنف فرماوین کہ یہ مضمون کس کتاب سے نقل کیا اور وہ کتاب اونکے نزدیک معتبرات سے ہی یا نہین اور جس کتاب سے مصنف نے یہ مضمون نقل کیا ہی اگر ہم اوسے سند لاوین تو تسلیم کرینگے یا نہین اگر نہ کرینگے تو اپنے حق مین کیون اوسکو مستند ٹھہراتے ہین علاوہ بران اس سے کچھہ مدعا اونکا نہین ثابت ہوتا کیونکہ جو کنیز و غلام کفار کے اگر مسلمان ہوکر دار اسلام مین آ جاوین بلاشبہ آزاد ہو جاوینگے اور ملک کفار سے نکل جاوینگے پس دلیل مصنف مثبت مدعا مصنف نہین اور اوسکو اپنے مفید مدعا سمجھنا صرف خوش فہمی مصنف کی ہی **قال** یا نہیہ مسلمانون کی بدبختی تھی کہ اونکے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین اسیر خیال کیا انتہی **اقول** جس امت محمدیہ کے حق مین خدا تعالی فرماتا ہی کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ جنکے حق مین پیغمبر خدا صلے الله علیه وآله وسلم فرماتے ہین

انتم تقولون سبعين امة انتم خيرها واكرمها على الله تعالى اور جنکے اکابر اور علما کے حال سے
خدا نے اپنی کتب مقدسہ مین خبر دیا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى
سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً
وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔ اوس امت مکرمہ اور معززہ کی نسبت لفظ بدبختی کا زبان پر لانا اور اوسکے سب علما و اکابر کو
پیرو رسوم جاہلیت کا کہنا مخالفت خدا اور پیغمبر خدا پر کمر باندھنا ہے ۔ **قال** مگر ہم صرف خدا اور
رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کے تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے ہاں یہ
ممکن ہے اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے **اقول** اگرچہ مثلا الفواحائے اخبار اللسان سوای آنکہ
سیری از دل کہ عاشق ست ، طوطی لک از زبان تو با دل موافق ست ، مگر جو کچھ میرے ذہن مین ہے
بلحاظ علم و فضل و تفقہ و تورع جناب کی ہے وہ بھی عرض کرتا ہون کہ جناب سامی کو بوجہ تقلید کے کچھ چارہ
نہین فَاسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ، کین رہ کہ تو میروی
بترکستان ست ، ہم بھی آپکے تحقیق کی خوبی کا امتحان لیتے ہین آپکی ہر ایک دعوی کو جانچین گے
اور آپکی تحقیق کا ہر جگہ اعلان کرینگے وباللہ التوفیق اور اسوقت اتنا اور بھی کہتے ہین کہ آپ
اکثر مقامات مین بیشک ایسے لوگونکی تقلید کرینگے کہ ائمہ مجتہدین مین بھی داخل نہین اور اوسوقت
ہم آپکو جھک کر سلام کرینگے مگر ہم انشاء اللہ تعالی واسطے اتمام حجت کے قرآن و حدیث ہی سے
سند لاوینگے **قال** باب اول اس باب مین کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب مین غلامی کا
عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی غلام بناتے تھے انتہی **اقول** یہان ایک بات کا کہنا ضرور ہے
کہ ہم اوپر از روے قواعد عقلیہ اور نقلیہ کے ثابت کر چکے ہین کہ کفر و شرک سے عصمت حریت
زائل ہو جاتی ہے اور منادی ہین وہ کمال کہ جسکے باعث وہ قابل تملک نہین ہے باقی نہین رہتا ہے
بہائم مطلق العنان کے قابل تملک ہو جاتا ہے پھر جب حربی بہائم مغلوب ہوکر ہماری غالب کے سپرد ہو جاتے ہین

اسیطرحپر جیتا آدمی صورت بہایم سیرت بوقت استیلا کے مملوک ہوجاتا ہے پس کفر و شرک علت زوال حرمت حریت ہے اور مغلوب اور مستولی ہوجانا سبب ملکیت ہے اور یہی اصل عقلی ہے کہ جسپر شارع نے بناے رقیت قایم کی ہے اور ان وصول سے کہیں تجاوز نہیں کیا گیا نہ ابتداے اسلام مین نہ اب

یہ امر ظاہر ہوا تو اب ہم اقوال مجتہد و ہریہ پر توجہ کرتے ہین **قال** زمانہ جاہلیت مین کسکس صورت سے انسان لونڈی غلام بنا ے جاتے تھے چنانچہ اوسکی یہ تفصیل ہے اول وہ لوگ جو اپنے تئین بیچ ڈالتے تھے **اقول** یہ بات ثابت نہین شاید ایسا ہوتا ہو مجتہد دہر کو کہین سے یہ بات ثابت ہوئی ہوگی پھر بھی ہم یہ کہتے ہین کہ قول غیر ثابت کو ہم کسیطرح پر تسلیم نکرینگے اور عہد اسلام مین تو ایسے رقیت کا ہم قطعی انکار کرتے ہین اگر مجتہد صاحب کے پاس کچھہ وجہ ثبوت اسکی ہے تو پیش کرین **قال** دوم وہ صغیر السن لڑکے لڑکیان جو اونکے ماباپ سے خرید لی جاتی تھین **اقول** ایسے استرقاق کو پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا ملکہ بمجرد اطلاع پانے کے حکم اونکے آزاد کرنیکا نافذ فرمایا چنانچہ ابوداود نے جو حدیث اس باب مین نقل کی اوس سے ہمارے بیان کا ثبوت ظاہر ہے

عن سلامة بنت معقل امرأة من خارجة قيس عيلان قالت قدم بي عمي في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب ثم هلك فقالت امرأته الآن والله تباعين في دينه فاتيت رسول الله صلعم فقلت يا رسول الله اني امرأة من خارجة قيس عيلان قدم بي عمي المدينة في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب فقالت امرأته الآن والله تباعين في دينه فقال رسول الله صلعم من ولي الحباب قيل اخوه ابو اليسر بن عمرو فبعث اليه فقال اعتقوها فاذا سمعتم برقيق قدم علي فأتوني اعوضكم منها قالت فاعتقوني وقدم على رسول الله صلعم رقيق فعوضهم مني غلاماً سلامہ بنت معقل سے جو ایک عورت تھی قبیلۂ خارجۂ قیس عیلان سے روایت ہے کہ کہا اونے کہ میرے چچا مجھکو زمانۂ جاہلیت مین لایا اور بیچ ڈالا اوسنے مجھ حباب بن عمرو بھائی ابوالیسر بن عمرو کے ہاتھہ پس جنے مین نے اوس سے عبدالرحمن بن حباب کو پھر حباب مرگیا پس کہا حباب کی عورت نے کہ

اب تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاوے گی حباب کے قرضہ میں پس آئی میں پیغمبر خدا کے پاس پس کہا میں نے ای رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک عورت ہوں قبیلہ خارجہ قیس عیلان میں سے میرا چچا زمانہ جاہلیت میں
مجکو لایا پس بیچا اوسنے مجکو حباب بن عمرو بھائی ابو الیسر کے ہات پس جنا میں نے اوس سے عبد الرحمن بن
حباب کو پھر مر گیا حباب تو کہا حباب کی عورت نے کہ اب تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاوے گی حباب کے دین میں
پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون ہے حباب کا ولی یہ کہا گیا کہ اوسکا ولی بھائی اوسکا
ابو الیسر بن عمرو ہی پھر بلا بھیجا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس فرمایا کہ آزاد کر دو اس
عورت کو پھر جسوقت کہ تم سنو یہ بات کہ کوئی رقیق میرے پاس آیا تو آئیو تم میں تمکو اسکے عوض اوسکو
دیدونگا کہا سلامہ نے پھر آزاد کر دیا انھون نے مجکو اور آیا ایک رقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس تو میرے بدلے میں انکو دیدیا ایک غلام یہانتک یہ امر خوب عیان ہوا کہ جو استرقاق بطور
ناجائز زمان جاہلیت میں ہوا تھا اوسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جائز نہیں رکھا
بلکہ بمجرد دریافت ہونے اوس حال کے حکم اوسکے آزاد کیے جانے کا فرمایا **قال** سوم وہ صغیر السن لڑکے
یا لڑکیاں جنکو کسی ملک سے بھگا کر یا چرا کر لے آتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹی بات ہے عرب میں اگرچہ فسق و
کفر کا عیب بہت بڑا تھا مگر اکثر افعال رذیلہ مثل سرقہ اور دغابازی وغیرہ کو بلحاظ اپنی شرافت اور
علو ہمت کے بہت برا اور سخت معیوب سمجھتے تھے اور اسلام نے کبھی ایسا استرقاق جائز نہیں رکھا **قال**
چہارم وہ جنکو بزبردستی ڈاکہ زنی یا رہزنی کے طور پر پکڑ لاتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹ اور ایسا
استرقاق بھی کبھی اسلام میں جائز نہیں ہوا **قال** پنجم دشمن کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ میں
بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہو جاتا تھا **اقول** اسکا حکم اور حکم اساری حرب کا واحد ہے
کیونکہ اسمین بھی سبب رقیت اور سبب ملکیت پائے گئے پس اس قسم کا استرقاق اسلام میں بھی بسبب
تطابق ضابطہ مذکورہ کے جائز ہے **قال** ششم وہ مرد و عورت بچے جو لڑائی میں قید ہوتے تھے
ایسی عورتوں کے ساتھ مشرکین عرب بجبر اونکے گرفتار کرنیکے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے
اقول چونکہ یہ استرقاق مطابق ضابطہ عقلیہ نقلیہ کے تھا لہذا اسلام نے بھی اسکو جائز رکھا اور شاید

کہ یہ بات زمانۂ جاہلیت مین مروج ہو کہ بجز گرفتار کرنے کے مباشرت جائز رکھتے ہون گو کہ مجتہد صاحب
اوسپر کوئی دلیل پیش نہین کی مگر اسلام نے قبل از استبرا مباشرت جائز نہین رکھی چنانچہ یہ بات روایات مفصلۂ ذیل
سے جو سنن ابی داؤد مین ثابت ہی عن ابی سعید الخدری ورفعه انه قال فی سبایا اوطاس لا توطا حامل
حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضة ابو سعید خدری رض سے روایت ہی اور پہونچا دیا اونھون نے اوس
روایت کو (یعنی پیغمبر صلعم تک پہونچا دیا) کہ تحقیق پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبایای اوطاس کے
حق مین کہ نہ مباشرت کیجاے حاملہ سے جب تک کہ وضع حمل نکرلے اور نہ غیر حاملہ جبتک ایک حیض سے فارغ نہولے
عن حنش الصنعانی عن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام فینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت
رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین قال لا یحل لامرء یومن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماءه زرع غیره یعنی
اتیان الحبالی ولا یحل لامرء یومن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امرءة من السبی حتی یستبرئها ولا یحل
لامرء یومن باللہ والیوم الاخر ان یبیع مغنما حتی یقسم رویفع بن ثابت انصاری سے حنش صنعانی روایت کرتے ہین
کہ کھڑے ہوے ہم مین رویفع بن ثابت خطبہ پڑہتے تھے کہا اونھون نے کہ آگاہ رہو کہ مین نہین کہتا ہون
تمسے مگر جو مینے سنا ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وہ بروز حنین کہا اونھون نے
کہ نہین حلال ہی واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پہ ایمان رکھتا ہی یہ بات کہ دیوے اپنا پانی
غیر کی کھیتی کو مراد اوس سے لیتے تھے مباشرت حاملہ عورتون کی اور نہین حلال ہی واسطے کسی آدمی کے
جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو کہ مباشرت کرے کسی عورت کے ساتھہ سبایا مین سے جبتک استبرا نکرلے
اور نہین حلال ہی واسطے کسی آدمی کے جو یقین رکھتا ہو خدا اور قیامت کے دن کا کہ بیچے وہ کوئی چیز
غنیمت کی جبتک کہ وہ تقسیم نہوجاے و اس بیان سے ثابت ہوا کہ بعد اسلام سے بجملہ طرق استرقاق سیعہ
مجتہد دھر کی خواہ وہ عرب مین جاری ہون یا نہون کوئی طریقہ بجز طریقہ استیلا کی جائز نہین رہا اور
باقی طرق اگرچہ اکثر اونمین سے عرب مین جاری ہی نہین تھے مگر بالفرض اگر جاری بھی ہون تب بھی اسلام
مین کبھی اونکا جواز نہین ہوا بلکہ اگر کبھی اونمین سے کسی طریقہ پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ہوئی
تو فورا اوسکا انسداد عمل مین آیا قال فرزدق شاعر زمانہ جاہلیت کا اسطرح پر فخر یہ بیان کرتا ہی ۱۰

اقول تاریخ دانی بھی جناب والا کی خوب متحقق ہوئی گویا کہ مصداق مصرعہ مشہور کے آپہی مین ع چہ خوش گفت
سعدی در زلیخا — جناب فرزدق وہی جسکا نام ہمام ہے یہ وہی ہے کہ جسنے مدح مین ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل
مخزومی ماموں ہشام بن عبدالملک بن مروان کے لکھا ہی وما مثله فی الناس الا مملکا ابو امه
ابوه یقاربه یہ وہ ہے جو مناقب مین امام ہمام علی بن حسین علیہما السلام کے لکھتا ہے هذا الذی یعرف
البطحاء وطأته والبیت یعرفه والحل والحرم سنہ ۱۱۰ ہجری مین اوسکا انتقال ہوا ہے آپ اوسکو کس طرح
شاعر زمانہ جاہلیت ٹھہراتے ہین اسکی تو پیدایش بھی زمانہ جاہلیت مین نہین ہوئی ذلک مبلغهم
من العلم دیکھو تاریخ ابن خلکان اور بکری اور ابن قتیبہ کے حالات شعرا مین قال اسلام کے
شروع ہوتے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمین موقوف نہین ہوگئی تھین بلکہ زمانہ اسلام مین بھی زمانہ
جاہلیت کی بہت سی رسمون پر جبتک کہ کوئی حکم نہین آیا عمل در آمد رہا اقول جو رسمین کہ قبیح
اور فحش اور منکر خلاف فطرت اور آئین قدرت کی تھین بدو اسلام ہی سے موقوف ہوگئین اور ہرگز
اسلام مین ایک آن کو بھی جائز نہین ہوئین بعض امور البتہ ایسے تھے کہ گو کہ خلاف آئین قدرت اور فطرتی
گناہ اور قبیح لذاتہ اور فحش و منکر تھے مگر شارع کو انپر کسی زمانہ مین چھوڑ دینا منظور تھا اور میعاد معلوم
تک جاری رہے اور پھر چھوڑا دیے گیے اور جب حکم تحریم پہونچا تو ایسا صاف اور واضح بیان ہوا کہ
کسیطرح اوسمین کسی کو شک و شبہ نرہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو اپنے اصحاب کو خوب سمجھا دیا
اور اصحاب نے اوسکو خوب سمجھکر اوسپر خود عمل کیا اور اورونکو سمجھا کر پوری پوری تعمیل کرائی یہانتک کہ اس
بنا پر جن جن امور کا منع ہونا آیندہ کے لیے متصور تھا اونسے بھی ممانعت شدید کی گئی قال
مثلا متعہ کی رسم اقول یہ مسئلہ علماے اسلامیہ مین یعنی باہم علماے اثنا عشریہ و اہل سنت مین مختلف فیہ ہے
اور مخصوص برسم جاہلیت نہین پس اسکا اس مقام پر لانا سراسر بے محل ہے قال شراب خواری اقول شراب
پینا مخصوص بہ رسم جاہلیت نتھا بلکہ بعض شرائع سابقہ مین بھی کچھ ممانعت اوسکی نتھی اور جب وہ ممنوع ہوا
تو اوسکی ممانعت کا دیکھو کیسا صاف حکم آیا کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل
الشیطان فاجتنبوه اور دیکھو اوسکی تعمیل کس شدت و اہتمام سے کرائی گئی کہ اوسکے پینے والے

حکم اجرای حد کا نافذ ہوا جسقدر شراب بروقت نزول آیت تحریم کے موجود تھا اوسکی نسبت حکم بیہ جاری ہوا
کہ ہرگز ہرگز کسی کام مین نہ لائی جاوے نہ بیچی جاوے نہ بخشی جاوے بلکہ پھینک دیجاوے عن ابی سعید الخدری قال کان عندنا
خمر لیتیم فلما نزلت المائدة سالت رسول اللہ صلعم عنہ وقلت انہ لیتیم فقال اھریقوہ رواہ الترمذی
تھی ہمارے پاس شراب ایک یتیم کی سو جب سورہ مائدہ اوتری تو پوچھا مینے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اور مینے کہا کہ وہ شراب ایک یتیم کی ہی فرمایا کہ بہا دو اوسکو عن انس ان النبی صلعم سئل عن الخمر تتخذ
خلا فقال لا رواہ مسلم سوال کیا گیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کا کہ اوسکا سرکہ بنالیا جاوے
فرمایا کہ نہین عن وائل الحضرمی ان طارق بن سوید سال النبی صلعم عن الخمر فنہاہ فقال انما
اصنعہا للدواء فقال انہ لیس بدواء ولکنہ داء رواہ مسلم طارق بن سوید نے شراب بنانیکا سوال کیا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس منع فرمایا اوسے پھر کہا اوسنے کہ مین دوا کے لیے بناونگا فرمایا کہ وہ
دوا نہین بلکہ دکھ ہی عن ابن عباس نہاھم عن اربع عن الحنتم والدباء والنقیر والمزفت متفق علیہ
منع فرمائی لوگون کو چار برتنون سے حنتم اور دبا اور نقیر اور مزفت سے (وجہ اسکی یہ ہی کہ انمین بیشتر شراب
رکھی جاتی تھی اور مخصوص شراب کے لیے تھے) عن انس عن ابی طلحة انہ قال یا نبی اللہ انی اشتریت خمرا
لایتام فی حجری قال اھرق الخمر وکسر الدنان رواہ الترمذی ابو طلحہ نے کہا کہ اے پیغمبر خدا مینے خریدی
تھی شراب یتیمون کے لیے فرمایا کہ بہا دے شراب کو اور توڑ ڈال مٹکون کو عن جابر بن عبد اللہ انہ سمع
رسول اللہ صلعم یقول عام الفتح وھو بمکة ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر رواہ البخاری فی
کتاب المغازی فی صحیحہ جابر بن عبد اللہ نے سنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بروز فتح مکہ کہ فرماتے تھے
کہ خدا اور خدا کے رسول نے حرام کیا بیچنا شراب کا یہان تک کہ غیر ملت والے جو شراب پیتے تھے اونکے
برتنون کے استعمال کی بھی بغیر ضرورت شدید ممانعت فرمائی اور بصورت ضرورت شدید کے بھی بغیر
دھوئے اور پاک کیے اونکا استعمال جائز نہ تھا عن ابی ثعلبة الخشنی قال قال النبی صلعم اما
ما ذکرت انکم بارض اھل الکتاب فلا تاکلوا فی آنیتہم الا ان لا تجدوا بدا فان لم تجدوا بدا
فاغسلوا وکلوا رواہ البخاری فی کتاب الصید باب الخ یہ جو تو نے پوچھا کہ تم زمین اہل کتاب مین توم

اونکے بتخانون مین مگر یہ کہ کچھ چارہ نپاو پس اگر کچھ چارہ نپاؤ تو دھو ڈالو اونکو اور اونہین کھاو

قال احرام کی حالت مین گھرونکے دروازون سے گھرون مین نہ آنا **اقول** اگرچہ یہ امر قبیح لذاتہ نہین تھا مگر پھر بھی اصلا ثابت نہین کہ اہل اسلام مین رواج اسکا ہوا ہو پھر دیکھو کیسی تاکید سے اور کیسی تصریح سے اوسکی ممانعت فرمائی لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا اول تو جس فعل کو وہ اچھا سمجھتے تھے اوسکی نسبت فرمایا کہ یہ فعل بھلائی کی قسم سے نہین بعدازان حکم فرمایا کہ گھرون مین دروازون سے آو یعنی اوس فعل کو کہ اچھا نہین ہے ترک کرکے یہ راہ اختیار کرو

قال برہنہ ہوکر طواف خانہ کعبہ کرنا **اقول** اسکو بھی کبھی خدا اور خدا کے رسول نے جائز نہین رکھا مشرکین مین یہ رسم تھی مگر کسی مسلمان نے نہ قبل از ہجرت نہ بعد از ہجرت ایسا کیا اور کیسی تاکید اور کس علانیہ سے اسکی ممانعت فرمائی گئی عن ابی ہریرۃ قال بعثنی ابو بکر فی الحجۃ التی امرہ النبی صلعم علیہا قبل حجۃ الوداع یوم النحر فی رھط امرہ ان یؤذن فی الناس الا لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان متفق علیہ ابوہریرہ کہتے ہین کہ بھیجا مجھکو ابوبکر رضہ نے بروز نحر اوس حج مین کہ جسمین ونکو امیر کرکے بھیجا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ساتھ ایک گروہ کے کہ آگاہ کردے سب آدمیون کو کہ اس برس کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا

عن ابی ہریرۃ قال بعثنی ابی بکر فی تلک الحجۃ فی مؤذنین بعثہم یوم النحر یؤذنون بمنی ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان قال حمید بن عبد الرحمن ثم اردف رسول اللہ صلعم بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یؤذن ببراءۃ قال ابو ہریرۃ فاذن معنا علی یوم النحر فی اہل منی ببراءۃ وان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان رواہ البخاری فی کتاب التفسیر ابوہریرہ رضہ سے ہے کہ اوس سال مجکو ہمراہ کئی آگاہ اور اطلاع کرنیوالونکے ابوبکر رضہ نے بروز نحر بھیجا کہ آگاہ کردین لوگون کو منا مین کہ اس سال کے بعد حج کو نہ آوے کوئی مشرک اور نہ طواف کری بیت کا کوئی ننگا کہا حمید نے پھر پیچھے اونکے بھیجا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ آگاہ کردین آیات سورہ براۃ سے کہا ابوہریرہ نے پس اطلاع دیدی علی رضہ نے نحر کے دن منی کے

لوگون کو سورہ براۃ کے مضمون کی اور اسکی کہ نہ حج کرے اس سال کے بعد کوئی مشرک اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا غور کیجیے کہ کسقدر تاکید و تشدد اور اعلان کے ساتھ یہ حکم جاری فرمایا گیا **قال** دو بہنوں سے ایکساتھ شادی کرنا **اقول** یہ امر صرف نبی پر رسم جاہلیت تھا بلکہ بعض شرایع سابقہ مین بھی جائز تھا اور جب ہماری شریعت مین حرام کیا گیا تو دیکھو کیسی صراحت سے حکم ممانعت نافذ ہوا وَاَنْ تَجْمَعُوا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اور پھر جہان کہین ایسی صورت جمع بین الاختین کی دیکھی گئی تو اوسیوقت حکم جدا کر دینے ایک کا صادر ہوا عن الضحاک بن فیروز الدیلمی عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتہما شئت رواہ الترمذی وابو داود وابن ماجۃ فیروز دیلمی کہتے ہین کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو عورتین بہنین ہین فرمایا کہ ایک کو اون مین سے اختیار کرے دیکھیے کیسا حکم صریح نافذ ہوا اور ابتداءً و بقاءً ہرگز اوسکو روا نرکھا گیا **قال** باپ کی جورو کو اپنی جورو بنا لینا **اقول** دیکھو کیسی صاف ممانعت وارد ہوئی وَلَا تَنْکِحُوا مَا نَکَحَ اٰبَاؤُکُمْ اور پھر تاکید شدید دیکھیے عن البراء بن عازب قال مر بی خالی ابو بردۃ بن دینار ومعہ لواء فقلت این تذہب قال بعثنی النبی صلعم الی رجل تزوج امرأۃ ابیہ اٰتیہ براسہ رواہ الترمذی وابو داود براء بن عازب کہتے ہین کہ گذرے میری طرف کو ماموں میرے اور اونکے پاس ایک نشان تھا مینے کہا کہ کہان جاتے ہو کہا کہ مجھکو بھیجا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی پر کہ اوسنے اپنے باپ کی جورو کو نکاح مین کر لیا ہے کہ لاؤن مین اوسکا سر علاوہ برآن یہ دستور کبھی اشراف عرب مین جاہلیت مین بھی نتھا چنانچہ بیان اسکا آگے آویگا **قال** متبنی کی جورو کو بعد طلاق کے بھی محرمات مین سے جاننا **اقول** اب مین

کیسی صراحت سے حکم نافذ ہے اول مَا جَعَلَ اَدْعِیَاءَکُمْ اَبْنَاءَکُمْ دوسرا فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا

وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا **قال** یہ تمام رسمین جاہلیت کی ایسی تھین کہ زمانہ اسلام مین بھی جبتک امتناع نہین آیا اونپر عمل ہوتا رہا **اقول** یہ بھی غلط ہے کسی صحابی نے برہنہ ہوکر طواف نہین کیا کسی نے باپ کی زوجہ سے نکاح نہین کیا ہان ایک شخص نے جسکا تذکرہ روایت براء بن عازب مین ہے ایسا کیا تھا کہ اوسکے تدارک کا حکم اوسیوقت جاری ہوا

اور تحقیق نہین کہ آیا وہ کون شخص تھا آیا وہ کوئی مسلمانون مین سے تھا یا کوئی منافق تھا یا کوئی دیہات کا
رہنے والا تھا **قال** اسیطرح غلامی کی رسم پر بھی جب تک آیت حریت نازل نہین ہوئی کچھ تھوڑا سا عملدرآمد
ہوا **اقول** یہ سبب ناواقفی مصنف کی ہی جواز غلامی کا منجملہ رسوم جاہلیت کے نہین تھا خود مصنف
معترف ہین کہ موسیٰ عم نے اوسکو جائز رکھا عیسیٰ عم نے اوسکی نسبت کچھ نہین کہا اور ہم اوپر ثابت
کر چکے ہین کہ حضرت ابراہیم عم کے زمانہ بلکہ شروع دنیا سے اب تک غلامی کا جواز بلا اختلاف چلا آیا ہے
اور جب انبیا عم اوسکو جائز رکھتے چلے آئے ہین اور کتب سماویہ سے اوسکا جواز ثابت ہی تو اوسکو منجملہ
رسوم جاہلیت کے سمجھنا غلطی ہی اور یہ جو سے لکھتے ہین کہ غلامی کی رسم پر کچھ تھوڑا سا عملدرآمد ہوا محض
مغالطہ ہی تھوڑا سا عملدرآمد کیا معنی جس شدت سے عملدرآمد غلامی پر تھا ایسا کسی چیز پر عملدرآمد نہ تھا
اور کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار نے اوسکے عدم جواز کا حکم نہین دیا
قرآن مجید مین اوسکی ممانعت مین کوئی آیت نازل نہین ہوئی اور جس آیت کا نام مصنف نے آیت
حریت رکھا ہی کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے اوسکو
بلفظ آیت حریت تعبیر نہین کیا نہ بعد اوسکے نزول کے غلام و کنیزک آزاد کر دیے گیے بلکہ جو حال کہ
قبل از نزول آیت مذکورہ کے تھا بدستور عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھی وہی رہا اور قرن ثلثہ
مین جو خیر القرون بموجب فرمان خیر البشر ہین کسی نے امتناع غلامی کا اوس آیت سے نہین سمجھا مجتہدین
امت اور ایمۂ اطہار اہل بیت نے کبھی ایسا گمان نہین کیا باوجودیکہ وہ لغات عربیہ اور استنباط
احکامات شرعیہ مین تمام تر دستگاہ رکھتے تھے اور امتثال احکام قرآن اور سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر حد سے زائد سرگرم اور صاحب تقوی و ورع تھے پس بجز دکھدینے ایک ایسے شخص کے کہ نہ زبان
عرب سے واقف ہو نہ طرق استنباط احکام شرعیہ سے آگاہ ہو نہ صاحب تقوی و ورع اور نہ پابند سنت ہو
اوسکو بالفاظ آیت حریت تعبیر کرنا بلا سے الحاد مین مبتلا ہونا ہی غور کرنا چاہیے کہ ہرگاہ بموجب اعتقاد
مصنف کے غلامی قبیح لذاتہ ہی اور اشراک باللہ اور فطرتی گناہ اور مخالف قانون قدرت کے ہی پس ایسے گناہ عظیم کے
چھوڑ دینے مین اتنی تاکید اور تہدید اور تصریح بھی نہو جسقدر کہ برہنہ طواف کرنے اور دیوارین

کھود کر گھر مین جانے کی باب مین ہوئین اور ایسے گناہ فخیم کے ترک کرانے مین ایسا حکم مجمل صادر ہو کہ خود
باعتراف مصنف مرقومہ صفحہ ۱۱۷ کے اوسکو آجتک باوجود انقضاے قریب تیرہ سو برس کے کسینے نسمجھا اور
ایسا گناہ فطرتی مخالف آئین قدرت قبیح لذاتہ سنہ ۸ ہجری سے صرف حدوثًا ممنوع ہوا اور بقاءً علی حالہ جائز
رکھا جاوے ایسی اکبر الکبائر کی اسقدر بھی تغلیظ تحریم نہو جیسے کہ شراب خواری اور نکاح محرمات کے ہوے کہ
حدوثًا اور بقاءً ہر طرح چھوڑا دیے گیے اور حدوثًا اونکے ارتکاب پر حدود کے جاری ہونیکا حکم نافذ ہوا
اور بقاءً شراب پھینکوا دی گئی ظروف اوسکے توڑوا دیے گیے جمع بین الاختین جہان دیکھا تفریق کرا دی
گئی یہ عجب گناہ فطرتی مخالف آئین قدرتی ہے کہ بقاءً تو اوسکو حسب اعتراف مصنف بھی جائز رکھا گیا
اور حدوثًا نہ اوسپر کوئی حد مقرر ہوئی اور نہ تعزیر کا حکم دیا گیا نہ اوسکی ممانعت مین ایسا صاف وصریح حکم دیا گیا
کہ اوسکو قرون ثلثہ اور اوسکے بعد سے سمجھا ہو بلکہ حکم بھی ایسا مجمل دیا کہ بقول مصنف اوسکو نہ کسی صحابی نے
سمجھا نہ ائمۂ اہلبیت نے نہ کسی عالم و مجتہد نے یہانتک کہ وہ گناہ برابر تمام امت محمدیہ مین سب قرون
مین شایع اور ذایع رہا بس سمجھنا چاہیے کہ یہ سب مغالطات مصنف کے ہین اگر واقع مین یہ امر گناہ فطرتی
ہوتا اور شارع کو ازل سے ناپسند ہوتا تو توریت مین اوسکے جواز کا کیون حکم بھیجا عہد ابراہیم عم سے
تا عہد محمد عم از روی حکم تشریعی کے اوسپر عملدرآمد کسطرح رہتا اگر شارع کو اوسکی ممانعت مقصود ہوتی
تو جسطرح اور ممنوعات کے تحریم کے احکام صاف وصریح عام فہم بھیجے اسکا بھی ایسا ہی حکم صریح بھیجتا
جسطرح اور ممنوعات کے چھوڑانے مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے
کوشش وتاکید وتشدد فرمایا اسمین بھی اون سب سے زیادہ فرماتے کیونکہ یہ گناہ حسب اعتقاد مصنف سب سے
بڑھکر ہے ہرگاہ کہ ایسا نہوا بس صاف ظاہر ہوا کہ یہ سب خیالات باطلہ مصنف کے محض تقلید بعض توہم
پرستونکے ہین اب ہم مجتہد دہر کی اس تقریر پر ایک الزام اونپر وارد کرتے ہین یعنی ہرگاہ کہ مجتہد کے
نزدیک چھوٹن طریق مذکورہ پیر غلامی عرب مین شایع تھی اور اوایل اسلام سے سنہ ۸ ہجری تک وہ
چھوٹن طریق اسلام مین بھی رائج رہی اور جس آیت کو مجتہد بلفظ آیت حریت تعبیر کرتے ہین ظاہر ہے
کہ مستفاد اوسکا تفسیر مجتہد پر اسیقدر ہے کہ جو لوگ لڑائی مین بعد اثخان کے پکڑے جاوین اونکا

استرقاق ممنوع ہے پس اس آیت کو بموجب تفسیر مجتہد کے بھی صرف تعلق خاص قسم ششم سے ہے اور باقی
پانچ قسمون سے کہ بقول مجتہد وہ پانچون بھی سنہ ہجری تک اسلام مین جاری تھین بموجب تفسیر مجتہد کے
بھی تعلق نہین پس اون پانچ قسمون کی غلامی کسی نص کی رو سے ناجائز اور ممنوع ہوئی جو چیز کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے روبرو بلا انکار جائز و رایج تھی خواہ کسی طرح پر ہو اوسکی تحریم کیواسطے بلا شبہہ و شک کوئی
نص شرعی ہر آئینہ درکار ہے مجتہد اوس نص شرعی کا نشان دین ورنہ سب اجتہاد و کد و جہد اونکی محض بیکار
ہوئی جاتی ہے **قال** مگر اوسکے بعد ہرگز نہین ہوا **اقول** یہ بھی محض غلط ہے اور بیان اسکا بحث ثانی
آیت مین مفصل عنقریب آویگا **قال** اسمین کچھ شک نہین کہ قبل نزول آیت حریت کے جو غلام موجود تھے
اونکو اسلام نے دفعۃً آزاد نہین کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم جاہلیت انمین تھے
بلکہ آیندہ کے غلامی کو معدوم کیا اور موجودہ غلامونکے لیے بہت سی تدبیرین اونکے رفتہ رفتہ آزاد ہوجانیکی کی تھی
اقول مگر اسکا جواب کیا ہے کہ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسکو جائز رکھا ماریہ قبطیہ تا زمان وفات
پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اونکی حرم رہین تقسیم سبایا بھی برابر بموجب حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے جاری رہا اور نزول آیۂ کریمہ سے پیشتر تو خود باعتراف مصنف بھی کہ عنقریب ذکر اوسکا آویگا
معدوم کر دینے غلامی آیندہ کا حکم نہین دیا بیع و شراء غلامون کی بدستور جاری ہے اگر اسیکا نام معدوم
کرنا ہے اور اسیکو تدابیر اعدام مصنف کے نزدیک سمجھتے ہین تو مصنف کی فہم کی خوبی ہے **قال** جو لوگ اصول
انتظام مدن سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ کسی ملک کی اور خصوصًا عرب کی جو ملک کی جسمین لونڈیان
اور غلامون کے تعلقات اونکے آقاؤن سے ایک عجیب ہی قسم کی اور نہایت پیچ در پیچ تھے تمام لونڈیان اور
غلامون کا دفعتًا آزاد کر دینا کیسا مشکل امر کہ نہ صرف مختلف قسم کی خرابیان اور دقتین بلکہ انواع اقسام
کے گناہون کا مورث ہوتا اسلیے دفعۃً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تھا **اقول** سراپا دھوکا اور
اغلوطات و خرافات کی تقریر ہے ایک جملہ بھی سچ نہین واقفان اصول انتظام مدن اور اہل تاریخ
خوب جانتے ہین کہ تعلقات اہل عرب کے غلامون کے ساتھ اور بلاد کے آقاؤنکی نسبت کچھ زیادہ نہ تھی
چنانچہ یہ امر خود تقریر مصنف سے تو صفحہ ۱۱۹ سے جو حوالہ توریت لکھی ہے صاف ظاہر ہے تعلقات عرب اولی

وجوارح سے کچھہ زیادہ تعلق مذہب اور تعلق ازدواج اور تعلق معاملات ربا وغیرہ سے نتھے کہ ہر ایک شخص
کفار سے اوسپر ترک نکرنے مذہب جاہلیت کے ایسا سرگرم اور آمادہ جنگ و فساد تھا کہ قتل و اسیری و بربادی
مال و متاع اور جلاوطنی تو قبول کرتا تھا مگر چھوڑ دینا مذہب کا کسی طرح پر گوارا نکرتا تھا دیکھیے اوسکو ترک ہی
کرا دیا گیا تو تمام تصویرین ابراہیم اور اسمٰعیل وغیرہم کا جو خانہ کعبہ مین رکھی تھین اور دیگر تماثیل کا عرب پر کیا عالم ہی
کی نسبت کم گران گزرا تھا کہ اونکو دفعتًا چکنا چور کر دیا گیا شراب خواری کو یہان تک دوست رکھتے تھے کہ شاید
اوسکے برابر اور کوئی چیز مرغوب نہوگی چنانچہ طرفہ بن عمرو البکری شاعر زمانہ جاہلیت کہتا ہی شعر

فلولا ثلث هن من لذة الفتى ✦ وجدك لم احفل متى قام عودى ✦ فمنهن سبقى العاذلات بشربة
كميت متى ما تعل بالماء تزبد ✦ اوسکو دفعتًا بند کر دیا گیا سود لینے کا رواج کیا کچھہ کم تھا کہ اوسکو بیک لخت
قلم قمع کر دیا گیا تعلق ازدواج کا کیا بہ نسبت تعلق غلامی کے کچھہ کم ہی کہ بعد نزول آیۂ تحدید چار کی جس کسی کے
نکاح مین چار سے زیادہ عورتین تھین تفریق کرا دی گئی عن ابن عمران غیلان بن سلمة الثقفی اسلم
وله عشر نسوة فى الجاهلية فاسلمن معه فقال النبى صلعم امسك اربعًا وفارق سائرهن
رواه احمد والترمذى وابن ماجه غیلان بن سلمہ اسلام لاے اور اونکی دس جوروین تھین جاہلیت مین
وہ بھی سب اسلام لائین اوسکے ساتھہ پس فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہنے دے چار کو اور اورونکو
چھوڑ دے جہان کہین دو بہنین ایک شخص کی نکاح مین تھین ایک کو چھوڑوا دیا گیا جب ایسے امور دشوار چھوڑوا
دیئے گئے اور ایسے ایسے تعلقات محکم قطع کرا دیے گئے تو مقابلہ اونکی علاقۂ غلامی کے کیا حقیقت تھی کہ باوجود
مخالف آئین قدرت و قبح ذاتی کے باقی رکھنا اوسکا شارع کو گوارا ہوتا اور واقفان علم تاریخ پر مخفی نہین
کہ اوس زمانے مین بہت کم ایسے آدمی تھے کہ جنکے ملک مین غلام اور کنیزین نہ ہوین اور اوس جماعت قلیل کی
مرضی کے موافق اگر کوئی حکم عام نہوتا تو اوس سے کسی طرح کا مظنہ کسی خرابی اور دقت اور پیدا ہونے کسی قسم کے
گناہ کا ہرگز نتھا دیکھو اس سے زیادہ زیادہ امور جو عمومًا عرب کے خواہشون کے موافق تھے بے دھڑک ترک کرا دیے گیے
اونمین کیا خرابی اور دقت اور کونسا گناہ ظہور مین آیا جو اوس امر حقیر کے چھوڑ دینے سے ظہور مین آتا علاوہ اسکے
اپنی ذات مقدس اور بعض اصحاب کبار کی نسبت جو نہایت ہی مطیع تھے کیا گناہ کا مظنہ تھا کہ ماریہ قبطیہ کو آزاد کیا

اور ایسے ایسے اصحاب مطیع کو آزادی غلامان موجودہ کا حکم نفرمایا بھلا اگر عوام کی نسبت کسی نافرمانی کا
خیال تھا تو اپنی ذات اور اصحاب کبار کی نسبت تو کسی قسم کا مظنہ نافرمانی کا اصلا نتھا علاوہ بران ایسے ایسے
وقایع ہم آیندہ ثابت کرینگے کہ مالکان رقاب نے اپنی مملوکون کو آزاد کیا مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
آزاد کرنا اونکا جایز نرکھا اور پھر اونکو رقیق بنا دیا مجتہد صاحب فرماوین کہ ایسی حالت مین کس گناہ اور فساد کا
مظنہ تھا کہ آزادی رقیقون کی جایز نرکھی گئی اور بدستور سابق اونکو رقیق ہی رہنے دیا اور واقفان
اصول انتظام مدنیہ پر مخفی نہین کہ اصول انتظامیہ مدنیہ کا ایک کلیہ ہے کہ اگر دو امر متضاد واجب الدفع ایسے
درپیش ہون کہ ایک اونمین سے خفیف اور دوسرا بہت بھاری ہو اور ایک کی دفع سے دوسرے کا ظہور لازم آوے
تو مقنن بلا تامل توجہ تام بطرف دفع امر گران کے بلا لحاظ ظہور امر خفیف کی کیجاویگی اور چونکہ غلامی حسب تقریر
مصنف کے قدرتی گناہ ہے اور کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین اور جڑ تمام بدیون اور [illegible]
اور موجب تخریب اخلاق مالکون اور مورث فسادات گوناگون کی ہے پس اگر درواقع شارع کو قلع قمع
اوسکا منظور تھا تو ایسے بڑے فساد عظیم اور گناہ فخیم کے مقابلہ مین خیال خفیف گناہون کا کہ بہ آئینہ مطابق
تقریر مصنف کی کسی طرح پر اوس سے زیادہ نہین ہوسکتی کیون کیا گیا کیا اصول انتظام مدنیہ پر شارع جل وعلی کو
مصنف کے برابر بھی آگہی نتھی مگر اصل یہ ہے کہ مانند اور علوم کے علم سیاست مدنیہ پر بھی جناب مجتہد کو اطلاع نہین

قال بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبرون نے جو غلامی کے معدوم ہونے مین
کوششین کین وہ بھی اس سے زیادہ کچھہ نکر سکے کہ آیندہ کی غلامی کو بند کیا اور موجودہ غلامون کی رفتہ رفتہ
آزاد ہونیکی تدبیر کی **اقول** جناب آپ تو صفحہ ۱۴۸ تہذیب الاخلاق مطبوعہ جمادی الاول ۱۲۸۸ ہجری
کے سطر پنجم مین بہت فرحت و اہتزاز کے ساتھہ رطب اللسان ہین اور افتخاراً اسکے گرم بیان ہین کہ
دار الحکومت قوم انگریز کو یہ فخر ہے کہ جو کوئی وہان قدم رکھتا ہے اوسیوقت سے آزاد ہے گو وہ کسیکا غلام ہو
کیون نہو جب اوس سرزمین کو یہ فخر ہے تو بوجہ حصول یا حدوث اوس فخر کے آزاد ہو جانا غلامان
موجودہ سرزمین مذکور کا دفعتاً لازم آیا پھر یہان آپ کس طرح فرماتے ہین کہ اس سے زیادہ کچھہ نکر سکے
یہ تناقض بیانی آپکے صاف دلیل اسکی ہے کہ آپ بلا تحقیق حسب اقتضای مقام بلا لحاظ اظہار امر واقعی کے

جیسا دل مین آتا ہی رقم فرماتے ہین گویا کعب بن زہیر ایسی کے شان مین لکھتا ہی **شعر**

فما تکون علی حال تدوم بہا ❊ کما تلون فی اثوابہا الغول ❊ اور جن مدبران کا آپنے یہان تذکرہ کیا ہی اونکی سب تدبیرین مانند تدابیر دیگر امور کے سراسر خودغرضی اور معلل بالغرض ہین دیکھیے کہ جب ضرورت کھیت کے کا نون کی واقع ہوئی اور مزدور لایق اس کام کے بہم نہ پونہچ سکے تو کس دھوم دھام سے غلامون کی خرید و فروخت جاری کی حالانکہ قبل اس ضرورت کے ممانعت کی گئی تھی پھر بعد رفع ضرورت کے دفعتًا انسداد اوسکا کیا گیا اور چونکہ جواز حدوث غلامی کا اونکے کسی قانون کی رو سے پایا نہین جاتا پس ممانعت بیع و شرا اور لینے کار و خدمت کے بالجبر اور روکنے بالجبر کے صاف و صریح آزاد کر دینا غلامان موجودہ کا ہی اگر شارع کو بھی یہ منظور ہوتا کہ غلامان موجودہ آزاد کرا دیے جاوین تو کیا چیز مانع تھی کہ اسی طرح پر احکام جاری فرمائے جاتے مخفی نرہی کہ گو کہ لفظ غلامی سے مصنف کے ممدوح مدبر بہت متنفر ہوتے ہین مگر نفس الامر کچھ تغیر نہین کر سکتے حالات قیدیون کے عمومًا علی الخصوص مقیدان دایمی کے بجز خرید و فروخت کے اور کس چیز مین حالات غلامان شرعیہ سے بہتر ہین جسقدر رقبایح ظلیہ مخالف قانون قدرت کے مصنف نے اوپر رقم فرمائے ہین سب اونمین بدرجۂ اتم پائے جاتے ہین پس گو کہ وے مدبر بحسب ظاہر کچھ ہی کہین مگر فی المعنی تجویز احکام غلامی مین اونکو بھی کچھ عذر نہین اور عملدرامد اونکا برابر اوسپر ہی **قال** البتہ اونکی تدبیرون مین اور بانی اسلام کی تدبیرون مین اتنا فرق تھا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے علاقہ رکھتی تھین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تھین **اقول** یہ عبارت سراسر مہمل ہی ظاہرًا مراد یہ ہی کہ مدبران مصنف نے حکم عدم جواز بیع و شرا اور آزادگی غلامون کا جاری کر کے اوسکی عدم امتثال کی سزاے جسمانی تجویز کی اور شارع نے وہ حکم جاری کر کے عدم امتثال کی سزا صرف روحانی ہی تجویز کی کچھ تعزیر اوسپر قایم نہ کی اگر یہ مراد ہی تو سراسر غلطی ہی شارع نے کوئی حکم عدم جواز احداث غلامی اور آزاد کرنے غلامان موجود کا جاری ہی نہین کیا اور احداث اور ابقاے غلامی پر نہ کوئی حکم تعزیر جسمانی کا نہ عقوبت روحانی کا صادر فرمایا **قال** اوسنے غلامون کی مالکون کو وحی کی رو سے سمجھایا کہ غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اللہ کے نزدیک نہین ہی

اقول اول تو یہ روایت اون کتب مین ہے جنکو مصنف نے صفحہ ۱۷۱ مین منجملہ معتبرات کے شمار کیا ہے ہرگز نہین
بلکہ درجہ سوم کی کسی کتاب مین ہے کہ جنکی نسبت مصنف باتباع شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین
کہ اونمین صحیح حدیثین شاذ ملتی ہین ثانیاً اس مضمون سے بھی مخالفت احداث غلامی کے اور ابطال بقاے
غلامی لازم نہین آتا البتہ فضیلت اعتاق کی مانند اور بعض نوافل کے ثابت ہوتی ہے سو ہر ایک صاحب
عقل خوب سمجھتا ہے کہ ثبوت فضل کسی عمل نفل کا مستلزم ثبوت وجوب اوس عمل کا نہین ہے بہت نوافل کی
بہ نسبت ایسی فضیلت ثابت ہے مگر اس فضیلت سے وہ نوافل درجہ وجوب کو نہین پہونچے **قال** آپ نے
بعض گناہون کے کفارہ مین بردہ آزاد کرنیکا حکم دیا **اقول** اس سے تو ثبوت غلامی واضح ہے اگر واقع مین
غلامی بے اصل و باطل ہوتی تو آزاد کرنا اور آزاد ہونا بردہ کا کفارہ مین کس طرح پر متصور ہو سکتا تھا
محل اعتاق تو رقیت ہی ہے اگر رقیت تاہم متحقق نہوتی تو کیا آپ کے نزدیک احکام حکیم ودانا سے عتاق بے محل بھی نافذ
ہوتے ہین غور کیجیے کہ چونکہ وجود شراب کا بقاءً او حدوثاً ناپسند تھا اور ایسے ہی نکاح محرمات منکوحۂ
جاہلیت اور زیادہ بر چہار منکوحہ کا حدوثاً و بقاءً ابطال کیا گیا لہذا پھینکدینا خمر شراب اور تفریق عورات
مذکورہ کی کسی کفارہ مین تجویز نہین کی گئی اگر واقع مین عند الشرع رقیت بھی فی الاصل باطل ہوتی
تو ہمارے کفارات مین اعتاق تجویز نہ کیا جاتا **قال** صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کر دینی
چاہین تو اقرار نامہ لیکر اونکو چھوڑ دو **اقول** کیا خوب ترجمہ کیا مصنف نے آیۂ کریمہ کا وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ
الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا یعنی جو لوگ تمھارے مملوکون مین
چاہین مکاتب ہونا تو مکاتب کرو اونکو اگر جانو اونمین بہتری مکاتب اوس غلام اور کنیز کو کہتے ہین
کہ مالک کی اور اوسکے درمیان مین یہ امر قرار پا جاوے کہ اس قدر روپیہ اگر دیوے تو آزاد ہو جاوے سو جس وقت
وہ اوس قدر روپیہ تمام و کامل دیدیگا تو آزاد ہو جاویگا اگر کچھ بھی بدل کتابت مین سے رہ جاویگا تو وہ
آزاد نہوگا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم قال المکاتب عبد ما بقی علیہ
من مکاتبتہ درہم رواہ ابوداؤد فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتب غلام ہے جبتک
کہ اوس پر ایک درم بھی باقی رہجاوے وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلعم

قال من کاتب عبده علی مایة اوقیة فاداها الا عشرة اواق او قال عشرة دنانیر ثم عجز فهو رقیق رواه الترمذی وابو داؤد وابن ماجه یعنے سو اوقیہ پر اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر ادا کر دیے اوسنے مگر باقی رہگیے دس اوقیہ یا دس دینار اور پھر وہ عاجز ہوگیا تو وہ غلام ہی ہی فقط مصنف نے ترجمہ مین آیت کی جزا کا ترجمہ کیا اور شرط کا ترجمہ یک لخت چھوڑ دیا پھر کاتبوہم کا ترجمہ یہ کیا کہ اقرار نامہ لیکر چھوڑ دو حالانکہ چھوڑ دینا یعنی آزاد کر دینا موقوف ہو اوپر ادا تمام وکمال بدل کتابت کی اور چھوڑ دینے کا ذکر بھی آیت مین نہین **قال** ایسے غلامون کو جنکے مالکونے قیمت لیکر آزاد کر دیکا وعدہ کیا ہی خیرات دینے اور چندہ دینے پر رغبت دلائی ہی **اقول** چندہ کا ذکر تو کسی آیت یا حدیث مین نہین ہی مگر ہان واسطے مکاتب کے خیرات دینے کی رغبت ہی **قال** بعض حالتین ایسی مقرر کین کہ اونمین لونڈیان از خود بلا آزاد کیے آزاد ہو جاوین **اقول** وہ حالت ام الولد کی ہی یا ملکیت ذی رحم محرم کی ہی **قال** ایسے معاہدہ یا اقرار کہ جسمین ذرا سا بھی اشتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو منجملہ معاہدہ واقرار کامل آزادی کی قرار دیا **اقول** اس صورت کی شرح مع سند کے مصنف پر واجب تھی اب ہم یہ کہتے ہین کہ یہ سب حالتین مقتضی ثبوت رقیت کی شرعاً ہین نہ ابطال اصل رقیت کی ہمین کچھ کلام نہین کہ آزاد کرنا غلامون کا ثمرہ اجر عظیم ہی اہل اسلام مین سے کوئی اسکا انکار نہین کرتا مگر ترتب ہونا اجر کا اوپر آزادی کے دلیل ابطال رقیت کی کسیطرح پر نہین ہوسکتا بلکہ عین دلیل ثبوت رقیت کی ہی کیونکہ محل عتق رق ہی اگر رق نہ ثابت ہو تو عتق نہ محل ہی اور اوسپر کچھ اجر مترتب نہین ہوسکتا اور نہ یہ ثابت ہی کہ مقصود شارع یہ نہین ہی کہ اعتاق عموماً ہر ایک پر واجب ہے یا یہ کہ رق صرف مبنی برسم جاہلیت ہی اور شرعاً باطل ہی بعض جگہ ایسا ہوا ہی کہ مالک نے غلامون کو آزاد یا مدبر کر دیا مگر شارع نے اوس آزادی اور تدبیر کو جائز نہ رکھا اور اوس اعتاق وتدبیر کو ناپسند کر کے بدستور غلامون کو رقیت ہی پر رکھا عن عمران بن حصین ان رجلا اعتق ستة مملوکین له عند موته لم یکن له مال غیرهم فدعا بهم رسول الله صلعم فجزاهم اثلاثا ثم اقرع بینهم فاعتق اثنین وارق اربعة وقال له قولا شدیدا رواه مسلم ایک آدمی نے چھہ مملوک اپنے آزاد کیے اپنے مرنیکے وقت کے قریب اور اوسکے پاس اور کچھ مال نتھا پس اون مملوکون کے تین حصے کیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پھر اونمین قرعہ ڈالکر دو کو تو آزاد کر دیا اور چار کو بدستور رقیق رکھا اور اوس آدمی کو سخت کہا وعن
جابر ان رجلا من الانصار دبّر مملوکا ولم یکن لہ مال غیرہ فبلغ النبیّ صلعم فقال من یشتریہ
منی فاشتراہ نعیم ابن النحام بثمانمایۃ درھم متفق علیہ ایک آدمی نے انصار مین سے مدبر کیا
اپنے ایک مملوک کو اور اوسکے پاس اور کچھ مال نہتا سواے اوس مملوک کے یہ خبر پہنچی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون شخص خرید کرتا ہے اس غلام کو مجھسے پس خریدا ابو نعیم نے
اوسکو بعوض آٹھ سو درہم کے مدبر کہتے ہین اوس غلام یا کنیز کو جسکو مولی نے کہا ہو کہ میرے مرنیکے بعد
تو آزاد ہے پس ثابت ہوا کہ حال غلامون کا بھی مانند حال دیگر اموال کے ہے کہ بعض صورتون مین انفاق اسکا
مرغوب و نافذ ہے اور بعض صورتون مین ناپسند و غیر نافذ اگر عموما ملک رقاب شرعا باطل ہوتی تو بلا شبہہ جسطرح یہ
ملک ذی رحم محرم کی نسبت حکم ہے کہ من ملک ذا رحم محرم فھو حر رواہ الترمذی وابو داؤد
وابن ماجۃ جو شخص مالک ہوا ذی رحم محرم کا تو وہ مملوک حر ہے ذی رحم محرم اوس رشتہ دار کو کہتے ہین کہ
جس سے ایسا رشتہ ہو کہ بالکل نکاح روا نہو یا امہات الاولاد کی نسبت حکم نافذ ہوا اذا ولدت امۃ
الرجل منہ فھی معتقۃ عن دبر منہ او بعدہ رواہ الدارمی جبکہ جنی چھوکری کسی آدمی کی اوس سے تو
وہ چھوکری آزاد ہے بعد مر جانے اوسکے کے اسیطرح عموما حکم تحریر غلامون اور لونڈیون کا نافذ فرمایا جاتا
علاوہ بران وعید شرعی غلامون بھاگے ہوئے پر بموجب حکم شرعی کے نہوتی اذا ابق العبد لم
تقبل لہ صلوۃ وفی روایۃ ایما عبد ابق فقد برئت منہ الذمۃ وفی روایۃ ایما عبد ابق
من موالیہ فقد کفر حتی یرجع الیھم رواہ مسلم اگر غلامی ناپاکیزہ اور مخالف آئین قدرت ہوتی تو کیا وجہ
تھی کہ مالک تو غلامون کو آزاد کرتے جاوین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آزادی کو غیر نافذ ٹھہراوین یہان تو
عذر انتقام مذہبی پیش کردہ مجتہد بھی کسی طرح پیدا نہ تھا علی ہذا القیاس عبد ابق تو اپنے تئین ناپاکی سے
بچا کر آئین قدرت پر عمل کرے اور صاحب آئین قدرت اس فعل پر اوسکو صد درجہ کا ناپاک ٹھہراوے
قال موجودہ غلامون کی ترقی حالت کیلیے نہایت سنجیدہ احکام صادر فرمائیے **اقول** شارع کے
احکام کی سنجیدگی مین کیا کلام ہے موجودہ اور مستقبلہ غلامون کے حق مین ایسے ہی منضبط احکام سنجیدہ

اور پسندیدہ صادر فرمائے ہین اوسمین کچھ تخصیص موجودہ کی نہین ہی **قال** غلامون کے مالکون کو
مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا **اقول** چنانچہ ہم اوپر اوسکو مفصل بحوالہ اسناد صحیح لکھ چکے
ہین **قال** یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام کہکر نہ پکارے جاوین **اقول** سراسر افترا ہی بلکہ یہ حکم اسلیے
فرمایا کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیے کہ کہے غلام میرا اور لونڈی میری چنانچہ بحث اسکی اوپر گذر چکی
قال اونکو مثل اپنے کھلایا پہنایا جاوے اونکو اونکے رشتہ دارون سے جدا نہ کیا جاوے یہ احکام ایسے سنجیدہ حکم کے
بھرے ہوئے تھے جن سے غلامون کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے
بھائی بندی کی حالت پر پہونچگئی تھی **اقول** علاوہ ان احکام کے چند حکم اور بھی ہمنے بیان کیے ہین
یہ سب احکام واقع مین ایسے سنجیدہ و پسندیدہ ہین کہ اگر مراعات اونکی کی جاوے اور پوری پوری
تعمیل ہوجاوے تو جس قدر قباحات حالت غلامی کے مصنف نے اوپر لکھے ہین سب مرتفع ہوجاتے ہین
اور ہماری شریعت مین غلامی سے رتبۂ اخوۃ اسلامی مین کچھ تنزل نہین ہوتا عن ابی ذر قال قال
رسول اللہ صلعم اخوانکم جعلہم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ
مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ متفق علیہ تمہارے بھائی
ہین کہ خدا نے اونکو تمہارے ہاتھون کے نیچے کردیا ہی پس جس شخص کو خدا نے اوسکے بھائی کے ہاتھون کے
نیچے کیا تو چاہیے کہ کھلاوے اوسکو جس چیز مین سے کہ آپ کھاتا ہی اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنتا ہی
اور نہ تکلیف دے اوسکو ایسے کام کی جو اوسپر دشوار ہووے اور ایسی تکلیف دے تو خود اوسکی اوس کام مین اعانت
کرے وعن ابی بکر الصدیق رض قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا
یا رسول اللہ الیس اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموہم
ککرامۃ اولادکم واطعموہم مما تاکلون قالوا فما تنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ
تقاتل علیہ فی سبیل اللہ ومملوک یکفیک فاذا صلی فہو اخوک رواہ ابن ماجۃ نہین داخل
ہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکون سے بری طرح رہتا ہی کہا لوگون نے اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
تمنے تو ہمکو یہ خبر دی تھی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے فرمایا ہان پس اونکو ایسا کرامت

رکھو جیسے اپنی اولاد کو کھلاؤ اونکو جو کچھ آپ کھاتے ہو کہا لوگو ان نے کیا چیز دنیا کی ہمکو نفع بخشتی ہے فرمایا
کہ گھوڑا جسکو باندھی تو کہ جہاد کرتا ہے اوسپر اور غلام کہ تیری کفایت کرے پس جب وہ نماز پڑھتا ہو
تو تیرا بھائی ہے فقط ان احادیث سے واضح ہے کہ بموجب احکام شریعت اسلام کے غلامی کی حالت مین
کوئی خرابی جو بسبب روارت اخلاق اور تکلیف غلامون کی ہو نہین ہے اور اخوت اسلامی جن جن
امور کی مراعات کے مقتضی ہے مراعات اونکی اونکے ساتھ بھی لازم ہے اور برابرانہ معاملہ اونسے بھی
برتنا لازم ہے تعلیم و تربیت مین اونکی ایسی ہی کوشش چاہیے جیسے کہ اولاد کی تربیت و تعلیم مین
کوشش کیجاتی ہے پس لحاظ ان امور کے مین کہتا ہون کہ معاملات اہل اسلام کے اپنے غلامون کے
ساتھ جیسے کہ شریعت اسلام مین واجب العمل ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر و پسندیدہ ہین بہ نسبت معاملات
قوم تہذیب یافتہ ممدوح مصنف کے جو ساتھ خدمتگارون اور ملازمون بلکہ ساتھ صدر الصدورون
اور تحصیلدارون اور ڈپٹی کلکٹرون کے وقوع مین آتے ہین اور ہر شخص اوس سے خوب واقف ہے غالب ہے
کہ مصنف بھی اوس سے انکار نکرینگے **قال** مگر قرآن مجید مین جو متعدد جگہہ لونڈیون اور غلامون کا
ذکر آیا ہے اور بعض جگہہ اونکی نسبت کچھ احکام بھی بیان ہوئے ہین اوسلئے لوگ متعجب ہونگے کہ
اگر غلامی معدوم ہو گئی تھی تو وہ احکام قرآن مجید مین کیون آسکتے **اقول** اسمین کچھ شک
نہین اور کوئی شخص انکار اسکا نہین کرسکتا کہ زمان پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین اکثر غزوات
وسرایا مین جو کفار گرفتار ہوئے اور لونڈی اور غلام بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
کئے ہین حکم خدا کے بنائے گئے اور قرآن مین لونڈی غلامون کے بعض احکام موجود ہین پس اگر
استرقاق قبیح لذاتہ اور مخالف قانون قدرت ہوتا تو ممکن نتھا کہ ایسے ایسے احکام کہ ثبوت جواز
استرقاق پر مبنی ہین قرآن مین صادر ہوتے اور اگر انسداد غلامی کا شارع کو منظور ہوتا تو زمانہ
جاہلیت کے غلام اور لونڈیون کی آزادی کا حکم بلاشک و شبہہ نافذ فرماتا اور زمانہ علم و نزول وحی
مین ہرگز کسیکو غلام اور لونڈی نہ بناتا اور بالفرض اگر غلامان زمانہ جاہلیت کی نسبت کچھ حکم
نہ دیتا تو زمان علم و نزول وحی مین تو ہرگز احداث اس امر قبیح مخالف قانون قدرت کا روا نہ رکھتا

حالانکہ یہ خود شارع سے بزمان نزول اس حکم میں اسیران کفار کو لونڈی غلام بنایا اور اس امر کو پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے صاف بحکم خدا تعالی کا بتایا چنانچہ واقعہ ۵ سنہ ہجری میں نسبت بنی قریظہ کے صحیح مسلم میں
روایت ہے قال (یعنی سعد بن معاذ) تقتل مقاتلتهم وتسبى ذريتهم قال فقال النبي
صلعم قضيت بحكم الله سعد بن معاذ نے حکم کیا کہ قتل کیے جاویں لڑنے والے اونکے اور لونڈی
غلام بنائی جاویں ذریت اونکی فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فیصلہ کیا تو نے ساتھ حکم خدا کے
اور واقعہ شوال ۸ سنہ ہجری عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلعم يوم حنين بعث جيشا
الى اوطاس فلقي عدوا فقاتلوهم وظهروا عليهم واصابوا لهم سبايا فكان ناسا من اصحاب
رسول الله صلعم تحرجوا من غشيانهن من اجل ازواجهن من المشركين فانزل الله في ذلك
والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم اي فهن لكم حلال اذا انقضت عدتهن بھیجا پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے روز حنین کے اوطاس پر پس لڑائی ہوئی دشمنوں سے اور غالب ہوئے مسلمان اور قید کیا اونکی عورتوں
سبایا کو تو کچھ آدمی اصحاب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے حرج میں پڑے اونکی مباشرت سے بسبب شوہر دار
ہونے اونکے کے مشرکین میں سے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ حرام ہیں تمپر شوہر دار عورتیں مگر جنکے مالک ہوئے
ہیں ہاتھ تمھارے یعنی کہ وہ تمکو حلال ہیں جب عدت اونکی گذر جاوے فقط اسی طرح پر اور چند نظائر [illegible] سرایا میں ہوا
مصنف نے اسکے باب میں بڑی غلطی کی اور دھوکا کھایا ہے کہ فرماتے ہیں قال اس حدیث نے بڑے بڑے
عالموں کو دھوکا دیا اور نادان [illegible] الا یہ تاکہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ تمام احکام اونھیں موجودہ لونڈیوں اور
غلاموں کی نسبت تھا یعنی جو پیشتر ہی سے رسم جاہلیت او قبل نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے اور جنکو اسلام نے
بھی آزاد نہیں کیا تھا انتہی اقول یہ سراسر غلطی ہے جو چیز کہ بحکم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بحکم
خدا تعالی واقع ہوئی اوسکو رسم جاہلیت کہنا تمامتر جہالت ہے واقعہ بنی قریظہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے صاف یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ یعنی فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم خدا کے پس حکم تشریعی خدا تعالے
کو رسم جاہلیت کہنا کیسا افتراء ہے وتحسبونه هينا وهو عند الله عظيم اور جسکی نسبت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جعلهم الله [illegible] تمہارے ہاتھ میں اونکو

کیا ہی اوسکی نسبت یہ کہنا کہ بموجب رسم جاہلیت کے یہ بات تھی صاف غلطی ہی کہ خدا کی ٹھہرائی ہوئی بات کو
رسم جاہلیت ٹھہراتے ہین یہ حدیث اوپر تمام لکھی گئی ہی اور واقعہ اوطاس و ہوازن بعد فتح مکہ کے ہی
اور خود مصنف کہتے ہین کہ آیت فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً جسکو اونھون نے غلطی سے بنام آیت حریت
موسوم کیا ہی زمان فتح مکہ مین نازل ہوئی پس ہرگاہ یہ ثابت ہوا کہ استرقاق واقعہ اوطاس و ہوازن
بعد نزول آیہ کریمہ کے ہی تو یہ کہنا مصنف کا کہ قبل از نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے الخ
سراسر غلطی ہی علاوہ برآن اعتراض تو مصنف پر یہ ہی کہ اگر غلام و لونڈی بنانا قبیح لذاتہ اور گناہ قانون
قدرت اور تمام بدیون کی جڑ ہی تو قطع نظر از ابقای غلامی عہد جاہلیت کے زمانہ علم نزول وحی مین طریقہ
کیون جاری کیا اور کس طرح یہ بقول مصنف رمضان سنہ ہجری تک یعنی اواخر عہد نزول وحی تک برابر
عمل درآمد رہا ایک چھوکری کو جو بعثت یمن مین تھوڑے روز دن پیشتر حجۃ الوداع یعنی اخیر سنہ ہجری
مین پکڑی گئی حضرت علی نے باطلاع پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سریہ بنایا چنانچہ ذکر اوسکا عنقریب آویگا
کیا اس طور پر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام و عیسی علیہ السلام اور دیگر انبیا بنی اسرائیل علیہم السلام اس بدترین قبیح لذاتہ مخالف
آئین قدرت کے حقیقت قبح سے بقول مصنف مطلع نہوکر اوسکو جائز سمجھتے رہے ایسے ہی پیغمبر مصنف محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھی اوسکے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت سے ناواقف رہے اگر فی الواقع شارع کو قطع قمع غلامی کا
منظور ہوتا تو اوسکو کیون رواج دیا اور کیون اوسکے باب مین ایسے احکام کہ مبنی اوپر ثبوت و جواز
رق کے ہین نافذ کیے مقتضائے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت تو یہ تھا کہ غلامان زمانہ جاہلیت
بھی آزاد کیے جاتے اور اگر اونکو دفعۃً آزاد نکیا تھا تو آیندہ کو تو موجب حکم تشریعی کے کسیکو لونڈی
غلام نبنایا جاتا عجیب ماجرا ہی کہ منادی تو یہ فرمائی جاوے کہ ذهب امر الجاهلية اوٹھہ گیا امر جاہلیت کا
اور ساتھ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ کس قدر برا ہی اسم فسق بعد ایمان کے اور باانہمہ وہ رسم جاہلیت
اور فسوق جو بقول مصنف جڑ تمام بدیون اور فطرتی گناہ اور مخالف آئین قدرت ہو قائم رکھا جاوے
اسکا کچھہ جواب مصنف نہین دیتے اور اور طرف کو چل دیتے ہین پھر یہ جو لکھتے ہین کہ غلامان موجودہ
آیا مراد اوس سے وہ غلام ہین جو زمانہ جاہلیت کے غلام تھے یا وہ غلام ہین جنکو اسلام نے بحکم تشریعی

غلام بنایا تھا یا دونون مراد ہین موصوف کرنا اونکا بصفات ذیل کہ جو بموجب رسم جاہلیت قبل نزول
آیۂ حریت کے غلام ہو چکے تھے جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا قرینہ اسکا ہی کہ مراد قسم اول ہین
اگر قسم اول ہی تو محض تحکم اور بیدلیل ہے اور اگر قسم دوم و سوم ہی تو لازم تھا کہ جسطرح پہلے کہا تھا
کہ جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا یہ بھی کہتے کہ جنکو خود اسلام نے غلام بنایا تھا **قال** چنانچہ
اون تمام آیتون مین جنمین لونڈی غلام کا ذکر ہی ایک بھی ایسا لفظ نہین جو آیندہ کے غلامی جسکو
ہم بہ لفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہو **اقول** چونکہ رقیت مستقبلہ ایک لفظ مبتدعہ مصنف کا ہی
لہذا اونکو لازم تھا کہ اس لفظ کی تعریف کرتے کہ اس سے کیا مراد ہی آیا ثبوت رقیت زمانہ مستقبلہ مین
مراد ہی یا حدوث رقیت زمانہ مستقبلہ مین مراد ہی اور زمانہ مستقبلہ کس زمانہ کے اعتبار سے ہی آیا شروع
اسلام سے جو زمانہ مستقبل ہی وہ مراد ہی یا زمانہ ہجرت سے جو مستقبل ہی یا رمضان سنہ ۸ ہجری یعنی فتح مکہ سے
جو مستقبل ہی وہ مراد ہی یا وہ زمانہ جو نزول ہر ایک آیت سے جسمین کوئی حکم بہ نسبت رقیقون کے ہی مستقبل ہی
مراد ہی اسکی تصریح ہر آئینہ واجب تھی چونکہ مصنف نے اوسکو مجمل رکھا ہی پس ہم ہر شق پر ہر جگہ گفتگو
کرینگے واللہ الموفق الی الصواب **قال** اس مقام پر ہم اپنے اس دعوے کے اثبات کے لیے قرآن مجید کے
تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہی جو غلامی پر دلالت کرتا ہی اور تمام دنیا پر اپنے
اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت
کرتا ہو **اقول** آپکی تصدیق کا ظہور تو حیز امتناع مین ہی بجز اون دنیادارون کے جنہون نے دین کو
دنیا کے حصول کے لیے برباد کر دیا ہی کوئی عاقل دیندار آپ کی تصدیق نہین کر سکتا مگر ہم بعون اللہ
آپکی غلطی کی تمام عالم مین تشہیر کرتے ہین **قال** لفظ ملکت یہ لفظ پندرہ آیتون مین آیا ہی
اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہی جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا **اقول** یہ مصنف کی
ناواقفی ہی لغات عرب سے اگر صیغہ ماضی شرط و جزا مین بعض حروف شرط کے واقع ہوگا تو اپنے
معنی استقبال کے دیگا قال اللہ تعالی فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ اگر خوف کرو تم کہ نہ قائم کرینگے حدود خدا کو تو نہین ہی گناہ اونمین جو فدیہ دے

وہ عورت کا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ
پھر جب پہونچ جاویں وہ عورتیں اپنی مدت کو تو نہیں ہے گناہ تم پر اوس بات میں جو وہ کریں اپنے حق میں جائز
بواجبی فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ پھر اگر نکل جاویں
تو تم پر کچھ گناہ نہیں اوس میں جو اپنے حق میں وہ کریں بواجبی قال الشاعر ہ اذا مت فانعینی بما
انا اهله وشقی علی الجیب یا ابنة معبد ہ سوا اسکے بعض مواقع اور بھی ایسے ہیں کہ تفصیل اونکی اس جگہ
ضرور نہیں **قال** قطع نظر اسکے اون آیتوں کے معانی بھی کسیطرح پر قیمت مستقبلہ پر اشارہ نہیں
کرتے **اقول** ایک آیت کی تفسیر کے ضمن میں اس امر کی بحث مفصل آ چکی اب آیت تعالے **قال**
آیت اول سورہ نسا فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ اگر متعدد جورویں کرنے میں اس بات کا تمکو ڈر ہو کہ برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہیں نکاح کرو **اقول** آپنے کوئی دقیقہ تحریف معنی کلام الٰہی میں
چھوڑا خوب اپنی تصدیق دنیا پر ظاہر کی مقارن دعوی کے دلیل تکذیب دعوی کی بھی خود ہی بیان
فرما دی اب سنیے تفصیل اپنے تحریف کی خفتم صیغہ ماضی ہے خلاف محاورہ خود ماسے آپنے اپنی عیب پوشی کی
نظر سے لفظی ترجمہ نکیا تا کہ لوگ لغت عرب کا علم نہیں اسکے معنی بیان بسبب حرف ان شرطیہ کے یہ ہیں کہ اگر خوف
کرو تم اسکا کہ برابری نکرو گے تو ایک ہی عورت یا وہ جنکے مالک ہو دین ہاتھ تمہارے پس خفتم بمعنی
مستقبل ہے اور ایسی ہی ملکت بھی بمعنی مستقبل ہے علماء لغت کا بالاتفاق یہ مقولہ ہے کہ لکو بضا انہی
ان واذا التعليق امر لغيره في الاستقبال كان كل من جملتي كل فعليه استقباليه
معنی کلمہ فواحدۃ بالرفع والنصب دو نون طرح پر پڑھا گیا ہے قرأۃ نصب پر معنی یہ ہیں کہ اختیار
کرو ایک ہی کو یا جنکے مالک ہو دین ہاتھ تمہارے مصنف نے جو اسطور پر ترجمہ لکھا ہے کہ ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہیں نکاح کرو بحیثیت ترجمہ غلط ہے اول تو ترجمہ ملکت کا اس
جگہ اسطور پر کہ جسکے مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہیں صحیح نہ تھا اگر ملکت کا اسطور پر ترجمہ کیا تھے
ہیں تو خفتم کا بھی اسی طور پر ترجمہ کرتے اور اس طور پر کہتے کہ اگر ڈر چکے ہو تم الا انکہ محض مہمل

اور لغو ہے تا بنا لینا افعال مذکورہ کا بمعنی ماضی بصیغہ تحریر کے خلاف لغت عرب کے ہے کہ درمیان
ما ملکت اور درمیان ما افتدت اور ما فعلن جنکا بیان اوپر گذرا کچھ فرق نہین ہے جس طور پر
بموجب قاعدہ زبان عرب کے ما افتدت اور ما فعلن کے معنی ماضی کے مراد نہین ہو سکتے اسی طور پر
ما ملکت بھی بمعنی ماضی کا فائدہ نہین دے سکتا تا انکہ قطع نظر اس آیت کے کہ جسمین بیان بحث
ہو کر اسمین حرف شرط مانع ارادہ ماضی کا ہے عموماً جملہ آیات ہین کہ جنکا ذکر بعد اسکے ہوگا ارادہ زمانہ ماضی کا
نسبت زمانہ نزول آیات مذکورہ کے قطعاً باطل ہے کیونکہ وہ سب آیات ایک زمانہ مین نازل نہین ہوئی ہین
مثلاً یہ آیۂ سورہ معارج مکیہ ہے وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ یعنی جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرنیوالے ہین مگر اوپر اپنی ازواج
یا جنکے مالک ہوئے ہین ہاتھ اونکے تو وہی ملامت کردہ شدہ نہین پس جنھون نے قصد کیا سوا اسکے
تو وہی تعدی کرنیوالے ہین اور اسمین قصر ہے جواز عدم محافظت کا اوپر ازواج اور ما ملکت ایمانکے
یعنی جو لوگ سوا ازواج اور ما ملکت ایمان کے محافظت فروج کی نہین کرتے وہ گنہگار ہین پس اگر ما ملکت
ایمانہم کے یہ معنی سمجھے جاوین کہ جنکے مالک ہو چکے ہین ہاتھ انکے اس آیت کے نزول سے پیشتر تو وہ جواز
عدم محافظت جسکا ذکر آیت مین ہے مقصور ہوگا اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو قبل از ہجرت
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قبل از نزول سورہ معارج کے مملوک ہو چکے ہین اور بعد نزول اس
آیت کے جو مملوک ہونگے اونکا سریہ بنانا جائز نہوگا بلکہ جو ایسا کریگا وہ بموجب حکم آیت گنہگارون مین
داخل ہوگا پھر یہی آیت جب دوسری مرتبہ سورہ مومنون مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اور اوسمین
بھی کلمہ ما ملکت ایمانہم ہے پس حسب تفسیر مجتہد موصوف کے لازم آیا کہ اس دوسری آیت کی نزول سے
پیشتر جو مملوکات مملوک ہو چکے ہین اونکا سریہ بنانا جائز ہے اور جواز عدم محافظت مذکورہ مقصور ہو
ازواج اور اون مملوکات پر جو اس دوسری آیہ کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہین پس اول تو
خود انھین دونون آیتون مین تعارض ہوگیا کہ آیت اولی مین جواز عدم محافظت مذکورہ

مقصود ہی ازواج اور اون مملوکات پر جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین
اور دوسری آیہ مین مقصود ہی اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے
پیشتر مملوک ہو چکی تھین خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہون خواہ اوسکے بعد پھر
بعد ازان سورۂ نسار کی آیت مین جو تسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمۂ ما ملکت ایمانکم واسطے
جواز تسری کے اس آیت مین بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو مملوکات کہ اس آیت کے نازل ہونے سے
پیشتر مملوک ہو چکے ہین خواہ پہلی دونون آیتون کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی ہون خواہ اونکے بعد وہ بھی حلال ہون
پس تقصیر جو پہلی دونون آیتون مین مخصوص تھا باقی نرہا اور آیت اون دونون آیتون کی معارض
ہو گئی اسی طرح چوتھی جس آیت مین کہ واسطے جواز تسری کے کلمۂ ما ملکت ایمان واقع ہی ایک دوسری کے
معارض ہوتی چلی جاویگی اور چونکہ آیت اولی مین تسری مقصود تھی اوپر انھین مملوکات کے جو پہلی آیت
کے نزول کے وقت مملوک ہو چکی تھین تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تیسری
آیت کے نزول تک اور تیسری آیہ کے بعد چوتھی کے نزول تک ہکذا الی غیر ذلک جسقدر کنیزین
مملوک ہوئین اور بطور سریہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مومنین کے تصرف مین آئین وہ سب
ناجائز ہون اور سریہ بنانے والے اونکے گنہگار ہون کیونکہ ما بین نزول ہر دو آیتون کے جو زمانہ ہی
وہ زمانہ ممانعت تسری اون مملوکات کا ہی جو آیت اولی کے نزول کے بعد مملوک ہوئے ہون
پس بسبب ظہور ان قبائح کے ارادہ زمانۂ ماضی کا بہ نسبت زمانۂ نزول آیات بالبداہت باطل ہی اور کلمۂ
ما ملکت ایمان سے ماضی بہ نسبت زمانۂ نزول آیات کے ہرگز مقصود نہین بلکہ صیغۂ ماضی جو ان آیات
اور انکے امثال مین واقع ہی اوس سے متحقق ہونا صفت ملکیت وغیرہ کا زمانۂ نہی مین بہ نسبت تحقق
مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہی جیسا کہ امثال ان آیات مین ہی مثلاً لا تنکحوا ما نکح آباؤکم
کے معنی یہ ہین کہ نہ متحقق ہو نکاح تمھارا اون عورتون سے جو اوس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے
نکاح سے پیشتر تمھارے آبا کے نکاح مین آئی ہون نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے آبا کے
نکاح مین آ چکی ہون کیونکہ ان معنی کے اعتبار سے نکاح مین لانا اون عورات کا جو بعد نزول آیت

مذکورہ آیات کے نکاح میں آنکی ہونا جائز ٹھہریگا اور یہ بات بالاتفاق باطل ہے پس اسی طور پر
معنی ما ملکت ایمانکم آیات متنازعہ میں بھی متعین ہونگی کہ جو مملوکات کہ قبل از مباشرت تمھاری
مملوک ہوئی ہیں انکے ساتھ مباشرت جائز ہے نہ وہ معنی جو مجتہد صاحب نے دل سے گڑھے ہیں کہ
نزول آیات سے پہلے مملوک ہو چکی ہیں اور بحث اسکی مفصل معنی آیت [illegible] عنقریب
آویگی انشاء اللہ تعالی اگر مجتہد صاحب یہ فرماویں کہ مراد ہماری یہ ہے کہ جسقدر کنیزیں نزول آیت
من و فدا سے پیشتر مملوک ہو چکی ہیں ان آیات سے وہ مقصود ہیں تو یہ بات لغو اور اصلا قابل
التفات نہیں کیونکہ یہ سب آیات بزعم مجتہد صاحب کے قبل از آیت من و فدا کے نازل ہو چکی ہیں
پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اوس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک نازل بھی نہیں
ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہیں کرتا علاوہ بران چونکہ آیت من و فدا زمانہ مستقبل میں
آیات مذکورہ سے نازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلا قید و بالعموم زمانہ مستقبل کو
بھی شامل ہوگا پس تفسیر ما ملکت ایمان جو مجتہد صاحب نے اسطور پر کی ہے کہ مالک ہو چکے ہیں
ہاتھ تمھارے بالبداہہ غلط ہو جاویگی وہو المطلوب اور اس صورت میں اگر آیت من و فدا
موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم باطل میں ہے تو تعارض درمیان
اون آیات اور آیت من و فدا کے لازم آویگا اور لامحالہ اون آیات کو منسوخ ٹھہرایا جاویگا
پس بالضرورۃ نظر اس امر پر ضرور ہوگی کہ آیا آیت من و فدا ناسخ اون آیات کے ہو سکتی ہے یا نہیں سو قطع نظر
اور امور کے جنکا بیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے آگے آویگا ہم یہ کہتے ہیں کہ آیت
من و فدا ناسخ اون آیات کی نہیں ہو سکتی اسلیے کہ آیت من و فدا درباب وجوب
من و فدا کے مجمل ہے کیونکہ کلمہ اما اصلا اوپر وجوب من و فدا کے دلالت نہیں کرتا ہو سکتا ہے
کہ مادہ منع جمع میں مستعمل ہوا ہو اور ہو سکتا ہے کہ من و فدا کا حکم جواز ہو پس ہر گاہ کہ آیت
نسبت عدم جواز استرقاق کے مجمل ٹھہرے تو اون آیات کی جو ظاہر الدلالۃ اوپر جواز
استرقاق کے ہیں کسیطرح پر ناسخ نہیں ہو سکتی اور بیان زمانہ نزول آیات کا اور بیان

اس اجمال کا مقتضی ہے ہو گیا انشاء اللہ تعالی پھر ترجمہ فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کا
جو اس طور پر لکھتے ہیں کہ ایک عورت سے یا اوس سے جسکے مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہین نکاح کرو
یعنی فعل فانکحوا مقدر کرکے واحدۃ او ما ملکت ایمانکم کو اوسکا مفعول ٹھہراتے ہین سراسر غلط ہے
کیونکہ نکاح مولی کا اپنی کنیز سے شرعًا ثابت نہین بلکہ فقہانے اوسکے عدم جواز کا فتوی دیا ہے
علاوہ برین مقصود آیت تو یہ ہے کہ اگر خوف اس امر کا ہو کہ عدل نکر سکوگے تو ایک ہی عورت سے
نکاح کرو تاکہ خوف عدم عدل نہ ہو کہ ایک منکوحہ مین عدل اور عدم عدل کا کچھہ احتمال ہی نہین
یا مملوکات کو سریہ کرلو کہ اونمین عدل واجب نہین مصنف کے ترجمہ سے یہ امر لازم آیا کہ درصورت
خوف عدم عدل یا ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا ایک کنیز سے نکاح کرلو اگر واقع مین مراد شارع
کی یہی ہوتی کہ جیسا مستفاد ترجمہ مصنف ہے تو اسی قدر کافی تھا [illegible]
کرلو کلمہ واحدۃ تو ایسی حالتین دونون کو متناول تھا پھر ما ملکت ایمانکم کی کیا حاجت تھی
اور یہ اطناب مخل ہے اور نیز خلاف بلاغت قرآن ہے اور اگر مقصود ترجمہ مصنف یہ ہے کہ کئی مملوکات
غیر اشخاص سے نکاح کرو تو بھی صحیح نہین ہو سکتا اسلیے کہ اگر کئی ایسی مملوکات نکاح مین جمع ہوگئین تو
اونکے درمیان مین بھی عدل فرض ہوگا اور جس خوف کے بنا پر یہ حکم نافذ ہوا وہی خوف
پیش آویگا غرض کہ کسی طرح پر ترجمہ مصنف کا صحیح نہین اور ایسی تاویل باطل ہے کہ موجب تنزل
معانی عالیہ ہے ع بر ہوا تاویل قرآن میکنی ● پست و کژ شد از تو معنی سنی ● قال آیت دوم
اسی سورت مین اللہ صاحب نے دوسری جگہہ فرمایا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ کِتَابَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ
مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ تمپر وہ رشتہ دار عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام
کی گئین ہین مگر وہ جو تمہارے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین خدا نے یہ حکم تمپر لکھدیا اور اونکے
سوا جتنی ہین وہ تمہارے لیے حلال کی گئین ہین اس طرح پر کہ تم اپنے مال کے بدلے یعنے
مہر کے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو آہ اقول اس آیت کا ترجمہ بھی اسی

غلط لکھا ہے اور تمامتر خلاف لغت عرب کے چنانچہ شرح اوسکی عنقریب کیجاویگی مگر پیشتر شرح مطلب سے
لکھنا ایک امر کا ضروری ہے یعنی یہ ترجمہ مصنف نے صرف تقلید ایک قول ضعیف مردود تفسیر امام فخر الدین رازی
کے لکھا ہے اور سوائے تقلید کے کوئی دلیل انکے پاس نہین یا تو باین شعور شوری کہ کسی مجتہد او اجماع
صحابہ خیر القرون و ائمہ اہل بیت کی بھی تقلید نکرینگے یا باین بے تمکی کہ ایک قول ضعیف کی تقلید سے
راہ راست کو چھوڑ دیا اور مصداق مثل مشہور هَرَبْتُ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَفْتُ تَحْتَ الْمِيْزَابِ اور مصرع
شاعر فانما هو غير قيد فانقادا اپنے تئین بنا دیا ہمارے اور اونکے گفتگو مقلدانہ نہین ہم ائمہ مجتہدین
کے مذہب کو بدلائل شرعیہ نقلیہ و عقلیہ کے ثابت کرتے ہین مصنف کہین تو اپنے تئین مجتہد ٹھہراتے ہین
اور کہین ایسی جان چراتے ہین کہ مقلد بمقلدان بنجاتے ہین ؎ فما تكون على حال تدوم بها +
كما تلون في اثوابها الغول سو ہم انکے سب منقولات کو خاص انہین کے مقولات سمجھینگے خواہ انہون نے
اپنی طبیعت سے پیدا کیے ہون یا تقلیداً لکھے ہون اور استدلال جو بربناے تقلید فخر رازی یا اور کسیکے
ہوگی ہرگز اوسکو منظور نکرینگے بلکہ اوسکی طرف ذرا بھی توجہ نکرینگے آمدم بر سر مطلب مصنف نے جو معنی
محصنات آزاد عورتین لکھی ہین لغت عرب مین محصنات کے معنی آزاد ہرگز نہین اور ایسے ہی جو ایک
معنی احصان کے اسلام لکھے ہین یہ بھی غلط ہین ان معنی مین بھی یہ لفظ اصلاً نہین اور اگرچہ اور بھی کئی
معنی اوسکے ہین مگر محصنات بمعنی آزاد و احصان بمعنی اسلام کہین نہین آیا پس مناسب اس مقام کے
صرف دو ہی معنی ہین یا عفائف من قولهم احصنت المراة اذا عفت واحصنها زوجها
فهي محصنة ومحصنة قال الشاعر وثديا مثل حق العاج رخصا حصانا عن اكف
اللامسينا + يا متزوجات وذوات الازواج من قولهم احصن الرجل اذا تزوج فهو محصن بفتح
الصاد قال الشاعر ؎ احصنوا امهم من عبيدهم + تلك افعال الكرام الوكعة
ای زوجہا پس ترجمہ محصنات کا بلفظ آزاد سراسر خلاف لغت اور سراسر غلط ہے اور استدلال مصنف کا اس
آیت سے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً
محض فاسد ہے آیت متلوہ مین بھی کلمہ المحصنات بمعنی عفائف ہی ہے اگر ایسا نہوتا تو قذف غیر عفائف کے

حد قذف واجب ہوتی حالانکہ قذف غیر عفائف پر بلا خلاف باجماع امت حد واجب نہین مثلاً
ہندہ اور زید دونون فاسق غیر عفیف ہین اور کسی شخص نے اون دونون کی نسبت یہ کلمہ کہا کہ ان
دونون نے باہم زنا کیا ہے اور چار گواہ اپنے قول کے اثبات پر پیش نکر سکا تو بالاجماع اوسپر حد واجب نہین ہے
اگر یہ کہیے کہ جب محصنات کے معنی یہان عفائف کے ہین تو اعتبار حریت کا کیون کیا گیا تو جواب اوسکا یہ ہے
کہ مجرد لفظ محصنات سے حریت کا اعتبار نہین کیا بلکہ لام عہد جو کلمہ محصنات پر داخل ہے وہ دلالت
کرتا ہے اوپر عفائف معہودہ یعنی حرائر کے کیونکہ قذف کے واقعہ مین آیت نازل ہوئی ہے اور صورت
مین تصریح ہے کہ جو لوگ تہمت زنا کی اون عفائف معہودہ یعنی عفائف حرائر کو لگاتے ہین اور نظیر
اسکی اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ یعنی وقوف کرو اوس جگہ جہان وہ لوگ یعنی قریش
وقوف کرتے ہین اور قولہ تعالی وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ اور وہ مطلقات
معہودہ یعنی حرائر مدخولہ انتظار کرین اپنا تین قروء تک دیکھو کلمہ الناس اور المطلقات سے قریش اور عورات
مطلقات حرائر مدخولہ مراد ہین لیکن جسکو کچھ عربیت مین دخل ہوگا وہ ہرگز نہین کہہ سکتا کہ ناس
کے معنی قریش اور مطلقات کے معنی عورات مدخولہ ہین اسیطرح پر یہان بھی کلمہ محصنات کے معنی
حرائر ٹھہرانے صریح غلطی اور نافہمی ہے اگر کہیے کہ یہ اوس صورت مین ہے کہ اوس لام کو لام عہد کا
ٹھہرایا جاوے اگر لام جنس ٹھہرایا جاوے تو پھر کوئی لفظ نہین ہے کہ حرائر پر دلالت کرے پس نصوص مذکورہ
مین بھی کلمہ محصنات کو معنی حرائر سمجھنا چاہیے تو جواب اسکا یہ ہے کہ نزول قرآن زبان عربی مین ہوا ہے
جائز نہین کہ کسی کلمہ کی معنی اپنی طبیعت سے ایسے گڑھے جاوین کہ اہل لغت عرب مین [illegible]
معنی ہوتے ہین اس صورت مین کونسی ضرورت داعی ہے کہ لام عہد کو چھوڑ کر لام جنس لیا گیا
اور بالفرض اگر لام جنس بھی ٹھہرایا جاوے تب بھی ہم یہ کہینگے کہ المحصنات سے مراد یہ ہے کہ جو اپنی جنس مین بکمال
کمال کے ساتھ متصف ہون اور وہ نہین ہین مگر حرائر نظیر اسکی اٰمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ ہے
کہ کلمہ الناس سے کاملین فی الانسانیۃ مراد ہین جار اللہ زمخشری رحمہ کہ بڑے عالم لغت عربی اور علم
نحو تھے قائل ہین کہ اسم جنس جیسا کہ مطلقاً جنس مین مستعمل ہوتا ہے اسی طرح [illegible]

معانی مخصوصہ کا لام میں بھی مستعمل ہوتا ہی جیسے کہتے ہیں کہ زید بیٹھین ہی انسان وقال الشاعر ع اذا الناس ناس والزمان زمان ۔ ہم القوم کل القوم یا ام خالد قال امرؤ القیس تسلت عمایات الرجال عن الصبیٰ ولیس فوادی عن ہواک بمنسل غرضکہ لام داخلہ محصنات کو خواہ عہد کا لام کہو خواہ جنس کا ہر طرح پر وہ لام ہی مفید معنی حرائر ہی مجرد کلمہ محصنات بمعنی حرائر یہاں نہیں کیونکہ جس سیطر پر بیان ہوا آیت فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب اور آیہ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات کا اگر یہ کہیں کہ جس طور پر ان آیات میں لام داخلہ محصنات کو لام عہد یا لام جنس کا مل سمجھا گیا ہی ممکن ہی کہ لام والمحصنات کو بھی لام عہد یا لام جنس کامل کہا جاوے اور اوسی طریق سے حرائر مراد لی جاوین تو جواب یہ ہی کہ ان آیات مین قرائن قویہ اوس طریق کے موجود ہین چنانچہ آیت اولی مین دو قرینہ تو بیان کے موجود ہین ایک واقعہ نزول آیت دوسری یہ کہ شرعاً بالاتفاق بالاجماع قاذف غلام و کنیز کے ... نہین ہی دوسرے یہ کہ خود نظم آیت سے ظاہر ہی کہ محصنات جو مسند الیہ احصن اور اتین اور مرجع ضمیر مجرور علیہن کی ہین غیر اون محصنات کے ہین جو مجرور علی ہی اور ایسی ہی آیت ثالثہ خود نص صریح ہی کہ فتیاتکم المؤمنات داخل المحصنات نہین پس متعین ہوئی یہ بات کہ اون الفاظ کو لام عہد یا لام جنس کامل مراد ہی اور اس آیت یا محل متنازع فیہا مین کوئی قرینہ ایسا نہین بلکہ بہت سے قرائن ... کہ لام عہد اور لام جنس کامل کے مانع ہین چنانچہ بیان اوسکا آگے آویگا اور ... باعتبار لغت ہی کے منجملہ بہت سے احتمالات کے صرف ایک ہی احتمال پر ترجمہ المحصنات کا بالعفائف ... ممکن ہی اور باقی جمیع احتمالات پر غلط ہوتا ہی یعنی اگر محصنات کے معنی مزوجات کے لیے جاوین اور لام کو کیسا ہی یعنی خواہ عہد کا یا جنس کامل کا یا استغراق کا فرض کیا جاوے تو ... دونون صورتون مین ترجمہ مصنف کا غلط محض ہی اور اگر محصنات کو معنی عفائف کے لیا جاوے تو ... استغراق وہ ترجمہ غلط ہی اور اگر معنی عہد یا جنس کامل لیا جاوے تو البتہ ... کے

صحت ممکن ہی مگر کوئی دلیل وقرینہ اوسکے اختیار کرنیکا نہین ملا کہ قرائن بطلان لفظاً ومعنیً
موجود ہین پس ہمکو کیا ضرور ہی کہ ایک گڑھے ہوئے معنی مصنف کے کہ قرائن لفظی ومعنوی اوسکے
خلاف ہین تسلیم کرین اور معنی چہارم جو مصنف نے اسلمن سے لکھے ہین وہ بھی غلط ہین اور یہ جو
لکھتے ہین کہ علماے حنفیہ اور دیگر علما کو جو اس جگہ احصن کے معنی اسلمن لینے پڑے ہین اسکا
یہ سبب ہی کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا مسئلہ رجم محصنات کا جو پیشتر سے ہی بگڑ جاتا ہی
یہ بھی ایک باد ہوائی بات ہی علماے حنفیہ نے احصن کو معنی اسلمن نہین لیا اور تفسیر احمدیہ اور امام
ہمام ابو حنیفہ رح کا ایسا نہین ہی کہ اہل ہوا کی ہوا بندی سے اوسکا ایک پتہ بھی جنبش کر سکے
اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء مصنف کو اگر کچھہ شک ہی تو جس مسئلہ کی نسبت یہان مجملاً
کچھہ زیادہ گوئی کی ہی اوسپر بھی خوب دل کھول کر جو کچھہ اعتراض کرنا ہی کر چکین ہم اونکو علماے
حنفیہ کی طرف سے جواب دینگے اب ہم اون دلائل وقرائن کا بیان کرتے ہین کہ جنسے ثابت
ہوتا ہی کہ ترجمہ آزاد جو مصنف نے لکھا ہی بالکل غلط ہی کیونکہ المحصنات مستثنی منہ ہی اور ما ملکت
ایمانکم مستثنی ہی پس یہ معنی ہوسکے کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر جماع کا اور یہ معنی دو وجہ سے
فاسد ہین ایک یہ کہ مستثنی جنس مستثنی منہ سے نہین ہی حالانکہ اصل استثنا مین اتصال ہی اور
اورکوئی وجہ حسن انقطاع کی کہ جسکے سبب مستثنی منقطع لایا گیا پائی نہین جاتی دوم یہ کہ لازم آتا
کہ کوئی حرہ حلال نہو کیونکہ جب سب حرائر حرام ہوگئین تو ماوراء اونکے مملوکات ہی رہگئین
واللازم باطل فالملزوم مثلہ اسکے جواب مین مصنف ازراہ مغالطہ کے نیا اوٹ کرتے ہین اور
لکھتے ہین کہ الا ما ملکت ایمانکم جو اس آیت مین آیا ہی اوس سے لونڈیون ہی کے معنی لینے
ضروری نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہوجاتی ہی اوسپر بھی ما ملکت ایمانکم کا اطلاق
ہوتا ہی اور جو عدد ازواج کی خدا نے ہمارے لیے جائز کر دیے ہین اونپر بھی ملکیت کا اطلاق
ہوتا ہی **اقول** شاید کہ کسی اور زبان مین ایسا ہوتا ہو عربی مین تو ہرگز نہین ہوتا جسکو
کچھہ بھی دخل زبان عربی مین ہی وہ خوب جانتا ہی کہ ملک یمین کا اطلاق ہرگز ہرگز زوجہ یا ازواج

ہوتا ہی نہ ہرا ایر سنکاوجات پر اگر کہین کلام عرب مین ایسا آیا ہو تو نشان دیجیے اور بڑے تعجب کی
بات ہی کہ اسکی سند مین آپ قول فخر رازی کو پیش کرین فخر رازی عرب عرباء بلکہ مفسرین مین بھی ہین
ایمۂ نحات و لغت مین بھی اونکو کوئی نہین جانتا پس اونکے قول سے اوپر اثبات معنی لغت کے دلیل لانا
سراسر ہیچ اور محض بے سود ہی مگر کیا کرین کہ الغریق یتشبث بکل حشیش یہان تک تو بیان ہوا
مخالفت لغت کا اب آگے اسکی شرح فساد معنی اور لزوم ضعف تالیف کی کی جاتی ہی آپ فرماتے ہین
کہ اس آیت مین دو جہان الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین جسے پہلے یہ کہ اوس سے مراد وہ تعداد ہی
جو اللہ تعالی نے ہماری ملک کردی ہی یعنی چار آزاد عورتون تک تو اب آیت کے معنی یہ ہوئے
کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئین مگر اوتنی کہ جتنی خدا نے تمہاری ملک کردی ہین یعنی چار اقول
اس آیت مین تو صرف اسی ایک جگہہ کلمۂ الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی آپ کیونکر یہ فرماتے ہین کہ جہان
الا ما ملکت آیا ہی کہ جس سے تعدد وقوع کلمۂ ما ملکت ایمانکم کا اس آیت مین پایا جاتا ہی خدا کو اپنی کہین
اپنی طرف سے اس آیت مین اور کہین یہ کلمہ بڑھا دیجیو اور اگر مراد یہ ہی کہ جہان قرآن مین
لفظ ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے یہ معنی ہین تو صرف مغالطہ و دروغ ہی کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے
کہین بھی ملک نکاح مراد نہین بلکہ ملک یمین یعنی رقیت ہی مراد ہی پھر چونکہ لفظ ما الفاظ
عموم سے ہی کہ حاوی ہی جمیع تناولات اپنی کو قال تعالی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ
وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ وقال طرفۃ عمر بن عبد البکری
شعر فان کنت لا تستطیع دفع منیتی فدعنی ابادرہا بما ملکت یدی وقال زہیر بن
ابی سلمی شعر فلا تکتمن اللہ ما فی صدورکم لیخفی ومہما یکتم اللہ یعلم وقال
لبید بن ربیعۃ العامری شعر فاقنع بما قسم الملیک فانما قسم الخلائق بیننا
علامہا وقال ابو الطیب شعر والہجر اقتل لی مما اراقبہ انا الغریق فما خوفی من البلل
پس اس صورت مین مطابق ترجمہ مصنف کے معنی آیت کے یہ ہوئے کہ حرام کی گئین تمپر سب آزاد

عورتین مگر کل وہ آزاد عورتین کہ جنکے تم مالک ہو چکے ہو یعنی جو نکاح مین تمھارے آچکی ہین
واہ جناب مجتہد صاحب خوب آیت کے معنی آپنے اجتہاد کی رو سے بیان فرمائے کہ جس سے کئی امر خلاف
شرع لازم آئے اسکے اول یہ کہ مثلاً کسی شخص کے نکاح مین زیادہ چار عورتون سے آگئین تھین وہ بموجب حکم
نص صریح کے مطابق آپکے اجتہاد کے حلال ہین خلافاً لرسول اللہ صلعم کہ دو حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایسی حالتین فرماتے ہین امسك اربعاً وفارق سائرهن ثانیاً مثلاً کسی شخص کے
نکاح مین ایک ہی آزاد عورت تھی تو بموجب آپکے اجتہاد کے اور تین حرائر تک واسطے اسکے حرام ہو گئین
خلافاً للہ تعالی کہ وہ تعالی فرماتا ہے فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ
وَرُبَاعَ ثالثاً اگر کسی شخص کی عورت بعد نزول آیت متلوہ کے مرگئی یا اوس وقت تک اوسنے
نکاح ہی نہین کیا تھا تو لازم آیا کہ وہ کسی حرہ سے نکاح ہی نکر سکے کیونکہ حرائر آپکے اجتہاد فاسد کے
بموجب قاطبۃً حرام ہین بجز اون حرائر کے کہ وقت نزول آیت تک منکوحہ ہو چکی تھین اور وجود
ایسے حرائر کا مابعد کے نکاحون مین قیامت تک ممتنع ہے پس بسبب نہ پائے جانے ایسے حرائر کے سب
نکاح مابعد کے محرمات کے ساتھ وجود مین آئے اور آپنے جو کلمہ ما کا یہ ترجمہ کیا کہ (انتہی) یہ تو
صاف مغالطہ ہے بیان یہ ہے کلمہ ما موصول بمعنی اللاتی یا التی کے ہے تو آپ ہی کے اجتہاد کے موافق
ترجمہ کلمات آیت کا یہ ہوا کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر وہ عورتین کہ خدا نے تمھاری ملک
کر دی ہین کلمہ ما کسیطرح پر عدد پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران مستثنی منہ ذوات محصنات ہین
نہ تعداد محصنات پس استثنا اعداد کا ذوات سے اگرچہ خلاف ظاہر ہے مگر آپکی تقریر دلنا جو بل سے یہ امر لازم آتا ہے
کہ تعداد مملوک یعنی منکوح ہون کیونکہ جب آپنے ما موصولہ کو بمعنی تعداد ٹھہرایا تو جو عائد محذوف منصوب
صلہ کے جملہ مین بھی اوسیکی طرف عائد ہوگی اور وہی مفعول ملکت کا قرار پایا پس وہی مملوک ہوا
حالانکہ یہ امر بالبداہت باطل ہے کیونکہ تعداد مملوک ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی ذوات معدود
تو مملوک ہو سکتی ہین مگر تعداد مملوک نہین ہو سکتی اور اس مقام پر آپنے ترجمہ ملکت ایمانکم کا
کبھی بہ خلاف اور نہ تما آیت کے اور کبھی برخلاف الفاظ کے فرمایا آپ دوسرا ترجمہ یہان اس طور پر لکھتے ہین

کہ خدا نے تمھاری ملک کر دی ہین حالانکہ یہان ملک ملک کا ہے نہ ملکت تملیک کا اور فاعل فعل
ملکت کا ایمانکم ہے نہ خدا پس مجرد کو بمعنی مزید فیہ کے ٹھہرانا آپ ہی سے مجتہدون کا کام ہے بعد تحریف
معنی ملک اور دیگر تحریفات کے بلحاظ کلمات آیت کے ترجمہ اس طور ہونا چاہیے کہ مگر اتنی کہ جتنی کے مالک
ہوئے ہین ہات تمھارے یعنی اتنی کہ جتنی نکاح مین آئی ہین ہین تمھارے یا آچکی ہین نکاح مین تمھارے
اوران دونون صورتون مین وہی قباحت جو پہلے اوپر لکھی ہے عاید ہوتی ہے اور اگر ملکت کو بمعنی
استقبال کے لیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ حرام ہوئین تم پر آزاد عورتین مگر اوسقدر کہ جسقدر تمھارے
نکاح مین آوین تو اس صورت مین اوس مقدار کی تفسیر جو بلفظ چار کے ہے غلط ہے لفظ ما کو آپنے
بمعنی تعداد کے لیا ہے چونکہ تعداد مخصوص چار ہی کے ساتھ نہین ہے پس لفظ ما بھی مخصوص چار کے
ساتھ نہین ہوسکتا بلکہ ایک سے لیکر ہزار اور اوس سے زائد تک کو متناول ہے اگر آپ یہ کہین کہ مراد
یہ ہے کہ اوس قدر جس قدر حلال کی ہین خدا نے واسطے تمھارے اور وہ زیادہ چار سے نہین ہے
تو ہم کہینگے کہ یہ دوسری مخالفت لغت کی ہوئی یعنی ایک تو پہلے ہوچکی تھی کہ ملک یمین کو
بمعنی نکاح لیا دوسری یہ ہوئی کہ ملک کو بمعنی حلال کرنیکے ٹھہرایا تیسری یہ ہوئی کہ لازم کو بمعنی
متعدی ٹھہرایا کچھ صبر بھی ہے کہان تک قیود پر قیود لگاتے اور مخالفت لغت کی کرتے
چلے جاؤ گے ہم آپکی ان توجیہات اور تاویلات واہیہ سے کلام معجز نظام کہ جسکے معارضہ سے عرب
عربا عاجز ہین ضعف تالیف مین نہایت درجے کے حد ابتذال کو پہونچا شعر
برہوا تاویل قرآن میکنی ۞ پست و کژ شد از تو معنی سنی ۞ کردہ تاویل لفظ بکر را ۞
خویش را تاویل کن نے ذکر را ۞ ایسی ہی خود مختاری پسند ہے تو اتباع کتاب اللہ سے دست کش
ہو کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدی بنائیے اسلام کو بدنام نہ فرمائیے شعر گر تو قرآن بدین نمط
خوانی ۞ ببری رونق مسلمانی ۞ علاوہ بران ہم یہ کہتے ہین کہ دلیل تحدید چار اس آیت
سے پہلی ہے یا پچھلی اگر بعد کو ہے تو تفسیر آپکی بلفظ یعنی چار صریح غلط ہے اور اگر وہ دلیل
پیشتر کی ہے تو لازم آیا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہو گئی کیونکہ لفظ ما عام ہے اور حکم عام کا

کہ موجب حکم ہی اپنے جمیع متناولات مین بالقطع اور جب خاص سے متاخر ہو تو ناسخ خاص کا ہو سکتا ہی چنانچہ اسی بنا پر آپنے رسالہ حل مختصر مین آیت طَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ کو ناسخ آیت حرمت منخنقہ کا ٹھہرایا ہی پس اس حالت مین بھی تفسیر آپکی بلفظ یعنی بیار غلط محض ہی اسلیے کہ معنی منسوخ تفسیر ناسخ کے نہین ہو سکتی پس ان وجوہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ کلمہ ما سے تعداد اور ملک یمین سے نکاح مراد لینا محض تحریف اور صورت ابتذال کلام معجز نظام ہی یہان تک بیان تھا وجہ اول کا اب بیان دوسری وجہ کا شروع کیا جاتا ہی مصنف فرماتے ہین کہ دوسری یہ کہ آزاد عورتین تمپر حرام ہین مگر وہ جنمین اللہ تعالے نے تمھاری ملکیت مقرر کر دی ہی اور یہ ملکیت جب ہوتی ہی کہ جب ولی موجود ہوا اور گواہ حاضر ہون اور تمام شرطین جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین پوری ہووین **اقول** اس توجیہ مین بھی اکثر امور مین مثل توجیہ اول کے قباحات ظاہر ہین اور علاوہ بران یہ تفسیر آیت کی نہین درحقیقت اپنی طرف سے ایک کلام فاسد گڑھ کر اوسکو کلام آلہی ٹھہرا دینا ہی قطع نظر اون قباحات کے چونکہ لفظی ترجمہ آیت کا آپکے اجتہاد کے موافق اس شق پر یہ ہوا کہ حرام کی گئین تمپر آزاد عورتین مگر جنکا نکاح تمھارے ساتھ مطابق شریعت محمدی کے باستجماع جمیع شرائط شرعیہ ہوا ہو یا ہو چکا ہو پس مثلاً اگر کسی کا ذکر نکاح کا فرہ سے ہوا ہوا اور بعد نکاح کے دونون مسلمان ہو گیے تو لازم آیا کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو جاوے اور تفریق اونکی درمیان مین کر دیجاوے کیونکہ ظاہر ہی کہ نکاح کفار کا مطابق شرع محمدیہ باستجماع شرائط شرعیہ نہین ہوتا واللازم باطل شرعاً فالملزوم مثلہ پھر آپ ہی صفحہ ۱۲ مین معترف ہین کہ اس جگہہ یعنی اس آیت مین خدا تعالی نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان فرمایا ہی انتہی اس سے ظاہر ہی کہ شرائط اور حضور ولی و شہود کا کچھہ تذکرہ آیت مین نہین اور نہ اوسکے واسطے سیاق آیت کا ہی پس تفسیر آیت کی اس طور پر جو آپنے کی کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سیاق آیت واسطے شرائط نکاح کے بھی ہی ہر آئینہ یہ تفسیر آپکی خلاف ہی

آپکے اعتراض کے بعد آپکے مصنف نے عبارت فخر رازی سے اس طور پر نقل کی فہذا الاول فی
تفسیر قولہ الا ما ملکت ایمانکم ھو المختار ویدل علیہ قولہ تعالی وَالَّذِینَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ
حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ جعل اللہ ملک الیمین عبارۃ عن ثبوت
الملک فیہا فوجب ان یکون ھہنا مفسرا بذلک لان تفسیر کلام اللہ بکلام اللہ اقرب
الطرق الی الصدق والصواب انتہی اور اسکی بنا پہ لکھتے ہین کہ پس یہی (یعنی وجہ دوسری)
ٹھیک تفسیر ہے خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی اور اسی کو علماء مومنین نے اختیار کیا ہے اور اسکی صحت پر قرآن مجید کی
دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہے سورۂ مومنون مین خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنی عضو
شہوت کی نگہبانی کرتے ہین بجز اپنی جورو وان کے یا اونکی جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین اس آیت
مین اپنے داہنے ہاتھ کی ملک سے مسلمانون کی ملکیت کا اونپر ثابت ہونا مراد لیا ہے پس واجب ہے
کہ اوس آیت مین بھی یہی مراد سمجھا جاوے اسلیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری
آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہے **اقول** عجیب ماجرا ہے کہ فخر رازی
کچھ اور کہتا ہے آپ کچھ اور ہی فرما رہے ہین **شعر** اری عندلیب نالان نہ ہنسا مجھے کہ انتا *
اوچ اور لے رہا ہے تو کچھ اور گا رہی ہے * وہ کہتا ہے کہ ہذا الاول یعنی پہلی صورت آپ اوسکو وجہ
ثانی پر محمول فرماتے ہین اور اگرچہ اس جگہہ عبارت تفسیر کبیر کی حد سے زیادہ مہمل اور بے ربط ہے کہ
کوئی معنی اوسکے صحیح بن نہین سکتے مگر اس قدر ظاہر ہے کہ مراد اوسکی یہ ہے کہ جو معنی ما ملکت ایمانہم
کی آیہ وَالَّذِینَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ مین ہین
وہی یہان بھی مراد لینی چاہئین ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین اور مجتہد صاحب نے بھی اسکو مان لیا ہے
پس اب کچھ جھگڑا باقی نہین رہا صرف یہ بات دیکھنی چاہیے کہ آیۂ مذکورہ مین ما ملکت ایمانہم مراد
ازواج منکوحہ ہو سکتی ہین یا نہین ہم کہتے ہین کہ نہین ہو سکتین کیونکہ ما ملکت ایمانہم بذریعہ حرف
تردید یعنی اَو کے قسیم ازواج واقع ہے اور احد القسیمین عین قسیم آخر کا نہین ہو سکتا آیۃ کے یہ معنی ہین
اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہون کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پر یا اونپر جنکے مالک ہو چکے ہین

ما تحتہ اونکے پس ظاہر ہو کہ ازواج اور ما ملکت ایمانہم دونون ایک نہین ہوسکتے اور جب اس آیت مین ما
ملکت ایمانہم کا غیر ازواج سے ظاہر ہوا تو باتفاق فخر رازی اور ہمارے مجتہد دھر کے لازم آیا
کہ اور آیات مین بھی ما ملکت ایمانہم سے ازواج مراد نہ لیجاوین اور یہی ہو مدعا ہمارا اور اس سے ظاہر ہو
بطلان سب تاویلات فاسدہ مجتہد دھر کا والحمد للہ رب العالمین اب ہم کہتے ہین کہ یہ جس قدر مجتہد
دھر نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہو مختار امام رازی نہین بلکہ یہ سب اقوال ضعیفہ ہین جو امام نے
تفسیر مین نقل کیے ہین اور جو مختار امام ہو اور اونھون نے اپنی تفسیر مین اوسکے نسبت لکھا ہے
کہ یہ معنی مراد لینے واجب ہین مجتہد دھر نے اوسکو بیک قلم چھوڑ دیا ہم اوسکو نقل کرتے ہین
قال الامام رح قولہ تعالی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ يعنی ذوات الازواج
والدليل على ان المراد ذلك انه تعالى عطف المحصنات على المحرمات فلا بد من ان يكون
الاحصان سببا للحرمة ومعلوم ان الحرية والعفاف والاسلام لا تاثير له فی ذلك
فوجب ان يكون المراد منه المزوجة لان كون المرءة ذات زوج له تاثير فی كونها
محرمة على الغير انتهی قول خدا تعالی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
مین مراد المحصنات سے شوہردار عورتین ہین اور دلیل اسپر کہ وہی مراد ہین یہ ہو کہ خدا تعالی نے
محصنات کا عطف محرمات پر کیا پس ضرور ہو کہ احصان سبب ہووے حرمت کا اور یہ بات معلوم ہو
کہ حریت اور عفیفہ ہونے اور اسلام کو کچھ تاثیر حرمت مین نہین ہو پس واجب ہوا کہ محصنات سے شوہردار
عورتین ہی مراد لیجاوین اسلیے کہ ہونا عورت کا شوہردار اسکو تاثیر ہے غیر شوہر پر حرام ہونے
مین دیکھو قول مختار امام کا تفسیر محصنات مین جو ہو جسکو وے لکھتے ہین کہ یہی معنی مراد لینے واجب
ہین اور یہ دلیل تو ہی اس معنی ہی کے ارادہ کو ثابت کرتے ہین اور جب محصنات کے یہ معنی قرار پائے
تو پھر بالبدیہۃ واجب ہوا کہ ما ملکت ایمانکم کے معنی مملوکات ہین یعنی کنیزین ہی ٹھہرائی جاوین
جب یہ معلوم ہو چکا کہ مصنف نے جو المحصنات کو بمعنی آزاد اور ما ملکت کو بمعنی منکوحات لیا ہو سراسر
خلاف لغت اور موجب عداوت کلام معجز نظام اور موجب قباحات عظیمہ کا ہو تو اب ہم دیکھتے ہین

کہ مصنف جو اوپر ارادہ معنی شوہر دار کے طعن فرماتے ہین یہ طعن اونکا بیجا ہی یا بیجا ہی لہذا اونکے
اقوال پر قولاً قولاً گفتگو کرتے ہین **قال** اس آیت مین جو لفظ محصنات کا ہی اسکے معنی اکثر
مفسرون نے شوہر والی عورتین لیے ہین اور ما ملکت ایمانکم کی لفظ سے یہ مراد لی ہی کہ وہ جو لڑائی مین
قید ہو آئی ہون اور اونکے کافر شوہر دار الکفر مین ہون انتہی **اقول** ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی
کہ اس مقام مین از روی لغت عرب کے محصنات کے صرف دو ہی معنی ہوسکتے ہین تیسری کوئی معنی
نہین یا شوہر دار یا عفائف اور چونکہ خود مصنف بھی اس جگہہ عفائف مراد نہین لیتے تو بس
اب بجز شوہر دار کے اور کوئی معنی باقی نرہے اور بالضرورۃ لازم آیا کہ اس جگہہ معنی محصنات
صرف زنان شوہر دار ہی متعین ہون اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ ملک یمین نکاح کے
معنی مین نہین آیا بدلیل آیہ کریمہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ازدواج اور ملک یمین باہم قسیم اور مباین ہین پس جو معنی ملکت ایمانہم
کے کافہ مفسرین نے لکھے ہین ہر اینہ مطابق لغت عرب کے ہین یہ معنی ایسے نہین کہ جیسے
مصنف نے دل سے گڑھے ہین اور اعتبار ہونے شوہرون کا دار الکفر مین جو کیا گیا ہی وہ
بلحاظ و استناد واقعۂ نزول آیہ اور حدیث مشہور کے ہی جسکو مسلم نے اور دیگر اصحاب سنن نے
طرق متعددہ سے روایت کیا ہی اور یہی دلیل اور احادیث کے کہ جنمین نہی اختلاط ماءین از زوج
ایک عورت کے فراش دو مردون کی ہی چنانچہ ہم بیان احادیث واقعۂ نزول آیت کے کرتے ہین
انّ رسول اللّٰہ صلعم یوم حنین بعث جیشاً الی اوطاس فلقی عدواً فقاتلوھم و
ظھروا علیھم فاصابوا لھم سبایا فکان الناس من اصحاب رسول اللّٰہ صلعم تحرجوا
من غشیانھن من اجل ازواجھن من المشرکین فانزل اللّٰہ عزوجل فی ذالک والمحصنات
من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فھن حلال لھم اذا انقضت عدتھن وعن ابی سعید
الخدری ورفعہ انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل
حتی تحیض حیضۃ رواہ ابو داؤد وعن رویفع بن ثابت الانصاری

فینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین
قال لا یحل لامرأ آمن باللہ والیوم الآخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالی
ولا یحل لامرأ یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یقع علی امرأۃ من السبی حتی یستبرءہا
الحدیث رواہ ابو داود والترمذی بمعناہ پس ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر تمامتر مطابق لغت عرب اور
مطابق وحی صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہے اور کسی دلیل عقلی کے بھی خلاف نہیں
قال اس گھڑی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ لڑائی میں جو عورتیں شوہر والی یا بے
شوہر والی پکڑی جاویں وہ لونڈیاں ہیں اور ان سے بہائم کے مانند مباشرت کرنی درست ہے
اقول خلاصہ اس تقریر غیر معقول مجتہد کا صرف دو امر ہیں ایک یہ کہ یہ تقریر کافۂ مفسرین
کی گھڑی ہوئی ہے دوسرے یہ کہ یہ مباشرت مثل بہائم کے ہے سو امر اول تو مبنی اوپر کمال غلطی
کے ہے کیونکہ اس تفسیر میں کوئی ایسی بات نہیں کہ خلاف لغت عرب ہو محصنات کے معنی
لغت میں مزوجات ہیں ملکت ایمان کے معنی بھی مطابق لغت ہیں استثنا بھی متصل ہے یا منقطع
نہیں کہ جسکو خلاف اصل کہہ سکیں لفظ ما کو محمول اوپر اعداد اور شرائط کے نہیں کیا گیا
پھر کونسی چیز اس تفسیر میں ایسی ہے کہ جسکی بنا پر کوئی کہہ سکے کہ یہ تفسیر گھڑی ہوئی ہے امر دوم کا
جواب یہ ہے کہ یہ مباشرت مانند بہائم کے البتہ اوس وقت ہو سکتی تھی کہ انقطاع کلی درمیان شوہر
کے اور زنان مسبیہ کے ہو جاتا یا اختلاط انکا لازم آتا حالانکہ تفسیر مذکور اون دونوں امروں سے
کسی امر کی مستلزم نہیں اگر اس مباشرت کو مصنف بتقلید بعض توہم پرستوں کے مثل بہائم ٹھہراتے
ہیں تو مباشرت مطلقات اور شوہر مردہ عورتوں کو بھی ایسا ہی سمجھیں **قال** مگر جس شخص کو
خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا کے کلام کو اوس ادب سے جسکا وہ مستحق ہے دیکھیگا تو یقین
کرلیگا کہ اس آیت کی یہ مراد نہیں **اقول** تفسیر کافۂ مفسرین کو مبنی بر تقلید سمجھنا جہل ہے وہ تفسیر ایسی
نہیں کہ مصنف کی تفسیر فاسد کے مانند بخلاف لغت مبنی بر تقلید اور موجب گمراہی ہو وہ تفسیر
ایسی نہیں کہ کلام معجز نظام کو اوسنے ضعیف التالیف کرکے مرتبہ عالیہ اعجاز سے ساقط کرکے

مناک سدارت اور ابتذال مین مانند تفسیر مصنف کے ڈال دیا ہو تو تفسیر ایسی نہین کہ مثل تفسیر مصنف
از راہ بے ادبی کے اوسمین قیود بالائی قیود بڑھا کر اور اصل نظم مین اصلاح اپنی طرف سے دیکر نوبت تحریف
کی پہنچادی گئی ہو باایمہ نسبت اوس تفسیر کے ایسے ایسے کلمات زبان پر لانا اور اپنی تفسیر کو
جو تمامتر خلاف لغت اور بناوٹ کی تقریر اور مستلزم قباحات چند در چند ہی اوس سے بہتر سمجھنا سراسر
گمراہی اور تمامتر جہل ہو **قال** نہ اوسمین لڑائی کی قیدیون کا کچھ ذکر ہو نہ اون لفظون کی یہ معنی ہین
اقول ہرگاہ کہ واقع نزول آیت مذکورہ آنا قیدیان جہاد کا اور تحریج مومنین کا ہی مجامعت زنان
مسبیہ سے جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور اور معانی الفاظ بجز ان معانی کے جو تفسیر کیے گئے
ہین اور کچھ نہین جیسا کہ مفصلاً گذرا تو جہل مصنف کا ہی جو ایسا فرماتے ہین **شعر**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ❊ فہم سخن گر نکند مستمع ❊
قوت طبع از متکلم مجوی ❊ **ابیات** اذا عیّر الطائی بالبخل مادر ❊ وعیّر قسا بالفہاہۃ باقل ❊
وطاولت الارض السماء سفاہۃ ❊ وفاخرت الشہب الحصی والجنادل ❊ وقال السہا للشمس انت
خفیۃ ❊ وقال الدجی للصبح لونک حائل ❊ فیا موت زر ان الحیوۃ ذمیمۃ ❊ ویا نفس
جدی ان دہرک ہازل **قال** پس جو لوگ کہ والمحصنات من النساء سے شوہردار عورتین
مراد لیتے ہین اونکے پاس اسکی کیا سند ہو **اقول** سند لغت موجود سند احادیث صحیحہ موجود
چنانچہ بیان اونکا اوپر گذر چکا حیرانی ہو کہ آپ اور کس قسم کی سند چاہتے ہین آپ کی وہ مثل ہو
کہ قاضی نے تو بہت ہرایا پر مین ہی نہ ہاری **قال** اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی
مسئلۂ عظیمہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز اپنی قیاس
سے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہو نہ نقلی **اقول** معنی لفظ اوس مفہوم کو کہتے ہین کہ
واضع لغت نے اوس لفظ کو واسطے اوس مفہوم کے بنایا ہو پس جو مفہوم ایسا ہو کہ واضع نے
وہ لفظ اوسکے واسطے نہ بنایا ہو اوس مفہوم کو معنی لفظ ہرگز نہین کہہ سکتے جس طرح سے کوئی
شخص مفہوم آزادی کو معنی محصنات قرار دے یا مفہوم نکاح کو معنی ملک یمین ٹھہرا دے تو قول

اوسکا کسی طرح پر الحق تسلیم سکتے نہین ہی کیونکہ نہ واضع نے اون الفاظ کو واسطے ان معانی کے
وضع کیا ہی نہ کسی اصطلاح خاص یا عرف عام مین نقل کیا گیا ہی جب یہ بات معلوم ہوئی تو ہم
سمجھتے ہین کہ لفظ محصنات کے دو ہی معنی ہین ایک زنان شوہر دار دوسرے عفائف اور یہ بھی ظاہر
ہی کہ الفاظ متعدد المعانی جہان کہین بولے جاتے ہین تو ہر ایک موقع پر ایک ہی معنی منجملہ معانی
متعددہ کے مراد لیے جاتے ہین سب معانی سے ایک محل پر مراد نہین ہو سکتے اور اس جگہہ جملہ اون دو
معنون کے ایک معنی یعنی عفائف تو باتفاق مصنف و مفسران عالیقدر کے مراد نہین تو بالضرور
لازم آیا کہ زنان شوہر دار ہی مراد لیی جاوین اور یہ جو فرماتے ہین کہ ایک مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو
انھون نے اونکا گمان فاسد ہی مفسرین رحمہم اللہ تعالی کا یہ کام نہتھا کہ اپنے دل سے کوئی مسئلہ شرعی گھڑ کر
اوسکی تائید کے واسطے قرآن مین تاویل کرین اونکو منصب تو جو معانی کلمات قرآن کے از روے
لغت عرب کے تھے اور احادیث نبوی اونکے مؤید تھین بیان کیے بعد ازان جو کوئی مسئلہ شرعیہ
اوسپر متفرع ہوا تو اوسمین اونکا کچھہ اختیار نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ بجز اپنے قیاس کے اگر یہ بھی جہالت ہی
اونکی تفسیر مین قیاس کہان ہی مگر مصنف نے جو تفسیر کی ہی البتہ وہ سراسر مبنی بہ قیاس فاسد ہی
چنانچہ قول اونکا دلیل صریح قیاس کی موجود ہی کہ اوس جگہہ محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین تو
اس جگہہ بھی وہی مراد ہین اب ہم بفرض اس امر کے کہ محصنات کے ایک معنی حرائر بھی ہین
مصنف پر اعادہ اونکی تقریر کا کرتے ہین کہ جو لوگ والمحصنات من النساء سے آزاد عورتین مراد
لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہی اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلہ
عظیمہ (یعنی ابطال رقیت و تسری کی) اخذ کرنے کے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز
اپنے قیاس کے ایک بات کہہ دینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی اب فرمائیے جناب آپ اسکا
کیا جواب دے سکتے ہین ہمنے تو آپکو جواب معقول دیدیا اور دلیل عقلی اور نقلی دونون بیان
کر دین اب آپ دلیل عقلی یا نقلی پیش کیجیے **قال** علاوہ اسکے اگر ما ملکت ایمانکم سے لونڈیان
ہی مراد لیجاوین تو بھی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تم پر آزاد عورتین حرام ہوئی ہین مگر وہ آزاد عورتین

جو پہلے آزاد تھیں مگر اب تمہاری لونڈیاں ہو چکی ہیں انتہی **اقول** مراد لیا جاتا کیا معنی ملکت
ایمانکم سے تو اس جگہ بجز لونڈیوں کے اور کچھ مراد لی ہی نہیں جا سکتے دیکھیے کہ آیت وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ
حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ میں بسبب توسط حرف تردید کے
کلمہ ما ملکت ایمانہم سے ازواج منکوحہ مراد نہیں ہو سکتیں بلکہ لونڈیاں ہی مراد ہیں پس بقول
مستند جناب کے واجب ہے کہ اس آیت میں بھی یہ ہی مراد لیجاوین اسلیے کہ تفسیر قرآن کی ایک آیت کی
دوسری آیت سے نہایت عمدہ ہے بہ نسبت تفسیر بالرائے یا بالحدیث کے علاوہ برین آپنے یہ الفاظ
(کہ جو پہلے آزاد تھیں مگر اب تمہاری لونڈیاں ہو چکی ہیں) کس عبارت کا ترجمہ فرمایا غایت الامر یہ ہے
کہ اب ترجمہ اس طرح فرماوین کہ پہر آزاد عورتیں حرام ہوئی ہیں مگر جو تمہاری مملوک ہو چکی ہیں گو ہم یہ سمجھ لیں
کہ یہ معنی بسبب انقطاع استثنا کے بلاوجہ کیسے ردی ہیں خیر اس بحث کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ
عمود آپکی تقریر کا یہ لفظ ہے کہ (ہو چکی ہین) ہمنے مانا یہی ہے مگر پہر بھی یہ معنی ہونگے کہ نزول آیت تنہا
سے پیشتر ہو چکے ہیں اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ آیت بعد واقعہ اوطاس کے اور بعد مملوک ہو جانے
سبایا اوطاس کے نازل ہوئی ہے جو سنہ ۸ ہجری کے اواخر شوال میں واقع ہوا تھا پس سبایا اوطاس
ہی مصداق لونڈیاں ہو چکنے کی ہوئیں یعنی اوس وقت سے بھی لونڈیاں ہو چکی تھیں اور
چونکہ ہم یہ بھی اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ سبایا اوطاس میں زنان شوہر دار بھی تھیں پس مصنف کو
تفسیر میں پر کیا اعتراض باقی رہگیا اور چونکہ بحسب زعم مصنف آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ
اِمَّا فِدَاءً بعد فتح مکہ یعنی ۱۷ یا ۱۹ یا ۲۰ رمضان سنہ ۸ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور یہ واقعہ بعد اوسکے اواخر شوال سنہ ۸ ہجری
میں ہوا اور بموجب فرمان صاحب وحی صلعم کے وہ سبایا لونڈیاں و غلام بنائی گئیں تو خود ثابت ہو گیا کہ آیت اِمَّا مَنًّا
بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَاءً میں کوئی ایسی بات نہیں کہ بالکل رقیت آئندہ کے ہو وے اور عنقریب آویگی تفصیل اوسکی انشاء اللہ تعالیٰ **قال** اگر
انسان کیسے ہی الٹے تقلید میں خدا ہی تعالیٰ نے ڈالے اور اوسکے دل کو اوس سچائی اور نور حقیقی سے جو مذہب اسلام میں ہے روشن کرے
تو آیت کا مطلب سمجھنے میں کچھ دقت نہیں **اقول** ہاہن فقرہ کو باصلاح اور زیادت بعض الفاظ کے خود لکھتے ہیں کہ اگر انسان کو
گمراہ لوگوں کی تقلید میں خدا نے ڈالے اور اوس راستی اور نور قدیم سے جو مذہب اسلام میں ہے روشن کرے اور پابندی صاحب جاہ

خوشی کی سو چاپلوسی حکام اور امراء عہد سے رہائی دیوے تو اس آیت کا مطلب سمجھنے مین کچھ وقت نہین **قال** جو کچھ
خدا تعالیٰ نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان فرمایا **اقول** صحیح ہی والحق احق ان یتبع
واقع مین اس آیت مین بیان ہی ذوات محرمات کا نہ شرائط نکاح اور تعداد عورات کا افسوس ہی پھر افسوس ہی اوس
شخص کے حال پر کہ خیال رکھتا ہی کہ یہ کلمات بھی زبان سے کہنا جاوے اور ازراہ تقلید بے اصل اس سے بعض کلمات آیت کو محمول اوپر شرائط
صحت نکاح کے کرے اگر ایسا اجتہاد ناقص ہے تو تقلید ہی کسی کامل کی ہزاران ہزار درجہ بہتر ہی **شعر**

سایهٔ یزدان بود بندهٔ خدا	مردهٔ این عالم و زندہ بخدا	دامن او گیر زوتر بیگمان
رستے از آفت آخر زمان	خاک شو مردان حق را زیر پا	خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

قال مگر قبل از نزول آیت کے اسکا کچھ لحاظ نتھا خدا تعالیٰ نے جو کچھ کہ قبل اس آیت کے ہوچکا تھا
اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتین تمہاری ملک ہو چکی ہین یعنی اوس زمانہ کی رسم کے
بموجب تصرف مین آچکی ہین وہ حرام نہین پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا نہین نکل سکتا
اقول اسکے کیا معنی کہ لحاظ نتھا صاف فرمائیے کہ مشروع تھا یا نتھا جو امر کہ برابر شریعت انبیاء
عظام مین عہد ابراہیم علیہ السلام سے مشروع معمول بہ چلا آیا اوسکی نسبت ایسا مہمل کلمہ کہنا کہ لحاظ
نتھا صریح دھوکا ہی بڑے تعجب کی بات ہی کہ جو امر کہ خلاف آئین قدرت اور جو سبب بدیون کی ہو
اوسکا انبیا کو بھی کچھ لحاظ نتھا کیا ایسے ایسے بڑے بڑے پیغمبر جو قانون قدرت اور نیکی و بدی کے
جاننے والے اور اعلم الناس بلکہ اعلم المخلوقات والکائنات تھے ایسے غافل تھے کہ محض
ازراہ بے احتیاطی اور بے لحاظی کے خود بھی مرتکب اوس امر کے تھے جو خلاف آئین قدرت
اور جو سبب بدیون کا تھا اور اورونکو بھی اوسکی اجازت فرماتے تھے اور خدا کا فرمان اس طرح پر
سناتے تھے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ
عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○
اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ
ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○

وَالَّذِينَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ فلاح پائی اون مومنون نے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین
اور وہ جو لغو باتون سے بچنے والے ہین اور وہ جو زکوٰۃ دینے والے ہین اور وہ جو اپنی شرمگاہون
کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پر یا اونپر جسکے مالک ہوئے ہاتھ اونکے پس بیشک وہ
ملامت کردہ شدہ نہین ہین پس جس شخص نے قصد کیا سوا اسکے وہی زیادتی کرنے والے ہین
اور فلاح پائی اون لوگون نے جو اپنی امانات و عہد کی رعایت رکھنے والے ہین اور جو لوگ
اپنی نمازون کی حفاظت کرنے والے ہین یہی لوگ وہ وارث ہین کہ وارث ہونگے فردوس کے
وہ لوگ ہمیشہ اوسمین رہنے والے ہین دیکھیے کہ کس تاکید سے خدا تعالے نسبت مرتکبان اوس
بے لحاظی کے فرماتا ہی فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ اور اگر آپکو کچھ بھی مداخلت علم معانی و بیان
مین ہوتی تو آپ سمجھتے کہ تعریف مسند الیہ کی موصولیت کے ساتھ آیت أُولٰٓئِكَ هُمُ
الْوَارِثُونَ مین اور پھر تاکید بضمیر منفصل یعنی ہُم کی کہ باب أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ سے ہی
اور پھر توصیف ساتھ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ اور پھر تاکید جملے کے ساتھ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ کی بسبب ترک فصل کے باب لاریب فیہ سے ایسی نہین ہی کہ کوئی شخص جو قرآن پر
ایمان رکھتا ہو نسبت اونکے یہ کہہ سکے کہ اسکا کچھ لحاظ تھا تھوڑی ہی غور اسی آیت کے مضمون فرمانے
کہ لغو امور سے بچنے کی تو عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ مین صاف نص فرمائی اور لغو امور کو فلاح تمھارا
بتا تعجب ہی کہ ایسی بے لحاظی کو جس سے ارتکاب جرم آئین قدرت لازم آتا ہی باعث مدح مصداق
فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ کا قرار دیا اور اونھین بے لحاظون اور مرتکبان جرم آئین قدرت
اور جرم فطری اصول تمام جرایم کو وارث فردوس برین ٹھہرایا یہ کیسی بے لحاظی اور کیسا
جرم آئین قدرت و فطری ہی کہ وبال اسکا لغو امور کی برابر بھی نہین غرضکہ تسری اور متعہ
دو حال سے خالی نہین یا مشروع تھا یا نامشروع اگر نامشروع تھا تو معمول بہ انبیا عم اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم کا بحضور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح پر رہا اور اگر مشروع تھا

تو نا مشروع کب ہوگیا اگر کہیے کہ رمضان سنہ ۸ ہجری مین حرام ہوگیا تو آپکا یہ قول
غلط ہی کیونکہ یہ آیت جسمین بیان کلام ہی شوال سنہ ۸ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اوسکے بموجب
پیغمبر صلعم نے اجازت استری کے بعد استبرا کی دی چنانچہ بحث اسکی عنقریب آویگی پھر جو آپنے
آیت کریمہ کے ترجمہ مین بطور اصلاح قرآن کے بطرز محرفان توریت انجیل ایک لا یعنی لکھکر اوسکے بعد
یہ لا یعنی فقرہ لکھا ہی (کہ اوس زمانے کی رسم بموجب تصرف مین آچکی ہین) فرمائیے کہ یہ فقرہ
لا یعنی طبع زاد ہی یا کسی آیت کا ترجمہ ہی یا کسی حدیث کا یہ فقرہ آپکا تحریف معنوی ہی اور
قرآن مجید اوس سے محفوظ ہی جناب آپ تو بہت اصرار اور شد و مد سے اپنے تئین اون آداب دانون مین
سمجھتے ہین کہ جو کلام الٰہی کو بہت ادب کیساتھہ سمجھتے ہین پھر یہ کیسی بے ادبی ہی کہ کلام مقدس مین
قید پر قید فقرات پر فقرات دل سے گھڑکر بڑھاتے جاتے ہین **شعر** جامی چہ لاف مہر نبی از زبان
زنی ❊ بر خرقہ تو اینہمہ داغ شراب چیست ❊ اور یہ جو آپ کہتے ہین کہ اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا
اخذ ہم آپسے دریافت کرتے ہین کہ رقیت مستقبل آپ کس زمانے کے اعتبار سے چاہتے ہین جب زمانہ نزول
آیت تک یہ رقیت جائز تھی تو یہ بات آپکے ذمہ ہی کہ اس زمانے کے بعد حکم ممانعت کا ثابت کیجیے
ورنہ اس طرح پر تو بہت گنجایش انکار بہت سے مشروعات کی نکل جاویگی پھر جب خود آپ معترف ہین کہ ایسا
جو کچھہ کہ قبل اس آیت کے ہوچکا تھا اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا پس جواز اوسکا تا روز نزول آیت بموجب حکم
خدا کے تو خود آپ ہی کے اعتراف سے ثابت ہوگیا اب اس امر مین آپہی کے اقوال پر کلام رہا کہ یہ آیت
من خدا سے پہلے نازل ہوئی ہی یا بعد اوسکے اور جو چیز کہ بحکم خدا جائز ہوئی آیا اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا روا ہی
یا نا روا سو ہم ثابت کرچکے ہین کہ یہ آیت شوال سنہ ۸ ہجری مین یعنی بعد از نزول آیت من قبلکے نازل
ہوئی ہی اور ہم یہ بھی مبرہن کرچکے ہین کہ جو چیز بحکم شارع جائز ٹھہرائی گئی اوسکو مبنی برسم جاہلیت کہنا سراسر خطا
اور بہت ہی بیجا ہی **قال** اسکی نظیر اسی سورۃ مین اور اسی جگہہ موجود ہی کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو
جورو بنانے مین کچھہ قباحت نہین سمجھتے تھے جب اوسکی نہی آئی تو فرمادیا کہ اس سے پہلے جو ہوچکا وہ ہوچکا
چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی مت نکاح کرو اون عورتون سے جنسے تمہارے باپون نے نکاح کیا مگر جو کچھہ

کہ پہلے ہو چکا یعنی وہ اس امتناع مین داخل نہین وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ
اقول حاصل استنباط مجتہد عصر کا مسائل شرعیہ کو نظم کتاب و سنت سے تو بہت ہی وضاحت کے ساتھ
دریافت ہو چکا مگر ہمکو انتظار اسکا تھا کہ کسی موقع پر انکے قیاس کا بھی امتحان کیا جاوے چنانچہ اب وہ
موقع آگیا مخفی نرہے کہ یہان بحث اسکی نہین کہ حرمۃ بعد الاباحۃ یا اباحۃ بعد الحرمۃ شرعًا جائز ہی
یا نہین اسکے عدم جواز کا کوئی شخص اہل اسلام مین سے قائل نہین ہی اور اسکا بھی کوئی شخص قائل نہین کہ
جبتک وہ شی حرام نہین ہوئی تھی اوسکا ارتکاب موجب گناہ تھا یہان بحث اسکی ہی کہ جو فعل
ایسا ہو کہ اوسکو انبیاء علیہم السلام نے جائز رکھا اور اوسکا انکار نکیا اور آپ بھی اوسکو عمل مین
لائے ہین اور کتب سماویہ مین تصریح اوسکی اجازت دی گئی اور اوسکے احکام بیان فرمائے گئے آیا وہ از قسم
مباحات شرعیہ ہی یا نہین اور اطلاق رسم جاہلیت کا اوس پر جائز ہی یا نہین دوسرے یہ کہ جو
فعل کہ آئین قدرت کے خلاف اور لذاتہ قبیح ہی اور تمام برائیون کی جڑ ہی آیا ممکن ہی کہ انبیاء علیہم
عامدًا اوسکے مرتکب ہوئے ہون تیسرے یہ کہ تمتع شی محرمہ لذاتہ سے بعد حرمت کے شرع مین ثابت ہی
یا نہین چوتھے یہ کہ جو چیز کہ شریعت انبیاء سابقین مین مباح تھی اور اسلام مین بھی مباح ہی یا ابتدا ہی یا ایک مدت تک حضور
پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اور خود پیغمبر بھی اوسکے مباشر رہے اور کتاب اللہ مین بھی اوسکی اجازت
صراحۃً دی گئی تو آیا بدون قیام دلیل شرعی کے جو ناسخ اوسکی ہو یہ کہہ سکتے ہین کہ آیندہ وہ اباحت
باقی نرہی صورت مقیس علیہ مجتہد عصر کے یہی کہ پیشتر عرب منکوحہ پدر کو اپنے نکاح مین لاتے تھے چنانچہ
شارع نے فرمایا مت نکاح کرو اون عورتون سے جن سے تمہارے باپون نے نکاح کیا ہو مگر جو کہ پہلے
ہو چکا یعنی وہ امتناع مین داخل نہین انتہی **اقول** وہ چار صورتین جو بحث طلب ہین اونمین سے
کوئی ایک صورت بھی ایسی نہین کہ اوسکو صورت مقیس علیہ پر قیاس کرسکین اور مقیس علیہ کو نظیر مقیس کا
قرار دے سکین نسبت دو مجہول کے یہ وجہ ہی کہ نکاح باپ کی زوجات کا کسی ملت مین جائز نہین ہوا
اور کسی نبی نے اوسکو جائز نہین رکھا توریت مین کتاب احبار باب ۸ اور ۹ مین
صاف ممانعت اوسکی موجود ہی معاذ اللہ کہ خود کوئی پیغمبر اوسکا مرتکب ہوا ہو یا حضور

کسی مذہب کے بلا انکار ظہور مین آیا ہو خود قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ نکاح پیشتر ہی سے فحش
اور موجب غضب الٰہی تھا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا یعنی کہ نکاح کرنا ساتھ باپ کی
جورو وون کے تھا فحش اور غضب اللہ کی راہ شرافت عرب بھی اس سے بہت پرہیز کرتے تھے اور
اسی سبب سے جو کوئی اراذل مین سے ایسا کرتا تھا تو اوس نکاح کو نکاح المقت یعنی نکاح مبغوض
اور اوس نکاح کرنے والے کو اور اوسکی اولاد کو مقتی کہتے تھے پس یہ قول مجتہد کا کہ
عرب ایسے نکاح مین قباحت نہین سمجھتے تھے تمامتر مبنی اوپر جہل مرکب کے ہے دوسرے یہی
صورت متنازعہ کو بھی کچھہ تعلق مقیس علیہ سے نہین کیونکہ ایسے نکاح کا کبھی کوئی نبی خود مرتکب ہوا
نہ کسیکو اجازت دی تیسری صورت کا حال یہ ہے کہ قبل از تحریم قرآن بھی ایسے نکاح سے کبھی تمتع
جائز نہین ہوا چہ جائیکہ بعد از تحریم تمتع جائز ہو چنانچہ ہمنے اوپر ایک حدیث نقل کی ہے جسکا
یہ مضمون ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر فرمایا پس
قیاس مجتہد کا ہر آئینہ قیاس مع الفارق ہے صورت چہارم کسی طرح پر مطابق صورت مقیس علیہ
کے نہین پس قیاس مجتہد عصر کہ بلا لحاظ شرایط و ارکان قیاس کے ہے محض ہیچ و پوچ ہے بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ ہنوز وہ شرایط ارکان قیاس سے بھی واقف نہین اور با اینہمہ ناواقفی کے اپنے تئین مجتہد بتاتے
ہین اب رہا کلام اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مین اگر اسکو استثنا متصل تصور کیا جاوے اور کلمہ ما کو
جو ان کحوا پر داخل ہے عام کہ متناول ہو منکوحات سالفہ اور باقیہ اور مستقبلہ کو لیا جاوے اور اوسے
سالفہ کو مستثنے کیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ نہ نکاح کرو اون عورات کو جنسے تمہارے آبا نے
نکاح کیا مگر منجملہ اونکے اونکو جو مرگئے ہین تو یہ کلام از قبیل مبالغہ باب لاعیب فیہم غیر ان سیوفہم
بہن فلول من قراع الکتائب اور حتی ابیض القار اور حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ سے ہوگا
یعنی کوئی صورت اجازت ایسے نکاح کی نہین مگر ایک صورت نکاح کی ساتھہ گذشتگان کے
اور چونکہ یہ محال اور ممتنع ہے پس کسی طرح کوئی صورت جواز کی باقی نہ رہی اکثر مفسرین نے اسی طرح
آیت کی تفسیر کی ہے اور مختار علامہ زمخشری کا یہی تفسیر ہے چنانچہ وہ تفسیر کشاف مین لکھتے ہین

فان قلت کیف استثنی ماقد سلف من ما نکح آباؤکم قلت کما استثنی غیر ان سیوفہم من قوله ولا عیب فیہم یعنی ان امکنکم ان تنکحوا ما قد سلف فانکحوہ فلا یحل لکم غیرہ وذلك غیر ممکن والغرض المبالغة فی تحریمه وسد الطریق الی اباحته کما تعلق بالمحال فی التابید فی نحو قولهم حتی یبیض القار وحتی یلج الجمل فی سم الخیاط اور اگر اسکو استثنا منقطع اور الا کو بمعنی لکن لیا جاوے تو جملہ ما قد سلف جو مبتدا ہے خبر اسکی محذوف ہوگی یعنی اوسپر مواخذہ ارتکاب جسم گذشتہ کا نکیا جاویگا جیسا کہ اوربعض کبائر مین واقع ہوا ہے قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف اور اسلام مقصود نہین ہے کہ وہ نکاح باقی رکھا جاویگا چنانچہ تفسیر بیضاوی مین مرقوم ہے وقیل الاستثناء منقطع ومعناہ لکن ما قد سلف فانہ لا مواخذة علیه لا انه مقرر انه کان فاحشة ومقتا علة للنهی ای ان نکاحهن کان فاحشة عند الله ما رخص فیه لامة من الامم ممقوتا عند ذوی المروات ولذلك سمی ولد الرجل من زوجة ابیه المقتی یعنی کہا گیا ہے کہ استثنا منقطع ہے اور معنی یہ ہین کہ لیکن جو کچھ گذر گیا اوسپر مواخذہ نہین یہ بات نہین کہ وہ نکاح قائم رکھا گیا کہ بیشک ایسا نکاح بیحیائی اورفحش اور موجب غضب ہے یہ علت نہی کی ہے کسی امت کو خدا نے رخصت ایسے نکاح کی نہین دی اور مبغوض ہے یہ نکاح ارباب مروت کے نزدیک اور اسی واسطے ایسے نکاح کی اولاد کو مقتی کہا جاتا تھا ظاہرا ما فی ضمیر مصنف یہ ہے کہ نکاح کسیکا جو زوجہ پدر کے ساتھ قبل از نزول آیہ تحریمہ ہوا تھا تو جس طرح پر اوسکو باقی رکھا گیا اوسی طرح پر رقیت جو پہلے ہو چکی تھی وہ بھی قائم رکھی گئی مگر یہ غلطی فاش ہے ایسا نکاح حد وقتا اور رقبتا ہرگز ہرگز جائز نہین بلکہ ایسا نکاح اوسی ملت مین جائز نہین ہوا یہان تک کہ کفار عرب بھی اسکو مبغوض جانتے تھے اگر مصنف ابقاء نکاح مذکور کے مدعی ہین تو اوسکو ثابت کرین اور اونکا یہ جو خبر محذوف کی تقدیر یہ کی ہے کہ وہ اوس اجتماع مین داخل نہین اور ظاہر اسسے اونکا ارادہ اثبات باقی رکھنے نکاح مذکور کا ہے تو یہ تقدیر اونکی محض بے دلیل ہے بلکہ مضمون طبع زاد اور نادرہ ہے غور کیجیے کہ جس نکاح کی نسبت ایسے کلمات

فراسے جاوین کہ انہ کان فاحشۃ و مقتا و ساء سبیلا کا دہ کیونکر باقی رکھا جا سکتا ہی
اگر کان کو از باب کان اللہ علیما لیا جاوے تو فحش اور مقت کا حکم نص جمیع ازمنہ مین ثابت ہے
اور اگر بمعنی ماضی لیا جاوے تو ثبوت قبح کا زمانہ ماضی مین لفظ کان سے ظاہر ہی اور جو چیز کہ ایسی
قبیح زمانہ ماضی مین ٹھہر چکی ہو تو وہ ہماری شریعت مین کسی طرح پر باقی رکھنے کے قابل نہین اور
چونکہ کلمہ ساء منجملہ افعال ذم کے ہی اور در اصل یہ فعل ماضی تھا کہ معنی ماضی سے نقل کر کے بمعنی حال واسطے انشاء ذم کے
لایا گیا ہی تو مذموم ہونا اس قسم کے نکاح کا جمیع ازمنہ ماضی و حال و مستقبل مین خود آیت ہی سے ثابت
ہو گیا اور جو چیز کہ فی نفسہ ایسی مذموم ہو اور سزا مذموم ہونا اوسکا ایسا ظاہر ہو کہ کفار عرب بھی اوسکو
مذموم اور ممقوت سمجھتے ہون تو اوسکی بقا کا شرع مین کسی طور پر حکم نہین ہو سکتا یہان تک جو آیۃ
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم مین کلام تھا ختم ہو چکا اور مجتہد عصر کا حال
درباب استنباط معانی اور فہم قرآن و حدیث اور واقفیت لغت عرب اور صحت و فساد قیاس
کے جیسا کچھ ہی خوب ہی کھل گیا اب بطور خاتمہ کے ایک مختصر بات لکھتا ہون کہ خود مجتہد عصر کے
اقرار سے ثابت ہو چکا کہ زمانہ نزول آیت تک استرقاق اور تسری ممنوع تھی اور یہ نص قرآنی
اوسکے جواز پر ناطق تھی پس اگر وہ اپنے دعوی تحریم مین سچے ہین تو ایسی نص قرآنی
جس سے حرمت استرقاق و تسری کی ثابت ہو اور اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو نشان
دین ورنہ یہ سب باتین ہوے اونکے جدال جاہلانہ اور ہفوات معاندانہ سمجھی جاوے گی اب ہم تفصیل وجوہ
بیان آیات مذکورہ کے مطابق قاعدہ مصرحہ اصول فقہ کے لکھتے ہین اور آیندہ ہر ایک آیت
کے ذیل مین شرح اوسکی کر دی جاوینگی انشاء اللہ تعالی جاننا چاہیے کہ نظم باعتبار دلالت کے
اوپر معنی کے چار قسم پر ہی ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم ظاہر اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے صیغہ سے مراد
اوسکی سامع کو ظاہر ہو جاوے بلا احتیاج طلب و تامل کے اور نص وہ ہی کہ ظاہر پر بلحاظ سوق
کلام متکلم کی او وضاحت زیادہ ہو جاوے اور مفسر وہ ہی جو نص پر بھی کچھ وضاحت زیادہ رکھتی ہو
اس طرح پر کہ احتمال تاویل و تخصیص باقی نہ رہے اور محکم وہ ہی کہ مراد اوسکی ایسی واضح ہو کہ احتمال تاویل

تخصیص و نسخ بھی باقی نہیں جب یہ دریافت ہوا تو تحقق ہوا کہ آیت اولی یعنی اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا
تَعْدِلُوا بَیْنَ النِّسَاءِ فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ از قسم ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین یعنی
رقیت مین اور نص ہی نکاح مملوکات مین اور آیت ثانیہ یعنی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین مین اور مفسر ہی جواز وطی مملوکات مین اسلیے کا احتمال تاویل و
تخصیص نسبت بیان احادیث مذکورۂ بالا کے منقطع ہو گیا **قال** آیت سوم اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء
مین فرمایا ہی وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَنْکِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ مِنْ فَتَیَاتِکُمُ الْمُؤْمِنَاتِ اور جو کوئی تم مین سے بخوبی مقدور نرکھتا ہو کہ مسلمان آزاد
عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمھارے ہاتھون کی ملکیت ہو چکی ہین اونھین سے جو مسلمان چھوکریان
ہین اون سے نکاح کرے **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور رقیت مین نص ہی نکاح
مملوکات مین اور اس آیت مین بھی کلمۂ ما ملکت ایمانکم ہی جو آیت ثانیہ مین تھا اس آیہ مین کلمۂ مَن موصول
مبتدا ہی کہ صلہ اوسکا جملۂ فعلیہ یعنی لم یستطع الخ ہی پس بموجب ضابطۂ مصرحۂ علم نحو کے مبتدا مذکور متضمن
معنی شرط کو اسی سبب سے اوسکی خبر مین حرف فا کا لانا جائز ہوا اور ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ جب
افعال ماضی لفظاً یا معناً خبر شرط و جزا مین واقع ہونگے تو معنی استقبال کے مفید ہونگے دیکھیے لم یستطع
بسبب دخول لم جازمہ کے معنی ماضی ہی اور باوجود ماضی ہونیکے مفید معنی استقبال ہی چنانچہ خود مجتہد صاحب بھی
اوسکا ترجمہ بلفظ ماضی نہین فرماتے پھر مین حیران ہون کہ ملکت کو کیون بلفظ ماضی کے ترجمہ
کرتے ہین اور کیا وجہ ہی کہ جس طرح پر ملکت کے معنی ملکیت ہو چکی ہین گھڑتے ہین اسی طرح پر لم یستطع
کے معنی مقدور نرکھ چکا ہی کیون نہین گھڑتے پھر اوس سچائی اور ٹھیک راہ سے جسکو تفسیر آیۂ
متقدمہ مین بہت اصرار سے اختیار فرمایا تھا یہان کیون برگشتہ ہو گئے اور کلمۂ ما ملکت سے بر خلاف
اوس سچائی کے چھوکریان مراد لینے لگے اور ہرگاہ کہ اس آیت مین خود مجتہد صاحب نے وہی معنی مراد
لیے ہین جو مفسرین نے آیۂ متقدمہ مین لکھے ہین تو غالب ہی کہ آیۂ متقدمہ مین جو کچھ بہ نسبت مفسرین
عالی قدر کے طعن و تشنیع کی ہی اوس سے دل مین شرما کر توبہ کرینگے **قال** آیت چہارم فَاعْبُدِ اللّٰهَ

وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ اوسکی عبادت کرو اور اوسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو
اور قرابت مندوں اور یتیموں اور غریبوں اور قرابت مند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے
ساتھ اور اونکے ساتھ جو تمہارے ہاتھوں کے ملک ہوچکے ہیں انتہی **اقول** ہم اس ترجمہ کی صحت اور
عدم صحت کی کچھ بحث نہیں کرتے اور اور تراجم کی صحت اور عدم صحت میں بھی کچھ گفتگو ضرور نہیں مگر
اوس قدر میں کہ مسئلہ زیر بحث فیہ سے متعلق ہے غرض کہ یہ آیت بھی ظاہر ہے ثبوت ملک یمین و رقیت
میں نص ہے احسان کرنے میں رقیقوں کے ساتھ **قال** آیت ہجدہم وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ الی قوله تعالیٰ
عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ **اقول** یہ بھی ظاہر ہے ثبوت ملکیت یمین میں **قال** آیت نوزدہم
وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُومِينَ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہے ثبوت رقیت میں اور جواز مباشرت مملوکات میں اور اس آیت
میں کہ مملوکات یمین غیر ازواج ہیں اور نص ہے اس باب میں کہ جو لوگ مباشرت کرتے ہیں اپنی کنیزوں
سے وہ ملامت سے بری ہیں **قال** آیت بستم أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ الخ **اقول**
یہ آیت بھی ظاہر ہے ثبوت ملکیت اور رقیت میں **قال** آیت بست و یکم وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا الخ **اقول** یہ آیت بھی رقیت میں ظاہر ہے
اور باب مکاتب کرنے کے نص ہے **قال** آیت بست و دوم يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ
الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہے مملوکین ملک یمین میں اور نص ہے استیذان
میں **قال** آیت بست و سوم هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ
اقول ظاہر ہے ثبوت ملکیت میں **قال** آیت بست و چہارم سورہ احزاب يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا
أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا
أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ اے نبی ہم نے حلال کیں تیرے لیے جورویں جنکا تو مہر دے چکا ہو اور تیرے

ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہی **اقول** یہ آیت ملک یمین اور مال غنیمت
مملوکات مین مفسر ہی بسبب تحقق فعل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کسی طرح کی تاویل کی گنجایش باقی نہین
قال اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج کے کوئی احکام
خاص نہین تھے بلکہ جس طرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح انپا ازدواج ہوا تھا **اقول**
مخفی نرہی کہ ایام جاہلیت مین جو جو کام عرب کرتے تھے سب ممنوع اور نامشروع نتھے بلکہ بعض
امور طریق انبیا علیہم السلام کے اور فی نفسہ مستحسن تھے مثلاً نفس حج وعمرہ وسقایت حاج وعمارت
مسجد حرام اور مروت اور شجاعت اور اکرام واطعام مہمانان اور خیرات اور امثال انکے اور بعض
امور محض رسم جاہلیت تھے بعد جاری ہونے دین متین کے جناب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے رسوم جاہلیت کو یک لخت متروک کرادیا اور جو امور کہ مبنی بر اتباع انبیا علیہم السلام کے
تھے اونکو جاری رکھا اور ایسا کبھی نہین ہوا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتکب
کسی ایسے امر کے ہوے ہون جو محض مبنی بر رسم جاہلیت تھا اور نہ کسی ایسے امر کے کرنے کا
کسیکو حکم دیا اور جسقدر افعال اور اقوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق
بہ عبادات وجواز وعدم جواز معاملات شرعیہ کے تھے سب بموجب وحی کے تھے اور اکثر
ایسا ہوا کہ ازروی اجتہاد کے بھی کوئی حکم صادر فرمایا اگر کبھی اجتہاد مین کچھ خطا ہوئی تو اوسی
وقت یا بہت جلد ازروی وحی کے آگاہ کردیا گیا پس وے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا پر
قائم رہنے سے ہرآئنہ معصوم تھے اور یہی حال ہی سب انبیا علیہم السلام کا پس جو فعل مستقر حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خالی اس سے نہین کہ یا مباح شرعی ہی یا مستحب شرعی ہی یا واجب
یا فرض ہی اور ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا کہ کوئی فعل پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبنی بر رسم
جاہلیت کے ہو کیونکر ہوسکتا ہی اسلیے کہ اونکی نسبت تو خداتعالی فرماتا ہی اِنَّكَ لَعَلٰى
خُلُقٍ عَظِيمٍ اور فرماتا ہی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ○ اور
فرماتا ہی لَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ وَاتَّبِعْ مَا يُوحٰى

الیک من ربک یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا
الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا الی غیر ذلک من الآیات ظاہر ہی کہ سراج منیر کہ بالذات
روشن اور جملہ تاریکیون کا روشن کرنے والا ہی ظلمت جاہلیت کا کہ سراسر ضد اور نقیض اوسکی ہی
کس طرح قائل ہوسکتا ہی پس محال ہی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی رسم جاہلیت کے عامل ہون
یا اوسکی کیسکو اجازت دین جب یہ امر متحقق ہوا تو یہ قول مصنف کا کہ جس طرح کہ عرب مین
ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ازدواج ہوا تھا سراسر بیجا بلکہ
الحاد ہی عرب مین نکاح کے کئی دستور تھے منجملہ اونکے جو دستور نکاح انبیاء عم کا تھا
اور نور ایمان اور وحی اور عقل کامل سے مستحسان اوسکا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متحقق
ہوا اوسیطرح اونہون نے اپنے نکاح کیے اور اورونکو اوسی طریق نکاح کی ہدایت فرمائی اور جو جو
کہ صرف بموجب رسم عرب کے تھے اونکا قلع قمع کردیا بخاری مین عائشہ سے روایت ہو کہ
ان النکاح فی الجاھلیۃ کان اربع انحاء فنکاح منہا نکاح الناس الیوم یخطب الرجل
الی الرجل ولیتہ او ابنتہ فیصدقہا ثم ینکحہا ونکاح آخر کان الرجل یقول لامرأتہ اذا
طہرت من طمثہا ارسلی الی فلان فاستبضعی منہ ویعتزلہا زوجہا ولا یمسہا
ابدا حتی یتبین حملہا من ذلک الرجل الذی یستبضع منہ فاذا تبین حملہا اصابہا
زوجہا اذا احب فانما یفعل ذلک رغبۃ فی نجابۃ الولد فکان ھذا النکاح نکاح
الاستبضاع ونکاح آخر یجتمع الرھط مادون العشرۃ فیدخلون علی المرءۃ کلھم
یصیبہا فاذا حملت ووضعت ومرت علیہا لیالی بعد ان تضع حملہا ارسلت الیہم فلم یستطع
رجل منہم ان یمتنع حتی یجتمعوا عندھا تقول لھم قد عرفتم الذی کان من
امرکم وقد ولدت فھو ابنک یا فلان تسمی من احبت باسمہ فیلحق بہ ولدھا
لا یستطیع ان یمتنع بہ الرجل والنکاح الرابع یجتمع الناس الکثیر فیدخلون علی
المرءۃ لا تمتنع ممن جاءھا وھن البغایا ینصبن علی ابوابھن رایات تکون علما

فمن اراد هن دخلهن فاذا حملت احديهن ووضعت حملها جمعوا لها ودعوا لهم القافة ثم الحقوا ولدها بالذي يرون فالتاط به ودعي ابنه لا يمتنع من ذلك فلما بعث محمد صلعم بالحق هدم نكاح الجاهلية كله الا نكاح الناس اليوم

نکاح زمانہ جاہلیت مین چار قسم کا تھا ایک تو یہی جو اب آدمیون کا ہے پیام کرتا تھا ایک آدمی دوسری سے اوسکی ولیہ یا بیٹی کا پس مہر ادا کرتا تھا اوسکا پھر نکاح مین لاتا تھا اوسکو اور ایک اور قسم کا نکاح تھا کہ جب عورت حیض سے طاہر ہوتی تھی تو اوسکا شوہر کہتا تھا اوسے کہ فلانے شخص کو بلا بھیج پھر اوس سے مباشرت کر اور کنارہ کرتا تھا اوس سے خاوند اوسکا اور نہ مباشرت کرتا تھا اوس سے ہرگز جب تک کہ ظاہر ہو جاتا تھا حمل اوسکا اوس آدمی سے اور ایسا کرتا تھا واسطے رغبت کے نجابت ولد مین اور تھا یہ نکاح نکاح استبضاع اور ایک اور نکاح تھا کہ جمع ہوتے تھے آدمی دس سے کم اور ایک عورت پر داخل ہوتے تھے اور سب اپنے مطلب کو پہونچتے تھے اوس سے پس جب وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کیا اور بعد وضع حمل کے کچھ راتین گذرین تو اوسنے اون سبکو بلا بھیجا پس کوئی اونمین سے باز نہین رہ سکتا تھا تا آنکہ جب سب اوس عورت کے پاس جمع ہو جاتے تھے تو کہتی تھی وہ کہ تحقیق جانا تمنے اپنا کام اور تحقیق جنی مین بیٹا پس یہ مولود بیٹا تیرا ہے اے فلان شخص نام لے دیتی تھی وہ جسکو پسند کرتی تھی پس لاحق ہو جاتا تھا اوسی شخص سے بچہ اوسکا نہین طاقت رکھتا تھا وہ آدمی کہ اوس سے انکار کرنے سے باز رہے اور نکاح چوتھا یہ تھا کہ جمع ہوتے تھے بہت آدمی اور داخل ہوتے تھے عورت پر نہین بچتی تھی وہ اوس سے جو اوسکے پاس آتا تھا اور ایسی عورتین زانیہ ہوتی تھین قائم کرتی تھین اپنے دروازونپر جھنڈے کہ وہ اونکی علامت اور نشان ہوتے تھے پس جسنے قصد کیا وہ اونپر داخل ہوا جب حاملہ ہوئی اونمین سے کوئی اور وضع حمل کیا تو جمع ہوتے اور بلایا قیافہ والون کو پھر لاحق کر دیا قیافہ والون نے اوسکے بچے کو جسے چاہے اونکو نظر پڑا پس مل گیا وہ اوسکے ساتھ اور کہلایا گیا اوسکا بیٹا وہ باز نہین

رہ سکتا تھا اوسکے ماننے سے پھر جب مبعوث ہوے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ
توڑ دیا اونھون نے سب نکاحون جاہلیت کو مگر اس نکاح کو جو اب رائج ہی آدمیون مین پس
یہ بات خوب ظاہر ہوگئی کہ حقیقت یہ نکاح کہ محض مبنی بر رسم عرب تھے نہ کبھی اسلام مین مروج
رہے نہ کبھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر عمل کیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کے احکام خاص تھی الخ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ نظر مجتہد عصر کی
اس آیت مین ان کلمات پر نہین پہنچی وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً اِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ الی قولہ
تعالی خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور یہان کچھ بحث ازدواج کی ضرور تھی بے محل مصنف نے
یہان یہ تذکرہ کیا یہان کلمہ او ما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک مین کلام ہی کہ اوس سے ثبوت رقیت
ظاہر اور حلت مملوکات منصوص ہی **قال** مگر اس آیت مین لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ
وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ازواج
آیندہ سے منع فرمایا کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان جورؤون کے بدلے اور
جورؤین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو **اقول** اس آیت کا بیان عنقریب آویگا
قال قبل نزول اس آیت کے مقوقس مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ
دوسری شیرین بطور تحفہ بھیجی تھین اونمین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت کے تصرف
مین تھین **اقول** اسپر کیا دلیل ہی کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ماریہ قبطیہ کو مقوقس نے
بطور ہدیہ کے بھیجا تھا بے سند بات تو ہم آپکی کبھی بھی نہ سنینگے پھر یہ قول آپکا کہ بموجب رسم عرب کے
انتہا نہایت نازیبا بات اور بیبا کانہ تقریر ہی ورپردہ آپ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کرتے ہین
کہ وے بھی اتباع رسم جاہلیت کا کرتے تھے اگر الحاد نہین تو بیجا ہی اون الفاظ نا ملایم اور غلط
سے الفاظ زبان پر کیون نہین لاتے کہ بموجب طریقۂ انبیا اور فرمان خدا کے حضرت کے تصرف
مین تھے کما قال وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ع بوی ہر یکے بہ پیدا بود
قال اس طرح پر تحفہ آنے کو عربی زبان مین فی کہتے ہین **اقول** کوئی سند آپکے پاس تحفہ

اور یہ کلام فئی پر دیکھو صحاح جوہری دو کہتا ہے الفئی الخراج والغنیمۃ یعنی فئی کے معنی ہیں
خراج اور غنیمت قاموس میں الفئی الغنیمۃ والخراج فئت الغنیمۃ واستفاءت ما افاء اللہ علی
یعنی فئی کے معنی ہیں غنیمت اور خراج کہتے ہیں فئت الغنیمۃ واستفاءت وافاءها اللہ علیہ
صراح فئی خراج وغنیمت افاء غنیمت دادن یقال افاء اللہ علی المسلمین مال الکفار منہ
قولہ تعالی وما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری واستفاءت ہذا المال ای اخذتہ فیئا
کیا جناب مجتہد صاحب مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ کے معنے یہ سمجھے ہیں کہ
تحفہ بھیجا اللہ نے اپنے رسول پر اہل القری سے کیا جناب کے نزدیک وہ مال فئی جو بنی النضیر کے اموال
سے آیا تھا اور بطور تحفہ کے بھیجا تھا کیا آپکے نزدیک اوس پر لشکر کشی نہیں ہوئی تھی ہرا آپ بھی
ہی ایسے مجتہد کے حال پر مشہور مسئلہ اصول کا ہی کہ المجتہد یخطی ویصیب یعنی مجتہد خطا بھی کرتا ہے
اور صواب کو بھی پہنچتا ہی آپ عجیب مجتہد ہیں کہ صواب سے تو بے نصیب ہیں محض مصداق تخطیہ
ہونیکے واسطے اپنے تئیں مجتہد ٹھہرایا ہی آپکے اجتہاد سے تو مقلدین کی تقلید ہی ہزاران ہزار درجہ
بہتر ہی خیر ہنوز کشک تو خند و گناہگاری ما ✦ وامر کم الی اللہ پھر یاد رکھئے اس بات کو
کہ مقوقس بادشاہ مصر نصرانی تھا اور بحکم توریت مقدس رقیت ممنوع نہیں بلکہ جواز اوسکا
منصوص ہی اوسکا بھیجنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لینا اور اونکو سریہ بنانا
بموجب رسم عرب کے نہ تھا بلکہ مطابق وحی اور طریقہ ابراہیم علیہ السلام اور طریقہ دیگر انبیاء سابقین
علیہم السلام تھا آپکا یہ طعن کسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عائد نہیں ہوسکتا قال
اس آیت میں خدا تعالی نے فرمایا کہ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ تو اس سے
ظاہر ہوتا ہی کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا اقول چونکہ وہ آمدنی متفرع
ملکیت ہی تو جب اوس تصرف کو خدا تعالی نے جائز رکھا تو بحکم [illegible] خدا تعالی نے
ملکیت اور رقیت کو درست رکھا اور جب خدا تعالی نے اوسکو جائز رکھا تو پھر کسکی مجال ہی
کہ اوسکو ناجائز کرے اور یہ کہ مجتہد صاحب یہاں خود مقر ہیں کہ خدا نے بھی تسری جائز رکھی

تو وہ تسری باتباع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تشریعی کے منجملہ شرعیات کے ہو گئی
نہ داخل سمیات **قال** اوسکے بعد مطلقا ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح
رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا **اقول** مگر رقیت کو پھر بھی جائز رکھا دیکھو جس آیت مین
ازدواج آیندہ کی ممانعت ہی اوسمین حلال ہونے کنیزکون کا حکم منصوص ہی لا یحل لک
النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبک حسنهن الا ما
ملکت یمینک نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اونکے بدلا اور کرے
اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اونکا حسن مگر حلال ہین وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہاتھہ تیرا پس
اس آیت سے اگرچہ ممانعت نکاح جدید ثابت ہوئی مگر استدامت حلال ہونے کنیزکون
اور استدامت ملکیت و رقیت مین زمان آیندہ مین بھی مثل زمانہ گذشتہ کے کچھہ فرق
نہین آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہین پس ثبوت استدامت رقیت مین تا روز قیامت
کسی طرح کا شک و شبہ نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا
یہ بھی غلط ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل آویگی **قال** بعضے لوگ انفار کے معنی غنیمت یعنی لڑائی
کی لوٹ کے کہتے ہین اور اسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین
ہاتھہ آوین وہ لونڈیان ہوجاتی ہین **اقول** ہم اوپر ثابت کرچکے ہین کہ فی لغت عرب
مین بمعنی غنیمت ہی اور غنیمت عام ہی کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھہ آوے یا بعد خوج کشی کے
کفار اہل اسلام کے رعب سے بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑکر بھاگ جاوین اور مسلمانون کے
ہاتھ آوے صحیح بخاری مین علیؓ سے روایت ہی قال کانت لی شارف من نصیبی من
المغنم یوم بدر وکان النبی صلعم اعطانی مما افاء الله علیه من الخمس یومئذ
دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کا کلام افصح فصحاء عرب اور اعلم الناس مین موجود ہی
دوسری حدیث بخاری مین انسؓ سے منقول ہی ان اناسا من الانصار قالوا لرسول الله
صلعم حین افاء الله علی رسول الله صلعم من اموال هوازن الحدیث دیکھو

یہاں لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوازن کے جو بعد جنگ و قتال شدید کے ہاتھ آئے تھے وارد ہو
اموال بنی نضیر کی بہ نسبت جنپر فوج کشی ہوئی تھی اور عبداللہ سلام نے وسے اپنے مقام کو
چھوڑکر بھاگ گئے تھے خدا تعالی نے فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ مسلم میں ابن عمر سے
روایت ہو اَنَّ یہود بنی النضیر و قریظة حاربوا رسول اللّٰه صلعم فاجلی رسول اللّٰه
صلعم بنی النضیر واقر قریظة ومن علیہم حتی حاربت قریظة بعد ذالک فقتل رجالہم
وقسم نساءہم واولادہم واموالہم بین المسلمین الا بعضہم لحقوا رسول اللّٰه صلعم
فامنہم فاسلموا الحدیث یہاں جو لفظ حاربوا واقع ہوا وس سے مراد یہ ہو کہ قبل سکے کہ اوپر لشکر
اسلام کا عزم ہوا او نہوں نے غزوۂ خندق میں معاونت کفار مکہ کی کی تھی اور انکا سردار کعب بن
اشرف ایک جماعت ہمراہ لیکر ابوسفیان سردار کفار مکہ کا حلیف ہوا تھا اور مسلم میں عمر بن الخطاب
سے روایت ہو کہ کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللّٰه علی رسولہ صلعم مما لم یوجف
علیہ المسلمون بخیل ولا رکاب الحدیث اور چونکہ لفظ ما جو آیۂ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ
میں واقع ہی عام ہی پس آیۂ بدون دلیل تخصیص کے سبایا اور دیگر چیزوں کو متناول ہے اور پھر
اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ
السَّبِیْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی مملوک اصناف مصرحۂ آیۂ متلوہ کے ہی پس یہ قول علما کا جسپر مصنف
اعتراض کرتے ہیں ہر آئینہ بموجب حکم نص قرآن اور احادیث نبوی اور مطابق لغت عرب کے ہو
اور کوئی جرح اور اعتراض اوسپر وارد نہیں ہوسکتا **قال** مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہو
اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیوں کی نسبت خاص حکم آچکا ہو کہ وہ احسان کرکر یا فدیہ لیکر چھوڑ
دیے جاوین **اقول** یہ وجہ دونو وجہ سے باطل ہی اول یہ کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً
سے کسی طرح یہ لازم نہیں آتا کہ من و فدیہ علی سبیل منع الخلو ہمیشہ واجب ہو چنانچہ بحث اسکی عنقریب
آویگی انشاء اللہ تعالی دوسرے یہ کہ آیۂ مذکورہ اگر مفید حصر و عموم و مخصص ہو اور قبل از نزول آیۂ النفیر

اور بنی قریظہ اور خیبر کے نازل ہوئی ہے تو یہ آیت سورۂ براءۃ فاقتلوا المشرکین حیث
وجدتموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم كل مرصد سے اور قول
نقل صاحب بھی علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو بہ نسبت سبایا بنی قریظہ و خیبر کے ظہور میں آیا
منسوخ ہو گئی اور اگر بعد ان واقعات کے نازل ہوئی ہے تو واقعات مذکورہ کی نسبت جو
قول علما کا ہے کسیطرح بر محل اعتراض نہیں کیونکہ ہر گاہ آیت مذکورہ تا وقوع واقعات مذکورہ
نازل ہی نہیں ہوئی تھی تو اسکی بنا پر یہ بات بہ نسبت واقعات مذکورہ کے کہنے کہ لڑائی کے
قیدیوں کی نسبت خاص حکم آچکا ہے صریح غلط ہے صرف یہ امر باقی رہا کہ آیت مذکورہ ناسخ آیات
سورۂ براءۃ اور اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو سکتی ہے یا نہیں
سو اسکی بحث عنقریب آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ **قال** دوسرے اسلیے کہ افاء کے معنی لڑائی کے
لوٹنے کے نہیں ہیں بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دیدیں وہ فی ہے **اقول** یہ قول مصنف کا
سراسر غلط ہے اور خلاف لغت اور خلاف قرآن ہے ما افاء اللہ علی رسولہ کے یہ معنی کسیطرح نہیں
ہو سکتے کہ جو کافروں نے بھیج دیا خدا نے رسول کو افاء کے معنی از روے لغت کے ہم ثابت کر چکے
ہیں کہ غنیمت دینے کے ہیں پس وہ کون ہے کہ افاء اللہ کے معنی یہ کہے غنیمت دی کفار نے بلکہ
معنی اسکے صریح یہ معنی ہیں کہ خدا نے غنیمت دی صحیح بخاری میں روایت ہے عن عمر قال کانت
اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ تھا مال بنی نضیر کا اوس قسم کا کہ فی کیا تھا اللہ
نے اپنے رسول پر فرمائیے جناب مجتہد صاحب کیا بنی النضیر نے اپنا مال خود حضرت صلعم کو
دیا تھا **قال** چنانچہ بحار الانوار میں لکھا ہے کہ الفئ ما حصل للمسلمين من اموال
الكفار من غير حرب ولا جهاد واصله الرجوع فی وہ چیز ہے جو کافروں کے مال میں
سے بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانوں کے ہاتھ آوے **اقول** سند اپکی آپکے مدعا کو
باطلاق تام باطل کرتی ہے آپنے فی کے معنی گڑھے تھے کہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دیں وہ فی
ہے اور اس سند سے یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ اموال کفار سے بغیر جنگ و جہاد کے ہاتھ آئے وہ فی ہے

آپ ہی انصاف کیجیے کہ کجا کفار دین اور کجا بات آوسے دونون مین بہت فرق ہی کہ معنی ثانی
متناول ہین غنائم کو نہ معنی اول سے مجتہد کو در لزوم و لقا یہ فرق نکرد اجتہاد کش چرا
تعدی لازم آمد بگمیان اور یہ جو بحار الانوار مین ہی کہ من غیر حرب و جہاد اوسکے معنی وہی
ہین جو ہمنے اوپر لکھے ہین یہان مجتہد عصر نے یہ الفاظ بحار الانوار کے (واصلہ الرجوع)
نقل نکیے مگر ترجمہ اوسکا چھوڑ گئے کہ یہ الفاظ تقریر آیندہ مجتہد کو جڑ بیڑ سے ہلاک خاک کے برابر کیے
دیتے ہین **قال** البتہ کبھی کبھی مجازا غنیمت کے مال پر بھی فی کا اطلاق ہوجاتا ہی مگر جبکہ اصلی
معنی بالکل صحیح اور درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی معنی کے اختیار کرنیکی کوئی وجہ
نہین ہی انتہی **اقول** اس تقریر سے مجتہد عصر کے بہت صاف ظاہر ہوا کہ جناب مجتہد صاحب ابھی
بحث حقیقت و مجاز کے کوچہ سے محض ناواقف ہین سو ہم اونکو آگاہ کرتے ہین کہ لفظ فی
کلام عرب مین بمعنی رجوع اور خراج و غنیمت اور سایۂ آفتاب اور اور چند معنی کے آیا ہی کلام سے
صاحب مجمع بحار اور بعض اور علما کے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک یہ لفظ از قسم الفاظ مشترکہ
نہین بلکہ حقیقۃً بمعنی رجوع ہی اور دیگر معانی مین منقول ہی اور یہی مطلب ہی اس کلام صاحب بحار الانوار کا
کہ اصلہ الرجوع یعنی اصل مین یہ کلمہ موضوع ہی واسطے مفہوم رجوع کے اور دیگر معانی مین منقول ہی
مگر مجتہد صاحب اوسکو بسبب ناواقفی علوم عربیہ کے کچھ بھی نہین سمجھے اور اگر کچھ توجہ کیا ہوتا تو غلط
سمجھے اور جب خود عبارت مستندہ مجتہد صاحب سے ظاہر ہی کہ اصلی معنی [illegible] رجوع ہین
تو یہ فرمانا اونکا کہ جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی
معنی اختیار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی سو قابل تماشا ہی ظاہر ہی کہ اصلی معنی یعنی مفہوم رجوع اسجگہ
کسیطرح درست نہین ہو سکتا اور اگر کسی ہیر پھیر سے اوسکو صحیح اور درست مجتہد صاحب محمول
کرینگے تو اس سے بہتر طریق پر بمراعات مناسبت حقیقت و مجاز کے ہم اوسکو غنیمت پر محمول
کرسکتے ہین اور اگر معنی اصلی سوا رجوع کے اور کچھ سمجھے ہین تو یہ اونکی ناسمجھی ہی **قال**
علاوہ اسکے تمام آیتین اون موجودہ عورتون کی نسبت احکام مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پاس موجود تھین اور ملکت امر وار د ہوتی ہین ماضی کے صیغہ مین چیر او نکی تحقیت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہی اقول ہم کہتے ہین کہ یہان صیغہ ماضی نہین ہی اور ہم کہہ سکتے ہین کہ جو کنیزین کہ آیندہ اونکی ملک مین متوقع ہو او نسے حال مین مباشرت درست ہی ہم بھی یہی کہتے ہین کہ ان مباشرت سے جو زمانہ ماضی متقارن ہی اوسمین تحقیق ملکیت کا ضرور ہی اور دلیل ہماری بہت صاف ہی کہ آیہ سورہ معارج کہ اَلَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ یہ آیت مکہ مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اسلیے کہ سورہ معارج کل مکیہ ہی اس آیت مین تصریح ہی اسکی کہ اباحت رفع حفظ فرج مقصور ہی اوپر ازواج اور مملوکات کے کہ سوا انکے جو کوئی مخالفت حکم کریگا تو وہ بحکم اولئک ہم العادون اور بحکم قصر کلمہ الا گنہگار ہوگا پس اگر معنی ملکت ایمانہم کے یہ ہووین کہ جنکے مالک ہو چکے ہین روز نزول آیت تک تو جس قدر تسری اہل اسلام مین بعد اوسکے مدینے مین عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین باطلاع و اجازت پیغمبر صلعم واقع ہوئی اور جو تسری کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کی جسکے مصنف بھی معترف ہین بحکم قصر الا اور اولئک ہم العادون کے ناجائز ہووے اور الزام ارتکاب زنا کا اکثر اصحاب کرام بلکہ خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عائد ہووے واہ جناب مجتہد صاحب کیا خوب تائید اسلام کی کی کہ ایک مسئلہ فرعیہ کے ضمن مین اصول اسلام کے بیخ ڈھا دینے کی تدبیر فرمائی اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ نظم

عاقل ار دشمنی رسد از میان	جاہل ار دم معرفت باز زبان	گفت پیغمبر عداوت از خرد
بہتر از مہری کہ از جاہل رسد	دوستی با مردم دانا نکوست	دشمن دانا بہ از نادان دوست
ہمچو خادم وان مراعات عثمان	بی کسی بہتر ز عشوہ ناکسان	الغرض بجز ان معانی کے

جنکو ہمنے اوپر بیان کیا یعنی بجز اس امر کے کہ تحقق ملکیت کا زمانہ ماضی متقارن زمانہ مباشرت مین ہونا چاہیے اور کوئی معنی ما ملکت ایمانہم اور ما ملکت یمینک کی ہو ہی نہین سکتی ہین یہ کہ جیسا

مجتہد صاحب نے بالکل نہ کہی ہیں اور نظائر اسکے کلام عرب خصوصاً کلام اللہ میں درباب احکام اوامر
ونواہی بہت ہیں وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ نکاح کرو اون سے جنسے نکاح
کر چکے ہیں باپ تمھارے اگر یہ معنی ہون تو بعد نزول اس آیت کے جنسے اباؤ نے نکاح کیا بیٹون کو
اون سے نکاح کرنا بحکم نص حرام نہو بلکہ یہی معنی ہیں کہ تمھارے نکاح سے پیشتر کے زمانہ میں اونسے
تمھارے آبا نے نکاح کیا ہو وَلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ الی قولہ تعالی أَوْ مَا
مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ الایہ دیکھو یہان بھی صیغہ ماضی ہی کا ہی اور اوسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ مالک ہو چکے
تم روز نزول اس آیت تک إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ الایہ اسکے یہ معنی
نہیں ہیں کہ مومنین وہی ہیں جو ایمان لا چکے ہیں اللہ اور اوسکے رسول پر روز نزول اس آیت تک لَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ
اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ نہیں حرام جانتے ہیں اوسکو جسکو حرام کر چکا ہی اللہ روز نزول آیت تک حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ اسکے یہ معنی
نہیں ہیں کہ حکم ٹھہراوینگے تجکو اوس معاملہ میں جسکا جھگڑا ہو چکا ہی درمیان اونکے روز نزول آیت تک حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ
الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ
إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ الایہ دیکھیے یہان سب کہ صیغہ ماضی کے ہیں اور حکم زمانہ ماضی ہی پر مقصور نہیں ہے بلکہ
حال و استقبال کو بھی شامل ہی فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا الایہ غنمتم کچھ زمانہ ماضی ہی کے ساتھ
مخصوص نہیں وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ انفاق مرزوق ماضی ہی پر مقصور نہیں أَنفِقُوا
مِمَّا رَزَقْنَاكُم کا بھی یہی حال ہی علی ہذا القیاس بہت آیات بلکہ جملہ آیات احکام میں اس طرح سے
صیغہ ماضی کا واقع ہوا ہی ہمارے دعوے کی دلیل ہیں اور آپکے گھڑے ہوے معنی کی تکذیب کرتے
ہیں اور کلام معجز نظام اور دیگر فصحا کے کلام میں بھی دستور ہی کہ جب کہ حکم جنسے کسی وصف پر ہوتا ہی
اور وہ وصف متیقن الوقوع جمیع ازمنہ میں ہوتا ہی تو بیشتر اوسکو بصیغہ ماضی تعبیر کیا جاتا ہی اور آپ بھی
معترف ہیں کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے نہایت ٹھیک رستہ صحیح
اور درستی پر چلنے کا ہی اس بات کو یہان کیون نہیں ملحوظ رکھتے پس یہ قول آپکا اس آیت سے
زیادت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہی بالبداہت باطل ہی اور جس طرح پر وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم

اور ما ملکتم مفاتحہ اور او تیون مین آیندوسکے اوپر استدلال ہوسکتا ہی ایسا ہی اس آیت سے
بھی استدلال ہوسکتا ہی اب صرف یہ بات رہی کہ آیت انما ملکتا القبلہ عاما فیہ آیۃ سے یہ آیات منسوخ
ہوگئی ہین یا نہین سو اسکی بحث عنقریب ہوگی ان شاء اللہ تعالی **قال** آیت بست و نہم اللہ تعالے
سورہ احزاب مین فرماتا ہی کہ قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم وما ملکت
ایمانہم ہمکو معلوم ہی جو کچھہ مقرر کردیا ہمنے مسلمانون پر اونکی جوروون کے باب مین اور اونکے باب
مین جنکے مالک اونکے ہاتھہ ہوچکے ہین **اقول** یہ آیت نص ہی مقرر کردینے حق ازواج اور حق
مملوکات مین اور ظاہر ہی اس امر مین کہ ازواج غیر ما ملکت ایمانہم کے ہین کیونکہ معطوف بغایر
غیر معطوف علیہ ہونا چاہیے اور ثبوت ملک یمین مین کیونکہ اگر ملک یمین معدوم ہوتے یا ممنوع
ہوتے تو اونکے حقوق شرعیہ بھی معدوم اور ممنوع ہوتے نہ یہ کہ خدا کی طرف سے حقوق اونکے
مسلمانون پر فرض کیے جاتے **قال** آیت چہاردہم خداتعالی نے فرمایا لا یحل لک
النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن الا
ما ملکت یمینک نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروون کے بدلے
اور جورو مین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو مگر وہ جنکے مالک تیرے ہاتھہ ہوچکے ہین
اقول یہ آیت حل ما ملکت یمینک مین نص ہی اور ظاہر ہی ملکیت یمین مین **قال**
یہ آیت اور اسکے پہلے آیت جسمین تحدید ازواج ہی دونون کا مطلب واحد ہی **اقول** کیسی غلطی
فاحش ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ مجتہد عصر ایک حرف بھی قرآن کا نہین سمجھتے اور زبان عربی
سے کچھہ بھی واقف نہین پہلی آیت یہ ہی یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک
التی اتیت اجورہن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک وبنت
عمک وبنت عمتک وبنت خالک وبنت خالاتک التی ہاجرن
معک وامراۃ مؤمنۃ ان وہبت نفسہا للنبی ان اراد النبی ان
یستنکحہا خالصۃ لک من دون المؤمنین اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے

بی بیان تیری جنکے دیئے ہین تو نے مہر اور حلال کین تیرے وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہات تیرا اون
سے کہ خدا نے بطور فئی کے تجکو دی ہین اور حلال کین چچا کی بیٹیان اور پھوپھیون کی بیٹیان اور بیٹیان
ماموون اور خالاؤن کی بیٹیان جنھون نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور حلال کی تیرے وہ عورت جو مسلمان
ہو اگر بخشے اپنی تئین پیغمبر کو اگر ارادہ کرے پیغمبر اوسکو نکاح کرنے کا خاص کر واسطے تیرے سوا اور
مسلمانون کے دیکھو اسمین جو بیبیان کہ نکاح مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود تھین وہ حلال تھین اور
اونکے سوا مملوکات بھی حلال تھین مملوکات مین قید نہین ہے کہ اوسوقت حضرت کی سریہ ہون
جس طرح ازواج مین قید تھی اور اونکے سوا چچا کی بیٹیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور خالہ کی بیٹیان
اور ماموون کی بیٹیان جنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہو وہ بھی حلال تھین
اور اونکے سوا وہ عورت بھی حلال تھی جو بلا مہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنا
چاہے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اوسکے ساتھ نکاح منظور ہو فقط اور اوس آیت مین
سمجھ عورات تسعہ موجودہ کے اور عورات حلال تھین اور تبدیل بھی حلال تھین یعنی ان مین سے
ایک کو طلاق دیکر چاہے اوسکے دوسری نکاح مین لاوین اور اس طرح پر نصاب تسعہ مین کچھ زیادتی
نہووے تو یہ بھی درست نہین کلمہ النساء عام ہے کلمہ بعد ظرف ہے مقطوع الاضافہ اسی سبب سے مبنی
علی الضم اور مضاف الیہ حسب قاعدہ اعراب کے محذوف ہے دلالت کرتی ہے اوسپر ضمیر مجرور متصل
بہن کی کہ مرجع اسکا بجز نساء تسعہ موجودہ کے عام نساء یعنی منکوحات تسعہ موجودہ اور غیر منکوحات
ہو ہی نہین سکتا کیونکہ تبدیل غیر منکوحات کے یا غیر منکوحات سے معنی نہین ہے اور ہر چند کہ تبدیل
مستلزم نکاح عورت غیر موجودہ کا سوا تسعہ موجودہ کے ہے کہ کلمہ لا یحل اوسکو بھی شامل ہے اور عدد
بظاہر جملہ ولا ان تبدل بہن من ازواج کا سبب کافی ہونے لا یحل لک النساء کے ہی فائدہ نہین معلوم
ہوتا لیکن اوسنے تامل [illegible] اقرب ہے کہ جملہ مذکورہ بیکار نہین اسلئے کہ بسبب تقدیم معنی اون [illegible] (الا ما ملکت) یمینک
تو معنی جملہ اولی کے یہ ہین کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد ان نو کے اس جملہ سے ظاہر ہوا کہ
نصاب ازواج جس طرح پر ہمارے حق مین چار ہین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے نو ہین

مگر بجا ماعدوں کے یہ احتمال قوی باقی رہا کہ جس طرح پر کہ تبدیل ازواج اس قید کے ساتھ کہ عورت
موجودہ چار سے زیادہ نہو جاوین جائز ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی تبدیل ازواج اس قید کے
ساتھ نو سے زیادہ نہو جاوین جائز ہو۔ اس احتمال کے قطع کرنیکے واسطے جملہ ولا ان تبدل
بهن من ازواج لایا گیا پس ظاہر ہوا کہ جملہ مذکورہ حشو و زائد نہین بلکہ مفید معنی جدید ہے کہ جملہ
اولی سے حاصل نتھے اور چونکہ بجز تقدیر التسع اور سب تقدیرون پر جملہ ثانیہ حشو و زائد ہوا جاتا ہے اور
کلام معجز نظام اس قسم کے حشو و اطناب سے محفوظ ہے بلکہ علمائے شافعی و ہمارے نزدیک یہ مسئلہ مسلم ہے
کہ اَلتَّاسِیْسُ اَوْلٰی مِنَ التَّاکِیْدِ یعنی افادہ معنی جدید کا بہتر ہے تاکید سے اور جب کوئی لفظ
محتمل تاکید و تاسیس یعنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہے تو اوسکو وہی محمول اوپر تاسیس ہی کے کرتے ہین پس
بلحاظ بلاغت قرآن یہ بات واجب ہوئی کہ بجز لفظ التسع کے مضاف الیہ ظرف کا اور کچھ مقدر نکیا جاوے
غرضکہ جب یہ دونون قرینہ قوی اسپر دلالت کرتے ہین کہ مضاف الیہ ظرف کا کلمہ التسع ہے اور ملکت
استثنا ہے نسا سے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ نہین حلال تجکو عورتین بعد ان
نو کے اور نہ یہ کہ بدلے تو ان نو سے اور ساتھ ازواج کو اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اونکا حسن مگر حلال ہین
وہ جنکا مالک ہوا ہے ہاتھ تیرا پس نسا تسعہ موجودہ تو بسبب قید من بعد کے حکم لایحل سے محفوظ
رہین اور حکم عدم تبدیل مخصوص ہوا ازواج تسعہ موجودہ کے ساتھ اور کنیزین بسبب استثنا کے
حکم لایحل سے اور بسبب خصوصیت ازواج کے حکم ولا ان تبدل سے باہر رہین جب یہ امور متحقق ہو
تو اب ہم کہتے ہین کہ آیت اولے یعنی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ الآیہ مین نسا موجودہ
اور مملوکات یمین اور سوا اونکے اور عورات بھی جنکا بیان آیہ مذکورہ مین ہے سب حلال تھین اور
آیہ ثانیہ مین بجز نسا موجودہ اور مملوکات یمین کے باقی سب حرام ہوگئین آیت اولے مین جو باقی
تحت اَحْلَلْنَا لَکَ داخل تھین اس آیت مین تحت لایحل لک مین داخل ہوئین کمال تعجب ہے
کہ مجتہد عصر نفی و اثبات یعنی احللنا اور لایحل کو مضمون واحد تصور فرماتے ہین حالانکہ مضمون ان
دونون آیتون مین تو بہ نسبت چند صنف کے ایجاب و سلب کا فرق ہے قال اس آیت کے

ابتدا مین مستثنا عورتونکے حلال ہونیسے منع فرمایا تھا **اقول** بیشک کلمہ النسا عام ہے اسلیے کہ جمع معرف باللام ہے مگر استثنا اور نہی آپ کو لکھنا لازم تھا کہ قید من بعد سے منکوحات موجودہ حکم منع مین نہین **قال** مگر الا ماملکت کہنے سے وہ عورتین مستثنے ہوگئین جنکا بیان پہلی آیت مین ہوا اسلیے کہ ماملکت یمینک اوس ملکیت کو بھی شامل ہے جو بسبب نکاح ممّا افاء اللہ علیک سے حاصل ہوئی ہو **اقول** اول تو یہ بات غلط محض ہے کہ ملک یمین ملک نکاح کو بھی شامل ہے بلکہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ دونون باہم متباین ہین ثانیا آیت سابقہ مین نکاح ساتھ بنات عمام اور بنات خالات اور اخوال اور دیگر چند صنف کے جائز تھا وہ ماملکت کہنے سے کسطرح پر مستثنی ہوگئین اور پھر تو کلمہ ماملکت کسی طرح پر صادق نہین آتا کیونکہ وے مملوکہ تھین نہ فی الحال نکاح مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین پھر وہ کس طرح پر مستثنے ہوگئین **قال** پس آیت کے معنی یہہ ہوے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ **اقول** لا ردّ اللہ علیک ضالتک کیف تلوی لسانک بکلمات تزید ہا علی کتاب اللہ لیحسب الناس من الکتاب وما ہی من الکتاب وتقول علی اللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وتبدل من تلقاء نفسک ما لم یستطع الرسول صلعم ان یبدلہ کما قال تعالی قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ **قال** یعنی یہہ ہے کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورووںکے بدلے اور جوروین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہے مگر تیری وہ جوروین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھ کی ملک ہو چکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہے **اقول** مجتہد عصر نے مضاف الیہ ظرف کی تقدیر ضمیر غائب کی جسکا ترجمہ ہے لفظ (اسکی) یعنی بعدہ یا بعدہا مگر پھر بھی مبہم ہے نا معلوم ہوا کہ مرجع ضمیر کا کیا ہے آیا نسا ہی تسع ہین یا اور کچھ ہے اگر اور کچھ ہے تو اوس تقدیر کی دلیل کیا ہے اور

لزوم حشو اور بیکار ہونے جملۂ ثانیہ کا جسکی بحث ہمنے اوپر لکھی ہی کیا جواب ہی اور ضمیر یحلفون کا
مرجع لفظاً یا تقدیراً کہان غائب ہو گیا اور یحلفون کی ضمیر متصل کا مرجع جو تمہید مصاحب زوجین ٹھہراتے ہین
چونکہ تذکرہ جورو دن کا اوپر نہ لفظاً ہی نہ تقدیراً یہ اضمار کس طرح پر صحیح ہوا پھر یہ کلمات کہ
(تیری وہ جورو ہین جنکا مہر تو دے چکا ہی) آپنے کہان سے بڑھا لئے آپ کو کچھ بھی خدا کا خوف آیا
جو آپنے ارادہ اصلاح کلام پاک کا کیا یہان تو کوئی موقع تقدیر کا بھی نہین ہی جو ہم سمجھین کہ
اوس مقدر کو آپ لفظون مین لاے ہین یُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ
يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ پھر یہ جو آپنے
لکھا کہ اور جو تیرے ہاتھون کی الخ یہ اور کس لفظ کے معنی ہین آیت مین تو یہان حرف واو
نہین یہ بھی آپنے دل سے گھڑا پھر عربی مین لفظ اور جسکے معنی پاہین گھڑتے ہو اردو مین لفظ
اور جو ترجمہ حرف واو کا ہی نہ اوس کا لکھتے ہو اور پہ تمہید مین ازواج کو داخل ملکت یمینک قرار
دیتے ہو تفریع عربی مین ما ملکت یمینک کو قسیم ازواج ٹھہراتے ہو تفریع اردو مین بھی اوسکو
ازواج پر معطوف کرتے ہو کہ جس سے تغایر ان دونون کے درمیان مین ظاہر ہوتا ہی عجیب
کشمکش مین پڑے ہوئے ہو چاند کو خاک اوڑا کر چھپانا چاہتے ہو يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا
نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ یہ الفاظ (کہ جنکا تو مہر دے چکا ہی اور جسکو
اللہ نے تجھے دیا ہی) آیت مین کہان ہین اس آیت کے کلمات اوس آیت مین اوس آیت کے
کلمات اس آیت مین ملا کر مانند اہل کتاب کے قرآن کی تحریف کے مصداق بنے ہو یاد کر لیجیے وعید
قرآنی كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا
يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ بیشک اونمین ایک فریق ہی کہ کتاب پڑھنے کے ساتھ اپنی زبان کو پیچ
دیتے ہین تا کہ تم سمجھو اونکے پیچ کو کتاب سے حالانکہ وہ نہین ہی کتاب خدا سے اور کہتے ہین کہ وہ خدا کی

طرف سے ہے حالانکہ نہین ہے وہ خدا کی طرف سے اور بولتے ہین خدا پر جھوٹ حالانکہ خود بھی
جانتے ہین پھر کیسے بیشتر معنی فئی کے یہ گھڑ رہے تھے کہ تحفہ آنے کو عرب کی زبان مین فئی
کہتے ہین اور سنگاری کو افار کے معنی ہین کیون بھول گئے بلا لحاظ مفہوم تحفہ بھیجے
کے سلطانی نے خدا پر افترا کرنا آپکی مراد کے خلاف ہے **قال** آیت پانزدہم ولا یحل لک النساء من
الا ما ملکت ایمانهن مجتہد صاحب نے فرمایا ہے کہ عورتون کو اپنی عورتون سے اور جنکے
مالک انکے ہاتھ ہو چکے ہین سامنے آنا گناہ نہین **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہے ثبوت ملکیت
یہین ہین اس آیت اور آیتہ ششم اور دہم مین ہم یہ استفسار کرتے ہین کہ مثلاً کسی بادشاہ
مماثل مقوقس نے بطور تحفہ کوئی چھوکری یا غلام کسی امیر مومنین کو دیا ہے بموجب اوس رسم
عرب کے جنکے مطابق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب کبار بقول آپکے
غلام وکنیزون کے مالک ہو چکے تھے اس عہد مین کوئی شخص مالک ہوا تو اوسکے باب مین
آپ کیا فتوی دیتے ہین اگر آپ یہ فتوی دینگے کہ وہ مالک ہو سکتا نہین اور وہ تحفہ اور غلام
وکنیز مملوک نہین اور اوپر احکام ملکیت کے جو قرآن مین ہین وہ بھی اوسپر جاری نہونگے
تو ہم کہینگے کہ جو طریقہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاری تھا اوسکا بند کرنا
آپکے اختیار مین نہین جب کہ خدا فرماتا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
اور آپکا اجتہاد جو برخلاف اوسکے ہے ہرگز مقبول نہین ہو سکتا بلکہ بسبب مخالفت کتاب اللہ
تعالی وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسا مجتہد ہرگز معذور نہین ہے اگر آپ یہ کہین کہ یہ اجتہاد
خلاف کتاب اللہ کے نہین اسلیے کہ آیات ملکیت مین الفاظ ماضی کے واقع ہین اس سبب سے
وہ احکام شرعیہ جو متفرع ملکیت پر ہین مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہین تو ہم
کہینگے کہ یہ جواب آپکا چند وجہ غلط ہے اول یہ ہے کہ تفریع احکام کا ملکیت ماضیہ پر مستلزم
خصوصیت کا ساتھ ملکیت زمان ماضیہ کے نہین اگر کوئی دلیل خصوصیت کی ہو تو بیان
کرو ثانیاً تسلیم کیا کہ تفریع احکام کا مخصوص ہے ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہے مگر نفس ملکیت

یمین کی خصوصیت کی کیا دلیل ہے ثالثاً زمانہ ماضی آپکے نزدیک کونسا زمانہ ہے آیا وہ زمانہ
جو پیشتر نزول آیات مذکورہ کے ہے یا وہ زمانہ جو پیشتر تفریع احکام سے ہے مثلاً آیۂ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ
حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ میں جو لفظ ملکت بصیغہ
ماضی واقع ہے اس سے کونسا زمانہ ماضی مراد ہے آیا وہ زمانہ جو پیشتر نزول آیت کے ہے مراد ہے یا وہ زمانہ
ماضی مراد ہے جو پیش از عدم حفظ فروج ہے یعنی تحقق ملکیت یمین کا قبل از نزول آیہ شرط ہے یا تحقق
ملکیت یمین کا قبل از مباشرت شرط ہے شق اول باطل محض ہے کیونکہ آیۂ مذکورہ مکیہ ہے اور ظاہر ہے
کہ مضمون قرآن کا پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا پس ہر گاہ خود پیغمبر
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خصوص میں بعد از ہجرت سبایا بنی نضیر اور خیبر اور اوطاس وغیرہ میں
حدوث ملکیت کا متحقق ہوا اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو بعد تملک بذریعہ
قبول ہدیہ مقوقس سنہ ہجری میں سریہ بنایا تو ظاہر ہوا کہ شق اول ہرگز ہرگز مراد نہیں
بلکہ شق ثانی ہی متحقق اور متعین ہے اور اگرچہ آیۂ مذکورہ فی نفسہ دونوں شقوں کو محتمل تھی مگر بسبب
لحوق بیان فعل خود پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور فعل اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے بحضور و اجازت پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شق ثانی میں منحصر ہو گئی کہ کسی
تاویل و تخصیص کی اسمیں گنجایش نرہی اور کچھ خصوصیت ساتھ زمانہ ماضی کے باقی نرہی
اور سب توجیہات آپکی محض بے اصل و باطل ہو گئیں اگر آپ یہ کہیں کہ مراد ہماری زمانہ ماضی
سے وہ زمانہ ہے جو قبل از نزول آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً کے ہے تو ہم کہینگے کہ آپکا قول
یہ ہے کہ آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً ۲ سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور ان آیات میں سے
اکثر آیات قبل از سنہ ہجری بلکہ بعض آیات قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں نازل ہوئے ہیں پس
وہ آیات منظمہ اور کلمات اسی طرح پر سنہ ہجری پر بھی دلالت نہیں کرتیں چہ جائیکہ اسکی
قبلیت یا بعدیت پر دلالت کریں اگر آپ یہ کہیں کہ آیات مذکورہ آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا
فِدَاءً سے منسوخ ہو گئی ہیں تو ہم کہینگے کہ یہ قول آپ کا باطل ہے بچند وجہ اول تو یہ کہ ادعا

ناسخ ہونے آیۂ اِمّا مَنًّا بَعدُ وَ اِمّا فِدَاءً کا محض بیدلیل صرف تحکم اور قول زبانی بلکہ باطل محض ہی چنانچہ
سجت اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالی دوسرے یہ کہ بفرض محال اگر آیۂ مذکورہ کو ناسخ سمجھا جاوے
تو صرف اس امر کی ناسخ ہوسکتی ہی کہ مقاتلین مثخنین کو رقیق کیا جاوے یا اونکو قتل کیا جاوے اور ہمارا
استفتا اوس سے متعلق نہیں بلکہ استفتا نسبت اون مملوکون کے ہی جو بطور ہدیہ کے مملوک ہون یا
جنکی غلامی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بقول آپکے بموجب رسم عرب کے جائز رکھی تھی یہ جواز جو بموجب
حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھا اسکا حرام کرنے والا کون ہی آیا کوئی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کا ہی یا کوئی آیت قرآن کی ہی یا کوئی پیغمبر بعد نبی جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
آپکے زعم میں پیدا ہوا یا آپ ایسے رئیس المجتہدین اپنے زعم مین ہین کہ جسکو نسخ احکام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نسخ احکام قرآن کا منصب حاصل ہی یاد کیجیے اس وعید کو مَا کَانَ
لِمُؤمِنٍ وَّلَا مُؤمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَمرًا اَن یَّکُونَ لَهُمُ الخِیَرَةُ مِن
اَمرِهِم وَمَن یَّعصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَد ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِینًا تحقیق مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت
ہوگیا کہ کلمہ ما ملکت ایمانکم یا ملکت ایمانہم یا ملکت یمینک جہان قرآن مین آیا ہی مفسر ہی درباب
حدوث و ثبوت ملکیت کے زمانہ ماضی و استقبال مین اور اوسمین کسی تاویل و تخصیص کی گنجایش
نہین ہاں محتمل نسخ ہی اور ناسخ اوسکا کوئی پایا نہین گیا پس بعد انقطاع وحی کے وہ آیات محکم
ہوگئین درباب تناول زمان ماضی و استقبال کے پس قول مصنف کا کہ آیات مذکورہ مین کوئی
لفظ نہین کہ رقیت مستقبلہ پر دلالت کرے محض بیجا اور سراسر مخالف آیات محکمات کے ہی
اور ہرگز ہرگز لائق نفاذ و جواز کے نہین اور معتقد اوسکا ہرگز معذور نہین وَاللّٰهُ المُوَفِّقُ وَاِلَی
الصَّوَابِ وَاِلَیهِ المَرجِعُ وَالمَآبُ یہان تک بحث تھی کلمہ ما ملکت مین آگے اس سے جناب مجتہد عصر
نے ایک قاعدہ کلیہ اپنے دل سے گڑھ کر پیش کیا ہی اگرچہ ایسی واہیات بناوٹ بے اصل پر ہمکو توجہ
ضرور تھی مگر ہمکو منظور ہی کہ فساد اجتہاد مجتہد عصر کا اور انکے مقلدون کو عیانا دکھلا دین تا کہ وے
دھوکے مین نہ رہین اور خوب سمجھ لین کہ تمہید قواعد شرعیہ ہر کسی کا کام نہین **قطعہ**

مفارقت کرے اگر آپ یہ کہین کہ مراد ہماری وقوع سے نفس وقوع ہی خواہ شرعًا ہو یا نہو اور
تحقق سے مراد یہ ہی کہ شارع نے بھی اوسپر یہ حکم کیا ہو کہ حقیقت مین یہ فعل متحقق ہوا مثلاً قتل
کہ ہرچند خلاف شرع ناحق کوئی کسیکو مار ڈالے تو شارع بھی اوسپر حکم کرتا ہی کہ حقیقت مین
قتل متحقق ہوا بخلاف رقیت کے کہ اگر کوئی مسلم حر کو اپنا غلام بالجبر بنالے تو شارع حکم
نہین کرتا کہ غلام ہونا اوسکا متحقق ہوگیا تو ہم یہ کہینگے کہ حال نکاح کا بھی ایسا ہی ہی اگر کوئی
شخص اپنے باپکی منکوحہ سے نکاح کرے تو گو کہ وہ نکاح شرعًا متحقق نہوا مگر وقوع مین تو شبہہ نہین آیا
پھر بھی آیت محرمہ مین اوسکو بلفظ ماضی تعبیر کیا گیا ہی حالانکہ وہ صیغہ زمانۂ مستقبل کے واسطے
بھی حاوی ہی کما قال تعالیٰ لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ پس کلیہ اپکا غلط ہوگیا اسی طرح
ملک یمین کہ آپ کے نزدیک شرعًا ناجائز اور اصول کبائر ہی اوسکی نسبت آیت وَالَّذِينَ
هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُومِينَ مین صیغہ ماضی ہی حالانکہ حکم اوسکا زمانۂ مستقبل کو بھی شامل ہی کیونکہ اگر
زمانۂ مستقبل کو شامل نہو تو سریہ بنانا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماریہ قبطیہ کو اور
سریہ بنانا اور اصحاب کا سبایا خیبر و اوطاس وغیرہا کو بحکم استثنا سے خارج ہوجاوے
اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل وعید وَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ کے ہوجاوین العیاذ باللہ تعالیٰ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا قولہ
کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہی انتہی جناب یہ تو کچھ دلیل اسکی نہین ہوئی
کہ اس قسم کے افعال فعل ماضی مستقبل کو بھی شامل ہووین منحصر ہونا تحقق کا وقوع پر یہ مستلزم
اسکا نہین کہ فعل ماضی اون افعال کا استقبال کو بھی شامل ہووے اور چونکہ بلا زمانہ تحقق متحقق نہین
پس یہ بناوٹ بے دلیل آپکی کسی صاحب عقل کے نزدیک تسلیم کے لائق نہین ہی قولہ
دوسری قسم کے افعال الی قولہ وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہوسکتی انتہی کیون نہین
ہوسکتی اسپر کیا دلیل ہی بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قول غلط محض ہی چنانچہ بیان اوسکا ابھی ہوگا

ربنبت لا تبکسوا ما کسبے اباؤکم اور والذین ہم لفروجہم حافظون ۝ الا علی ازواجہم
او ما ملکت ایمانہم میں ہو چکا ہی قولہ حکم رقیت قرآن مجید میں موجود نہیں انتہی
یہ بھی غلط ہی ہم اوپر ذیل میں ہر ایک آیت کے بیان کرتے گئے ہیں کہ یہ آیت ظاہر ہو ثبوت ملکیت
میں اور یہ نص ہی اور یہ مفسر ہی پس یا انہو یہ مقولہ مجتہد عصر کا دیدہ و دانستہ حق بات سے چشم پوشی
ہو یا جہالت محض ہی کہ ساری زلیخا پڑھ گئے اور یہ بھی نہ جانا کہ زلیخا مرد تھا یا عورت تھی شعر
چون ندارد بیان تو فرق نیا بحر تفتیش کردہ او یلیا اب ہم علاوہ آیات مذکورہ کے چند
آیات قرآن مجید لکھتے ہیں جو اثبات رقیت میں نص اور مفسر ہیں قال تعالی واعلموا انما
غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین
وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ جانو اس بات کو کہ جو کچھ غنیمت کرو کوئی چیز ہو تو
تحقیق واسطے خدا کے ہی پانچواں حصہ اوسکا اور واسطے رسول کے اور واسطے قرابتیوں کے اور
یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے اگر تم یقین لائے ہو اللہ پر دیکھیے یہ آیت مفسر ہی اس بات میں
کہ جو کچھ غنیمت میں آتا ہے کوئی چیز کیوں نہ ہو تو وہ مملوک ہی اگر کلمہ من شیء نہ ہوتا تو بسبب تعمیم کلمہ ما
نص تھی اور چونکہ کلمہ من شیء سے احتمال تخصیص کسی شیء کا ساقط ہو گیا تو اب یہ آیت مفسر ہو گئی
اس بات میں کہ غنیمت سے کوئی شیء کیوں نہو از قسم حیوان ہو یا انسان یا دیگر اشیاء اوسکا
ایک ہی حکم ہی اب اسمیں کوئی احتمال تاویل و تخصیص کا باقی نہ رہا ہاں احتمال نسخ باقی تھا مگر بسبب
اسکے کہ زمان نزول وحی میں کوئی آیت یا حدیث ناسخ اوسکی وارد نہیں ہوئی اب یہ آیت محکم ہو گئی دوسری آیت
واثابہم فتحا قریبا ۝ ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما ۝
وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ہذہ عنایت کی انکو
فتح قریب اور بہت غنیمتیں کہ لینگے وہ انکو اور ہی اللہ غالب حکمت والا وعدہ کیا ہی اللہ تعالی
نے تمسے بہت سی غنیمتوں کا کہ لوگے تم انکو شتابی کی تمہارے واسطے اس غنیمت کی
دربارہ غنیمت جو نازل ہوئی ہی اور چونکہ لفظ مغانم جمع ہی کہ الفاظ عموم میں سے ہی اس سبب سے

نص ہے در باب غنیمت سبایا و حیوان وغیرہا کے اور چونکہ غنیمت خیبر کی موعود وعدہ اثابہم فتحا قریبا کی
اوس میں سبایا بھی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں انس سے منقول ہے قال صلی النبی صلعم الصبح قریبا
من خیبر بغلس ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح
المنذرین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلة وسبی الذریة
وکان فی السبی صفیة فصارت الی دحیة الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل
عتقها صداقها اور دوسری روایت بخاری میں ہے سبی النبی صلعم صفیة فاعتقها
وتزوجها فقال ثابت لانس ما اصدقها قال اصدقها نفسها فاعتقها سنن
ابوداود میں روایت ہے کہ کان النبی صلعم سهم یدعی الصفی ان شاء عبدا وان شاء
امة وان شاء فرسا یختاره قبل الخمس پس بسبب ہونے بیان فعلی کے کلمہ غنیمت واسطے
شمول سبایا کے مفسر ہو گیا کہ احتمال تاویل وتخصیص اوس میں اب کچھ باقی نرہا تفسیر آیت
مَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ
وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ جو غنیمت کہ بطور فی کے دی اللہ نے اپنے رسول کو اہل قریٰ سے ہو
پس وہ واسطے اللہ کے اور رسول کے اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے
مختصرا اور فی سے یہاں مراد غنیمت ہے کہ از رعب اسلام سے بغیر نوبت قتال کے بھاگ جاوین
اور بلا مقاتلہ شدیدہ وہ غنیمت ہاتھ آجاوے دیکھو لغات فی غیرہ باقرار مجتہد صاحب کے آدمیوں کو
بھی تناول ہے مشکوة میں حدیث ابن ماجہ کے نقل کی ہے عن ابی بکر الصدیق
قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنة سیئ الملکة قالوا یا رسول اللہ صلعم الیس
اخبرتنا ان هذه الامة اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموهم ککرامة
اولادکم واطعموهم مما تاکلون الحدیث دیکھو نص صریح ہے اس باب میں کہ نسبت اور
امتوں کے اس امت میں لونڈی غلام زیادہ ہونگے اور یہ امر بطور انعام کے بیان فرمایا ہے اور وجہ
اوسکی یہ ہے کہ جہاد اس امت میں بہ نسبت اور امتوں کے زیادہ ہوگا اور مملکت کسری و قیصر

اور راجگان ہند وغیرہم کے بقہر وجہاد ہات آویگی اور سبایا بہت آوینگے چنانچہ مغیرہ صحابی
بروقت مقابلہ بادشاہ فارس کے سپہ سالار سے کہتے ہین کہ اخبرنا نبینا صلعم عن رسالۃ
ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنۃ وفی نعیم لم یر مثلھا قط ومن بقی منا ملک رقابکم
خبر دی ہمکو ہمارے پیغمبر نے بطور پیغام کے ہمارے رب کی طرف سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین تو جاویگا
بہشت مین اور ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند دیکھی ہی نہین گئی اور جو بچ رہیگا ہم مین سے
وہ مالک ہوگا تمہاری گردنون کا اور احادیث صحیحہ اس باب مین بہت ہین چند حدیث کا بیان
عنقریب آویگا اور چند بیان کئے جاتے ہین صحیح بخاری مین جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے قال
قال رسول اللہ احلت لی الغنائم دوسری روایت مین ابی ہریرہ سے ہے قال قال رسول اللہ
صلعم احل اللہ لنا الغنائم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ اخوانکم جعلهم اللہ تحت
ایدیکم الحدیث دیکھو ان احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ خدا تعالی نے ہمارے واسطے
غنائم کہ جنمین سبایا بھی داخل ہین حلال فرمائین ہمارے بھائیون یعنی بنی آدم کو ہمارے ہاتھون کے
نیچے یعنی مملوک ہمارا کر دیا اور اوپر ہم حدیث واقعہ بنی النضیر کی نقل کر چکے ہین کہ جسمین سعد بن
معاذ نے حکم قتل کرنے لڑنے والون کا اور لونڈی غلام بنانے ذریت کا دیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ لقد حکمت بحکم اللہ یعنی تو نے ای سعد حکم کیا ساتھ حکم خدا کے پس مین
حیران ہون کہ مجتہد عصر کو کیا ہوا ہے کہ ایسی ایسی نصوص صریحہ سے روگردانی فرماتے ہین
والامر الی اللہ قال لفظ رقیت یہ لفظ چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے چنانچہ اون آیتونکو جنمین یہ
لفظ ہے ہم آگے لکھتے ہین انشاءاللہ معلوم ہوگا کہ ان آیتون مین کسی طرح حکم رقیت مستقبلہ مستنبط نہین ہوتا
اقول ہم بھی ہر ایک آیت کے ذیل مین تغلیط مجتہد عصر کی کرینگے اور دوام رقیت کو ثابت
کرینگے قال آیت اول سورہ نساء مین فرماتا ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ
قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ
قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ

مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ مسلمان کو نہین چاہیے کہ مسلمان کو مار ڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو اور جو شخص کہ
انجانی سے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو تو گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد
کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دین پھر اگر وہ تمھارے
دشمن کی قوم مین سے تھا اور وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے مسلمان بردہ اور اگر ایسی قوم مین سے
تھا کہ تمین تم سے اور انسے عہد ہی تو خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ
اور جسکو مسلمان بردہ نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے تاکہ اللہ اوسکو معاف کرے **اقول**
اس ترجمہ مین چند غلطی ہین اول (یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو) ترجمہ صحیح نہین ترجمہ صحیح صرف
اس قدر ہی (مگر انجانی سے) دوسرے (گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ
آزاد کرے اور خون بہا دیوے اوسکے وارثون کو) یہ ترجمہ سراسر غلط ہی مجتہد عصر نے جملۂ اسمیہ کو
جو ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہی ساتھ جملۂ فعلیہ کے بدل ڈالا ترجمہ صحیح یہ ہی (تو آزاد کرنا ہی
ایک بردہ مومن کا اور خون بہا مفوض ہی اوسکے وارثونکو) تیسرے (اگر وہ تمھارے دشمن کی قوم
مین سے تھا) غلط ہی کان یہان واسطے ثبوت کے ہی جس طرح کان اللہ علیما حکیما مین ہی صحیح
ترجمہ یہ ہی کہ اگر وہ ہی اوس قوم مین سے جو تمھارے دشمن ہین) چوتھے (وہ مسلمان تھا)
غلط ترجمہ ہی جملۂ اسمیۂ حالیہ کو فعلیہ سے بدل ڈالا صحیح یہ ہی (اور وہ مسلمان ہی) سا مخفی نہ ہی
کہ لفظ ہی جو ہمنے ترجمہ مین لکھا ہی اوس سے مراد مخصوص زمانۂ حال نہین بلکہ تعمیم سب زمانونکی
مقصود ہی کان ثبوتیہ کا ترجمہ کے واسطے کوئی لفظ اردو مین موضوع نہین لہذا یہ لفظ ہی
اوسکا ترجمہ کیا گیا پانچوین (اگر ایسی قوم مین سے تھا) یہان بھی کان ثبوتیہ ہی مخصوص زمانۂ
ماضی سے نہین اور چونکہ کلمۂ ان جو ماضی کو بھی مستقبل کر دیتا ہی کان پر داخل ہی ترجمہ اوسکا بلفظ
تھا کسی طرح پر درست نہین چھٹے (خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے
مسلمان بردہ) یہان بھی جملۂ اسمیہ ہی اور ایسی ہی اس سے پیشتر بھی جملۂ اسمیہ ہی اور اوسکا

ترجمہ صحیح یہ ہی) کہ خون بہا ہی سپرد اوسکے وارثون کو اور آزاد کرنا ہی ایک بردہ مسلمان کا
تحریر رقبہ بحسب اقتضاء النص صاف اوپر ثبوت رقیت کے دلالت کرتا ہی کیونکہ بدون ثبوت
رقیت کے تحقق تحریر متصور نہین اور چونکہ یہان جس قدر جملات ہین سب اوپر ثبوت اوسکے دوام
دال ہین تو بہ نسبت اس آیت کے یہ قول مجتہد عصر کا کہ اس آیت سے حکم رقیت مستقبلہ کا مستنبط
نہین ہوتا محض غلط ہی آیت مین حکم ہی تحریر رقبہ کا اور یہ حکم باقتضاء النص مثبت رقیت ہی اور
چونکہ تحریر رقبہ جملہ اسمیہ ہی کہ دوام پہ دلالت کرتا ہی اور یہ حکم بھی زمانہ ماضی کے ساتھ مخصوص
نہین ہی پس جو حال اوسکا زمانہ ماضی کے ساتھ ہی وہی بہ نسبت دوام کے ہی غرضکہ اس آیت سے
اقتضاء ثبوت رقیت کا بلا خصوصیت زمانہ ماضی کے واضح ہی **قال** اللہ تعالی نے سورہ مائدہ
مین فرمایا لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ
الْاَیْمَانَ فَکَفَّارَتُہٗ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ
اَوْ کِسْوَتُھُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ اللہ تعالی تمکو نہین پکڑتا
تمہاری بیفائدہ قسمون پہ مگر پکڑتا ہی اوسپر تمنے مضبوطی سے قسم کھائی تھی پھر اوسکا کفارہ
دس محتاجون کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا جیسا کہ تم اپنے گھر والون کو کھلاتے ہو یا اونکو
کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ آزاد کرنا ہی اور اگر نہ ملے تو تین دن روزے رکھنے ہین **اقول**
بہت ہی غلط ترجمہ کیا بما عقدتم الایمان مین عقدتم صیغہ ماضی ہی مگر مراد ماضی بہ نسبت زمان
مواخذہ کے ہی جیسا کہ ہم اوپر اس قسم کے افعال مین ٹھہرا چکے ہین ماضی بہ نسبت وقت
نزول آیت یا اور کسی وقت کے نہین جیسا کہ مجتہد عصر نے ملکت ایمانھم مین خیال کیا ہی
پس ترجمہ عقدتم کا اس طور پر (کہ مضبوطی سے قسم کھائی تھی) کہ جسکا خاص قسمون ماضیہ سے
تعلق ہوجاوے غلط محض ہی ترجمہ من لم یجد کا بہت ہی غلط لکھا ہی لم یجد فعل متعدی ہی
وجد المطلوب یجدہ ادرکہ قال تعالی لوجدوا اللہ توابا رحیما وفی الحدیث وان
وجدناہ لبحر وقال ابو الطیب شعر وقد وجدت مکان القول ذا سعۃ فان

وجہ ہے کہ لسانا فاناً لا نقلی مجتہد عصر نے بسبب عدم واقفیت کے لغات عرب سے اوسکا ترجمہ
بلفظ لازمی یعنی (نہ ملے) کیا ظاہر حسب کلام مجیب اونکو بلا ذکر مفعول نظر آیا تو یہ سمجھے
کہ یہ فعل لازمی ہی ہے نہ سمجھے کہ بسبب دلالت ما سبق کے کچھ ضرورت اوسنے مفعول کے نہین ہے علاوہ
بیان مقصود تعمیم تینون قسمون کفارہ کی ہے اور قرینہ اوسپر دلالت کرتا ہے اگر مفعول ضمیر ڈالی جاتی
تو تعمیم مین بادی النظر مین اشتباہ ہوتا کہ شاید مرجع اوسکا وہ ہے جو لفظون مین قریب ہے اور اگر
اعادہ سب اقسام کا کیا جاتا تو اطناب مخل تھا لہذا بلاغت قرآن مقتضی اسکی ہوئی کہ مفعول
کو حذف کیا جاوے غرض کہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ پس جو شخص کہ نہ پاوے یعنی تینون قسمون کفارہ
کو تو تین دن کے روزے ہین بیان دلالت اس آیت کا ثبوت و دوام رقیت پر مثل بیان
آیت اولی کے ہے قال آیت سوم وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ
لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ
فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا جو کوئی تم مین سے اپنی جورو کو مان کہہ بیٹھے اور پھر جو
بات کہی تھی اوس سے پھر جاوے تو آزاد کرے ایک بردہ اپنی جورو کے چھونے سے پہلے اس سے تم
کو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو پھر جسکو نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اپنی
چھونے سے پہلے اور جو نہ کرسکے تو ساٹھ محتاجون کو کھانا کھلانا ہے اقول یہ ترجمہ بھی بہت
غلط ہے اگر ہم اوسکی سب غلطیون کا بیان کرین تو بہت طول ہوتا ہے معنی ظہار مین غلطی کی
ہے معنی یعودون لما قالوا مین غلطی کی ہے اور اور کلمات کے ترجمہ مین بھی غلطی ہے مگر جس قدر
غلطیان کہ اس بحث سے متعلق ہین اونکا بیان کیا جاتا ہے اول آزاد کرے غلط ترجمہ ہے
تحریر رقبہ کا جملہ اسمیہ جیسا پہلی آیات مین تھا مجتہد نے اوسکو فعلیہ کر دیا دوم لم یجد کا ترجمہ
نہ ملے غلط کیا جیسا پہلی آیت مین غلط کیا تھا بیان ثبوت رقیت کا اس آیت مین بھی مثل
آیات سابقہ کے ہے قال آیت چہارم فک رقبۃ اقول اس آیت کا بیان شروع کتاب مین

ہو چکا ہو ان سب آیات سے ثبوت غلامی کا شرعًا بلا قید زمان ماضی و حال و استقبال ثابت ہی کیونکہ
محل تحریر رقیق شرعی ہی اگر بموجب حکم شارع کے کوئی شخص رقیق نہو تو اوسکی آزادی کافی نہین ہی
مثلا کسی شخص نے اپنے باپ یا اور ذی رحم محرم کو کہ کسیکو بالجبر غلام بنا رکھا ہو اور وہ ان الفاظ برات
مین اوسکو آزاد کرے تو کفارہ ادا نہوگا پس ان آیات سے ظاہر ہوا فساد قول مجتہد عصر کا کہ رقیق
سے بموجب رسم جاہلیت کے غلام کنیز بنا رکھا تھا شرعی غلام نتھے قال ان تمام احکام
مین جو غلام نملنے کی حالت مین اور دوسری قسم کے کفارون کا ذکر آیا ہی اوس سے رقیت مستقبلہ
معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہی اقول بشرطیکہ آپ سا مجتہد صاحب اجتہاد صائب و ذہن ثاقب
اشارہ فہم لغت دان ہو ورنہ نہین ہم آپکی اسی غلط فہمی کے سبب جہان کہین آپنے ترجمہ لم یجد کا
نملے لکھا ہی آپکی تغلیط کرتے چلے آئے ہین اب سمجھیے کہ نپانا کسی شخص کا کسی چیز کو مستلزم معدوم
ہوجانے اوسکے وجود کا نہین ہوسکتا اگر یہان لفظ نملنے کا ہوتا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہی تب بھی
کوئی صاحب فہم یہ اشارہ معنوی آپ کا نسمجھتا کیونکہ یہان مطلق نملنا نہین ہی بلکہ آپ ہی کے ترجمہ کے
مطابق نہ ملنا مقید کسی فرد کے ساتھ ہی اور ظاہر ہی کہ کسی ایک فرد یا کئی فردون کو نملنا کسی چیز کا
مستلزم اسکا نہین کہ وہ چیز فی نفسہ معدوم ہوجاوے مثلا دولت ایمان کسی شخص کو نملے یا اپنے
بنائی حج بیت اللہ کسیکو نملا یا اوسنے اوسکو نپایا تو اس سے یہ لازم نہ آیا کہ دولت ایمان اور حج بیت اللہ
فی نفسہ معدوم ہی پس آپنے معنی لم یجد کی تبدیل مین کوشش بھی بہت کی مگر مدعا کچھ حاصل نہوا
آپکے اس اشارہ پر تحقیقًا مین بھی لکھتا ہون کہ آیت اولی مین میسر نہونے رقبہ کا ذکر ہی اور آیت
ثانیہ مین میسر نہونے اطعام مساکین اور انکے لباس کا بھی ہی اور آیت ثالثہ مین ذکر میسر نہوسکنے
روزون کا بھی ہی پس مطابق آپکے اجتہاد سراپا فساد کے ان سب چیزون کے معدوم ہونے پر
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی اور عجب سب اصناف کفارہ کے معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہی
تو آپکے اجتہاد بے بنیاد کے مطابق لغو ہوجانے احکام الہی اور اینٹ کے لیے مسجد ڈھانے پر بھی
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی العیاذ باللہ تعالی دو شعر نکتہ سنیے مثلا آپ کو کوئی مجتہد دوسرا آ ملا

معارضہ کر سکتے کہ آیۂ وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ
فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ مین جو بقول آپکے آزاد عورتون کے عدم
استطاعت نکاح کے حالت مین کنیزکون کے نکاح کا ذکر آیا تو اس سے معدوم ہونے استطاعت نکاح
زنان آزاد پر زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی پس بموجب اوس نص کے نکاح ساتھ کنیزکون
کے ہی باقی رہا اور چونکہ نکاح وجود منکوحہ کو مستلزم ہی تو وجود کنیزکون کا زمانہ مستقبلہ مین بموجب
اس اشارہ کے ثابت و متحقق ہوگیا فرمایئے کیا جواب دیجیے گا شعر شد غلامیکہ آب جو آرد + آب جو
آمد و غلام ببرد + نکتہ سوم قرآن مین ہی فَإِن لَّمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا
الآیہ یعنی اگر وضو کے لیے تم پانی نپاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی سے یا آپکے ترجمہ کے مطابق یہ کہا جاوے
کہ اگر نملے پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے آپکے اجتہاد کے مطابق لازم آیا کہ چونکہ اس حکم مین پانی نملنے کی
حالت مین تیمم کا ذکر آیا ہی اس سے زمانہ مستقبلہ مین پانی کے معدوم ہونیکا اشارہ نکل سکتا ہی اشارے
اور نکتے تو اور بھی بہت ہین مگر فرصت کم ہی اور کتاب طویل ہوئی جاتی ہی والعاقل تکفیہ الاشارۃ
اگر عاقلی یک اشارہ بس ست قال الرقاب قرآن مین دو جگہ بمعنی عبد آیا ہی مگر کوئی لفظ بھی
ان آیتون کا جنمین یہ لفظ ہی رقیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا انتہی اقول اگر احکام آیتون
کے مخصوص کسی زمانۂ ماضی کے ساتھ ہین تو بیشک فرمانا مجتہد عصر کا صحیح ہی لیکن اگر وہ احکام واسطے
مستقبل کے بھی ہین تو آیات کی رقیت مستقبلہ پر دلالت کرنے مین کیا کلام ہی پس دیکھنا چاہیے
کہ احکام آیات مذکورہ مخصوص ساتھ زمانۂ ماضی کے ہین یا زمانۂ آیندہ کو بھی شامل ہین اگر شق
اول ہی تو اجتہاد مجتہد عصر کا صحیح ہی اور اگر شق ثانی ہی تو اجتہاد مجتہد عصر کا خلاف نصوص و ظواہر
قرآن کے غلط اور اجتہاد بمقابلہ قرآن ہی اور یہ لفظ حدیث مین بھی وارد ہی کہ مجتہد صاحب
اوسکو چھوڑ گئے ہم اوسکو لکھتے ہین بخاری مین ضمن حدیث جنگ کسری مین منقول ہی جبیر بن حیہ
کہتے ہین حتّٰی اِذَا کنا بارض العدو خرج علینا عامل کسری فی اربعین الفا فقال
المغیرۃ سل عما شئت قال ما انتم قال نحن اناس من العرب کنا فی شقاء شدید

وبلاء شديد نمص الجلد والنوى من الجوع ونلبس الوبر والشعر ونعبد الحجر والشجر
فبينا نحن كذلك اذ بعث رب السموات ورب الارض الينا نبيا من انفسنا نعرف
اباه وامه فامرنا نبينا رسول ربنا ان نقاتلكم حتى تعبدوا الله وحده او تؤدوا الجزية
واخبرنا نبينا صلعم عن رسالة ربنا انه من قتل منا صار الى الجنة في نعيم لم ير مثلها قط
ومن بقي منا ملك رقابكم الحديث خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ مغیرہ کہتے ہیں خبر دی ہم کو ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے رب کی رسالت سے کہ جو مارا جاویگا ہم میں سے جاویگا
بہشت میں ایسی عیش میں کہ جسکے مانند کبھی دیکھا ہی نہیں گیا اور جو بچ رہیگا ہم میں سے
مالک ہو جاویگا تمہارے رقاب کا یعنی فارس کے لوگ ہمارے غلام ہونگے جناب مجتہد صاحب
یہان تو کسی تاویل و تحریف کی گنجایش ہی نہیں ہے **قال** آیت اول سورۂ بقر میں صاحب
نے اون باتون کو جو آیۂ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ میں بیان ہوئے ہیں نیکیان گنا ہے اور
انہیں کے ساتھ مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے میں روپیہ خرچ کرنا نیک
کام فرمایا ہے **اقول** پوری آیت یہ ہے لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ
عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ
وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ الآیہ نہیں ہے نیکی یہ کہ پھیرو تم اپنے مونہہ مشرق و مغرب کی طرف
لیکن نیکی یہی ہے کہ جو کوئی ایمان لایا خدا پر اور آخر دن پر اور فرشتون اور کتاب اور پیغمبرون پر
اور دیا مال کو اوسکی محبت پر قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافر اور مانگنے والون کو
اور گردنون کے چھڑانے میں اور قائم کیا نماز کو اور دی زکوۃ الآیہ جسکو کچھ بھی عقل ہے وہ نہیں کہہ سکتا
کہ وہ نیکیان جنکا بیان اس آیت میں ہے مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھ ہیں اور زمانہ آیندہ کو شامل
نہیں مگر ہان مجتہد عصر سے بعید نہیں کہ فرماوین کہ اس آیت میں لفظ آمن اور آتی اور اقام
سب صیغے ماضی کے ہیں اس لیے بناپر آیت کو مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھ ٹھہرا کر فرماوین مطلب یہ ہے کہ

کہ نیکی وہ ہی جو کوئی ایمان لا چکا ہی اور دے چکا ہی مال قرابت داروں اور یتیموں اور مسافروں اور
اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور قائم کر چکا ہی نماز کو اور دے چکا ہی زکوۃ پس
آیت کو اوپر نیکی ایمان اور خیرات اور رقیت اور نماز پڑھنے اور اداے زکوۃ مستقبلہ پر کچھہ
دلالت نہیں پس اسکے جواب میں اسی قدر کافی ہی کہ جب آپکے نزدیک آیت کو نیکی ایمان اور
خیرات اور نماز اور زکوۃ پر زمان مستقبل میں کچھہ دلالت نہیں اور آپ اون سب سے دست
بردار ہیں تو ہمکو آپ سے اس آیت میں زیادہ تر کچھہ مباحثہ نہیں وما علینا الا البلاغ
قال آیت دوم اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ
قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ سورۂ توبہ میں اللہ صاحب نے زکوۃ کے روپے کا خرچ تبلایا ہی
کہ کہاں کہاں خرچ ہوگا اسیکے ساتھہ تبلایا کہ بردہ آزاد کرنے میں بھی خرچ کیا جاوے گا
اقول الحمد للہ در بیان آن مجتہد عصر بھی قائل ہیں اسکے کہ آیندہ کو مصرف زکوۃ یہ لوگ ہیں
جنکا آیت میں بیان ہوا اور منجملہ اونکے غلام بھی ہیں کہ جنکے آزاد کرنے کے واسطے مال زکوۃ
دیا جاویگا پس یہ آیت ظاہر ہی وجود لونڈی غلاموں کے باب میں زمانہ آیندہ میں لیکن اگر
مجتہد عصر کسی دلیل قطعی سے انسداد اوسکا اور معدوم ہوجانا کسی زمانہ مستقبلہ میں ثابت
کرسکیں تو ثابت کریں مگر یہ اونسے ہرگز نہو سکیگا قال لفظ عبد بمعنی غلام تین جگہہ
قرآن مجید میں آیا ہی اور اوس سے بھی رقیت مستقبلہ پر استدلال نہیں ہوسکتا ہی آیت
اول وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ اللہ صاحب نے مسلمان عورتونکو
مشرکین سے شادی کرنے کو منع کیا ہی اور بطور تاکید کے یہ فرمایا ہی کہ مسلمان غلام بھی ایک
مشرک سے اچھا ہی اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا معلوم ہوتا ہو اقول چونکہ یہ آیت جملہ اسمیہ ہی
اور جناب مجتہد دہر نے بھی ترجمہ بجملہ اسمیہ کیا اور جملہ اسمیہ دلالت دوام و ثبوت پر
کرتا ہی پس دلالت یہ آیت کی رقیت مستقبلہ پر اظہر من الشمس ہی کی مجتہد دہر پر لازم تھا
کہ لفظ اچھا ہی کی جگہہ اچھا تھا لکھتے اگرچہ نا واقفی عربیت سے تو ثابت ہوتی جیسی اور جگہہ

ہوئی مگر مطلب تو بظاہر ثابت ہوجاتا ایسا ہی آیت دوم یعنی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
مین جناب مجتہد خود ہی رقیت مستقبلہ کے مقر ہین ترجمہ فرماتے ہین کہ اگر غلام کو مارے تو غلام ہی
مارا جاوے اور دعوی یہ تھا کہ رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا معلوم نہین کہ استدلال
کس چیز کا نام سمجھتے ہین اور آیت سوم یعنی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا مین ہم کچھ
کلام نہین کرتے یہان تذکرہ عبد مملوک کا بطور مثل کے ہی بیان کوئی حکم شرعی مملوک ہونے پر
متفرع نہین جیسا کہ اور آیات مین ہی **قال** لفظ امۃ قرآن مجید مین دو جگہہ ہی اور کسی جگہہ سے
بھی رقیت مستقبلہ کا حکم نہین پایا جاتا **اقول** یہان بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ آیات جنمین
یہ کلمہ ہی صرف زمانہ ماضی کے ہی ساتھہ مخصوص ہین یا نہین بر شق اول مجتہد صاحب کا
اجتہاد صحیح ہی و بر شق دوم غلط **قال** آیت اول وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ
اقول بیان اسکا بعینہ بیان وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ کا ہی **قال**
آیت دوم وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ نکاح کرو
مسلمان رانڈون کا اور نیک چلن اپنے غلامون اور لونڈیون کا **اقول** دیکھو یہ حکم
زمانہ ماضی سے متعلق نہین بلکہ زمانہ مستقبل کیواسطے ہی کیونکہ حکم امر متعلق بزمانہ ماضی ہو ہی
نہین سکتا پس متفرع ہوتا ایک حکم شرعی کا لونڈی غلام پر ہر آئنہ بظاہر الآیۃ دلالت کرتا ہی
وجود و ثبوت شرعی لونڈی و غلام پر زمانہ مستقبل مین **قال** لفظ فتیات قرآن مجید
مین دو جگہہ بمعنی لونڈیون کے آیا ہی الی قولہ آیت اول سورہ نساء کی آیت ہی ذیل لفظ
ما ملکت مین بیان ہوچکی ہی **اقول** پوری بحث اس کلمہ پر اوس جگہہ نہین ہوئی اب ہم
وہ آیت پوری لکھتے ہین وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ

الْعَنَتَ

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ
مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ
عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝ اس آیت کے اور کلمات مین کلام کچھہ ضرور نہین کیونکہ مثل
اسکے جو کلمات ہین اور آیات مین واقع ہین اونمین کلام مفصل ہوچکا ہے پس وہی کلام انمین بھی ہے
مگر یہان جو بعد بیان جواز نکاح کنیزک کے یہ فرمایا وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی
ہدایت کرے تمکو طریق اون لوگون کے جو تمسے پہلے تھے اس سے واضح ہوا کہ طریق جواز نکاح کنیز کا
اور اور احکام تشریعی کنیزکون کے جو آیت مین بیان کیے گئے ہین طریق اون لوگون کا ہی تھا
جو ہمسے پہلے تھے اور کلمہ یہدیکم دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ طریقہ خدا کے نزدیک ناپسند
اور مبغوض نہین کیونکہ طریقہ مبغوض اور خلاف آئین قدرت اور قبیح کے بتانے کو احکام شرعی
مین بلفظ ہدایت تعبیر نہین کیا جاتا بلکہ ہدایت ایسی راہ بتانے کی ضد ہے فرمایا خداے تعالی نے
وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى یعنی گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور ہدایت نہ کی وَالسَّلٰمُ
عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى یعنی سلامتی ہو اوسپر جو تابع ہوا ہدایت کا اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ثمود کو ہدایت کی ہمنے پس دوست رکھا اونھون نے اندھاپن
یعنی گمراہی کو اوپر ہدایت کے فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَعَلَيْهَا جس شخص نے
ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہ ہوا تو اوسکا ضرر اوسکی ذات پر پس اگر اس طریقہ
مین کوئی بات بھی موجب ناپسندیدگی کے مخالف آئین قدرت کے ہوتی تو ہرگز اوسکو
بلفظ ہدایت کے تعبیر نہ کیا جاتا اور چونکہ یہ احکام خاصہ کنیزکون کے ہین اور داخل طریقہ رشیدین
سابقین کے ہین اور وجود و ثبوت رقیت کے مقتضی ہین اور ہمکو واسطے زمانہ آئندہ کے
اونکی ہدایت فرمائی گئی تو ثبوت رقیت مین زمانہ مستقبل اور اوسکے جواز شرعی مین کیا کلام

باقی رہا اور اسی بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کلمہ ملکت ایمانکم سے مراد یہ نہین ہے کہ جو زمانہ سابق مین ہمارا
تمھاری ملکیت ہو چکی ہین کیونکہ جب یہ طریقہ ہمارا مطابق طریقہ راشدین سابقین کے قرار پایا
تو اگر ہمارے حق مین ملکیت مقصور اوپر مملوکات سابقہ ہی کے ہوتی تو بیشک اونکے حق مین بھی
مقصور اوپر ملکیت سابقہ ہی کے ہوتی اور آیندہ کے لینا جائز اور باطل اور فاسد ہوتی
اور اگر ایسا ہوتا تو چونکہ ہم اونسے بہت پیچھے ظہور مین آئے ہین ہمارے حق مین کیونکر جائز ہوتی اور
چونکہ وہ طریقہ خود اونھین کے حق مین آیندہ کو جائز نہ تھا تو ہمکو اونکے ناجائز طریقہ کے سلوک پر
چلنیت فرمائی جاتی اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ کلمہ ملکت ایمانکم مقصور اوپر زمان ماضی کے
نہین ہے اور جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہین وے لوگ ہر آینہ مصداق وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا کے ہین واللہ الموفق الی الہدایۃ والصواب **قال**
آیت دوم اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہے وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اپنی چھوکریون کو
پر بدکاری کے لیے جبر نکرو **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت مین ظاہر ہے اور اس آیت مین کوئی
لفظ ایسا نہین کہ جس سے یہ بات معلوم ہووے کہ رقیت مخصوص اونھین قیدیون سے ہے جو زمانہ
گذشتہ مین رقیق تھی بلکہ رقیت مستقبلہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ لاتکرہوا نہی ہے اور نہی فعل مستقبل
کے ساتھ متعلق ہوتی ہے نہ ماضی کے **قال** لفظ غلام وجاریہ قرآن مجید مین تو نہین آئے مگر حدیث مین
ہین چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا یقولن
احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی
وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی ولکن لیقل سیدی وفی روایۃ لیقل سیدی
ومولای وفی روایۃ لا یقل العبد لسیدہ مولای فان مولاکم اللہ رواہ مسلم کذا فی
المشکوۃ ابوہریرہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کوئی تم مین یون نہ کہوے کہ میرا
غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمھاری عورتین خدا کی لونڈیان ہین
مگر یون کہو کہ میرا لونڈا میری لونڈیا اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام بھی نکہوے کہ

بلکہ میرے آقا و یا میرے مالک کہوے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ میرے مالک بھی نہ کہوے کیونکہ تم
سب کا مالک اللہ ہے یہ حدیث مسلم میں ہے اور مشکوۃ میں بھی اسکو نقل کیا ہے **اقول** واہ کیا خوب
توجیہ حدیث نبوی کا کیا کہ مخالفت پیغمبر صلعم میں ذرا بھی کوتاہی نکی پیغمبر صلعم فرماتے ہیں کہ چاہیے کہ کہے غلام میرا
مجتہد فرماتے ہیں کوئی یہ نہ کہے کہ میرا غلام مقتضی نہ ہے کہ اس حدیث میں بیان اون الفاظ کا ہے
کہ جو رقیتوں کی نسبت کہنے چاہییں اور جو نہ کہنے چاہییں چنانچہ لفظ عبد و امت کے کہنے کی
نہی فرمائی اور لفظ غلام اور جاریہ اور فتی اور فتاۃ کی اجازت دی ایسے ہی غلاموں کو
منع کی کہ آقا کو کوئی رب یا مولی نہ کہے ملک سید کہے اور بحث اسکی کچھ اوپر بھی گذر گئی ہے زیادہ
بحث یہاں کچھ ضرور نہیں مگر اس حدیث سے بھی رقیت متقضایہ کا ثبوت بخوبی ہو گیا کہ یہی اقوال آئندہ
ہی کی ساتھ متعلق ہے اقوال ماضیہ سے تعلق ہرگز نہیں ہو سکتی کما لا یخفی علی من لہ ادنی لب
قال باب سوم **اقول** اس باب میں مصنف نے کچھ بحث علل و اسباب ملک و رقیت کی
کی ہے مگر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جسقدر لکھا ہے محض نافہمی سے لکھا ہے نہ یہ سمجھے کہ علت کسکو کہتے ہیں
نہ یہ سمجھے کہ سبب کیا چیز ہے نہ یہ سمجھے کہ شرط کیا ہے اگر میں اس مقام پر اون امور کی تفصیل واسطے
تفہیم مصنف کے لکھوں تو طول ہوتا ہے لہذا اس بحث کو محول اوپر کتب اصول فقہ کے کرکے
اس باب میں اون اقوال سے تعرض کرتا ہوں کہ جنکے تعرض کی ضرورت ہے **قال** علماء اسلام نے
سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ اور استیلا قرار دیا ہے **اقول** واہ جناب مجتہد عصر
لب ہم اللہ ہی غلط اور چونکہ اسی بنا پر آپنے تمام خامہ فرسائی فرمائی ہے اور علماء اسلام پر
طعن کیا ہے سب بنا ہو گئی فاسد تو تمام خامہ فرسائی اور مطاعن آپکی تباہی فاسد علی الفاسد
ہو گئی شعر آنانکہ ندانند و بدانند کہ بدانند × در جہل مرکب ابد الدہر بمانند × جناب مجتہد صاحب
یہ تو فرمائیے کہ علماء اسلام میں سے کسنے غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت ٹھہرایا ہے وے تو غلبہ و
استیلا کو سبب حصول ملک ساتھ سبب مالکیت کا کہتے ہیں نہ سبب رقیت اور لفظ ملک
اونکی عبارات میں ہی مصرح ہے مگر ... کسکا ... نہ حصول ملک ملکیت کا

اور رقیت مرادف ملک مصدر مجہول کا ہی نہ اوس ملک کا جو مصدر معلوم ہی اور سبب
رقیت تو جیسا کہ ہمنے اول کتاب مین بیان کیا ہی کفر ہو نہ استیلا و غلبہ اور اگر آپ کو کچھ سمجھ ہی
تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہی کہ زوال عصمت حریت اون لوگون سے مستلزم اسکا نہین کہ وہ ہمارے
رقیق اور مملوک ہو جاوین مگر جب سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہو تو ہر ایک وہ سبب اپنے
محل مین موثر ہوگا اور وے لوگ ہمارے رقیق ہو جاوینگے بڑا تعجب ہی کہ آپنے یہ عبارت ہدایہ کی
نقل کی کہ لان الشرع اسقط عصمتہم جزاء علی جنایتہم وجعلہم ارقاء یعنی شرع نے
ساقط کر دی عصمت اونکی یعنی عصمت آزادی کی بسبب جزائی گناہ اونکی کی اور کر دیا اونکو رقیق
اور پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ سبب رقیت کیا ہی اور سبب ملک کیا ہی شاید رقیت اور ملک کو شی واحد سمجھے
ذٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ سبحان اللہ برین استعداد دعوی اجتہاد جانا چاہیے کہ زنو محلہ
امور معترضہ علی الہدایہ کے ہی وھو نتیجۃ حکمی شرعی جزاء علی الکفر اصالۃ بہ یصیر المرء عرضۃ
للملک در حقیقت ہر ایک انسان باعتبار جوہر انسانی کے متصف ہی بصفت آزادی اور کسیکا مملوک نہین مالک
حقیقی کے اور اسی جوہر کے اعتبار سے وہ سارے حیوانات سے اشرف ہی مگر باعتبار نفس بہیمی کے
مانند سائر بہائم کے ہی پس جب جوہر انسانی مغلوب ہو گیا اور نفس بہیمی غالب آگیا اور وہ
عمل کرنے لگا کہ جو سراسر خلاف اقتضای جوہر انسانی کے ہین تو صفت حریت اوس مین سے
زائل ہو گئی اور عصمت حریت کہ باعتبار جوہر انسانی کے تھی بسبب مغلوب ہو جانے جوہر انسانی
اور غالب ہو جانے نفس بہیمی کے باقی نرہی مثل سائر بہائم کے قابل تملک کے ہو گیا ان ہم
الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا اور جس قدر پاس جوہر انسانی کا خدا تعالی نے اپنے ذمہ
کر لیا تھا اوس سے خدا بری ہو گیا ان اللہ بریء من المشرکین جیسا کہ ہم اول کتاب مین مفصل
لکھ چکے ہین مگر یہ ضرور نہین کہ جو چیز کہ بالقوہ قابل تملک ہو وے بالفعل بھی مملوک ہووے دیکھو بہائم
صحرائی اور طیور وحشیہ بالقوہ قابل تملک ہین بالفعل کسی بندہ کے مملوک نہین مگر جو کوئی اونپر
مستولی ہو کر اونکو قید کرے او سکے مملوک ہو جاتے ہین بسبب اوسکے استیلا کے اسی طرح پر حال کفار

بہائم سیرت کا ہی کہ عرضۃ للملک قابل تملک ہین جو کوئی اونپر غالب آگیا اور اوس نے قید اور اپنے
قبضہ مین کر لیا اوسیکے مملوک ہوگئے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ سبب حقیقی ہماری اصطلاح مین اوسکو کہتے
ہین کہ جو حکم کی طرف طریق ہو جیسیکہ مسئلہ ما نحن فیہ مین غلبہ اور استیلا ایک طریق ملک کا ہی
بسبب توسط علت اغتنام کے قال اللہ تعالے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ
خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الایہ كُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا الایہ
وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الایہ احل اللہ لنا
الغنائم الحدیث ان آیات وحدیث سے ظاہر ہی کہ غنیمت کرنا موجب ملکیت ہی اور غنیمت کرنا
متحقق ہوتا ہی غلبہ اور استیلا سے بموجب ان نصوص کے پس غلبہ اور استیلا سبب ملک غنائم ہوا جب یہ متحقق
ہوا تو اب ہم بعض اقوال مجتہد پر توجہ کرتے ہین **قال** ان تمام روایتون سے ظاہر ہوتا ہی
کہ اگلے عالمون نے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب قیمت قرار دیا ہی **اقول** غلط فہمی مجتہد عصر کی
ہی کہ ایسا فرماتے ہین اونھون نے جس قدر اقوال علما کے لکھے ہین یا اونمین غلبہ اور استیلا کو
سبب ملک تصریح بیان کیا ہی سبب قیمت کسی قول مین نہین لکھا چنانچہ عبارت ہائے
مع تشریح غلطی مجتہد تمام اوپر لکھ چکے ہین عبارت بحر الرائق خود مجتہد عصر نے اس طور پر
نقل کی ہی کہ قال الاسباب ثلثۃ مثبت للملک وہو الاستیلاء وناقل للملک وہو البیع ونحوہ
وخلافۃ وہو الارث والوصیۃ اسباب ملک کو تین قسم پر منقسم کیا ایک وہ کہ مثبت ملک ہو
یعنی ملک جدید ثابت کرے اور وہ استیلا ہی اور دوسرا وہ کہ جو منتقل کرے ملک کو مانند
بیع وغیرہ کے اور تیسری وہ جو مالک کا قائم مقام کرے اور وہ ارث و وصیت ہی پس یہ
صاف لکھا ہی کہ استیلا سبب ملک ہی یہ نہین لکھا کہ استیلا سبب قیمت ہی **قال** مگر آپ ہمکو دکھا دو
چاہیے کہ غلبہ اور استیلا کو جو سبب قیمت اور حربے کو مال مباح ٹھہرایا ہی آیا آپکے پاس ایسے
کوئی نص صریح قرآن حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب صاف یہ ہی کہ کوئی نص
اقول یہ محض نادانی مجتہد عصر کی ہی کیونکہ آیات قرآن مین [illegible]

مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الی غیر ذلک من الآیات والاحادیث
انسے صاف ظاہر ہے کہ غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا سبب ہے ملکیت کا اور ملکیت متفرع ہے
غنیمت کرنے پر یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی وصف پر کوئی حکم مترتب ہوتا ہے وہی وصف سبب
حکم قرار پاتا ہے مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ کُلُّ مُسْكِرٍ فَهُوَ حَرَامٌ جو چیز کہ نشہ لاوے تو وہ حرام ہے
لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ نہ نکاح کرو اوسکو جسکو نکاح کیا ہو تمھارے باپوں نے پس معلوم ہوا
کہ نشہ لانا سبب حرمت ہے نکاح کرنا آبا کا سبب حرمت ہے اسی طرح یہ مَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ
فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ الآیۃ اس آیت و دیگر آیات و احادیث میں غنیمت سبب
ملکیت ہے اس صورت میں یہ کہنا مجتہد کا کہ اسکا جواب صاف یہ ہے کہ نہیں سراسر غلط اور تمامتر
غفلت ہے آیات قرآن اور زبان عرب سے ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ چند لڑائیوں کے اسیر
بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لونڈی غلام بنائے گئے اور ظاہر ہے کہ وہ کفار جن پر ہم
جہاں تک غالب نہیں ہوئے تا روز غلبہ اونپر حکم ملکیت کا نافذ نہیں ہوا علی ہذا القیاس کسی
مسلمان کو لونڈی غلام نہ بنایا بلکہ دار حرب میں بھی جو شخص مسلمان تھا اوس سے تعرض نہیں کیا
آخر اسکا کچھ سبب تو تھا اور بجز اسکے اور کچھ سبب نہیں کہ دار حرب میں جو کوئی مسلمان تھا
وہ محل ملک نہ تھا اور قبل اسکے کہ کفار پر ہم فتح پا کر اونکو اسیر کریں غلبہ او استیلا متحقق نہ تھا
پس صاف ظاہر ہوا کہ کفر وہ چیز ہے کہ عصمت حریت کو زائل کر دیتا ہے اور غلبہ او استیلا وہ چیز ہے
کہ جسکے سبب سے ہم اوس معدوم العصمت کے مالک ہو جاتے ہیں اگر سوا اسکے کوئی سبب
مجتہد عصر کی نظر میں ہو تو بیان فرماویں یہ بات نہیں ہے کہ علما اسلام نے یہ سبب اپنے
دل سے بنا یا بعد اسکے اوسپر حکم غلامی کا مترتب کیا بلکہ اونھون نے قرآن و حدیث اور فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سبب رق او سبب ملک دریافت کیا ہے اور قرآن و
حدیث سے ہی سبب رق کفر او سبب ملک غنیمت کرنا یعنی غلبہ او استیلا متحقق ہوا ہے اور اونھون نے
قیاس جسقدر اسباب تقریر نہیں کیے ہیں جانتا ہو گا غور کر دیکھیے کہ کس طرح کی تصریح آیہ

جو حرف زبان پر لاسے ہو یہ بھی بیجا ہی اس قسم کے آدمی کو پیغمبر صلعم کے حکم سے قتل کیا گیا ہی
عن سلمۃ بن الاکوع قال اتی النبیؐ عین من المشرکین وھو فی سفر فجلس عند
اصحابہ یحدث ثم انفتل فقال النبیؐ صلعم اطلبوہ واقتلوہ فقتلنی سلبہ متفق علیہ
آیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر مین ایک جاسوس مشرکون کا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سفر مین تھے پس بیٹھا وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس پھر چلا گیا پس فرمایا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلاش کرو اوسکو اور مار ڈالو اوسکو غرضکہ وہ پکڑا گیا اور مارا
گیا پس عطا کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو اوسکا اسباب متفق علیہ ہر گاہ کہ قتل ایسے
شخص کا جائز ہی تو استرقاق کہ عقوبت قتل سے کمتر ہی اوسکے جواز مین کیا کلام رہا اور اسکو بھی
غور فرما لیجیے کہ مفروضہ مہذب قوم مین جسکا نام حبس ہی وہ غلامی سے بدتر چیز ہی یا نہین وہ ہوتا
ہی مٹی وہ کاٹتا ہی کسی مال کا مالک نہین ہوسکتا جو کچھ محنت مشقت سے کوئی کام کرتا ہی اوس سے
متمتع نہین ہوسکتا مال اوسکا ضبط کیا جاتا ہی بطور میراث کے جو کچھ اوسکو پہونچتا ہی وہ ضبط
ہوجاتا ہی کھانے پینے سونے بیٹھنے اوٹھنے پاخانہ پیشاب کی اس قدر تکلیف اوسکو ہوتی ہی
کہ حد سے زائد نماز و روزہ سے مجبور رہتا ہی یار دوست جورو بچون سے جدا ہوتا ہی نکاح وہ نہین
کر سکتا غلامی مین اور اوسمین صرف غ ل ا م اور ح ب س کا فرق ہی ورنہ فی المعنے
تو جو قیود اوسپر ہین غلام پر ہو ہی نہین سکتی غرض کہ جب ہمارے ہان مین سے کسی شخص کو وے
پکڑ لیتے ہین تو باوجود اس قدر تعلّی کے کہ ہماری سرزمین کو تاثیر آزادی ہی پھر بھی
اوسکی مٹی غلام سے زیادہ تنگ رکھتے ہین جب یہ حال ہی تو پھر آپکو کیا مجال اعتراض باقی
رہگئی اور پھر جو آپ فرماتے ہین کہ جہاد پر قیاس کیا ہی یہ بھی آپ کی ناواقفی ہی بعض صراحت کے
ہوتے ہوئے قیاس کے کیا معنی ذری غور کرکے لکھا کیجیے **قال** کیسی تعجب کی بات
ہی کہ اگلی علماے حربیون کی اولاد کا دار الحرب مین خریدنا اسلیے جائز قرار دیا ہی کہ اوسمین
بھی غلبہ اور استیلا کی صورت ہی **اقول** ایسے مختلف فیہ مسئلہ کو اس انداز پر لکھنا کہ جس سے

یہ بات ظاہر ہوئی کہ ایسے اکابر نے ایسا کیا ہی مبنی بر حسد اور عناد و علماے اسلام یہ ہم کہتے ہین
کہ ہرگز یہ قول ابو حنیفہ یا شافعی یا مالک یا احمد یا ثوری یا محمد یا ابو یوسف رح یا اور کسی عالم کا
علماے متقدمین سے نہین ہی بلکہ ایک استفتا جو اس باب مین ملا بدہ ام پور مین ہوا اور مفتی محمد
شرف الدین مرحوم نے اوسکا جواب لکھا ہی اوسمین صاف حکم عدم تملک کا دیا ہی اور
برجندی شرح مختصر کے حوالہ سے لکھا ہی کہ یہی روایت حسن ہی ابو حنیفہ رح سے اور روایت ہشام ہی
محمد رح سے اور یہی مختار ابو بکر محمد بن الفضل ہی اور یہی صحیح ہی پس یہ کہنا مصنف کا کہ
اگلے علمانے ایسا کہا ہی صاف غلط اور افترا ہی اگر کسی نے متاخرین مین ایسا کہا ہو تو محمول اوسپر
خطا کے ہی **قال** اب ہمارے علمانے اس غلبہ اور استیلا کو جو اپنی طبیعت کا ٹھہرایا ہوا اصول تھا
یہان تک وسعت دی کہ غلبہ اور استیلا کرنے والے پر مسلمان ہونیکی بھی شرط ساقط کر دی اور
لکھ دیا کہ اگر کافر کافر کو بھی بہ غلبہ اور استیلا پکڑ لے تو وہ بھی اوسکا غلام ہو جاویگا چنانچہ
ہدایہ شریف مین لکھا ہی اذا غلب الترک علی الروم فسبوهم واخذوا اموالهم ملکوها
لان الاستیلاء قد تحقق فی مال مباح وهو السبب کہ جب کفار روم کفار ترک پر غالب
ہو جاوین اور بندی پکڑ لین اور مال لے لین تو اوسکے مالک ہو جاتے ہین کیونکہ استیلا
یعنی غلبہ متحقق ہو گیا مال مباح مین اور وہی سبب ملک ہی انتہی **اقول** ہم اوپر بیان
کر چکے ہین کہ کفر موجب زوال عصمت حریت ہی اور جب وہ عصمت زائل ہو گئی تو کفار
مثل بہائم کے قابل تملک ہو گئے اگر ایسا نہوتا تو سبایا بنی المصطلق وغیرہ [illegible] اور
اوطاس کے بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ بحکم خداے تعالی کے کس طرح ملک
مسلمانون کی ہو جاتین کیونکہ جو چیز محل ملک نہین ہی وہ مملوک کسی طرح نہین ہو سکتی
اور ہم نے مجتہد عصر سے یہ بھی استفسار کیا ہی کہ اگر کفر سبب زوال عصمت حریت نہین ہے
تو اونکے نزدیک اور کیا چیز سبب اسکی ہی کہ وے قابل ملک ہو گئین ہم اسبابات کو تفصیل سے ہم
مذکور کرینگے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض بے سبب صرف باتباع رسم جاہلیت ملک

بعدہ وہ اوسی نماز ہر بنا لیا کیونکہ اتباع رسم جاہلیت سراپا ممنوع ہے قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ
قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ
پھر دیکھیے جس شخص کو یہ حکم ہو کہ صاف کہدے کہ مین تمہاری خواہشون کا تابع ہونگا اگر
ایسا ہو تو مین ابھی گمراہ ہوگیا اور ہدایت پانیوالون مین نہون اور کہدے کہ مین ایک
بڑی دلیل روشن پہ ہون جو میرے رب کی طرف سے ہی اور تمنے اوسکو جھٹلایا ہی بھلا انصاف
تو کیجیے جسکو یہ حکم صاف تر کہ اتباع رسم جاہلیت کا نافذ ہوا اور جو شخص بحکم خداوند متعال یہ
کہتا ہو کہ مین تو ایک بڑی دلیل بیّن خداداد پہ ہون آپکا ذہن کس طرح یہ قبول کرتا ہی
کہ وہ اتباع رسم جاہلیت کا کرکے مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوجاوے العیاذ باللہ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي
حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا کیا مین غیر خدا کو پنچ بناؤن اور حال
یہ ہی کہ خدا نے اوتاری ہی یہ کتاب تم پر مفصل دیکھو کیسا انکار شدید ہی اسبات کا کہ اس کتاب
یعنی قرآن کی ہوتے ہوئے اتباع کسی اور رسم یا حکم کی کیجاوے وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ
يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ
اور اگر تو اکثر زمین کے لوگون کی اطاعت کریگا تو تجھے گمراہ کر دینگے تجھکو خدا کی راہ سے وے لوگ
خیال ہی کے تابع ہین اور نرے تو اٹکل پچو چلتے ہین عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ
صلعم ابغض الناس الی اللہ ثلثة ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية
ومطلب دم امرئ مسلم بغير حق ليهريق دمه رواه البخاري فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دشمن ترین آدمیون کے خدا کے ساتھ تین ہین ملحد حرم مین اور طلب کرنیوالا
اسلام مین رسم جاہلیت کا اور چاہنے والا خون ہر مسلم کا ناحق کہ بہائے اوسکے خون کو روایت کیا
یہ بخاری نے ای ایماندار لوگو انصاف سے کہو کہ جسکے دل مین ایک ذرہ بھی نور ایمان ہوگا بھلا
وہ یہ بات کہہ سکتا ہی کہ وہ قامع بدعت و دافع رسوم جاہلیت جسکو خدا ہی تعالی بکلمہ سراج منیر
تعبیر فرمایا ہوا ہو جس پہ وہ کتاب اوتری کہ جسکو خدا تعالی نور مبین کہتا ہی ایسی تاریکی مین پڑے

کہ رسم جاہلیت کے پابند ہیں مرتکب ایسے گناہ کا ہوتے کہ خلاف تمکین قدرت او تبیع لذاتہ اور جو تمام بدیوں کی ہی اور پھر اسپر بھی اکتفا نکرے یہاں تک کہ سعد بن معاذ نے جو لونڈی غلام بنانے سبایا بنی قریظہ کا حکم دیا تو یہ کہا کہ لقد حکمت فیہم بحکم اللہ کہ قسم ہی کہ حکم دیا تو نے انکے حق مین بموجب حکم خدا کے حاشا و کلا العیاذ باللہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ کون شخص ظالم تر ہی اوس سے جسنے افترا کیا خدا پر جھوٹھ کا یا کہا کہ وحی آئی ہی مجھپر حالانکہ کچھہ وحی اوسپر نہ آئی تھی آمدم بر سر مطلب کہ چونکہ رقیت حادثہ کے ثبوت مین کچھہ شک و شبہ نہین ہی اور اوسکا سبب بجز اوسکے جو فقہاے امت نے لکھا ہی اور کچھہ نہین ہی اور سببیت اوسکی آیت قرآن سے ثابت ہی اور مجتہد عصر نے بھی سبب اوسکا بجز ایسے امر کے کہ اوسکے قائل کو بجز منافق اور زندیق کے اور کچھہ نہین کہہ سکتے بیان نہین فرمایا تو ہر آئنہ استدلال ہدایہ معظمہ کا علی رغم انف حاسدین کسی طرح سے محل جرح نہین مجتہد عصر خود ہی انصاف کرین کہ سبب ملکیت اور سبب رقیت لونڈی غلامون کا جو اونھون نے اتباع رسم جاہلیت دل سے گڑھا ہی عقلا اور نقلا مستحسن ہی یا وہ جو صاحب ہدایہ معظمہ نے بر بنا ے ادلہ شرعیہ کے بیان فرمایا ہی بہتر یہی ہی جناب مجتہد صاحب پہلے کمال صاحب ہدایہ رحمہ اللہ کا سا تو حاصل کر لیجیے تب زبان طعن و جدال کی دراز کیجیے

مثنوی

تا تو نمرودیست در آتش مرو
سنت خواہی اول ابراہیم شو

چون نہ سیاح و نہ دریا ئیے
پس مفگن خویش از خود رائے

او ز قعر بحر گوہر آورد
ور زیان ناسود بر سر آورد

کاملے گر خاک گیرد زر شود
زر بدست ناقص ہم خاکستر شود

چون قبول حق بود آن مرد راست
دست او در کارہا دست خدا ست

جہل آید پیش او دانش شود
جہل شد علمی کہ در ناقص رود

دست ناقص دست شیطان است و دیو
زانکہ اندر دام تلبیس است و ریو

قال یا اصحاب تک فضل الٰہی سے کسی بزرگ نے یہ نہین فرمایا کہ حربیوں کو مال مباح کس اصول پہ قرار دیا آیا قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین یہ حکم آیا ہی یا بعض مجتہدین

اون بزرگون پر وحی لائے تھے **اقول** اون بزرگون پر تو وحی کا آنا ہمارا اعتقاد نہین
اور نہ خود اونکا اعتقاد ہے اونھون نے تو صاحب وحی کے افعال اور اقوال سے ہر مسئلہ کو مستنبط
کیا ہے جب اونھون نے قرآن مجید مین کفار کی نسبت یہ وحی دیکھی اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
اور یہ بھی قرآن مجید مین دیکھا کہ خدا اونکی عصمت سے بری ہوگیا چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور عقل بھی مقتضی اسیکی ہوئی کہ جب بسبب غلبۂ نفس بہیمی کے جوہر خاص
جسکو نفس انسانی کہتے ہین بہت ہی مغلوب کالمعدوم ہوگیا تو بجز صفت بہیمی کے جوہر
طرح پر قابل مملوک ہونیکے ہی کچھہ باقی نہین رہا اور افعال پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی
اسیکے موید پایا کہ بعد غلبہ کے اونھون نے اونکو لونڈی غلام بنایا اگر یہ مال مباح نہوتے
تو لونڈی غلام بنانا اور اونکا کسیطرح پر ممکن نتھا پس اس اصول پر اونھون نے حربیون کو مال
مباح ٹھہرایا اگر آپ کو استعداد و مطالعہ کتب اصول فقہ کی ہوتی تو آپ ان اصول پر مطلع
ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ اب تک کسی بزرگ نے الخ آپ دیکھہ لیجیے تلویح اور اصول فخر الاسلام
سے لکھتے ہین کہ الرِّقُّ هُوَ حَقُّ اللّٰهِ تعالی ابتداء بمعنی انہ ثبت جزاءً للکفر فان
الکفار لما استنکفوا عن عبادۃ اللّٰہ تعالی جعلوا انفسہم بالبہائم فی عدم
النظر والتامل فی آیات التوحید جازاہم اللّٰہ تعالی بجعلہم متملکین مبتذلین
بمنزلۃ البہائم ولہذا لم یثبت الرق علی المسلم انتہی و بڑا تعجب ہے کہ وہ حدیث نبوی
جسمین اونکو مباح ہونے پر نص صریح موجود ہے آپ کو معلوم ہو مگر از راہ مغالطہ کے باتون
مین ہیر پھیر کرتے ہے ہو یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُبْطِلُوْنَ
چنانچہ قول آیندہ مین پوری بحث اسکی آتی ہے **قال** المنیہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے یہ فرمایا کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالے نے ہمکو مباح کیا ہے اور یہ نہایت عمدہ
اور راست ہی خوب اصول ہے مگر انسان کو مال مین داخل نہین فرمایا غلط لیا ہمارے علمائے قیاس
نے انسان کو بھی مال سمجھا ہے **اقول** کلمات طیبات احادیث نبویہ مین حکم تھا کہ

جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم احلت لی الغنائم۔ دوسری حدیث جو ابو ہریرہ سے مروی ہے اوسکے کلمات یہ ہین احل اللہ لنا الغنائم رواہ البخاری یہان دونون حدیثون مین غنائم بلفظ جمع معرف باللام واقع ہے کہ مفید ہے واسطے جمیع افراد کو پس معنی حدیثون کے یہ ہین کہ حلال کی گئی ہمکو سب غنائم اور حلال کئیے تمہارے واسطے ہمارے سب غنائم جب یہ معلوم ہوا تو ہمنے فرض کیا کہ انسان مال مین داخل نہین تا ہم حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جو مجتہد صاحب نے لفظ مال اپنی طرف سے بڑھا دیا گیا اور نیز حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ وحی لاتے تھے مگر اب تک تو فضل الٰہی سے اظہار اسکا نہین فرمایا شاید آئیندہ کہین تو کہین اور چونکہ غنائم مین آدمی اور گھوڑا اور ہاتھی اور دیگر حیوانات اور اور اشیا از روی لغت اور عرف کے داخل ہین غنم یغنم فھو غانم وغنم یغنم فھو متنو صرفا ابو الطیب شعر

دیگر یا عطاء لا بن جمالۃ ولکن مغنو کالتحی منک غانم

دیکھو اس شعر مین اطلاق مغنوم کا اوس شخص مستق پر موجود ہے جسکا ذکر اشعار سابقہ مین ہے شعر

فی کل یوم ذا الدمستق مقدم قفاہ علی الاقدام للوجہ لائم

علاوہ بر این رو سے لغت کے غنیمت فی مرادف ہین چنانچہ علمای لغت نے ترجمہ غنیمت کا بلفظ فی کیا ہے اور فی مین بر اینہ انسان بھی داخل ہے چنانچہ خود مجتہد بھی اسیے معترف ہین اور بحث اوسکی اوپر گذر چکی پس کچھ شک وشبہ اسمین نہین کہ کفار حربی بھی بوقت غلبہ کے داخل غنائم ہیں اور جبکہ داخل غنائم ہے وہ ہماری مملوک ہے اور ہمکو حلال ہے پس کفار حربی بھی ہمارے مملوک ہین خدا تعالی فرماتا ہے کہ اثابھم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما یعنی عطا کی اونکو فتح قریب اور غنیمتین کثیرہ کہ لیتے ہین وہ اوسکو اور ہے اللہ غالب حکمت والا یہ خبر ہے غنائم خیبر کی کہ جسمین سبایا بھی تہین جب یہ بات ثابت ہوئی کہ لفظ مال گھڑا ہوا مجتہد عصر کا بطور تحریف کے ہے اور حدیث شریف مین اسکا پتہ بھی نہین اور لفظ غنائم جس طرح پر اور اشیا اور حیوانات کو متناول ہے ویسے ہی انسان کو بھی متناول ہے اور حدیث

نبوی مین اوسکی ملت پر نص صریح ہی تو سب دعاوی اور اجتہادات مجتہد عصر کے من اوله الی آخره
سحر اغیره باطل ہو گئے اور مغالطات ہونا ہر ایک صاحب عقل پر مانند شمس نصف النہار کے
آشکار ہو گیا قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اب ہم مجتہد صاحب سے دریافت
کرتے ہین کہ اموال حربین جو خود آپکے اقرار سے بھی مالک غانمین ہوجاتا ہی آیا یہ حکم ملکیت کا
غلبہ اور استیلا ہی کی صورت مین ہی یا بغیر غلبہ اور استیلا کے بھی نافذ ہی مثلاً کوئی چیز حربی کی
ازراه سرقہ یا خفا یا زہے نصیب آپکے ہاتھہ لگ جاوے تو آپکی ملکیت ہوجاویگی اگر شق اول ہی تو آپکو
سبب استیلای غلبہ مین کیا کلام ہی اور اگر شق ثانی ہی تو نہایت نامعقول ہی **قال** بہرحال جو ہو
اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک مسئلہ ہی جسکو علماے اسلام نے نکالا ہی یا اختیار کیا ہی
اقول صرف علماے اسلام ہی نے اختیار نہین کیا بلکہ پیغمبران اسلام نے حضرت ابراہیم عم سے
تا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از روی وحی آسمانی کے اختیار کیا ہی اونکی اتباع سے علماے
اسلام نے بھی اختیار کیا ہی **قال** مگر اسکو ایک مسئلہ شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا جھوٹھ
اور اسلام پر کتنا بڑا اتہام کرنا ہی **اقول** کسقدر زیادہ تقریر اور جھوٹھی بات ہی توریت مین
یہ مسئلہ مسلّم قرآن مین یہ مسئلہ موجود پھر ہم نہین سمجھتے کہ مصنف کے نزدیک شرع کسکا نام
ہی قُلْ فَأْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
کہہ تو کہ لاؤ تم کوئی اور کتاب کہ ان دونون یعنی توریت اور قرآن سے زیادہ راہ نیک دکھلانے
ہو کہ اتباع کرون اسکا اگر ہو تم سچے اسکے جواب مین کوئی کتاب آسمانی تو پیش نکر سکوگے مگر ہان
ڈبلیو وآڈن اور مکاسن کلارکسن اور سارب وغیرہ کی رائے جنکی تقلید سے انبیا پر خندہ زن
ہو پیش کروگے وبس احادیث نبی آخر الزمان صلعم و صحف صاحب الملۃ الحنیفیۃ البیضا حضرت ابراہیم
عم سے ثبوت اسکا واضح خود مصنف مقر ہین اسکی کہ توریت مین اجازت اسکی دی
موسے عم نے اوسکو جائز رکھا عیسی عم ایک حرف بھی نسبت اوسکی زبان پر نہ لاے
قبل از نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو

تسلیم کیا باوجود ان سب باتون کے پھر تکذیب اوسکی صاف تکذیب کتب آسمانی کی ہے
قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ
مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ
مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کہو تم کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور اوسپر جو اوتارا گیا ہے ہمپر اور جو اوتارا
گیا ہے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اسباط پر اور جو دیے گئے ہین موسیٰ
اور عیسیٰ اور سب پیغمبر اپنے خدا کیطرف سے ہم تفریق نہین کرتے اونمین سے کسیکی درمیان
مین اور ہم اوسکے فرمان بردار ہین پس اگر وے لوگ یعنی کفار ایسا ہی ایمان لاوین
جیسا تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی راہ یاب ہوگئے اور جو پھر گئے تو جز این نیست کہ وہ ایک شے
جھگڑے مین ہین سو خدا کافی ہوگا اونکو اور وہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے اور آن
اکثر شرع مجتہد کی اقوال ولایتی صاحب دوست مجتہد اور ولیم ولر فورسن صاحب وغیرہ کے
ہین اور اونکے کلام کو بے مثل وحی ربانی سمجھتے ہین تو اونکے لیے یہ جواب کافی ہے
تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ
بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ قائم ہو جاؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان
ایک طرح پر ہے کہ نہ عبادت کرینگے ہم کسیکی بجز خدا کے اور نہ ٹھہراویگا ایک ہمارا دوسرے کو
رب بجز خدا کے **قال** ان تمام حالات سے اور تمام فقہی روایتون سے جو مذکور ہوئین یہ
ثابت ہوگیا کہ فقہاے اسلام نے جو غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہے اسکی اصل
جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہے پس اب ہمکو اس بات پر بحث کرنی چاہیے
کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز ہے یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیون کا لونڈی
و غلام بنانا ناجائز ثابت ہو جاوے گا تو یہ اصول رقیت باطل ہو جاویگا اور سبکو تسلیم کرنا

پڑیگا کہ اسلام مین کوئی شخص اور کسی حالت مین لونڈی غلام نہین ہوسکتا پس اب ہم
امر مذکور کی بحث پر متوجہ ہوتے ہین **اقول** ہم بہت خوشی کے ساتھہ اس مباحثہ کو
پسند کرتے ہین کیونکہ اسکے ضمن مین یہ بات مثل شمس نصف النہار ظاہر ہوجاویگی
کہ ہمارے علما کسقدر کتاب اللہ اور افعال اور اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
تابع ہین اور کس کس احتیاط اور کوشش کے ساتھہ استنباط مسائل شرعیہ فرماتے ہین
اور کس درجہ کی محافظت کلمات قرآن اور احادیث نبوی کی رکھتے ہین اور ایک بات بھی
پاس خاطر دوستون اور اوسے زبان پر نہین لاتے لیکن ایک بات ہم یہان بالاعلان تمام
مجتہد عصر کو آگاہ کیے دیتے ہین کہ چونکہ مصنف یہ ادعا [illegible] کرتے ہین کہ ہم صرف
اور خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسیکی تقلید نکرینگے اسکا پاس اونکو رکھنا چاہیے
ہمنے بھی بلحاظ اونکے اس شرط کے التزام کیا ہی کہ بجز آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کے اور کسی
چیز سے استدلال نکرینگے چنانچہ اوسی پر ابھی ہم اوس التزام پر قائم ہین اور تا قیامت بھی قائم
رہینگے ایک شرط ہم اور بھی کرتے ہین کہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی مین کوئی
قید کوئی شرط اپنی طرف سے نہ لگاوینگے اور جو مصنف نے کوئی قید اپنی طرف سے بڑھائی ہوگی
اوسکو ہرگز ہرگز قبول نکرینگے گو کہ مصنف کیسی ہی بڑے عالم عصر کی تقلید سے اوس قید کو
پیش کرین لغت کے معنی اپنے دل سے نگھڑینگے اور یہ بات بھی نہ سنینگے کہ فلانے مفسر نے
یہی معنی لکھے ہین اگر مصنف نے کوئی معنی دل سے گھڑے تو ہم کلام عرب سے سند
مانگینگے وہ تفسیر جو بطرف ابن عباسؓ منسوب ہے اوسکی سند کچھ نہین اول تو ثبوت
اوسکا ابن عباسؓ تک ہی نہین پہنچتا ثانیاً چونکہ مصنف اجماع صحابہ کو دلیل نہین سمجھتے پس
بالفرض اگر ابن عباس ہی سے وہ تفسیر ہو تو بھی اصول مصنف پر بطریق اولی قابل
استدلال اور احتجاج کے نہین تعمیم وتخصیص الفاظ مین بدون دلیل شرعی کے نہ ہمکو
اختیار ہے نہ مجتہد صاحب کو ہوگا لغت کے معنی مین البتہ علماے لغت اور کلام فصحاے اوس

اور شعرائے عرب کو مستند سمجھینگے تراکیب اعرابیہ و تصاریف کلمات مین اکابر علماے نحو کے کلام کو مستند سمجھینگے بعد ان شرائط کے ہمکو کچھہ ضرور نہین کہ ہم کسی مفسر قرآن یا شارح حدیث کی عبارت نقل کرین یا جو عبارات مجتہد عصر نے لکھے ہین اونکی طرف توجہ کرین اب ہم مستعینًا باللہ یہ مباحثہ شروع کرتے ہین و بحبل اللہ تو تہ ہم اس میدان مین فتحیاب و غالب ہو کر مخالفین کو غلام ہی بنا کر چھوڑینگے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ٭ **قال** باب چہارم اس بات کے بیان مین کہ قیدیان جہاد کے لونڈی غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہی **اقول** جس شخص نے قرآن غور سے پڑھا ہوگا اور احادیث کی کتابین دیکھی ہونگی وہ ہرگز یہ لفظ زبان پر نہین لا سکتا قرآن اور احادیث مین بہت صاف حکم ہی چنانچہ کچھہ اوپر اوسکی تصریح ہوئی ہی اور کچھہ آگے آویگی اگر مجتہد عصر اونکو نہ دیکھین یا نہ سمجھہ سکین تو اونکی بصر و فہم کا قصور ہی ٭ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ **قال** کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث مین کسی جگہہ یہ حکم ہی کہ جو لوگ جہاد مین پکڑے جاتے ہین وہ لونڈی غلام ہو جاتے ہین **اقول** جب خود خدا تعالے قرآن مین فرماتا ہی وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الآیہ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الآیہ یعنی جانو تم جو لوٹ مین لاؤ تم کچھہ تو خمس اوسکا واسطے اللہ اور واسطے رسول اور صاحبان قرابت وغیرہ کے ہی جسکا بیان آیت مین ہی دی اللہ نے مسلمانون کو فتح قریب اور مغانم بہت کہ لینگے وے اوسکو وعدہ فرمایا تمسے خدا نے بہت مغانم کا کہ لوگے تم اوسکو پس جلد تر دے تمکو یہ غنیمت یعنی غنیمت خیبر کہ جسمین سبایا بھی تھین اور اسباب مین بسبب ورود احادیث صحیحہ مشہورہ کے کچھہ کلام اور انکار نہین ہو سکتا کہ چار خمس غانمین کے ہین اور الامر للہ یدہ [illegible]

ہین ملک کا ہی جیسا کہ لہ ما فی السموات وما فی الارض مین ہی پس صاف ثابت ہوا کہ جو چیز
غنیمت مین آوے اوسکے کوئی جز کیون نہو جسپر اطلاق شی کا صحیح ہو اوسکا خمس تو مملوک خدا اور
رسول اور قرابتداران و دیگر اصناف مصرحۂ آیت کا ہی اور چار خمس مملوک غانمین کے ہین
اور چونکہ سبایای مغنومہ پر بھی اطلاق شی کا بالبداہۃ صادق ہی پس یہ آیت تعمیم اور تناول
سبایا مین ہر آینہ مفسر ہی کہ کسیطرح سے قابل تاویل تخصیص کے نہین دوسری آیت وعدکم
اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ہذہ الایۃ عجل لکم ہذہ مین
لام تملیک ہی جیسے کہتے ہین وہبت لزید دینارا تیسری آیت آثابہم فتحا قریبا ومغانم
کثیرۃ یاخذونہا الایۃ عنایت کی انکو فتح قریب اور غنیمتین بہت کہ لینگے
اوسکو اور چونکہ اس مغانم عنایت الہی مین سبایا بھی داخل تہین پس کون شخص یہ
کہہ سکتا ہی کہ قرآن و حدیث مین حکم لونڈی غلام بنائے جانے کا نہین ہی اور چونکہ اس آیت اور
آیت دوم کی غنیمت معجلہ نسبت مغانم خیبر کی ہی اور اوسمین سبایا بھی تہین کہ بحکم پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقسیم ہو کر مملوک غانمین کی گئین پس بسبب لحوق بیان
فعلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت بھی مفسر ہوگئی در باب ملکیت سبایای
جہاد اور تناول کلمہ مغانم مین سبایا کو چنانچہ تذکرہ اسکا آئندہ بھی آویگا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا احلت لنا الغنائم واحل اللہ لنا الغنائم من نبی مناملت
دقایکم چنانچہ بیان اسکا اوپر گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا جب ایسے نصوص مفسرہ موجود
ہین تو وہ کون ہی کہ یہ کہہ سکتا ہی کہ جہاد کے قیدیون کے مملوک کرنیکا قرآن و حدیث مین حکم
نہین ہی قال مگر اگلے عالمون نے قرآن مجید سے اس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہی اقول
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ضمنا اس بحث مین ایک غرض ہماری یہ بھی ہی کہ ہم خوب ظاہر کردین
اس امر کو کہ صحابۂ کرام اور دیگر علمای عظام نے احتیاط کرنے مین بہت کوشش کی ہی اگر وے
مانند مجتہد عصر کے احتیاط مین کوشش نکرتے تو مثل مجتہد عصر فاحش غلطیون مین پڑجاتے

اور مثل مجتہد عصر کے وہ بھی یہ کہا کرتے تھے کہ کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن مین آخر یہ اونہین کا
کلام تھا کہ ہر ایک آیت اور حدیث کو جیسے وہ تھے ویسا ہی سمجھا اگر ظاہر تھی تو ظاہر اور اگر نص
تھی تو نص اور اگر مفسر تھی تو مفسر سمجھا برخلاف غافل مجتہدوں کے کہ مجمل کو مفسر سمجھے اور مفسر کو
مجمل باتباع ہوائے نفسانی اور حسب منشاء اپنے خدا کے کلام پاک اور احادیث مقدسہ مین اپنے
دل سے قیدین بنا کر موجد تحریف ہوئے **قال** چنانچہ اوسکو اس مقام پر لکھتے ہین اور جو
غلطیان اوس استنباط مین ہین اونکو بھی بیان کرتے ہین **اقول** ماشاء اللہ آپ نے کیا اچھا
آپ ایسے مجتہد تو نہین جیسے اور مجتہد غریب بیچارے تھے کہ خدا سے بہت ڈرتے تھے پیغمبرون کا بھی
بہت ادب و پاس کرتے تھے آپ تو خدا کی بھی غلطیان پکڑتے ہین اور پیغمبرون کی بھی
خدا تعالی کی کیسی غلطی فاش آپنے پکڑی کہ جو چیز اکبر الکبائر اور افحش الفواحش بحسب
بیویون کی ہے اوسکے ارتکاب کی اوسنے توریت مقدس مین اجازت دی موسی علیہ السلام اور
اونکے بعد انبیای بنی اسرائیل کی آپنے کیسی غلطی پکڑی کہ اونہون نے اکبر الکبائر کو جائز رکھا
اور شریعت مقرر کیا عیسی علیہ السلام کی کیسی غلطی فاش پکڑی کہ ایسے عالیجناب ایک حرف بھی
اوسکے منع اور انکار کا زبان پر نہ لائے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کیسی غلطی فاش آپنے
پکڑی کہ اونہون نے باتباع رسم جاہلیت کے ایسے اکبر الکبائر اور اصل جملہ قبائح کو جاری رکھا
جب آپ اس پایہ عالیہ پر ہین تو بیچارے علمای اسلام کہ ہمہ جہت تابع فرمان خدا اور
انبیاے کرام علیہم السلام کے ہین آپکو اونکی غلطیان بیان کرنے مین کیا تامل ہے **ابیات**

چگونہ جان بسلامت برم ز سفاکی	کہ بر درش ملک الموت بسمل افتادست
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین	تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

مگر ہم یہ جانچتے ہین کہ تغلیط آپکی صحیح ہے یا آپ خود غلط ہین **قال** استنباط اول وہ سمجھتے
ہین کہ بہت سی جگہہ قرآن مجید مین اور احادیث صحیح مین لونڈیان اور غلامون کا ذکر آیا ہے اور بہت سے
احکام اونکی نسبت بیان ہوئے ہین اور اس سے پایا جاتا ہے کہ اسلام مین بھی لونڈی غلام رکھنا

جائز رکھا گیا ہی مگر یہ دلیل تقیید استقبالیہ سے متعلق نہیں ہو سکتی **اقول** ہم نہین جانتے
کہ مراد آپنے استقبال سے کیا ہی جہان مقام تفصیل کا ہوتا ہی وہان مغالطہ عوام کے لیے بہت سے
اجمال کو کام مین لاتے ہین اگر مراد استقبال سے استقبال بہ نسبت زمان نزول آیات
مذکورہ کے ہی تو سراسر غلط ہی چنانچہ اس شق کو ہم خود آیہ کریمہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے باطل کر چکے ہین اور بہت دلیل قوی
سے یہ ثابت کر چکے ہین کہ آیات مذکورہ جنمین ملکت ایمانکم یا ایمانہ اسکے کلمات وارد ہوئے ہین
وہ مشتمل ہین اوس زمانہ پر بھی جو بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے ماضی تھا اور اس زمانہ پر بھی
جو مستقبل ہی اور بہ نسبت شمول و عموم ازمنہ کے آیات مذکورہ مفسر ہین اور آپنے جو ملکت کا
ترجمہ یہ کیا تھا کہ مالک ہو چکے ہین اسکی غلطی ہمنے خوب ظاہر کر دی ہی اور اگر مراد استقبال سے
استقبال بہ نسبت نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً ہی تو ہر ازمنہ یہ آیات زمانہ
نزول سے جسقدر ازمنہ مستقبل ہین ہین اونکو متناول ہوئین پس استثنا زمانہ مابعد آیت
اما منا بعد و اما فدا آخر کا بمعنی اسکے کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہو متصور نہین ہو سکتا
کیونکہ قبل اس آیت کے تو استثنا کسی زمانہ کا آیات مذکورہ سے پایا نہین جاتا اگر وہ آیت
نازل نہوتی تو مجتہد عصر بھی اون آیات کو جمیع ازمنہ مستقبلہ کے لیے تسلیم فرماتے مگر
اس آیت کے نزول سے مدت حکم آیات مذکورہ کی ظاہر ہوئی اور یہی معنی ہین نسخ کے پس
اب آپ مدار تمام دعاوی مجتہد عصر کا رہا کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہی سو اثبات اوسکا
ذمہ مجتہد عصر کے ہی اور ہمپر یہ امر ہی کہ اثبات نسخ پر مجتہد عصر جو دلائل پیش کرین ہم اونپر جرح
کامل پیش کرین مگر مجتہد عصر ناسخ ہونے آیت مذکورہ اور منسوخ ہونے آیات مسطورہ پر ایک
دلیل بھی پیش نکر سکے اور ہمارے پاس دلائل ابطال دعوے نسخ کے بہت موجود ہین چنانچہ
عنقریب بیان اونکا آویگا **قال** اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر آئے ہین کہ قبل نزول آیت
حریت کے حسب قد لونڈی و غلام موجود تھے اور اب سب کو اسلام نے بطور لونڈی غلام کے

تسلیم کیا تھا **اقول** اس قدر تقریر سے تو مدعا آپ کا ثابت نہیں ہوتا یہ تو ہمارا ہی دعوی ہے
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لونڈی غلاموں کو بطور لونڈی غلاموں کے تسلیم فرمایا نہ بطور
احرار کے آپکے ذمہ تو اثبات اس بات کا واجب ہے کہ بعد ازان اوس تسلیم کو واسطے آیندہ کے
منسوخ فرمایا مگر یہ امر آپ سے نہ پیشتر ثابت ہو سکا نہ بعد اسکے ہو سکے **قال** اور اون احکام میں کوئی
لفظ بھی ایسا نہیں جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ وہ کلمات
اون سب ازمنہ کو متناول ہیں جو آیات کے نزول سے پہلے تھے اور جو آیات کے نزول کے بعد
آوینگے مگر بجہت زمانہ استقبال کا اثبات آپکے ذمہ رہا کہ وہ زمانہ مستقبلہ جو تا روز نزول آیت اما منا بعد
واما فداء تک تھا اوسکو تو متناول ہے اور اوسکے بعد کو نہیں خلاصہ کلام یہ کہ اگر کلمہ ملکت بمعنی
ماضی بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے لیا جاویگا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہے تو قباحت مذکورہ بالا لازم
آویگی اور اگر معنی ماضی بہ نسبت وقوع فعل کے جیسا کہ ہمنے شرح اوسکی کی ہے لیا جاویگا تو بلا قید
جمیع ازمنہ مستقبلہ پر دلالت کریگا اس حالت میں جو شخص مدعی اسکا ہووے کہ یہ حکم فلانی مدت
تک باقی رہا اور آیندہ کو نہ رہا تو اوسپر اثبات نسخ از روی دلیل شرعی کے واجب ہے اور جب تک
ایسی دلیل شرعی قائم نہو گی تو یہی آیات واسطے ثبوت رقیت کے قیامت تک کافی ہیں پس قول
مصنف کا کہ اون احکام میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو غلط
محض ہے اور سائل استنباط کی تغلیط خود غلطی ہے **قال** استنباط دوم اللہ تعالے نے سورہ برات
میں نسبت اون مشرکین عرب کے جنھوں نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور دغا اور بے عہدی کر کے
لڑائی شروع کر دی تھی یہ فرمایا فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی جب مہینے
لڑائی منع ہے گذر جاویں تو مشرکین کو مارو جہاں پاؤ اور اونکو پکڑو اور اونکو گھیرو اور بیٹھو
اونکی گھات میں ہر جگہ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو اونکا رستہ چھوڑ دو

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اقول آیت مین کچھ تخصیص مشرکین عرب کی نہین اور نہ اونکی ہے
کہ جنھون نے عہد کرکے توڑ دیا تھا البتہ ایسا البتہ ہین اون مشرکین کو جنھون نے عہد کیا تھا اور اوسپے
عہد پر قایم تھے اونکی نسبت اتمام عہد کا حکم نافذ ہے اور مشرکین عرب او غیر عرب اور مشرکین
جنھون نے عہد توڑ دیا تھا او غیر اونکو سب اسی عموم مین داخل ہین بدلیل اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ
الآیہ فالعبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب احصروہم کے معنی یہ نہین ہین کہ گھیرو اونکو بلکہ
معنی اوسکے یہ ہین کہ تنگ کرو اونکو حصرہ یحصرہ کنصرہ ینصرہ نصرا ضیق علیہ کذا فی الصحاح القاموس
اور پکڑو اونکو مطلب اوسکا یہ ہے کہ اسیر کرو اونکو خلوا سبیلہم لغوی معنی یہ ہین کہ راہ اونکی خالی کرو
لیکن بطور استعارہ کے یہ کلام تعرض نکرنے مین مستعمل ہے یعنی تعرض نکرو **قال الشاعر**
وقال کل خلیل کنت آمله + لا الهینک انی عنک مشغول + فقلت خلوا سبیلی لا ابا لکم
فکل ما قدر الرحمن مفعول + **قال** ملا احمد جونپوری نے اس آیت کا نام آیہ استرقاق رکھا ہے اور
علماے اسلام کے بڑی دستاویز رقیت پر یہ آیت ہے مگر کوئی شخص بھی جسکے دل کی آنکھین ضلالت تقلید سے
اندھی نہین ہوئی ہین کہہ نہین سکتا ہے کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہے **اقول** علماے کرام اسلام نے
رقیت کا مدار ثبوت کچھ اسی آیت پر نہین رکھا بلکہ یہ آیت تو اقتضاءً رقیت پر دلالت کرتی ہے
ماسوا اسکے چند آیات ایسے ہین کہ عبارۃً رقیت پر دلالت کرتے ہین چنانچہ ہمنے اونکا پیچھے
لکھا ہے اور آگے اسکے ہم اونکی شرح کرینگے مگر مجتہد عصر نے اونکو نسیا منسیا ایسا کر دیا کہ اونکا ذکر
بھی نہین کیا نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ
كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ پھینک دیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دی گئی تھی کتاب خدا کی
کتاب کو اپنی پیٹھون کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہین **قال** اس آیت مین یا حکم قتل کرنیکا
یعنی لڑنے کا ہے یا قید کرنے کا یا کافرون کے رستون کے روکنے کا ہے تاکہ وہ مسلمانون پر فوج نہ لا سکین
یا شب خون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کر سکین اور اون قیدیون کو غلام لونڈی بنانے کا

کہین نہ کہ بھی نہین انتہی مختصراً **اقول** قتل کرنیکے معنی مجتہد عصر نے الٹا لفظاً یعنی بیان فرمائے
اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر ناواقف ہین لغات عرب سے کہ ایسے معروف لفظ کے بھی معنی سے واقف
نہین یا فرط تقلید گمراہون کے سبب تحریف قرآن پر آمادہ ہین العیاذ باللہ جناب مجتہد صاحب نے کیا
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا کے یہ معنی ہین نہ لٹکائے اوسے بالیقین کیا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً
کے معنی یہ ہین کہ کیا لٹکا تو نفس کی سے یہ لفظ تو اردو مین بھی زبان زد خلائق ہی بڑا تعجب ہے
کہ آپ سا مجتہد عصر ایسی غلطی مین پڑے کہ ایسے مشہور لفظ کے معنی خلاف واقع بیان کرے **شعر**
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد + جناب آپ تو
اورون کی غلطیان پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے خدا کی قدرت دیکھیے کہ کیسی غلطی فاش ہم نے آپکی
پکڑے گئے **شعر** چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنۂ پاکان نہد
خیر اسکو جانے دو ایسی غلطیان آپکی تو بہت بیشمار ہین کہان تک کوئی اونکو پکڑے گا دوسری بات
سنیے کہ تعلیل اس حصر اور گھات کی اس طور پر کہ تا کہ وہ مسلمانون پر خروج نہ کر سکین یا شبخون
یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نکر سکین سراسر بیجا ہی قرآن مین یہ تعلیل اصلا نہین اپنے دل سے مجتہد
عصر نے گھڑ لی ہے جناب مجتہد صاحب آپنے اسی منہ سے مجتہدین اہل سنت رحمہم اللہ پر در باب بیان
کرنے سبب ملکیت کے اعتراض کیا تھا جس منہ سے آپ خود تعلیل بیجا فرماتے ہین یہان بھی
تو وہی الفاظ فرمائیے کہ آیا اسکے لیے کوئی صریح نص قرآن و حدیث مین موجود ہے یا نہین اسکا جواب
صاف ہے کہ کوئی نہین مجتہد عصر نے اپنے دل سے گھڑ لی ہے اور آپ جو فرماتے ہین کہ اون قیدیونکو
غلام اور لونڈی بنانے کا ذکر بھی نہین ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبارت آیت مین استرقاق
مذکور نہین لیکن جب آیات و احادیث صحیحہ مین استرقاق اسیرون کا وارد ہی چنانچہ بیان
اونکا کچھ اوپر گذر گیا اور آیندہ بھی آویگا پس ایک نتیجہ اسیری کا استرقاق بھی قرار پایا پس
استدلال اونکا اس آیت سے استدلال بعد لزوم سے لازم پر ہے اور اس قسم کا استدلال البتہ مفید
ظن ہوتا ہی بشرطیکہ کوئی دلیل اوسکی معارض نہو اور تائید اوسکی اور ادلۂ شرعیہ سے پائی جاوے

علاوہ برآن دیکھنا چاہیے کہ اون قیدیون کا انجام بموجب حکم شارع کے کیا ہوا آیا فدیہ لیکر
چھوڑ دیے گئے یا بلا فدیہ ہی چھوڑ دیے گئے یا قتل کیے گئے یا لونڈی غلام بنائے گئے یا کوئی
اوس عرصہ مین مدینہ منورہ مین جیلخانہ تھا کہ اوسمین بٹھا دیا دائمی محبوس کیے گئے ہون غرضکہ جیسا عمل
شارع نے اونکے ساتھ کیا ہو اوسیکو حکم شرعی اور حکم خدا سمجھنا چاہیے اور چونکہ ہم اوپر یہ شرط
ٹھہرا چکے ہین کہ اس بحث مین ہم اتباع کسی مفسر کا نہ کرینگے اور مصنف اول ہی مین یہ شرط
قرار دے چکے ہین کہ بجز خدا اور رسول کے کسیکی تقلید نہ کرینگے پس ہمکو توجیہ مطالب عبارات
تفاسیر منقولہ مصنف کے ضرور نہین **قال** استنباط سوم وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ الخ استنباط چہارم قولہ تعالی وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ
ان دونون آیتون کا بیان ہم دوسرے باب مین بہ بحث بیان لفظ ما ملکت بخوبی کر چکے ہین اور
بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ ان آیتون سے استرقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہے **اقول** ہمنے اوسی جگہ
یہ بات بخوبی ثابت کر دی ہے کہ آپنے اپنی خواہش نفسانی کے سبب ان آیات کے معانی مین سراسر
تحریف کی ہے اور جسقدر آپنے لکھا ہے سب خلاف لغت اور خلاف محاورۂ عرب اپنے جی سے
گڑھ کر لکھا ہے اور جو کچھ آپنے وہان لکھا ہے محض بتقلید ایک قول ضعیف کے جو فخر رازی نے نقل
کیا ہے لکھا ہے کسیطرح پر اسکے قائل نہین ہے کہ کچھ بھی التفات اوسپر کیا جاوے **قال**
استنباط پنجم بخاری اور مسلم مین یہ حدیث ہے کہ سئل رسول اللہ صلعم من اھل الدیار
یبیتون من المشرکین فیصاب من نساءھم وذراریھم قال ھم منھم وفی روایة
ھم من اباءھم **اقول** ہمارے کسی فقیہ نے اس سے استدلال نہین کیا خود مصنف نے جو قول قاضی
اسکی تفسیر مین لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ وہ مراد استرقاق مین شک کرتے ہین پس ہمکو اوسمین
کچھ بحث ضرور نہین **قال** استنباط ششم ترمذی اور ابو داود مین ہے عن سمرة بن جندب
عن النبی صلعم قال اقتلوا شیوخ المشرکین واستحیوا شرخھم ای صبیانھم بغیر فدا
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی عمر کے مشرکون کو مار ڈالو اور اونکے بیٹون یعنی بچون کو

زندہ رکھو **اقول** کلام اس حدیث مین وہی ہی جو استنباط دوم مین ہی پس ہم اسمین بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہین جانتے **قال** استنباط ششم بہت بڑا استدلال علماے اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اگر یہ ہو تو آمنا وصدقنا ہماری سر آنکھون پر مگر ہمکو اس بات سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا انکار ہی **اقول** آمنا وصدقنا تو آپکی صرف زبان ہی پر ہی ورنہ استرقاق کے معاملہ مین تو آپکو سب انبیا پر اعتراض ہی خصوصاً پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اس معاملہ مین پابند رسم جاہلیت بصراحت کہتے ہین سہ جامی چہ لاف میزنی از پاکدامنی ۔ بر خرقہ تو اینہمہ داغ شراب چیست ۔ مگر جایز رکھنے استرقاق کا جو آپ انکار کرتے ہین آپکا انکار بیجا ہی بہت احادیث صحیحہ سے استرقاق جیسا کہ اوپر گذرا ثابت ہی چنانچہ چند احادیث کا بیان اوپر ہو چکا ہی اور چند احادیث اور بھی ہین کہ ہم قریب ترا اونکو ذکر کرینگے اور بعد ثبوت کے انکار امر ثابت کا مقبول نہین **قال** اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہی اول اسپر کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کے لونڈی و غلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہی یا نہین **اقول** نفس ثبوت اسپر اصلاً منحصر نہین جائز ہی کہ وہ حکم قرآن مین ابتدا مین ہوا اور بعد اوسکے باحادیث مشہورہ منسوخ ہو گیا ہو **قال** کیونکہ اگر ہو تو اوسکے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا **اقول** اس دلیل سے تقریب تمام نہین ہوتی ممکن ہی کہ بسبب نسخ کے ایسا ظہور مین آیا ہو **قال** دوسرے اسپر کہ اگر کوئی ایسا حکم قرآن مین موجود ہو تو اس بات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اسکے بعد فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا ہی کیونکہ یہی فعل منشای استنباط مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی **اقول** یہ بات مسلم ہی اگر بالفرض قرآن مین کوئی حکم وارد ہی اور اوسکے ورود کے بعد فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے معارض ایسا ثابت ہو کہ توفیق دونون مین نہو سکتی ہو تو بیشک حکم اول کو بسبب فعل و قول صاحب وحی کے منسوخ سمجھکر حکم ثانی کو محکم اور نافذ سمجھنا واجب ہوگا **قال** تیسرے اس امر پر کہ اگر کسی وقت کوئی فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف اس حکم کے

ہوا ہی تو وہ قبل اسکے ہوا ہی یا بعد اسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہی تو وہ فعل مقتضا استنباط کسی
مسئلہ شرعی کا نہین ہو سکتا **اقول** بیان اسکا مطابق افترائی کے ہی چونکہ یہ استنباط مبنی
بر قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پس اول بحث اسمین چاہیے تھی کہ آیا ایسا ثابت ہی
یا نہین کیونکہ ہم مدعی ثبوت ہین اور مجتہد عصر منکر ہین پس اول صحت یا عدم ثبوت مین گفتگو کرنی
لازم تھی اور تعارض آیت سے اور یہی پاس سے کہ یہ افعال اور اقوال نزول آیت سے پیشتر کی ہین
یا بعد کے بعد اوسکے بحث کی جاتی مگر مجتہد صاحب برعکس چلے خیر کچھ مضایقہ نہین اونہین کی
خوشی سہی **قال** باب پنجم اس بات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کی لونڈی
غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہی جسکو ہم آیت حریت کہتے ہین **اقول** کوئی ایسا حکم موجود نہین
کہ جس سے غلام نہ بنانا سمجھا جاتا ہو یا اوس سے تحریر رقیقون کی لازم آوے اور اوس بنا پر کوئی
اوسکو آیت حریت کہہ سکے **قال** قال اللہ تبارک و تعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً
اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ جب تم مقابل ہو کافرون سے تو اونکی گردنین کاٹو جبکہ تم اونمین خوب سا خون کر چکو
تو اونکو قید کر لو پھر قید کرنیکے بعد یا تو اونپر احسان رکھ کر یا اونسے فدیہ لیکر چھوڑ دو
اقول چونکہ تمامتر استدلال مجتہد عصر کا آیہ کریمہ اذا لقیتم الذین کفروا الآیہ سے ہی لہذا
اونکے استنباط کا اوسی آیت پر ہی پس ضرور ہوا کہ ہم قبل اس کے کہ استدلال و استنباط مجتہد پر
مین کچھ کلام کرین ایک مقدمہ ترتیب دین کہ جسمین بیان دلالت آیت کا اوپر طریق
اصولیین اور بیان معنی امّا کا موافق قول ائمہ لغت اور نحاۃ اور اہل صناعۃ یعنی منطقیین کے
مشرح لکھا جاوے **مقدمہ** یہ مقدمہ مشتمل ہی اوپر تین فصل کے **فصل** اول بیان دلالت
آیت مین اوپر طریق اصولیین کے اور اوسمین تین مقصد ہین **مقصد اول**
قال اللہ تعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَآ
اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً جب ملاقی ہو تم اون لوگون سے

جو کافر ہو کے ہین تو مارنا ہی گردنونکا یہان تک کہ جب خوب مجروح کر چکو اونکو تو مستحکم کرو
بند اونکے تب اختیار رکھتے ہو کہ یا احسان کرو بعد کے یا فدیہ لو یعنی من و فدا قبل از اثخان
تو جائز ہی نہین بعد از اثخان تمکو اختیار دیا گیا چاہو اونپر احسان کرو چاہو فدیہ لو کلمۂ بعد
سے جو آیت مین واقع ہی ظاہر ہی کہ قبل از اثخان من و فدا محظور ہین چنانچہ آیت
وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ سے بھی اس مدعا کی
اور نمایت اس خطر کے وقوع اثخان ہی اور چونکہ بمطابق اقوال مفسرین رحمہم اللہ تعالی
اور اعتراف جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کے کلمہ اما اس آیت مین واسطے تخییر کے ہی تو یہ
تخییر ہی بعد از اثخان کے درمیان اون دو شیئون کے جو قبل از اثخان محظور تھین یعنی
جب تک اثخان پایا نہ جاوے تب تک من و فدا محظور ہین بعد وجود اثخان اون دونون
امرون مین جو پیش از اثخان محظور ہین اختیار دیا گیا کہ چاہو احسان رکھنا اختیار
کرو چاہو فدیہ لینا **مقصد دوم** اس آیت مین ضمیر منصوب اثخنتموہم جو مذکور ہی
اور ضمائر مجرور مقدرہ یعنی اضربوا رقابہم وشدوا وثاقہم تمنون علیہم وتفدون منہم
یہ سب ضمائر راجع ہین طرف الذین کفروا کے جنپر فعل لقیتم واقع ہی یعنی طرف مفعول
لقیتم کے پس ظاہر ہوا کہ یہ آیت خاص مقاتلین سے متعلق ہی نہ سبایا عورات
وذراری سے کہ جنکی نسبت ضرب رقاب اور اثخان کی ممانعت ہی **مقصد سوم**
آیت کریمہ سے بہت صاف واضح ہی کہ محل من و فدا کی وہی شخص ہین جو بعد اثخان
شد وثاق ہوئے ہون چنانچہ خود مجتہد بھی جا بکر بحث منسوخی آیت من و فدا
مین فرماتے ہین کہ آیۂ من و فدا بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی
جو قید ہو گئے ہون اور لڑنے سے قادر نہون بنا بر مقصد اول ہم کہتے ہین کہ اصول
مین مبرہن ہو چکا ہی کہ تخییر بین الشیئین یا اشیا صرف اوس حالت مین مفید حصر ہوتی
ہی جب کہ وہ دونون شی یا اشیا واجب ہون اور چونکہ یہ بات یہان ثابت ہی

کہ ہم آیت مین تخییر بین الواجبین نہین بلکہ تخییر بعد وجود اثخان ہی درمیان اون دو شیئون کے
کہ قبل از اثخان محظور ہین پس یہ تخییر کسیطرح مفید حصر نہین ہوسکتی بعید نہین کہ کوئی
شخص ناواقف حقیقت علم اصول فقہ سے یہ سنکر کہنے لگے کہ ہم اصول کی ڈھکوسلون کو
تسلیم نہین کرتے ہر چند یہ کہنا ہی اوسکا دلیل جلی اوسکی بے علمی پر ہی کیونکہ مسائل اصول کے
برہانی ہین مگر پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس مسئلہ اصول کے دلیل عقلی بطور اختصار
کے اسجگہ لکھون اور وہ یہ ہی کہ وجوب بدون ایجاب کے متحقق نہین ہو سکتا اور تخییر اور ایجاب متحد
المفہوم نہین اور نہ باہم متلازمان ہین ہرگاہ کہ مجرد تخییر عین ایجاب نہین نہ مستلزم
ایجاب ہی پس مجرد تخییر سے ایجاب ثابت نہین ہوسکتا ہی ہان اگر وجوب دونون شیئون
یا اشیا کا ثابت ہو چکا ہو اور پھر اونکے درمیان مین حکم تخییر نافذ ہو تو بلاشک شبہہ وہ تخییر
بسبب وجوب ثابت کے مفید حصر کے ہوگی کیونکہ اس حالت مین اگر مفید حصر نہو تو سواے
دو شیئون یا اشیاے واجبہ کے اور ایک شی کا وقوع بھی جائز ہوا اور جب ارتفاع اشیاے مخیرہ کا
اور اور اشیا کا وقوع بھی جائز ہوا تو وجوب اشیاے مخیرہ کا باقی نرہا ہذا خلف لیکن یہ دلیل
تخییر بعد الحظر مین جاری نہین ہوسکتی کیونکہ جواز وقوع شی ثالث اور ارتفاع
اشیاے مخیرہ کا منافی اوسکا نہین ہی کہ وہ شیئین جو پیشتر محظور تھین بعد از حدوث
کسی امر کے اونمین حکم تخییر کا نافذ ہوا ممکن ہی کہ قبل از وجود کسی قید یا شرط یا سبب
یا علت کے بعض اشیا جائز ہون اور بعض محظور ہون اور بعد از وجود قید و شرط مخیرہ
کے وہ اشیا جو جائز تھین بدستور جائز رہین اور جو اشیا کہ محظور تھین اونمین بھی
حکم تخییر کا نافذ ہو دیکھو ہوازن کو قبل از حکم تخییر بنجر ترک سبایا اور اموال کے لینا
مال یا سبایا کا کسیطرح جیر روا نتھا بعد از نفاذ حکم فاختاروا احدی الطائفتین اما
السبی واما الاموال اگرچہ اختیار لے لینے ایک شی کا منجملہ اموال و سبایا کے ثابت ہوا
مگر امر ثالث یعنی ترک دونون شیئون کا جو پیشتر محظور نتھا اب بھی ممنوع نہوا اور تخییر

منافی اوس ترک کی نہ ہوئی یہی وجوہ ہین کہ خود پیغمبر صلعم اور اونکے اصحاب اور جمیع اہل قرون مابعد کے علما اعلام اور زبان دانان عرب نے آجتک اس آیۃ کو مثبت حصر کا در بیان من و فدا اور موجب حرمت استرقاق و قتل کا نہین سمجھا اور استدلال قائل سلمہ اللہ تعالی کا اس آیۃ سے تمام تر مبنی ہی اوپر عدم واقفیت کے زبان عرب اور ضوابط و اصول استنباط احکام کے الغرض آیۃ متلوہ کسی طرح پر مثبت حصر نہین اور اگر ہم حصر مزعومہ جناب قائل کو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کر لین تب بھی حکم مقصد دوم مخصوص ہی ساتھہ مقاتلین کے اور سبایا ذراری اور عورات سے اصلا متعلق نہین اور حکم مقصد ثالث منجملہ مقاتلین کے بھی مثخنین سے تعلق رکھتا ہی نہ غیر مثخنین سے اور بسبب خصوص تعلق کے عموماً حکم عدم جواز استرقاق کا جیسا کہ مزعوم جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کا ہی ہرگز ہرگز ثابت نہین ہوتا

فصل دوم دربیان تفصیل کلمۂ اما اور اوسکے بموجب لغت عرب اور طرق استعمال کے مخفی نہ ہے کہ آو اور اِمّا دونون کے ایک معنی ہین صحاح اما بالکسر والتشدید حرف عطف بمنزلة او فی جمیع احکامہا الا فی وجه واحد وهو انک تبتدی فی او متیقنا ثم یدرکک الشک واما تبتدی بها شاکا فلابد من تکریرها یعنی کلمۂ اما بکسر ہمزہ و تشدید میم حرف عطف کا ہی بمنزلہ آو کے ہی سب احکام مین مگر ایک وجہ مین اور وہ یہ ہی کہ تو او مین شروع کریگا بطور یقین کے پھر پہونچیگا تجکو شک اور اما مین شروع ہی شک کے ساتھہ ہوگا اور ضرور پڑیگا مکرر لانا اما کا خلاصہ یہ ہی کہ ابتدا سے کلام مین شروع بلفظ آو نہین ہوتا معطوف پر آو لایا جاتا ہی اور اما مین معطوف اور معطوف علیہ دونون پر حرف اما لانا واجب ہی بحر محیط آو مین لکھتا ہی او حرف اذا دخل علی الخبر دل علی الشک والابهام واذا دخل علی الامر والنهي دل علی التخییر کقولک کل السمک او اشرب اللبن ای لا تجمع بینهما والا باحة کقولک جالس الحسن او ابن سیرین یعنی او حرف ہی کہ جب خبر پر داخل ہوتا ہی تو دلالت کرتا ہی شک پر اور ابہام پر اور جب داخل ہوتا ہی امر و نہی پر تو دلالت کرتا ہی اوپر تخییر کے مانند قول تیرے کے کل السمک او اشرب اللبن یعنی کہا تو مچھلی کہا یا دودھ پی یعنی جمع نہ کر ... انکے

اوربھی دلالت کرتا ہی اباحت پر جیسے جالس الحسن او ابن سیرین مجالست کر تو حسن کے ساتھہ یا ابن
سیرین کے ساتھہ فی القاموس اِمّا تردد المعان للشك کجاءني اما زيد واما عمرو اذا لم تعلم
الجائي منهما والابهام كاما يعذبهم واما يتوب عليهم والتخيير اما ان تعذب واما
ان تتخذ فيهم حسنا والاباحة تعلم اما فقها واما نحوا یعنی اما کئی معنون کے لیے
آتا ہی واسطے شک کے جیسے آیا زید یا عمرو جب کہ آنے والا معلوم نہو اور ابہام کے یعنی مخاطب
کو وہم مین ڈالنے کے لیے اور واسطے تخییر کے جیسے یا یہ کہ عذاب دے تو اونکو یا یہ کہ لے اونمین
بھلائی اور اباحت کے واسطے جیسے سیکھہ تو یا فقہ کو یا نحو کو ابن ہشام مغنی لبیب مین لکھتے ہین
لاما خمسة معان احدها الشك والثاني الابهام والثالث التخيير والرابع الاباحة
والخامس التفصيل اما کے پانچ معنی ہین ایک شک دوسرے ابہام تیسرے تخییر چوتھے
اباحت پانچوین تفصیل اور بحث او مین تخییر کی یہ شرح کی ہی کہ ما يمتنع فيه الجمع نحو تزوج
هندا او اختها وخذ من مالي درهما او دينارا تخییر اوسکو کہتے ہین کہ جسمین جمع نہوسکتی ہو
جیسے کہ کہا جاوے کہ نکاح کر یا ہند کو یا اوسکی بہن کو اور لے میرے مال مین سے یا درم یا دینار
اور اباحت کی شرح کی ہی ما يجوز فيه الجمع اباحت وہ ہی کہ جسمین جمع جائز ہو اور یہ اقوال
اونکے مطابق محاورۂ عرب کے ہین چنانچہ اون مثالون سے جو اونھون نے لکھی ہین اور بھی اس مسئلہ
ذیل سے یہ بات ثابت ہی حدیث وفد ہوازن مین جسکا بیان آگے آویگا یہ کلمات ہین قال
رسول الله صلعم اختاروا احدى الطائفتين اما السبي واما المال فرمایا رسول الله صلعم نے
اختیار کرو ایک کو دونون مین سے یا مال کو یا قیدیون کو دیکھو اسکا مطلب یہ نہین ہی کہ ان
دونون کے سوا تیسری صورت ممنوع ہی کیونکہ اگر وے لوگ دونون مین سے ایک بھی نہ لیتے
بلکہ دونون کو چھوڑ دیتے تو اونکا حق تھا شرعًا اونہر کچھہ واجب نتھا کہ چھوڑ دینے کی شق کو
قبول نکرین بلکہ مطلب یہ ہی کہ مجموعتًہ دونون چیزین تمکو نہ ملین گی صحیح بخاری مین کتاب الدیات
مین قول افصح العرب صلعم منقول ہی من قتل له قتيل فهو بخير النظرين اما ان يودى واما يقاد

دیکھو باتفاق علما اور بحکم قرآن سوا ان دونون شقون یعنی سوا دیت اور قصاص کے
تیسری صورت عفو کی بھی مشروع ہی اور حصر اوسکا ان دونون صورتون مین نہین ہی دوسری حدیث
مین فیروز دیلمی اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہ قال قلت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتھما شئت کہا فیروز دیلمی کے باپ نے کہ کہا مینے اے
رسول اللہ صلعم مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو بہنین ہین یعنی دو عورتین ہین کہ ایک
دوسرے کی بہن ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے اختیار کر تو اون دونون مین سے جسکو چاہیے دیکھو
یہان یہ مراد نہین ہی کہ تیسری صورت ممنوع ہی بلکہ اوسکو جائز تھا کہ دونون کو چھوڑ دیتا بلکہ مقصد
یہ ہی کہ جمع دونون مین ممنوع ہی اسی طرح ہر اس قسم کے کلام مین اکثر مراد تخییر مبنی مانعة الجمع
ہوتی ہی چنانچہ ایک حدیث مین وارد ہی من قتل متعمدًا دفع الی اولیاء المقتول فان شاءوا قتلوا
وان شاءوا اخذوا الدیة یعنی جسنے مار ڈالا کسیکو عمدًا تو وہ سونپ دیا جاویگا مقتول
کے وارثون کو اگر وے چاہین تو اوسکو مار ڈالین اور اگر چاہین تو خون بہا لین دیکھو
یہان سے یہ مراد نہین کہ انھین دونون صورتون مین حصر ہوگیا بلکہ اونکو ایک تیسری بات کا بھی
اختیار ہی کہ عفو کرکے چھوڑ دین خلاصہ کلام یہ ہی کہ امّا اور اَو واسطے احد الامرین یا احد الامور
کے ہی چنانچہ شریف رضی لکھتے ہین ینبغی ان یعرف ان جواز الجمع بین الامرین فی تعلیم
الفقہ او النحو لم یفہم من امّا و اَو بل لیست ہی الا لاحد الشیئین فی کل موضع و انما
استفیدت الاباحة مما قبلہ و مما بعدہا و اما کلا لتہا فی الاباحة او فی التخییر علی
احد الشیئین فہی علی السواء بل معانی الشک والابہام والتفصیل والتخییر والاباحة
جمیعًا لیست مما استفید من اَو و امّا و دلت علیہ اذ ہی لا تدل فی جمیع مواقعہا الا علی
احد الشیئین او الاشیاء و تلک المعانی المذکورة تعرض للکلام اما من قبل اَو بل من قبل
اشیاء اخر اس بیان سے ظاہر ہوا کہ دلالت امّا اور اَو کی اوپر شک اور ابہام وغیرہا کے
بالذات نہین بلکہ امّا اور اَو درباب دلالت کے اوپر امور مذکورہ کے محتاج قیام قرائن کے ہین

اور جہان کہین کلام شارع مین واقع ہونگے تو درباب ارادہ کسی شی کے معانی مذکورہ سے بسبب اجمال اوسکے ہر آئینہ محتاج بیان شارع اور قیام قرائن شرعیہ کے ہونگے پس ما نحن فیہ مین نظر کرنا چاہیے کہ آیا قرائن تخییر یعنی منع جمع کے قائم ہین یا منع خلو کے مجتہد عصر کے بیان سے کوئی قرینہ منع خلو کا پایا نہین جاتا اور واقع مین بھی کوئی قرینہ منع خلو کا موجود نہین البتہ قرائن تخییر یعنی منع جمع کے موجود ہین اولاً یہ کہ جواز قتل و استرقاق باقرار خصم پیش از ورود اس آیت کے بھی ثابت ہی اور وہ جواز جو سابق سے تھا اوسکی نسخ کے واسطے کوئی نص بزعم خصم بھی موجود نہین پس کلمۂ اِمّا معارض اوس جواز کا نہین ہوسکتا اور منسوخ ہونا جواز سابقہ کا از روے کسی نص صریح کے قرینہ اسپر ہی کہ کلمۂ اِمّا آیت ما نحن فیہا مین بمعنی تخییر ہی نہ بمعنی منع خلو ثانیاً ہمنے بیشتر ثابت کردیا ہی اور آیندہ بھی خوب ثابت کردینگے کہ جواز قتل و استرقاق کا تا روز وفات پیغمبر صلعم کے باقی رہا اور اوسپر عمل ہوتا رہا پس یہ معاملہ حضرت پیغمبر صلعم کا قولاً و فعلاً ہر آئینہ بیان اوس اجمال کا ہوگیا اور کلمہ اِمّا درباب ارادہ معنی تخییر کے مفسر اور متعین ہوگیا ثالثاً آیات قرآنی جو اس کتاب مین ہمنے نقل کیے ہین اور اون سے قتل اور استرقاق بتصریح تمام واضح ہوتا ہی مفسر اسکے ہین کہ کلمۂ اِمّا واسطے تخییر یعنی منع جمع کی ہی پس جس جگہ کہ مدار اوسپر دیگر قرائن و وجوہ کے ہی وہ قرائن و وجوہ مؤید دعوی مجتہد کے کچھہ نہین بلکہ بطلان دعوی مجتہد پر قرائن و دلائل قائم ہین پس صورت مین یہ آیت کسی طرح پر مثبت دعوی مجتہد کی نہین ہوسکتی اور ارادہ حصر کا کلمۂ اِمّا سے ممنوع ہی اور ادعا اسکا کہ کلمۂ اِمّا بالذات واسطے حصر کے ہی سراسر ناواقفی لغت عرب سے ہی یا کمال غفلت ہی

فصل سوم

دربیان طریق معتبر اہل صناعہ یعنی منطقیین کے المنفصلۃ ما حکم فیہا بمعاندۃ قضیۃ لاخری اما ثبوتاً و انتفاءً و یسمی حقیقیۃ او ثبوتاً فقط و یسمی مانعۃ للجمع او انتفاءً فقط و یسمی مانعۃ الخلو یعنی قضیہ منفصلہ (مثل اوسکے کہ جسمین بحث ہی) وہ ہی جسمین حکم کیا جاوے معاندۃ ایک قضیہ کا دوسرے کے ساتھہ ثبوتاً اور انتفاءً اسکا نام ہی منفصلہ حقیقیہ (مثلاً ایکا

یہ ہی کہ زید اما عالم و اما غیر عالم اس مثال مین معاندت ثبوتاً اور انتفاءً ہی کہ نہ یہ ہو سکتا ہی
کہ زید عالم بھی ہو اور غیر عالم بھی اور نہ یہ ہو سکتا ہی کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا ثبوتاً ہی
فقط اسکا نام مانعۃ الجمع ہی (مثال اسکی یہ ہی ہذا الشی اما فرس و اما حجر یہ تو نہین ہو سکتا کہ وہ چیز
گھوڑا بھی ہو اور پتھر بھی ہو مگر یہ ہو سکتا ہی کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا انتفاءً ہی فقط
اسکا نام مانعۃ الخلو ہی (مثال اسکی یہ ہی کہ ہذا الشی اما غیر انسان و اما غیر حیوان جمع ممکن ہی کہ مثلاً
پتھر ہو تو غیر انسان بھی ہی اور غیر حیوان بھی ہی مگر خلو ممکن نہین پس تحقیق مذکورہ بالا سے ثابت
ہوا کہ لفظ اما منجملہ چند معانی کے معنی تخییر مین بھی مستعمل ہی اور یہی معنی اوسکے مجتہد عصر نے
اختیار فرمائے ہین چنانچہ اخیر صفحہ ۱۳۲ مین وہ لکھتے ہین کہ یہی معنی علماے اسلام نے
بھی تسلیم کیے ہین اور حوالہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ کا دیتے ہین کہ جنمین تصریح تمام اما
کو واسطے تخییر کے لکھا ہی اور تحقیق مرقومہ بالا سے یہ بھی ثابت ہو چکا کہ معنی تخییر کے منع
الجمع ہین یعنی یہان اما مادۂ منع الجمع مین مستعمل ہی جب یہ سب امور تحقق ہو چکے تو صحیح ترجمہ
آیت کا یہ ہی کہ بعد مشکین باندھ لینے کے تمکو اختیار ہوگا چاہو اونپر احسان رکھو گے چاہو اونسے
فدیہ لوگے غرض کہ چھوڑ دینا اور فدیہ لینا تمھارے اختیار پر مفوض فرمایا ہی نہ یہ کہ تم پر
واجب گردانا ہی پس اب مجتہد عصر فرماوین کہ وے منع الجمع سے منع الخلو پر کس طرح استدلال
کرتے ہین اونکا استدلال تمامتر اس بات پر مبنی ہی کہ قضیہ اما منّاً بعد و اما فداءً مانعۃ
الخلو ہی کہ ان دو شقون کے سوای تیسری نوع ہی حالانکہ خود اما کو بمعنی تخییر یعنی مانع الجمع
کی تسلیم فرماتے ہین اور چونکہ مانع الجمع مستلزم مانعۃ الخلو کی نہین چنانچہ مثال مذکور سے ثابت
ہی پس خود باعتراف مجتہد عصر کے دعوی اونکا سراسر غلط اور باطل ہو گیا والحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین جب ہم خود اعتراف اور
تصریح مجتہد عصر سے اپنا دعوی ثابت کر چکے تو ہمکو کچھ ضرورت نہ تھی کہ مجتہد عصر کے اقوال
کی طرف کچھ بھی توجہ کرین مگر تشحید اذہان کچھ توجہ کرتے ہین **قولہ** قال اللہ تبارک و تعالی

الی قولہ یا احسان رکھکر چھوڑ دو **اقول** دیکھو اس آیت مین نہ آزاد کرنے رقیقون کا حکم ہی اور نہ سے
ممانعت استرقاق ثابت ہوتی ہی البتہ اختیار فدیہ لینے کا مقاتلین مثخنین سے یا احسان رکھنے کا
اونپر ثابت ہی مگر ثبوت اختیار من و فدا مذکور کا مستلزم ممانعت استرقاق کا بالعموم یا بالخصوص
اور نہ بھی مستلزم ممانعت قتل اسیرون کا نہین ہی ہان یہ بات اوس صورت مین لازم آتی کہ اما
بجز معانی منع خلو کے اور کسی معنی مین مستعمل نہوتا اوسوقت مین البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان دو
حال سے خالی نہین کہ یا احسان کرو یا فدیہ لو حالانکہ یہ امر غیر مسلم ہی چنانچہ بیان اوسکا
مقدمہ مین مفصل گذر چکا **قال** اور لفظ اِنَّمَا اور اِمَّا کا حصر کے لیے آتا ہی **اقول** اسی سے
صاف ظاہر ہی کہ مجتہد عصر زبان عرب سے کچھ بھی واقف نہین کہان اِنَّمَا کہان اِمَّا واقعی
اِنَّمَا منجملہ الفاظ قصر کے ہی کہ فائدہ قصر الصفۃ علی الموصوف یا قصر الموصوف علی الصفۃ
کا بطریق قصر حقیقی یا قصر اضافی کے دیتا ہی مگر آج تک کسی نحوی نے یا کسی عالم لغت نے
یہ نہین کہا کہ اما بھی بمعنی قصر و حصر کے آتا ہی علماے معانی نے بھی اوسکو منجملہ الفاظ قصر
کے نہین لکھا اگر کسی نے ایسا لکھا ہو تو بیان فرماوین ورنہ مصرعہ مقالات بیہودہ طبل
تہی ست ؛ درست لکھیے کہ یہ قول ہمارا زید اِمَّا قائمٌ و اما قاعد مستلزم منع خلو بالانفصال
حقیقی کا نہین ہو سکتا کیونکہ یہ کلام اوپر منع جمع کے محمول ہو سکتا ہی لیکن جب ہم یہ
کہینگے اِنَّمَا زید اِمَّا قائمٌ اَوْ قاعِدٌ تو بیشک فائدہ قصر کا دیگا اور خلو ممتنع ہوگا نظیر اسکی
انا الذائد الحامي الذمار وانما يدافع عن احسابهم انا ومثلي پس اِمَّا یا اَوْ کو
بالذات مانند اِنَّمَا کے مفید حصر و قصر سمجھنا تمامتر ناواقفی مجتہد کی علم لغت عرب سے ہی
اگر درحقیقت حرف تردید مفید قصر ہوتا تو پھر حرف قصر کا اوسپر داخل کرنا جیسا کہ شعر مذکورۂ بالا
مین واقع ہوا جائز نہوتا کیونکہ جمع ہونا دو کلمۂ قصر کا ایک جگہ جائز نہین اور کلام عرب مین
کہین پایا نہین گیا اور اس آیت مین تو کسی طرح پر حصر کا دعوی صحیح ہی نہین سکتا کیونکہ
جب چھوڑ دینا واجب ٹھہرا تو وے لوگ فدیہ کیون دینگے اور سیدلے سو مال اپنا کیون صرف

کرینگے پس لامحالہ ضرور ہوا کہ احسان رکھکر چھوڑ دیے جاوین یا کوئی تیسری صورت نکلے
صورت اول پر تو تخییر باطل ہو گئی کہ ہمکو بجز احسان رکھکر چھوڑ دینے کے اور کچھ اختیار ہی
نہین رہا اور صورت ثانی مین ہمارا مدعا ثابت ہوا اور حصر باطل ہو گیا وہو المطلوب علاوہ
بران یعنی حصر تمامتر مخالف آئین سیاست اور منافی عقل سکے ہین اسلیے کہ مثلاً ایسی واقعہ
واقع ہوا کہ جمعیت کفار کی بہت کثرت سے ہی اور اونمین سے ایک جماعت کثیر مدبران جنگ
آزمودہ صنادید کہ جنکے مارے جانے سے برہمی جماعت کفار مظنون و متیقن ہی بعد مقابلے
کے اور جد و جہد کثیر کے کسی تدبیر سے گرفتار ہو گئے تو آیا عقل سلیم اور آئین سیاست
مقتضی اسکا ہی کہ اوس جماعت کو چھوڑ دیا جاوے اور جماعت محاربین کو خود اپنے عمل سے
مدد دیکر غالب کر لیا جاوے یہ بات تو ہرگز ہرگز کوئی صاحب عقل پسند نہ کریگا **قال** یعنی
عربی زبان کا یہ قاعدہ ہی کہ جب کوئی حکم اس طرح پر دیا جاوے کہ یا یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونو
مین سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا
اقول کسی قاعدہ دان کا قول اپنے ادعاے باطل پر سند لاتے تو ہم اوسکی طرف توجہ
بھی کرتے دیکھو ہمنے اپنے مدعا پر کسقدر سندین اقوال ائمہ نحاۃ و لغت اور نظائر کلام عرب
عربا کی پیش کین ہین آپسے تو ایک بھی سند نہ لائی گئی پھر آپ کس موہنہ سے ایسا دعوی باطل
پیش کرتے ہین دیکھیے کہ ذو القرنین کو اختیار دیا گیا کہ چاہو اون لوگون کو عموماً تعذیب
کرو چاہو اون لوگون مین عموماً اپنا احسان رکھو اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ
حُسْنًا مگر چونکہ یہ تخییر تھی اسلیے اوسنے تیسری صورت اختیار کی کہ دونون صورتوں سے علاوہ
تھی یعنی بعض کی تعذیب اور بعض کی اوپر احسان چنانچہ تصریح اوسکا ذکر قرآن مجید مین کور
ہی قال تعالی اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا
وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى لیکہ جو ظالم ہوا تو اوسکو ہم عذاب دینگے
پھر وہ پھیرا جاویگا اپنے رب کی طرف پس عذاب دیگا اوسکو سخت عذاب اور جو ایمان لاو

اور نیک کام کریگا تو جزا اوسکے لیے احسان کی ہی علاوہ بران آیت مین تو یہ حکم نہین کہ یا
فدیہ لیلو یا احسان رکھو بلکہ باقتضای تخییر یعنی آیت کے یہ ہین کہ بعد اسکے تمکو اختیار ہوگا چاہو
فدیہ لو چاہو احسان رکھو مجتہد جو یہ کہتے ہین کہ ایسی صورت مین ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی صاف
غلط ہی جالس الحسن او ابن سیرین کے باتفاق اہل زبان اور نحاۃ کے یہ معنی نہین کہ جمع
درمیان مجالست حسن اور ابن سیرین کے ممنوع ہی اور صرف مجالست ساتھ ایک ہی کے واجب
ہی اور ایسی ہی اِمَّا کُلِ السَّمَکَ و اما اشرب اللبن کے یہ معنی نہین کہ ان دونون مین سے ایک کا
کھانا واجب ہی بلکہ باتفاق اہل زبان و نحاۃ کے مراد یہ ہی کہ جمع نکران دونون مین غرض کہ
تقریر مجتہد کی مبنی اوپر ناواقفی کی زبان عرب سے ہی اور تحقیق اس باب مین وہی ہی جو
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ارادہ منع جمع و منع خلو اور انفصال حقیقی کا صرف اوپر قرائن کے ہی
کلمہ اِمَّا اور اَو ان معانی مین سے بالذات کسی معنی پر دلالت نہین کرتا **قال** پس اس آیت
کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا ہی نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہی اور بجز
اسکے کہ منًّا یا فداءً چھوڑ دیا جاوے اور کچھ اوسکے ساتھ نہین ہوسکتا **اقول** اول تو
یہ کلیہ مجتہد کا بربناء تمہیدات مجتہد دہر بھی غلط ہی کیونکہ آیت متلوہ صرف مقاتلین مثخنین سے
علاقہ رکھتی ہی جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا غایۃ الامر بفرض تمہیدات مجتہد دہر بھی اسقدر ہی کہ اس
آیت کے بعد کوئی قیدی منجملہ مقاتلین مثخنین کے نہ قتل ہوسکتا ہی نہ رقیق بنایا جا سکتا ہی
ثانیاً اگر درحقیقت ایسا ہوتا کہ اوس آیت سے حکم ایجاب انحصار کا دونون شقون مذکور
مین پیغمبر خدا صلعم سمجھتے تو وقوع مین کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا نہ رقیق بنایا جاتا لیکن چونکہ ایام
غزوۂ ہوازن مین جو بعد فتح مکہ کے ہی سلمہ بن اکوع نے ایک شخص کو کفار مین سے گرفتار کرکے
بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا ابن خطل جسنی پناہ کعبہ سے پناہ پکڑی تھی اوسکے قتل کا حکم پیغمبر
صلعم نے دیا اور وہ قتل کیا گیا اور ہیسا (؟) اللہ بعد فتح مکہ کے ہی غزوہ اوطاس جو بعد از فتح مکہ ہی
اوسکی سبایا کو لونڈی غلام بنایا گیا اور اونکی حق مین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

چھوڑ دینے کا رواج تھا **قول** کسیقدر ابتدا سے زمانۂ اسلام کے کیا معنی اب تک یہی حکم ہی
مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک بالفعل چھوڑ دینا قیدیان جہاد کا ایسی حالت مین کہ وے اپنے
کفر پر قائم ہوون اور دار الحرب کو لوٹ جاوین جائز نہین اور فدیہ لینے مین اونکے دو قول
ہین قول مشہور عدم جواز ہی اور روایت سیر کبیر مین ہی کہ لا باس بہ اذا کان بالمسلمین حاجۃ
آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کی نسبت مجتہد عصر کا قول ہی کہ زمانۂ فتح مکہ رمضان ۸ سنہ ہجری
مین نازل ہوئی اور زمانۂ نزول وحی تشریعی کا ۲۳ برس ہی تیرہ برس مکے مین اور دس برس
مدینے مین منجملہ اس ۲۳ برس کے تو خود بقول مجتہد عصر بھی اکیس ۲۱ برس تک برابر استرقاق
کا جواز رہا اور وہی دستور مروج رہا پھر یہ لفظ کہنا کہ کسیقدر زمانۂ اسلام مین یہ رواج تھا
محض مغالطہ ہی اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ ایک شخص اسیر غزوۂ ہوازن کا کہ بعد اوسکے
تھا قتل کیا گیا یا اور سبایای غزوۂ اوطاس کہ وہ بھی بعد اوسکے ہی لونڈی غلام بنائے گئے
اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اونکی ہی واقعہ مین نازل ہوئی
تیسیر الوصول الی جامع الاصول مین حرف عین کے باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن
ولید مین ہی عن بریدۃ قال بعث رسول اللہ صلعم علیا الی خالد لیقبض منہ الخمس فاعطاہ
فاصطفی علی منہا سبیۃ ثم اصبح وقد اغتسل لیلا و کنت ابغض علیا فقلت لخالد
الا تری الی ہذا فلما قدمنا علی رسول اللہ صلعم ذکرت ذلک لہ فقال یا بریدۃ اتبغض
علیا قلت نعم قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک اخرجہ البخاری بریدہ رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ بھیجا علی بن ابی طالب رض کو پیغمبر خدا صلعم نے خالد رض کے پاس تاکہ لیوین اونسے خمس پس
دیدیا خالد رض نے اونکو پس چھانٹ لی علی رضی اللہ عنہ نے ایک چھوکری اوسمین سے پس
صبح کی علی رض نے اور حال یہ کہ اونھون نے غسل کیا اور برا جانتا تھا مین اونکو پس کہا مینے
خالد رض سے کیا نہین دیکھتا تو اسکو پھر جب ہم آئے نبی صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے اسکا
پس فرمایا کہ ای بریدہ کیا برا جانتا ہی تو علی کو مینے کہا کہ ہان فرمایا مت برا جان اوسکو کہ اوسکے

لیے اس سے زیادہ ہی شمس ہین روایت کی یہ بخاری نے دیکھو یہ معاملہ چند روز پیشتر کا حج الوداع
سے ہی کہ اوس سے قریب تین مہینے بعد حضرت صلعم نے انتقال فرمایا ہی پس وہ کونسا زمانہ
نزول وحی یا اوس سے بعد کا تھا کہ جسمین یہ رواج موقوف و منسوخ ہو گیا قال اور کوئی
حکم نازل نہین ہوا تھا اقول یہ بھی غلط ہی اور تکذیب اوسکی اون آیات اور احکام سے
جو ہمنے اوپر لکھے ہین اور بھی اون آیات سے ظاہر ہی جو درباب رہائی اساری بدر کے
نازل ہوئی ہین جنمین چھوڑ دینے قیدیان بدر کو بعد لینے فدیہ کے ناپسند فرمایا اور
چھوڑ دینے لیے قیدیون کے ممانعت فرمائی گئی ہی پس اگر مجتہد عصر یہ فرماتے کہ
غزوۂ بدر کے بعد سے تا فتح مکہ من و فدا کی ممانعت رہی بعد ازان وہ بھی جائز ہو گیا
یا اپنے اجتہاد فاسد کے مطابق یہ کہتے کہ بعد ازان وہی واجب ہو گیا تو البتہ گنجایش بھی
تھی اور یہ قول کہ تا زمانۂ اسلام الی قولہ کوئی حکم نازل نہین ہوا یہ تو سراسر غلط اور باطل
محض اور خود اونکے اقوال کی برخلاف ہی قال اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم
نازل ہوا جس مین بجز من و فدا کے اور کوئی حکم نہین ہی اور اسلیے قتل و استرقاق جائز رہا
اقول بارے الحمد للہ کہ آپ کی تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جواز قتل و استرقاق
جو پیشتر سے چلا آتا ہی اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا اور جب اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا
تو وہ جواز بدستور رہا اور منسوخ نہوا پس یہ کہنا آپ کا کہ اسلیے قتل و استرقاق جائز رہا
سراسر بیجا ہی کیونکہ جب قتل و استرقاق کی منسوخی کا حکم نہین ہی اور پیشتر سے وہ جائز چلا
آتا تھا تو اوسکو کس چیز نے منسوخ کر دیا آپ پر اثبات اسکا واجب ہی کہ اس آیت سے
من و فدا ہی واجب ہو گیا اور قتل و استرقاق ممنوع ہو گیا اور یہ امر کلمۂ امّا سے ہرگز ثابت
نہین ہو سکتا کوئی دلیل وجوب کی پیش کیجیے قال اس آیت پر جو نص صریح ناقابل التاویل
ہی علماے اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہی چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو مع اونکی تردید کے
اس مقام پر لکھتے ہین اقول جناب مجتہد تو مجتہد عصر ہین واقفیت لغات عرب سے

جو تمہی شرط اجتہاد کی ہی تجویب ہی سکتے ہین لیکن مین تو کیا منصب رکھتا ہون کہ اونکی حرف گیری
کرون مگر فاضل بے تمکین کا شعر درباب تخطیہ ہندوستان کے مینے دیکھا ہی اوسکو لکھتا ہون شعر
خلاف رای صواب است این خلاف نیز [illegible] دگر بدانکہ نیاید بجای [illegible] کہ رد و تردید
[illegible] اور اس آیت کو درباب حصر وجوب و قتال کے نص
سمجھنا یہ بھی سراسر ناواقفی مجتہد عصر کی ہی اور ہم اس آیت مین کچھہ تاویل پیش نہین کرتے بلکہ
بمعنی إنما کے از روے لغت کے ہین اوس سے اصلا تجاوز نہین کرتے البتہ مجتہد عصر
خلاف لغت کے تاویل باطل آیت مین فرماتے ہین کہ إنما کو واسطے حصر کے بر خلاف
لغت کے ٹھہراتے ہین اور اپنا عیب ہم پر لگاتے ہین **قال** بحث اول متعلق زمانہ نزول
آیت **اقول** شروع کتاب مین آپنے بہت شد و مد سے یہ بات فرمائی ہی کہ صرف خدا اور
خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کی تقلید سے غلطی مین
نہ پڑینگے اور ہمنے اوس مقام پر لکھا ہی کہ جہان آپ اپنے اس عہد کو نہ نباہینگے اوسی
جگہہ ہم آپ کو سلام کرینگے اب وہ وقت آگیا ہی کہ آپ بجز تقلید کے ایک حرف بھی زبان پر
نہ لاوینگے اور ہم آپ کو وہ معاہدہ یاد دلاوینگے **قال** یہ آیت سورہ محمد صلعم مین ہی اور ہم
دعوی کرتے ہین کہ سورہ محمد مکے مین بزمانہ فتح مکہ یعنی سنہ ۸ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اس
دعوے کے ثبوت پر تین قطعی دلیلین ہین **اقول** ناظرین اس بحث کو اول سے تا آخر
دیکھہ لین کہ کسی دلیل سے مجتہد عصر کی دعوی اونکا یعنی نزول آیت کا زمانہ فتح مکہ یعنی رمضان
سنہ ۸ ہجری مین ثابت نہین اور جسقدر اس باب مین اونھون نے دلائل پیش کین ہین سب
مبنی بر تقلید اور بے سند مثلاً ابن عباس کا قول لکھا تو اوسکی کچھہ سند نہین بلکہ وہ بھی صرف
مبنی بر تقلید اور تقلیدی اقوال سے بھی مدعا ثابت نہین ہوتا بعض اقوال سے جو یہ بات
ثابت ہوتی ہی کہ یہ سورہ مکیہ ہی تو ظاہر اوہ اقوال علماے حنفیہ کے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ قبل از
ہجرت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اسمین یہ اشارہ تھا کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور بشارت

تھی کہ تم کفار پر فتح پاؤ گے بعد ازان آیات سورۂ انفال و براءۃ سے آیۂ من و فدا کی منسوخ
ہو گئی اور تفصیل اسکی آگے آوے گی پس مجرد یہ قول کہ یہ سورہ مکیہ ہی واسطے اثبات اس امر
کے کافی نہین ہی کیونکہ اون قائلین کا مطلب یہی کہ یہ آیت بزمان فتح مکہ نازل ہوئی ہی دیکھئے بہت
سورتون کی نسبت یہ لکھا ہی کہ یہ مکیہ ہین الّا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ بزمان فتح مکے ہی نازل
ہوئی ہون پس اگر سورۂ محمد صلعم کی نسبت کسی نے یہ لکھا کہ مکیہ ہی تو اس سے کیونکر لازم آیا
کہ زمانۂ فتح مکے مین نازل ہوئی کیا لفظ مکیہ منسوب طرف فتح مکہ کے ہی جو مجتہد عصر نے ایسا
گمان فاسد کیا ہی اب ہم دلائل قطعیہ مجتہد عصر پر متوجہ ہوتے ہین **قال** اول یہ کہ تفسیر حسینی
مین لکھا ہی کہ بعض علما کا قول ہی کہ سورۂ محمد صلعم مکے مین نازل ہوئی ہی **اقول** آپ نے فرمائیے
معاہدے کو اور اپنے دعوے ترک اتباع و تقلید کو صلّت علی الاسلام و صلّت علی الاشیا تو
اور بعد ازان یہ التماس ہی کہ بعض علما کا قول بھی سہی مگر یہ تو کسی نے بھی نہین کہا کہ بروز
فتح مکہ نازل ہوئی حضرت کا مدعا کہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی اس قول غیر ثابت سے بھی ثابت نہوا آخر سورہ یہ حضرت
ابن عباس رض فرماتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہی چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت آیۂ کریمہ
مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى یہ قول ابن عباس کا مندرج ہی **اقول** یاد فرمائیے
معاہدہ اور دعوی ترک اتباع کو بڑا تعجب ہی کہ آپ نے اوس مضمون کو جو تفسیر کبیر مین بعد نقل
قول ابن عباس کے لکھا ہی اس جگہہ بیان نکیا حالانکہ صاحب تفسیر مذکور نے اس قول کی
بدلیل قوی تضعیف کی ہی اور صاف لکھا ہی کہ لیس کذلک یعنی یہ بات نہین پس آپکی وہ مثل
ہی کہ الغریق یتشبث بکل حشیش علاوہ بران قول غیر ثابت ابن عباس جو تفسیر
کبیر مین منقول ہی یہ نہین کہ آیۂ من و فدا بزمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی اور نزول بعد جنگ بدر
مستلزم نزول کا بروز فتح مکہ نہین ہی پس اس قول ضعیف سے بھی دعوی مجتہد صاحب کا کسی
طرح پر ثابت نہین ہو سکتا **قال** تیسرے یہ کہ علماء حنفیہ جو یہ کہتے ہین کہ یہ آیت بدر کی لڑائی
مین اوتری تھی **اقول** یہ کسیکا قول نہین صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی او۔

اسی طرح پر صاحب توضیح اور صاحب فتح القدیر لکھتے ہین اونمین سے کسی نے یہ نہین کہا کہ
یہ آیت بدر کے روز نازل ہوئی ہے پس اسکی بنا پر جسقدر مجتہد عصر نے لکھا ہے ہمکو اوسکی طرف
توجہ ضرور نہین ہان اسقدر ہمکو لکھنا ضرور ہے کہ یہ تیسری دلیل مجتہد عصر کی ہے اس امر کے اثبات
پر کہ یہ آیت بروز فتح مکے کے نازل ہوئی ہے مگر یہ دلیل کسی طرح پر مجتہد عصر کی مدعا پر دلالت
نہین کرتی اگر بالفرض کسی نے یہ کہا بھی ہو کہ یہ آیت بدر مین اوتری ہے اور اوسکا وہ قول غلط
بھی نہو تو بھی یہ امر کیونکر ثابت ہوا کہ وہ آیت فتح مکہ کے دن اوتری ہے پس غلطی مجتہد عصر
کی اس قول سے استدلال کرنے مین مہر نیمروز سے زیادہ روشن ہے ارباب عقل کی جناب مین التماس ہے کہ وے
تینون دلیلون پر مجتہد عصر کی نظر فرماوین اور انصاف کرین کہ یہ کیسے مجتہد عصر ہین کہ ان
دلائل کو جنسے ایک ذرہ بھی ثبوت نزول آیت کا فتح مکہ مین نہین دلائل قطعیہ اور ثبوت مذکور
کے فرماتے ہین اگر انھین کا نام دلائل قطعیہ ہے تو دیکھیے کہ دلائل ظنیہ کیا تماشا دکھاوین اب
ہم کہتے ہین کہ الحق احق ان یتبع خود اوس سورۃ کے مضمون کو دیکھنا چاہیے کہ اوس سے
کیا معلوم ہوتا ہے آیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکی ہے یا مدنی ہے اگر مدنی ہے تو کس زمانے مین نازل ہوئی ہے
مین کہتا ہون کہ یہ سورۃ ظاہرا مکیہ نہین ہے کیونکہ اسمین یہ آیت ہے کہ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ
قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْ اَخْرَجَتْكَ بہت قریے قوت مین شدید تر تھے تیرے قریے سے
جسمین سے نکال دیا وہان کے رہنے والون نے تجکو پس ظاہر ہوا کہ بعد ہجرت پیغمبر صلعم کے یہ
سورۃ نازل ہوئی پس ظاہرا مدنی معلوم ہوتی ہے اور چونکہ اسی سورۃ مین ہے وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰى لَهُمْ طَاعَةٌ وَّ
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ کہتے ہین وہ لوگ
جو ایمان لائے ہین کیون نہین اوتاری گئی سورۃ (یعنی فرضیت جہاد مین) پس جب نازل
ہو گی کوئی سورۃ محکم اور ذکر کیا جاویگا اوسمین لڑائی کا تو دیکھے گا تو اون لوگونکو جنکے دل مین

بیماری ہو کہ سکتے کے گین مجکو تکنا اوسکا سا جس پر بیہوشی موت کی چھا گئی ہو پس خرابی ہی اونکی حالت
اور بات بہتی بہتر ہی یعنی جب پکا ہو جاویگا وہ کام (یعنی وہ جب ہو جاویگا جہاد) تو اوسوقت اگر
سچے رہین گے تو بہتر ہو گا اونکے لیے اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ سورۃ فرضیت جہاد کے
پیشتر اوتری ہی جسوقت مین کہ مسلمان آرزو کرتے تھے کہ جہاد فرض کیا جاوے اور اس باب
مین حکم قرآن نازل ہووے پس نزول اس سورۃ کا اوائل سنین ہجرت مین ہی جنگ بدر
سے پیشتر قبل از فرضیت جہاد صاف عیان ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس سورۃ مین جو آیت ہے
کہ اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کہ جب مقابلہ مین ہو تم اون لوگون سے جو
کافر ہین پس مارنا گردنون کا ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہاد پیشتر فرض ہو چکا ہی تو جواب
اوسکا یہ ہی کہ یہ بھی واسطے استقبال کے ہی جیسا کہ فاذا عزم الامر مین بیان کیا گیا یعنی جب
آیندہ ایسا ہو کہ تمھارا مقابلہ کفار سے پڑے تو اونکو خوب قتل کیجیو اسلیے کہ حرف اذا جو
واسطے غیر مفاجات کے ہی غالب اوسمین یہ ہی کہ متضمن ہوتا ہی معنی شرط کو اور ظرف ہوتا ہی
استقبال مین قال تعالیٰ اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَۃً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ جب
بلاویگا تمکو بلانا زمین سے اوسوقت ہی تم نکل آؤ گے قال الشاعر والنفس راغبۃ اذا
رغبتہا فاذا ترد الی قلیل تقنع پس اس آیت سے فرضیت جہاد کی ثابت نہین ہوتی البتہ
اشارہ نکلتا ہی کہ آیندہ جہاد فرض ہو گا اور اوسوقت تمکو یہ کام کرنا ہو گا جب یہ امور متحقق
ہوئے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ دعوی مجتہد صاحب کا کہ یہ سورۃ ایام فتح مکہ مین نازل ہوئی ہی
تمامتر غلط ہی اور خود اوسی سورۃ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہی علاوہ بران ایک دلیل
اور علمائے حنفیہ کی طرف سے اسپر قائم ہوئی ہی کہ یہ سورۃ قبل از واقعہ بدر نازل ہوئی ہی
چنانچہ ہم اوسکو آیندہ لکھینگے اور ہرگاہ کہ مجتہد عصر کے پاس کوئی دلیل قوی یا ضعیف کہ
جس سے یہ گمان بھی پیدا ہووے کہ یہ سورۃ ایام فتح مکے مین نازل ہوئی ہی نہین ہی تو دعوی
اونکا بمقابل دلائل مذکورہ کے ہرگز لائق التفات کے بھی نہین ہی کیونکہ دعوی بلا دلیل

فی نفسہ لائق التفات کے نہیں ہوتا چہ جائیکہ بمقابلہ اوسکے دلائل موجود ہوں
فائدہ جلیلہ مجتہد عصر یہ امر ثابت نہ کرسکے کہ آیت اما منا بعد واما فداء بروز فتح مکہ نازل
ہوئی ہی تو آیندہ جہاں مجتہد عصر اسکے اثبات کا حوالہ دینگے ہم باین الفاظ اونکا رد کرینگے
کہ دیکھو فائدہ جلیلہ **قال** بحث دوم متعلق یعنی حصر امام ابوحنیفہ صاحب تو قیدیوں کا چھوڑنا
کسی طرح پر جائز نہیں سمجھتے **اقول** مذہب حنفیہ ہمنے اوپر بیان کردیا ہی **قال** مگر امام شافعی صاحب
اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بھی جائز ہی اور لونڈی و غلام
بنانا بھی جائز ہی اور احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑدینا بھی جائز ہی **اقول** فتح القدیر مین
لکھا ہی کہ بقولنا قال مالک و احمد اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام مالک اور امام احمد اور امام
ابوحنیفہ رحمھم اللہ تعالی اسپر متفق ہین کہ بدون فدیہ کے چھوڑدینا قیدیون کا اونکے کفر پر
جائز نہیں ہی **قال** جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل و استرقاق
و من و فداء جائز قرار دیئے اونھون نے یہ دیکھ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع
ہوا اور اوس سبکو اونھون نے جائز قرار دیا **اقول** اونپر واجب تھا کہ افعال و اقوال
رسول اللہ صلعم پر غور فرمائیں چنانچہ اونھون نے اونپر بہت احتیاط سے جیسا کہ چاہیے
غور فرمائی **قال** مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے
بعد کیا کیا ہوا **اقول** صرف اسپر غور کرنا اور حالات سابقہ پر توجہ نکرنا یہ کام نادانون اور
بے احتیاطون کا ہی مجتہدین امت نے سب حالات سابقہ اور مستقبلہ پر غور فرمائی ہی
اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اس آیت پر اور حالات سابقہ اور حالات مستقبلہ پر بخوبی غور
کرکے چارون امر جائز رکھے ہین اگر وہ اس آیت پر غور نفرماتے تو من و فدا کو کیون جائز ٹھہراتے
کیونکہ دوسری آیت جو غزوہ بدر کے قیدیون مین نازل ہوئی تھی اوس سے تو من و فداء
کی ممانعت ظاہر تھی اور اونھون نے بعد کے حالات پر بھی بخوبی غور کی اور غزوہ اوطاس
کے سبایا پر بھی نظر کی اور آیت والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کی شان

فائدہ جلیلہ

نزول اور اوسکے کلمات کی مفہوم پر بعد غور کی ہے تب اونھون نے یہ چارون امر جائز ٹھہرائے ہین **قال** یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہے کہ اوسکے بعد بجز من و فداکے اور کچھ نہین ہوا **اقول** جھوٹھی بات ہے بلکہ برعکس اوسکے بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ ہوازن وغیرہ کے بعض قیدی قتل کیئے گئے اور بعض کو رقیق بنایا گیا اور غزوہ اوطاس کے قیدی لونڈی غلام بنائے گئے **قال** بہرحال منشا ان اختلافات کا کچھ ہی ہو جب بعد کے عالمون نے ایمہ مین یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیہ کریمہ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً مین جو صریح حصر ہے اوسپر کج بحثی شروع کی اور کہا اس حصر ہی مراد نہین ہے **اقول** انصاف کرو اور اسوقت حب جاہ اور تقلید کو تو ان کو طرف کرکے فرماؤ کہ کج بحثی آپ کی ہے یا اونکی آپ مدعی حصر کے ہین آپنے کون سی دلیل اسپر پیش کی کہ اما واسطے حصر کے ہے جسقدر معانی علماے لغت نے اِمَّا کے لکھے ہین اون مین تو حصر کا نام بھی نہین ہم بدلائل دعوی حصر کو باطل کر چکے ہین آپنے جو خلاف لغت ایک بات طبیعت سے گڑھ کر لکھدی تو فرماتے ہیں کہ کج بحثی آپکی ہے یا اونکی تعجب ہے کہ آپ اپنے دل مین کچھ نہ شرمائے اور دوستون کی طرفداری سے جو ایک بات طبیعت سے گڑھی تھی اوسکو کج بحثی تصور نہ کرکے اپنے جرم کا الزام صلحا اور علما پر لگانے لگے آپ کی وہ مثل ہے کہ اولٹا چور کوتوال کو ڈانڈے یہ واقع مین یہ بات ہے کہ اون لوگون کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ ایسے لوگ اونپر طعن کیا کرین ولنعم ما قال ؎ واذا اتتک مذمتی من ناقص ٭ فھی الشھادة لی بانی فاضل ٭ **قال** چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ امّا وانّما للحصر وحالھو بعد الاسر غیر منحصر فے الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق والمن والفداء نقول الخ **اقول** واہ جناب مجتہد صاحب گرے تو ایسے گرے کہ اثبات معنی لغت پر فخر رازی کے قول کو تقلیداً استدلال لائے جسکو آج تک کسی نے علماے لغت اور علماے علوم عربیہ مین شمار بھی نہین کیا پھر اس بات کو تو ہم ہرگز پسند نہ کرینگے

کہ ایک معاملہ مین تو فخر رازی کی تقلید اور دوسرے جزو مین اوسپر انکار شدید اِنَّمَا کو جو اونھون
سنے مثل انما کے واسطے حصر کے ازراہ غلطی کے قرار دیا اوس غلطی مین تو آپ اونکی پیروی
اور تقلید کرنے لگے اور جو اونھون نے بعد غلطی کے اوس غلطی کے نتیجۂ غلط کے دفع کرنیکے لیے توجیہ
کی تو اوسپر نام دھرنے لگے معنی لغت مین فخر رازی اصلاً مستند نہین وہ علماے لغت مین
سے نتھے مشاہیر نحاۃ مین سے بھی نتھے علماے بیان مین سے بھی نتھے پس جو اونھون
نے اِنَّمَا کو بمعنی انما کے برخلاف لغت عرب اور برخلاف ائمہ لغت و نحو و بیان کے
تسلیم کیا یہ تسلیم اونکی سراسر غلط تھی اوس غلطی کی آپ نے محض تقلیداً پیروی کی یہ بات
آپ کی قابل تسلیم نہین مگر چونکہ پھر بھی فخر رازی کمال رکھتا تھا باوجود غلطی کرنیکے معنی لغت
مین غلطی سبکے نتیجہ سے لوٹ پلٹ کر نکل گیا خرابی تو ناقصون کی ہی کہ خود بصیرت نہین
رکھتے اور کسی صاحب کمال کا ہاتھ نہین پکڑتے اس سبب سے ہمیشہ مبادی اور مقاصد
مین غلطی مین ہی پڑے رہتے ہین اگرچہ ہمکو کچھ ضرورت کسی بحث کی اس امر مین نہین کیونکہ
یہ توجیہ فخر رازی کی مبنی اوپر بناے فاسد کے ہی مگر پھر بھی ہم شرح کرتے ہین عبارت تفسیر کبیر
کی جس سے مجتہد عصر نے استدلال فرمایا ہی تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ بفرض و تسلیم حصر کے
بھی آیۂ مستدلہ اوپر ممانعت قتل و استرقاق کے دلالت نہین کرتی قال فی تفسیر قولہ
تعالی فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ حتی لبیان
غایۃ الامر لا لبیان غایۃ القتل والقتل جائز حتی حتی جو اذا اثخنتموہم پر داخل ہی واسطے بیان
غایۃ امر کے ہی نہ واسطے بیان غایۃ قتل کے حال یہ ہی کہ قتل تو جائز ہی یعنی کوئی یہ نہ سمجھے
کہ بعد اثخان قتل جائز نہ رہا اور غایۃ قتل اثخان ہی تک ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ حکم وجوب قتل
کے غایۃ اثخان ہی کہ بعد اثخان قتل واجب نہ رہا بلکہ جائز ہو گیا یعنی پیش از اثخان بجز
قتل کے اور کچھ نتھا اب سواے قتل کے وہ امور جو آیندہ مذکور ہین مشروع ہو گئے
اور قتل بھی جائز رہا کہ بحسب مصالح جاہین قتل کرین چاہین امور مذکورۂ ما بعد پر عمل کرین

واذا التحق المثخن بالشیخ الھرم والمراد کما اذا قطعت یداہ ورجلاہ فنھی عن قتلہ
اور جب لائق ہو جاوے شخص ساتھ بوڑھی بیکار کے یعنی کٹ جاوین اوسکے دونون ہاتھ یا دونون پاؤن
تو نہی کی گئی ہی اوسکے قتل سے ۱۲ یعنی جب مثخنین کا ایسا حال ہو جاوے کہ مانند پیران
ضعیف کے تمام تر بیکار ہو جاوین تو جو نہی احادیث مین پیران ضعیف کے قتل کی وارد
ہی وہ نہی اونکو بھی متناول ہوگی اور قتل اونکا منہی عنہ ہوگا ثم قال تعالیٰ فشدوا الوثاق
امر ارشاد مشکین باندھنے کا امر ارشاد ہی یعنی امر استحبابی ہی امر وجوبی نہین کہ مانع جواز
قتل ہووے ثم قال تعالیٰ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً وفیہ مسائل المسئلۃ الاولے
اما وانما للحصر وحالھم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء فنقول ھذا ارشاد فذکر الامر العام الجائز فی سائر الاجناس والاسترقاق
غیر جائز فی اسر العرب فان النبی صلعم کان معھم فلم یذکر الاسترقاق واما القتل
فلان الظاھر فی المثخن الازمان ولان القتل ذکرہ بقولہ فضرب الرقاب فلم یبق
الا الامران ۱۲ اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ اِمَّا اور اِنَّمَا واسطے حصر کے ہی اور
حال اونکا بعد قید غیر منحصر ہی اون دونون امرین بلکہ جائز ہی قتل اور استرقاق اور من اور فدا
پس کہتا ہون مین کہ یہ امر ارشادی ہی یعنی وجوبی نہین پس ذکر کیا وہ امر عام کہ سب اجناس
مین جاری ہی اور استرقاق ناجائز ہی عرب کے قید یون مین کہ تھے پیغمبر اونکے ساتھ
اسی سبب سے استرقاق کا ذکر نکیا گیا اور قتل تو اس واسطے کہ ظاہر مثخنین مین بیکار ہو جانا ہی
اور اس سبب سے بھی کہ ذکر کیا ہی قتل کا اس قول سابقہ مین فضرب الرقاب پس
باقی رہے مگر وہی دو امر یعنی من و فدا ۱۲ خلاصہ کلام کا یہ ہی کہ من اور فدا اکا حکم وجوبی نہین
بلکہ استحبابی ہی اور دو چیزین جو مستحب ہون اونکے خاص ذکر کرنے سے نا مشروع ہونا اور
مباحات کا لازم نہین آتا اور چونکہ استرقاق عرب جائز نہین اور مثخنین مین اکثر بھی بات ہی
کہ وے بیکار ہو جاتے ہین کہ اونکا قتل منہی عنہ ہی اور سوا اسکے قتل کا جواز قول سابق یعنی

ضرب الرقاب سے بھی ظاہر ہے چنانچہ توجیہ اسکی اوپر مذکور ہو چکی ہے پس واسطے بیان استحباب
اور فضیلت کے منجملہ چارون صنفون مذکورہ کے یہی دو صنف یعنی من و فداء باقی رہ گئین
پھر آگے لکھتے ہین والفداء یجوز ان یکون بالمال وان یکون بغیرہ من الاسرا او شرط یشترط
علیہم او علی واحد اور فداء جائز ہے کہ مال ہووے اور یہ کہ سواے مال کے ہو کہ اوسکے
بدلے قیدی لیے جاوین یا کوئی شرط اون سب پر یا صرف اکیلے اسی شخص پر لگائی جاوے
پھر مسئلہ ثالثہ کے آخر مین لکھتے ہین المقصود ھھنا ارشاد المؤمنین الی الافضل المقصود
اس جگہہ ارشاد مومنین کا ہے طرف فضیلت کے یعنی حکم من و فداء کا ایجابی نہین ہے بلکہ امر
فضیلت و ندب ہے غرضکہ تفسیر امام رازی کی مطابق بھی باوجود تسلیم کر لینے اس امر کے کہ اما
واسطے حصر کے ہے وجوب من و فداء اور ممنوع ہونا قتل و استرقاق کا لازم نہین آتا غایۃ الامر
یہ ہے کہ من و فداء مستحب ہے اور قتل و استرقاق سے افضل ہے اور مجتہد عصر نے کوئی دلیل وجوب
من و فداء کی پیش نہین کی کہ حصر بین الواجبین مستلزم عدم جواز امر ثالث کا ہووے اب ہم یہ دیکھتے
ہین کہ مجتہد عصر فخر رازی کے اقوال کو کن کن وجوہ سے رد کرتے ہین مخفی نرہے کہ فخر رازی نے
بعد تسلیم معنی حصر کے جو توجیہ کی ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ذکر من و فداء کا ارشاد ہے اس امر کا کہ
یہ دونون باتین جمیع اجناس عرب و عجم مین جائز ہین اور استرقاق عرب کے لوگونکا جائز نہین کیونکہ پیغمبر خدا صلعم
اونہین سے تھے اسلیے ذکر استرقاق کا نکیا گیا تاکہ عموم اوسکا بھی سمجھا جاوے رہا قتل تو اوسکا حال یہ ہے کہ شد
وثاق مثخنین کا ہے اور آیۃ مین حکم ہے کیونکہ شدّ الوثاق مین جو کلمہ الوثاق معرف باللام ہے تو لام تعریف بعوض مضاف الیہ
ہے یعنی اصل مین شدوا وثاقہم تھا مضاف الیہ جو ضمیر راجع طرف مثخنین کے تھی اوسکو حذف
کر کے لام تعریف اوسکے عوض مین لے آئے اور چونکہ مشد الوثاق صرف مثخنین ہی ٹھہری
اور مثخنین بالیقین ناکارہ ہات پانون سے اپاہج معذور ہی ہونگے پس وجوب قتل اونسے
ساقط ہو گیا پس کوئی چیز باقی نرہی مگر یہی دونون امر یعنی من و فداء اور علاوہ بران قتل کا حکم
کلمہ ضرب الرقاب سے ثابت ہے مگر غیر مثخنین مین تو وہی واجب رہا مثخنین مین واجب نرہا

غایت وجوب قتل انتحان تک تھی اور رفع وجوب سے جواز باطل نہین ہوسکتا مجتہد عصر ایک
حرف بھی تقریر فخر رازی کا نہین سمجھے پہلے ہی غلطی تو یہ کی کہ اونسے جو یہ لکھا تھا (فلان الظاعن
فی المتخنین الازمان) لفظ ازمان کا یہ مطلب سمجھے کہ اسکے لیے کچھ زمانہ چاہیے کہ لفظ ازمان کو
مادۂ زمان سے جو بمعنی ساعات ہی تصور فرمایا اور اوسی طرح پر اوسکا ترجمہ کر دیا کیا کرین مجبور ہین
لغت عرب سے آگاہی حاصل نہین مادہ معروف ہی پر اوسکو محمل فرمایا یہ غور نہ کی کہ فخر رازی
کی عبارت مین لفظ افعال ہی کہ دلالت کرتا ہی اوپر اشتقاق کے اور زمانہ جامد ہی شاید کہ اوسکو
افعال بفتح ہمزہ بصیغۂ جمع تصور کیا اور یہ غلطی بالاے غلطی ہی چونکہ لغت عرب سے واقف
نہین ہین عبث مدعی اجتہاد ہوئے ہین ہر جگہ پر غلطی پر غلطی کرتے چلے آتے ہین حال آنکہ
ازمان جو تفسیر کبیر مین بیان واقع ہی زمانہ سے نہین بلکہ زمانت سے ہی جسکے معنی ہین آفت
زدہ ہوجانا جاندار کا چنانچہ کہتے ہین کہ فلانے کو مرض مزمن لاحق ہی یعنی ایسا مرض ہی کہ
جسنے اوسکو بیکار اور ماؤف اور معذور کر دیا ہی صراح زمانۃ بالفتح بر جای ماندگی عم ک ا
ف ۲ رجل زمن لغت منہ با اینہمہ غلط کاری کے مجتہد صاحب فخر رازی پہ معترض ہوکر فرماتے
ہین **قال** جو لغویت اس تقریر کی ہی وہ خود اوس سے ظاہر ہی اول تو یہ کہنا غلط ہی کہ قوم
عرب کا استرقاق ناجائز تھا **اقول** کوئی دلیل اسپر لائے ہوتے یا اونکے دلائل کو رد کیا
ہوتا عدم جواز استرقاق عرب کے جو لوگ قائل ہین وے اسپر کئی دلیلین پیش کرتے ہین اول
حدیث متفق علیہ قریش والانصار و مزینۃ و اسلم و غفار و اشجع موالی لیس لھم مولی دون
اللہ ورسولہ یعنی قریش اور انصار اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع یہ خود آقا ہین نہین ہی اونکا
کوئی آقا سواے خدا اور رسول کے دوسری حدیث جسکا ذکر آگے آویگا کہ ایک کنیز عائشہ
کی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے عائشہ رض سے فرمایا کہ اعتقیھا فانھا من ولد اسمعیل آزاد کر دے
اسکو کیونکہ یہ اولاد اسمعیل عم سے ہی تیسری دلیل اونکی یہ ہی کہ پیغمبر فرق قوم مین سے ہین اور
جسطرح کہ استرقاق بنی اسرائیل شریعت موسویہ مین جائز نہ تھا اسی طرح استرقاق بنی اسمعیل کا

شریعت محمدیہ مین جائز نہین کہ جامع دونون مین ایک ہی بات ہی بدون رد وجوہ خصم سمجھا یہ بات
کہدینی کہ یہ کہنا غلط ہی ہرگز مقبول نہین ہوسکتی چند سے بعد ورباب عتاق جاریہ قبطیہ کے
آپ نے خود سبب اعتاق اسکو قرار دیا ہی فانہا من ولد اسمعیل کہ وہ اولاد اسمعیل ہی پھر آپ اس
باب مین فخر رازی پر کسطرح پر معترض ہوسکتے ہین **قال** اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق سے
مستثنے تھی تو اوسکو مستثنی کرتا نہ یہ کہ اوس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا **اقول** جناب
آپ بھی تھوڑے عرصے کے بعد المشرکین سے مشرکین عرب مراد لیتے ہین چنانچہ عنقریب بحث
اوسکی آتی ہی پس اگر فخر رازی نے بھی الذین کفروا سے کفار عرب مراد لیے اور وہی وجہ
پیش کی ہوئی آپکا پیش کی کہ تمام کفار سے مقابلہ اور اونکی گردنین مارنی تو محال عادی
ہی پیش کی اور بسبب خصوصیت آیت کے کفار عرب سے کچھ ضرورت استثنا کی نہ سمجھی تو اب کیس
مونہ سے اوسپر معترض ہوسکتے ہین **قال** اور ازمان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا
یا جو حکم قتل عین لڑائی مین ہی اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو
باتین ہین کہ کوئی اوسپر التفات نہین کرسکتا **اقول** دونون اعتراض مجتہد عصر کے بلا دلیل اور
محض لغو ہین امام رازی کا یہ مطلب ہی کہ پیش از زمان من اور فدا او رقتل مین حصر تھا یعنی
کفار عرب اولاد اسمعیل کے حق مین سوا من اور فدا . اور قتل کے اور کسی چیز کا حکم نتھا بعد ازمان
قتل جائز نرہا پس دو ہی صورتین باقی رہگئین سوا نھین کو بیان کیا گیا اس تقریر مین
کیا لغویت ہی وجہ لغویت تو بیان فرمائی ہوتی اسی طرح پر یہ جو فرماتے ہین کہ جو حکم قتل عین
لڑائی مین ہی الخ یہ بھی بلا دلیل ایک لغو بات ہی مجتہد عصر اسپر اگر کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش
کرین کہ جملہ احکام جو عین لڑائی مین ہین بعد لڑائی کے وہ مبدل ہوجاتے ہین اور مبدل ہوجانا
اونکا حصر ہی ہم کہتے ہین کہ یہ بات غلط ہی دیکھو بنی قریظہ کے مقاتلین کو اسیر کر کے
قتل کرایا گیا اگر قول مجتہد عصر کا صحیح ہوتا تو اونکو ہرگز قتل نہ کرایا جاتا سوا اسکے امام رازی
جو یہ لکھتے ہین کہ یہ امر ارشادی ہی یعنی ایجابی نہین ہی اسکا کیا جواب ہی مجتہد صاحب نے

اسپر نہ کچھہ اعتراض کیا نہ ایجاب ثابت کیا غرضکہ ایک بات بھی امام رازی کی مجتہد عصر سے اوٹھہ نہ سکی اور بھلا اسقدر بلا دلیل کہہ دینا کہ یہ بات لغو ہی دلیل عجز اور سراسر لغو ہی اور اصلا قابل التفات نہین قال بحث سوم نسبت معنی مَن و فدا مَن کے معنی قیدیون کو اونپر احسان رکھہ کر اور فدا کے معنی کچھہ لیکر چھوڑ دینے کے ہین اور یہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی اس سے انکار نہین کرسکتا اقول مَن کے یہ معنی نہین بلکہ معنی مَن انعام ہین چنانچہ علماے لغت اسپر متفق ہین اور یہ ایسی بات ہی کہ کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ قال تفسیر احمدی مین لکھا ہی کہ مَن کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھہ لیے چھوڑنے کے ہین اور فدا کے معنی کچھہ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین المن ان یطلق الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منہ شیٔ والفداء ان یترک ویاخذ منہ مالا او اسیرا مسلما انتہے اقول جناب آپ یہان خیانت کو کام مین لائے اور تھوڑی عبارت جو اس سے پہلے ہی چھوڑ دی ورنہ معلوم ہو جاتا کہ یہ معنی مطلق مَن کے نہین بیان کیے بلکہ اوس مَن کے ہین جسکی صاحب شارح وقایہ نفی کا قائل ہی اور یہ قول بھی تفسیر احمدی مین قول شارح وقایہ کا نقل کیا ہی چنانچہ عبارت اوسکی یہ ہی کہ وقال فی شرح الوقایۃ وقتل الاساری او استرقھم او ترکھم احرارا ذمۃ لنا ای لیکونوا اھل ذمۃ لنا ونفی منھم وفداءھم والمن ان یطلق الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منہ شیٔ والفداء ان یترکہ ویاخذ منہ مالا او اسیرا مسلما یعنی کہا ہی شرح وقایہ مین اور قتل کرے امام قیدیون کو یا رقیق کرے اونکو یا چھوڑ دے اونکو ذمی ٹھہرا کر اور نہ مانے اونکی مَن اور فداء اور یہ مَن (یعنی جسکے نفی کا حکم ہی) یہ بات ہی کہ قیدی بغیر کچھہ لیے چھوڑ دیا جاوے اور یہ فدا یہ بات ہی کہ بدلے مین مال یا قیدی مسلمان کے چھوڑ دیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ یہ تعریف مَن کی جو شرح وقایہ مین ہی مطلق مَن کی نہین بلکہ اوس مَن کی ہی جسکی نسبت وہ لکھتا ہی کہ

کہ نفی المن الخ جب یہ امر تحقق ہوا کہ من سکے معنی مطلق احسان اور انعام کے ہین یہی ہوشۃ تل ہی
اور پہر طرح کے احسانکے ہیں منجملہ اوسکے یہہ ایک صورت احسان کی ہو کہ جان بچادیجاوے اور قید بنالیا جاوے
یا جزیہ لیکر ذمی کردیا جاوے **قال** یہ تمام تاویلین بلکہ تحریفین صحیح معنون کی غلط اور خیالی
معنون کی طرف صرف بات کی پیچ اور مذہب کی طرفداری اور تقلید کی گمراہی کے سبب
کی گئی ہین **اقول** بات زبان سے کہدینی بہت آسان ہی مگر جو بات زبان سے
نکالی جاوے اوسکو ثابت کرنا لازم ہی کوئی دلیل تحریف اور غلطی کی لکھی ہوتی اور اگر آپ
دل ہین انصاف کرین اور ایمانداری کو ہاتھ سے ندین تو یہ توجیہ اون توجیہات سے
ہزاران ہزار درجہ بہتر ہی کہ جو آپ نے معنی ملکت ایمانکم ہین اور معنی افاء اللہ اور معنی اتما
ہین کی ہین کیونکہ یہ توجیہ گو کہ کیسی ہی ہو مگر خلاف لغت کے نہین اور آپ کی وہ توجیہات
باوجود رکاکت اور زیافت اور انکار مقام کے سراسر خلاف لغت کے ہین پس اس توجیہ
پر اطلاق تحریف کا کسی طرح پر نہین ہوسکتا مگر آپ کی توجیہات پر بلا شک و شبہ اطلاق
تحریف اور گمراہی ہین کچھ کلام نہین **قال** بحث چہارم متعلق خاص ہونے اس آیت
کے اکثر علما سے حنفیہ کا قول ہی کہ یہ آیۃ قیدیان بدر سے مخصوص ہی اس قول کی غلطی قاش
بحث اول سے بخوبی ثابت ہی اسلیے کہ اوس بحث مین ہمنے ثابت کردیا ہی کہ بدر کی لڑائی
تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی **اقول** ہم اوپر ثابت کرچکے ہین کہ سورہ محمد صلعم
جسمین یہ آیت ہی جنگ بدر سے پیشتر نازل ہوئی ہی اور یہ بھی ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ علماے
حنفیہ سورہ محمد صلعم کو مکیہ سمجھتے ہین یعنی قبل از ہجرت نازل ہوئی ہی اور بعد اوسکے سورۃ
انفال کی آیات سے اور سورۂ براءۃ کی آیات سے منسوخ ہوگئی مجتہد عصر جو یہ فرماتے
ہین کہ ہمنے ثابت کردیا ہی کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی غلط ہی دیکھو
فائدۂ جلیلہ بحث اول کا ہان یہان ایک شبہ البتہ وارد ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ جب جنگ
بدر سے پیشتر یہ آیت نازل ہوچکی تھی تو پیغمبر خدا صلعم نے جو قیدیان بدر کو فدیہ لیکر رہا

کر دیا تو اوسپر انکار شدید کیون نازل ہوا کیونکہ اونھون نے بموجب تخییر کے عمل کیا تھا تو علما
حنفیہ اسکے جواب مین یہ کہتے ہین کہ چونکہ آیت مین ایجاب نتھا بلکہ تخییر تھی اور تخییر کے معنی معلوم
ہو چکے ہین کہ مستلزم منع غلو کا نہین ہی پس اونکو یہ بھی جائز تھا کہ اساری بدر کو قتل کرین
مگر اونھون نے ایک روز انتظار وحی کا اس باب مین کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور مشورہ اصحاب
رضوان اللہ علیہم سے کیا اور رائین اس باب مین مختلف ہوئین آخر کو جناب پیغمبر صلعم نے
ایک بات از روے اجتہاد کے اختیار کی لیکن اگرچہ اوس بات کی رخصت تھی مگر عزیمت
اوسکی خلاف مین تھی اور مقتضاے وقت یہ نتھا کہ اونکو چھوڑ دیا جاوے بلکہ مقتضاے
وقت یہ تھا کہ صنادید قریش کو اوسوقت قتل کیا جاوے تاکہ آیندہ جمعیت اونکی کم ہو جاوے
اور رعب اسلام دلون پر بیٹھ جاوے اور معاملہ انبیا کا یہ ہی کہ اونپر ایسی عزیمت کے ترک پر
بھی انکار شدید اور تہدید کی جاتی ہی پس جو انکار اور تہدید قرآن مین اس فعل پر ہی منشا
اوسکا ترک عزیمت ہی اور یہ تقریر اونکی ایسی ہی کہ واسطے رد شبہ مذکورہ کے ہر آیندہ کافی ہی
مجتہد عصر بھی اوس سے انکار نہین کر سکتے کیونکہ اونھون نے تبیین الکلام مین خود یہ
عبارت لکھی ہی کہ البتہ انبیا سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کرنے کی نیت سے خطاے
اجتہادی کا ہونا ممکن ہی اور ظاہر ہی کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ گناہ شمار بھی نہین
مگر انبیا کی نسبت وہ بھی گناہ ہی انتہی اور علماے حنفیہ یہ بھی کہتے ہین کہ معنی لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ
سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ کے یہی ہین یعنی اگر آیت رخصت کی پیشتر خدا کی
طرف سے نہ اوتری ہوتی تو تمکو اس لینے پر عذاب رنج ناک پہونچتا لیکن چونکہ پیشتر آیت
رخصت اوتر چکی تھی اسلیے مجرد ترک عزیمت پر کچھہ عقاب نہ کیا گیا اور حجت اونکی یہ ہی
کہ اگر یہ آیت واقعہ بدر سے پیشتر نازل نہین ہوئی تھی تو اور کون سی آیت تھی جسکا ذکر آیت
لولا کتاب من اللہ سبق مین ہی اور بعض مفسرین جو کتاب کے معنی حکم لیتے ہین اور پھر حکم کی
تفسیر یہ کرتے ہین کہ وہ یہ حکم ہی کہ خدا عقاب نہ کریگا مجتہد پر اوسکی اجتہاد مین یا یہ کہ حکم

مراد یہ ہی کہ عذاب نہ کریگا اہل بدر کو اور سبق کی جو یہ تفسیر کرتے ہین کہ سبق اثباتہ فی اللوح
المحفوظ یعنی پیشتر ہو چکا ہی ثابت کرنا اوسکا لوح محفوظ مین ان سب کو وے تسلیم نہین کرتے اور
وے یہ کہتے ہین کہ ان سب تاویلات مین ارتکاب مجاز غیر متعارف اور حذف چند کلمات کا
ہی اور کوئی قرینہ اوسپر قائم نہین پس حقیقت کو چھوڑکر مجاز غیر متعارف اور حذف کلمات کثیرہ کا
قائل ہونا بلا قیام قرینۂ قویہ کے اصلا جائز نہین ہی اور وے یہ بھی کہتے ہین کہ فرض کیا جاوے
کہ یہ آیت جو جواز منّ و فدا پر دلالت کرتی ہی مدنیہ ہی ہو تب بھی آیت کتاب من اللہ سبق
سے مطابق بیان مذکورہ کے لازم آتا ہی کہ نزول اوسکا قبل از واقعہ بدر ہی بعد تمہید ان
مطالب کے وے یہ کہتے ہین کہ آیت منّ و فدا جو قبل از واقعۂ بدر کے نازل ہوئی ہی
آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ مناسب نہین پیغمبر کو
کہ اوسکے پاس قیدی ہون جب تک کہ نہ مار ~~[illegible]~~ مین تُرِيدُونَ عَرَضَ
الدُّنْيَا تم ارادہ کرتے ہو یعنی فدیہ لینے سے متاع دنیا کا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ اور اللہ ارادہ
کرتا ہی آخرت کا یعنی خدا یہ بات پسند کرتا ہی کہ کفر و شرک روے زمین سے محو کیا جاوے
اور کفار کو چھوڑ نہ جاوے اور دیگر آیات قتل سے منسوخ ہو گئے پس بعد ازان حکم منّ
و فدا کا باقی نرہا اگر کوئی یہ کہے کہ اون آیات سے تو صرف قتل کا وجوب دریافت ہوتا ہی
پس لازم آیا کہ استرقاق بھی جائز ہو یا یہ کہ ان آیات کو بھی منسوخ ٹھہرایا جاوے تو اسکے
جواب مین وہ یہ کہتے ہین کہ بیشک ان آیات سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہی لیکن چونکہ
درباب جواز استرقاق کے احادیث صحیحہ قولی و فعلی بہت منقول ہوئی ہین اور وے
احادیث از قسم مشاہیر بلکہ متواتر المعنی ہین اور اس قسم کی احادیث سے ہمارے نزدیک
زیادت علی النص جائز ہی علاوہ بران آیات وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ الآیہ اور آیہ
وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ اور آیۃ آتَاهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا
وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا اور آیۃ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

عون زیر ہی کرلی ہے ہین

مفسرین ثبوت استرقاق مین سواے اسکے مقصود اصلی یعنی کمزور کر دینا کفار ہی کا اور گھٹا دینا اونکی جماعت کا جیسا کہ صورت قتل مین ہی صورۃ استرقاق مین بہی متصور ہی پس ان دلائل قطعیہ سے زیادت علی النص جائز ہوئی اور اس قسم کی زیادت ہمارے فرقے اگرچہ ایک قسم ہی اقسام نسخ سے کہ پیشتر ایک ہی چیز جائز تھی اب سابقہ اوسکے ایک اور چیز بھی زیادہ ہو گئی مگر اصطلاح مین اسکا نام زیادۃ علی النص ہی جسطرح کہ آیت وضو مین صرف پانون کا دھونا فرض تھا مگر بسبب خبر مشہور کے مسح علی الخفین بھی جائز ہوا پس اب بجز قتل و استرقاق کے کوئی چیز جائز نہین اگر کوئی کہے کہ بعد جنگ بدر کے بھی احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا ہی چنانچہ روایات مفصلۂ ذیل سے یہ بات ثابت ہی اول حدیث متفق علیہ بعث رسول اللہ صلعم خیلا قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفہ یقال لہ ثمامۃ بن اثال فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد فخرج الیہ النبی صلعم فقال ما عندک یا ثمامۃ فقال عندی خیر یا محمد ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم علی شاکر وان کنت ترید المال فسال منہ ما شئت فترک حتی کان الغد ثم قال ما عندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک ان تنعم تنعم علی شاکر فترکہ حتی کان بعد الغد فقال ما عندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک قال اطلقوا ثمامۃ فانطلق الی نخل قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ یا محمد واللہ ما کان علی وجہ الارض وجہ ابغض الی من وجہک فقد اصبح وجہک احب الوجوہ الی واللہ ما کان من دین ابغض الی من دینک فاصبح دینک احب الدین الی واللہ ما کان من بلد ابغض الی من بلدک فاصبح بلدک احب البلاد الی الحدیث بھیجا پیغمبر صلعم نے سوارون کو بطرف نجد کے پس لے آئے وہ ایک آدمی کو بنی حنیفہ مین سے کہ اوسکو ثمامہ بن اثال کہتے تھے پس باندھ دیا اوسکو مسجد کے ایک ستون سے پس نکلے اوسکی طرف پیغمبر صلعم پس اوس سے کہا کہ کیا ہی تیرے نزدیک اے ثمامہ پس کہا اوسنے خیر ہی اے محمد اگر قتل کریگا تو قتل کریگا ایک جاندار کو اور اگر انعام کریگا

تو انعام کریگا ایک شکرگذار پر اور اگر مال لینے کا ارادہ ہی تو طلب کر جو کچھہ چاہے پس وہ بدستور
رکھا گیا جب دوسرا دن ہوا تو اوس سے پیغمبر صلعم نے پوچھا کہ کیا ہی تیرے نزدیک ای ثمامہ
اوسنے کہا کہ جو میںنے کل کہا تھا کہ اگر انعام کریگا تو انعام کریگا ایک شکرگذار پر پھر بدستور رہنے
دیا اوسکو یہان تک کہ تیسرا دن ہوا پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی نزدیک تیرے ای ثمامہ
اوسنے کہا جو کچھہ پہلے میںنے کہا ہی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ کھول دو ثمامہ کو پس گیا وہ نخل کے
پاس قریب مسجد کے پھر نہایا پھر داخل ہوا مسجد مین پھر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول
اللہ ای محمد قسم خدا کی ہی کہ روے زمین پر کوئی موںہہ میرے نزدیک دشمن تر تیرے موںہہ سے
تھا پس اب تیرا موںہہ سب سے زیادہ مجکو دوست ہو گیا کوئی دین ناپسندتر تیرے دین سے
مجکو نتھا اب تیرا دین سب سے زیادہ محبوب ہو گیا تیرا شہر سب سے زیادہ برا تھا میرے نزدیک اب سب سے
زیادہ محبوب ہو گیا دوم حدیث مسلم ان ثمانین رجلا من اہل مکۃ ہبطوا علی رسول
اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلعم واصحابہ فاخذہم
سلما فاستحیاہم وفی روایۃ فاعتقہم فانزل اللہ تعالی وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ
عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ اسی آدمی تنعیم کے پہاڑ سے اوترے بطرف پیغمبر صلعم
کے ارادہ کرتے تھے غفلت یا دھوکا دینا پیغمبر صلعم کا پس پکڑ لیا اونکو صلح پس زندہ رکھا
اونکو اور ایک روایت مین ہی کہ آزاد کر دیا اونکو پس اوتاری اللہ نے یہ آیت کہ خدا وہ ہی جسنے
باز رکھا اونکے ہاتھون کو تمسے اور تمھارے ہاتھون کو اونسے بطن مکہ مین ——
حدیث سوم مسلم کانت ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم
واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل واوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفائکم ثقیف فترکہ ومضی
فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ما شانک قال انی مسلم
فقال لو قلتہا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم

بالو جلیوۃ الذین اسرا تھما ثقیف تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس قید کر لیا ثقیف
سنے دو آدمیون کو اصحاب پیغمبر صلعم مین سے اور قید کر لیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی
بنی عقیل مین سے پس اوسکو باندھکر دھوپ مین ڈال دیا پس اوسپر گذرے پیغمبر صلعم
پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد کس گناہ مین مین پکڑا گیا ہون فرمایا کہ اپنے ہم عہدون کے
جرم مین یعنی ثقیف کے پھر بدستور اوسکو چھوڑکر چلے گئے پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد پس
اوسپر رحم فرمایا اور پھر آئے اور کہا کہ کیا شان ہی تیری اوسنے کہا مین مسلمان ہون فرمایا
کہ اگر تو یہ کہتا اوسوقت مین کہ اپنے اختیار مین تھا تو فلاح پاتا پوری فلاح پھر عوض مین
دو قیدیون کے جنکو ثقیف نے قید کر لیا تھا دیدیا اوسکو سوا اسکا اوسے جواب تفصیلی یل
دیتے ہین حدیث اول سے مدعا ہمارا ثابت ہی کہ تین روز تک ثمامۃ بن اثال نے درخواست
فدیہ دینے اور احسان رکھنے کی کی مگر پیغمبر خدا صلعم نے منظور نہ فرمائی اگر فدیہ یا احسان
رکھکر چھوڑ دینا فرض ہوتا تو بیشک اول ہی روز اوسکو چھوڑ دیتے اور تیسرے روز بھی
اوسکو ایسا نہین چھوڑا کہ وہ دار حرب کو لوٹ جاوے بلکہ فراست یا وحی کی رو سے جب
دریافت ہوا کہ اوسکا دل مائل بہ اسلام ہی اور تھوڑی ہی ملاطفت اور تالیف سے اظہار
اسلام کریگا تب یہ لفظ فرمایا کہ اطلقوہ یعنی کھول دو اوسکو چنانچہ بعد کھول دینے کے وہ
مسلمان ہوگیا اگر بلا تعرض وہ دار حرب کو لوٹ جاتا تب البتہ استدلال اس حدیث
سے گنجایش رکھتا تھا پس یہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہی نہ ہمارے خلاف کی —
حدیث دوم سے مدعاے خصم ثابت نہین ہوتا کیونکہ اونکی گرفتاری قہراً نہین ہوئی
بلکہ صلحاً ہوئی تھی اور وفاے عہد ہر آئینہ واجب ہی اور یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ کے
وقت مراجعت کے حدیبیہ سے ہوا ہی چنانچہ بیان اسکا آگے آویگا حدیث سوم سے
ظاہر ہی کہ وہ اسلام کا مدعی تھا پس اوسکا چھوڑ دینا اور اوسکے بدلے دو مسلمان لے لینے
ہمارے مدعا کے مُضر نہین دیکھیے جناب مجتہد عصر اپنے تحقیق اور تدقیق امام الایمہ ابو حنیفہ رحمۃ

کی اونکی تحقیق اور دلائل کے مطالعہ کے بعد کون شخص ہی کہ اونکے خلاف اس باب مین آگے
دے سکتا ہی اگر آپ کچھہ استعداد رکھتے ہین تو اونکی دلائل کو رد کیجیئے مگر آپ سے انشاء اللہ تعالی
یہہ ہرگز نہو سکیگا یہہ مسئلہ ہی کہ آپکے زعم فاسد مین یہہ تھا کہ اس مسئلہ مین امام ہمام نے غلطی فاحش
کی ہی اسی سبب سے بہت شد و مد سے آپنے حسب عادات جاہلان علماء حنفیہ پر زبان
طعن کی کھولی تھی آپ لوگون کے زعم فاسد مین یہہ ہی کہ امام ہمام قیاس پر زیادہ عمل کرتے
ہین اور احادیث و آیات کی طرف توجہ کم فرماتے ہین مگر آپ لوگون کا یہہ زعم سراسر فاسد
اور تمامتر حسد ہی دیکھو اس مسئلہ خاص مین کسقدر کوشش بلیغ فرماکر یہہ فتوی دیا ہی اور کس
درجہ اتباع آیات اور احادیث کا واجب سمجھا ہی **قال** بحث پنجم نسبت منسوخ ہونے اس
آیت کے **اقول** بحث اسکی بہت مفصل مذکور ہوئی **قال** اتنی بات یاد رکھنی چاہیے
کہ اس جگہ مین علماء نیہ دو غلطیان ہین اول یہہ کہ سورۂ براۃ کی آیت مین جو عنقریب بیان ہوگی
استرقاق کا مطلق ذکر نہین پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہی **اقول** جب
علماء حنفیہ اس بات کو ثابت کر چکے کہ حکم من و فداء کا منسوخ ہو گیا اور اون آیات سورۂ
برائت اور سورۂ انفال مین اسیر کرنے اور قتل کرنیکا حکم ہی اور احادیث صحیحہ مین اساری
کے حق مین حکم استرقاق کا بھی وارد ہی اور اسیری سبب ہی استرقاق کا پس باعتبار تسمیہ
المسبب باسم السبب اگر نام اون آیات کا آیات استرقاق رکھا تو کچھہ غلطی نہین مگر
چونکہ آیت اما منا و اما فداء مین مطلق ذکر حریت کا نہین اور من و فداء مستلزم و سبب حریت بھی
نہین پس مجتہد عصر نے جو نام اوس آیت کا آیت حریت رکھا ہی البتہ محض غلط اور بے سبب ہی
قال دوسرے یہہ کہ آیت قتل کو یا سورۂ براۃ کو جو آخر ما نزل کہا ہی یہہ بھی غلط ہی علماء کا قول
ہی کہ سورۂ براۃ یکلخت پوری اوتری ہی اوسکے بعد کوئی پوری سورت نہین اوتری
پس جتنی سورتین کہ پوری پوری اوتری ہین اونمین اخیر سورت البتہ اخیر ہی الا آخر ما نزل
نہین ہی فقط **اقول** یہہ قول مجتہد عصر کا کہ علماء کا قول ہی کہ سورۂ براۃ یکلخت پوری

اوتری تھی الخ غلط محض ہی اور سراسر افترا اونکا قول یہ ہی کہ معظم سورۂ براۃ کہ اول سے
تا قریب چالیس آیتوں سکے ہی ایک مرتبہ نازل ہوئی ہی اور یہ ہی مراد ہی لفظ کاملہ سے
ہم آمین اس جگہہ زیادہ بحث ضرور نہین جانتے یہی ہی کہ سورہ براۃ کے بعد کوئی سورۃ
پوری نہین اوتری چونکہ سورۂ براۃ مین حال غزوۂ تبوک اور دیگر حالات ایسے ہین کہ
جنسے ثابت ہوتا ہی کہ رجب ۹ سنہ ہجری مین یا کچھہ بعد اوسکے ور قبل از ذی القعدہ ۹ سنہ
ہجری کے اوتری ہی کیونکہ اوسی مہینے مین حضرت ابوبکر صدیق رضا اور حضرت علی رضا کو
اوسکی آیات کے اعلان کرنیکے واسطے ایام حج ابوبکر صدیق مین پیغمبر خدا صلعم نے مکے کو
بھیجا تھا پس ہر آئینہ آیت اما منا بعد و اما فدا اوسے کہ بقول غیر ثابت مجتہد ۲ سنہ ہجری مین
نازل ہوئی تھی بعد کو نازل ہوئی ہی اور اس مقام پر اسیقدر کافی ہی زیادہ بحث کرنا کچھہ ضرور نہین **قال** غرضکہ ان
روایتون سے حنفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت من و فدا کو منسوخ بتاتے ہین پس
اس امر پر بحث کرنیکے لیے اولا اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہی یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہی
اس مقام پر نقل کرتے ہین **اقول** ایک آیت جسمین صاف حکم اسکا ہی کہ اسیرون کی جب
تک کہ خونریزی نکی جاوے ~~اور انکو مار کر خاک میں ملا دیا جاوے~~ کوئی بات لائق
نہین مجتہد نے یہان چھوڑ دی ہم اوسکو مع شان نزول لکھتے ہین فلما اسروا الاسارى
(یعنی اساری بدر) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما ما
ترون فی ھؤلاء الاساری فقال ابوبکر رض یا نبی اللہ ھم بنو العم والعشیرۃ اری ان
تاخذ منہم فدیۃ فیکون لنا قوۃ علی الکفار فعسی اللہ ان یھدیھم للاسلام
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تری یا ابن الخطاب قال قلت لا واللہ یا رسول
اللہ ما اری الذی رای ابوبکر ولکنی اری ان تمکنا فنضرب اعناقہم فتمکن علیا من
عقیل فیضرب عنقہ وتمکنی من فلان نسیبا لعمر فاضرب عنقہ فان ھؤلاء ایمۃ
الکفر وصنادیدھا فھوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابوبکر ولم یھو ما قلت

فلما کان من الغد جئت فاذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابو بکر رض قاعدین
وھما یبکیان قلت یا رسول اللہ صلعم من ای شیٔ تبکی انت وصاحبک فان وجدت
بکاء بکیت وان لم اجد بکاء تباکیت لبکائکما فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابکی للذی عرض علی اصحابک من اخذھم الفداء لقد عرض علی عذابھم
ادنے من ھذہ الشجرۃ شجرۃ قریبۃ من نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ عزوجل
ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض الی قولہ تعالی فکلوا مما غنمتم
حلالا طیبا فاحل اللہ الغنیمۃ لھم۔ جب اسیر کیا بدر کے قیدیون کو فرمایا رسول
اللہ صلعم نے ابو بکر رض سے اور عمر فاروق سے کیا راے دیتے ہو ان قیدیون کے باب
مین کہا ابو بکر رض نے ای نبی اللہ یہ بنی الاعمام اور کنبے کے لوگ ہین میری راے یہ ہے کہ انسے
ہم فدیہ لین تاکہ ہمکو قوت ہو جاے کفار پر شاید کہ خدا انکو بھی ہدایت اسلام کی کر دے
پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا راے دیتا ہے تو اے بیٹے خطاب کے کہا عمر رض نے کہ
مینے کہا کہ نہین واللہ ای رسول اللہ مین وہ راے نہین دیتا جو ابو بکر نے دی ہے
لیکن میری راے یہ ہے کہ ہمکو قادر کر دے تو اسپر کہ ہم انکی گردنین مارین قادر کر دے
علی کو عقیل بن ابی طالب پر کہ وہ اوسکی گردن مارے اور مجکو قادر کر دے کہ فلان شخص
جو میرا قریب ہو اوسکی گردن مارون پس بتحقیق یہ لوگ پیشوا ہے کفر ہین اور سردار کافرون
کے ہین پس میل فرمایا رسول اللہ صلعم نے طرف قول ابی بکر کے اور نہ میل فرمایا طرف
میرے قول کے پھر جب ہوا دوسرا دن تو آیا مین پس دیکھتا ہون کہ رسول اللہ صلعم
اور ابو بکر رض بیٹھے ہوئے ہین اور رو رہے ہین مینے کہا یا رسول اللہ صلعم کس بات سے
تم اور تمھارے صاحب رو رہے ہین اگر اوس بات سے مجکو بھی رونا آویگا تو مین
بھی رونگا اور اگر نہ رونا آویگا تو تمھارے رونے کے سبب سے رونا لاؤنگا پس فرمایا رسول
اللہ صلعم نے روتا ہون اس بات پر جو تیرے اصحاب نے بسبب لینے فدیے کے مجھپر پیش کی قسم ہے

کہ تحقیق ثابت کیا گیا مجھپر عذاب اونکا قریب تر اس درخت کے یعنی ایک درخت سے جو نزدیک تھا پیغمبر صلعم کے پس اوتاری اللہ نے یہ آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تا فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا پس حلال کی اللہ تعالے نے غنیمت اونکے لیے رواہ مسلم پس اس آیت اور اس حدیث سے ثابت ہی کہ جو رائے حضرت عمر رضہ کی تھی یعنی یہ بات کہ اونکو قتل ہی کیا جاوے وہی درست ٹھہرے اور گذشتہ جو کچھ ہوا تھا معاف فرما کر آیندہ کے واسطے اوسی کے مطابق حکم قرآنی نازل ہوئی اور پھر اثخان اساری اور حل غنیمت کے اور کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی پس اجازت من و فدا کی جو پیشتر تھی وہ منسوخ ہوئی قال اول آیت سورۂ انفال الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ خدا تعالی پیغمبر صاحب سے فرماتا ہی کہ جنسے تو نے عہد کیا ہی پھر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہین اور عہد توڑنے سے پرہیز نہین کرتے پھر اگر تو اونکو لڑائی مین پاوے تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کر دے شاید کہ وہ عبرت پکڑین اقول اگرچہ ترجمہ مجتہد عصر کا تمامتر غلط ہی لیکن اور غلطیان محمول اوپر اسکے ہین کہ مجتہد عصر زبان عرب سے خوب واقف نہین اسلیے مزید کو بمعنی مجرد اور دو جملون کا ایک جملہ ٹھہراتے ہین لیکن فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ کا جو ترجمہ اسطور پر کیا ہی کہ تو اون لوگون تاک جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کر دے عجائب تحریف کی ہی جناب مجتہد صاحب اون لوگون تک آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا غایت یہان کہان ہی حتی یا الی جو غایت پر دلالت کرتا ہی اس آیت مین ہرگز نہین پس آپنے معنی غایت کہان سے گڑھ لیے باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہی اوسکے معنی کہان جاتے رہے تحقیق نزدیک ہی کہ باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہی باے سببیت ہی إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ وَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ

شعر لا تکثر الاموات کلمٌ قتلہٗ والا اذا ثقیتُ بک الاحیاءُ وقال آخر بئس ما الوزینۃ فقد مال عٓ
ولا فیہا یموت ولا یعیش ولکن الوزینۃ فقد تنحص یموت ابوتہ خلق کثیر اور ثقفتہ کے
یہ معنی یہان نہین ہین کہ پاوے بلکہ جہان مقام حرب مین مستعمل ہوتا ہی وہان معنی ثقف کے
گرفتار کر لینے اور غالب آجانیکے ہوتے ہین قال الشاعر **شعر** فاما تثقفونی فاقتلونی وان اثقف
فسوف ترون مالی یعنی اگر تم مجکو پکڑ لو یا غالب آؤ تو مار ڈالو اور جو مین تمکو پکڑ لونگا یا غالب
آؤنگا تو دیکھ لیجیو میری شان کو قاموس مین ہی ثقفہ کسمعہ صادفہ او اخذہ او ظفر بہ
او ادرکہ انتہے پس صحیح معنی آیت کے یہ ہین کہ اگر تو اونکو پکڑ لے لڑائی مین تو تو پریشان اور
تتر بتر کر دے بسبب اونکے اون لوگون کو جو اونکے پیچھے ہین جب یہ معنی متحقق ہو لئے تو اب
جناب مجتہد کو چاہیے کہ ایک دم کے واسطے گمراہی پاس دو ستون کو برطرف کرکے دیکھین کہ
تفریق اور تتر بتر کر دینا اور محاربین کا یا قتل و استرقاق اسیرون مین متصور ہی یا اونکو رہا کرکے
دیگر نکی جمعیت مین شامل کرکر اونکی جمعیت کو مجتمع اور قوی کر دینے مین کونسا صاحب
عقل ہی کہ دوسری شق اختیار کر سکتا ہی مجتہد عصر قائل ہین کہ یہ آیت بنی قریظہ کے باب
مین نازل ہوئی ہی پھر اوہین سے مناسب حال اس آیت کے تفسیر کیجیے اور دیکھیے کہ بحضور
پیغمبر صلعم صاحب وحی کے کہ اونسے زیادہ کوئی کلام خدا کو نہین سمجھ سکتا بنی قریظہ کا کیا
حال کیا گیا کہ اونمین سے جو قابل لڑنیکے تھے اونکو قتل کیا گیا اور جو قابل لڑنے کے نتھے
اونکو لونڈی غلام بنایا گیا کسی شخص کو اونمین سے بہ فدیہ یا بدون فدیہ کے چھوڑا نہ گیا
چنانچہ بخاری مین ابن عمر رض سے روایت ہی قال حاربت النضیر وقریظۃ فاجلا
بنی النضیر واقر بنی قریظۃ ومن علیہم حتی حاربت قریظۃ فقتل رجالہم وقسم نساءہم
واموالہم واولادہم بین المسلمین الا بعضہم لحقوا بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم فامنہم
واسلموا کہا ابن عمر رض نے کہ لڑے تھے نضیر اور قریظہ پس جلاوطن کر دیا تھا پیغمبر خدا صلعم نے

بنی نضیر کو اور ٹھہرا رہنے دیا تھا بنی قریظہ کو اور احسان رکھا اونپر یہانتک کہ لڑے
بنی قریظہ پھر قتل کیا اونکے مردون کو اور تقسیم کر دیا اونکی عورتون اور مال اور بچون کو
درمیان مسلمانون کے مگر کچھ لوگ اون مین سے جو مل گئے تھے پیغمبر خدا صلعم سے تو اونکو
امن دی پھر وہ اسلام لائے چونکہ یہ حدیث مفسر ہی آیت کی اور بسبب لحوق اس بیان کے
وہ آیت مفسر ہو گئی اور معنی آیت کے یہی متعین ہوئے کہ جنپر بحضور پیغمبر صلعم عمل ہوا بس
کوئی چارہ نہین اس سے کہ فشرد بہم کا ترجمہ یہی کیا جاوے کہ فشرد بقتلهم واسترقاقهم
من خلفهم یعنی پراگندہ کر دے بسبب قتل کی و استرقاق اونکی کے اون لوگون کو جو اونکے
پیچھے ہین کما قال الشاعر الا اذا شقیت بك الاحیاء یعنی مگر کہ بدبخت ہو جاوین زندہ لوگ
بسبب قتل کرنے تیرے کے اونکو و کما قال اللہ تعالی لیغیظ بهم الکفار یعنی تاکہ غصے
مین ڈالے بسبب خوشحالی اور سعادت مسلمانون کی کفار کو اور بطور یہ تفسیر آیت کی
اعلام مفسرین سے کی ہی چنانچہ خود مجتہد عبارات اونکے بطور سند اپنے قول کے بحوالہ
مدارک لکھتے ہین فشرد بهم قال الزجاج افعل بهم ما تفرق جمعهم و تطرد بهم عن
یک انیهم یعنی اونکے ساتھ وہ کام کر کہ جس سے اونکی جمعیت مین تو تفرقہ ڈال دے
اور تنہا کر دے تو بسبب اوس فعل کے اون لوگون کو جو اونسے نزدیکی رکھتے ہون دیکھو
لو یہ سند جو مجتہد لائے ہین صاف ہمارے مدعا کے موافق ہی کیونکہ تنہائی اور تنہا رہ جانا
اور لوگون کا اسی صورت مین متصور ہی کہ اون قیدیون کو چھوڑ نجاوے اور در صورت
چھوڑ دینے کے تو تکثیر جماعت ہو گئی تفرید کہان باقی رہی پھر مجتہد عصر عبارت تفسیر کبیر
کو سند لاتے ہین فمعنی الایۃ انك ان ظفرت فی الحرب بھؤلاء الکفار الذین ینقضون
العهد فافعل بهم فعلا یفرق بهم من خلفهم قال عطاء تثخن فیهم القتل حتی
یخاف غیرهم وقیل نکل بهم تنکیلا یشرد غیرهم من ناقضی العهود یعنی معنی
آیت کے یہ ہین تحقیق تو اگر پکڑ لے تو اون کفار کو جو عہد توڑتے ہین تو اونکے ساتھ وہ

معاملہ کرکہ پراگندہ کردے وہ معاملہ بسبب اونکے اون لوگون کو جو بعد اونکے ہین کہا عطا
نے کہ خوب طرح پر قتل کر اونکا تاکہ ڈرین تجھسے ماسوا اونکے اور کہا گیا ہی کہ ایسی تعذیب کر
اونکی کہ اونکی تعذیب پراگندہ کردیوے اونکے غیرون کو جو توڑنے والے عہد کے ہین
دیکھو اس تفسیر سے بھی ہمارا یہی مدعا ثابت ہی کہ وہ کام کرنا چاہیے جسسے جمعیت کفار کی
پراگندہ ہوجاوے نہ وہ کہ جس سے جمعیت مین قوت اور کثرت ہوجاوے بموجب قول عطا
بن یسار کے جو اس تفسیر مستند لہ مجتہد عصر مین مذکور ہی صرف قتل ہی اونکا واجب ہی اور
بموجب دوسرے قول کے کہ اوسمین مطلق تعذیب ہی جواز استرقاق بھی سمجھا جاتا ہی مگر من فدا
کی نفی دونون قولون سے ثابت ہی پھر مجتہد عصر تفسیر کشاف کی سند لاتے ہین فشرد بہم
من خلفهم ففرق عن محاربتك ومناصبتك بقتلهم شر قتلة والنكاية فيهم من ورائهم
من الكفرة حتى لا يجسر عليك احد بعدهم اعتبارا بهم واتعاظا بحالهم اس عبارت
کے معنی مین مجتہد صاحب نے بہت ہی تصرف فرمایا ہی چنانچہ ہم اوسکی شرح کرینگے اور ایک جملہ
اوپر سے چھوڑ دیا فاما تصادفنهم وتظفرن بهم فشرد بهم الخ معنی صحیح اس عبارت کے
یہ ہین کہ جب تو اونکو پکڑلے اور فتحیاب ہوجاوے اونپر تو بسبب بُری طرح کے قتل کرنے
کے اونکو اور اونکو زخمون مین چکنا چور کرنیکے پراگندہ کردے اپنی جنگ اور عداوت سے
اون لوگون کو جو سوا اونکے ہین کافرون سے تاکہ بعد اونکے کوئی تجھپر جرأت نکرے اونکے
حال سے عبرت اور نصیحت پکڑ کر دیکھو یہ تفسیر ہمارے مدعا کے موافق ہی اور اس سے
اسیران مقاتلین کے حق مین بجز اسکے کہ اونکو خوب قتل کرو اور خوب زخمون مین چکنا چور
کرو اور کسی چیز کی اجازت نہین پائی جاتی اور اس تفسیر سے بھی ظاہر ہی کہ باد جارہ بہم مین
باو سببیت ہی اور معنی بہم کے یہ ہین کہ بسبب اونکے قتل کے اور اس تفسیر مین ایک لفظ
ہی شر قتلة یہ لفظ مبالغہ قتل مین مستعمل ہوتا ہی ایسے مقام پر کہ جہان بیدھڑک ذلت و
رسوائی سے قتل کیا جاتا ہی عرب کہتے ہین قتله قتلة سوء و شر قتلة دوسرا لفظ آیا ہی

والنکایۃ فہو نکایۃ کے معنی ہین قتل وجرح نکیت العدو و نکی فی العدو نکایۃ اذا قتلتہ وجرحتہ قال ابو النجم ننکی العدو ونکرم الاضیافا یعنی قتل کرتے ہین ہم دشمن کو اور اکرام کرتے ہین ہم مہمانون کو اگرچہ اور تراجم مین بھی مجتہد عصر نے خیانت بہت کی ہی پر ہمنے بسبب اسکے کہ ہم کچھ متقلدانہ گفتگو نہین کرتے اوس سے کچھ تعرض نہین کیا لیکن چونکہ جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ منجملہ اعلام علماے علم لغت و تصریف و نحو و بیان کے ہی ایسے شخص کے کلام کی صیانت کا ہمارا حق ہی اور ہمپر واجب ہی کہ اوسکے کلام کی درباب بیان و معانی و لغت و محاورہ عرب کے بہت حفاظت کرین اور بدیانتی او میمن چلنے نہ دین لہذا ہم مجتہد عصر کی خیانت کا عبارت کشاف مین اعلان کرتے ہین اوس نے لکھا ہی ففرق عن محاربتک و مناصبتک بقتلہم مجتہد عصر اوسکے ترجمے مین از راہ خیانت کے لکھتے ہین کہ (لڑنے سے اور بری طرح قتل کرنے سے) دیکھو کیسی خیانت ظاہر ہی جنکو کچھ بھی دخل ہوگا علم عربیت مین وہ اس خیانت کو خوب سمجھ لیگا مفسر نے لفظ عن اوپر محاربۃ کے داخل کیا اور مناصبت کو اوسپر معطوف کیا اور عن واسطے ...... مجاوزۃ کے مستعمل ہین عرب کہتے ہین رمیت السہم عن القوس چونکہ ...... تیر کی کمان سے متحقق ہوا اسلیے لفظ عن یہان آیا اور پھر مفسر نے لفظ بقتلہم ...... لایا اور لفظ قتل پر باء سببیت داخل کی مجتہد عصر نے مدخول عن ...... معطوف و معطوف علیہ ٹھہرا کر غلط ترجمہ کر دیا عن کے معنی ...... اوسکا مدعا تو یہ تھا کہ اپنی جنگ و مقابلہ سے دور کر دے قبیلوں ...... لوگ ان کو اور یہ دور کرنا کس طرح پر حاصل ہوگا یہ دور کرنا بسبب قبیلوں کے قتل کیے ہونے مجتہد عصر نے اوسکے مدعا کے سر پر لات جما دیا پھر لفظ نکایۃ واسطے تاکید قتل کے یہان ذکر کیا تھا ...... اوسکے معنی طبیعت خیانت پسند نے گھڑ کر غلط لکھ دیے یعنی اوسکا ترجمہ بلفظ خرابی کر کے اصل مدعا کو خراب کر ڈالا ...... بالسہو من شرور انفسنا و سیئات اعمالنا اور ہم کہتے ہین کہ علاوہ ان مفسرین کے جماعت مترجمین نے بھی

اسی طرح ہر آیت کا ترجمہ کیا ہی جسطرح ہمنے کیا ملا حسین واعظ لکھتے ہین فشرد بہم یس پریدہ گردان و متفرق ساز بسبب قتل ایشان من خلفهم آنرا کہ از پس عہد ایشان فرار سند۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین متفرق ساز بسبب شکستن ایشان آنانرا کہ پس پشت ایشان باشند انتہی کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم مفسرین کے اقوال سے استدلال تقلیدی کرتے ہین ہرگز نہین بلکہ ہمنے ترجمہ آیت کا مطابق لغت و محاورہ عرب کے پیش کر دیا ہی اور ہر لغت پر سند اہل زبان کی پیش کی ہی اس مقام مین ہمنے جو عبارات مفسرین کی لکھی ہین اپنی طرف سے نہین لکھین بلکہ مجتہد عصر جو تقلیداً اونسے استدلال غلط کرتے تھے اونکی غلطی کے اظہار کے واسطے نقل کی ہین ورنہ ہمکو اونکے نقل کی کچھ ضرورت نتھی۔ الغرض جب بموجب بیان فعلی جناب صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام اور بموجب لغت عرب اور محاورۂ فصحا و بلغا کے ہم ثابت کر چکے کہ معنی تشرید کے پراگندہ کرنا اور متفرق اور تتر بتر کرنا ہی اور کلمہ بہم ہر آئینہ از روے فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام مفسر بہ قتل و استرقاق ہی اور من و فدا مستلزم تحزب و اجتماع جمعیت کا ہی چنانچہ یہ بات ملاحظہ حال اسیران بدر سے ثابت ہی کہ بعد رہائی کے غزوۂ احد و احزاب مین مجتمع ہو کر محاربہ کو چڑھ آئے پس من و فدا ہر آئینہ مستلزم ایسی چیز کا ہی جو صراحۃً مناقض تشرید ہی اور بھی منافی قتل و استرقاق ہی کہ بموجب فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کے کلمہ بہم اونکے ساتھ مفسر ہوا ہی پس آیت مستشہدہ ہر آئینہ مفسر ہوئی درباب وجوب قتل و استرقاق کے لیکن اب یہان کلام اسمین رہا کہ کلمہ شرد بصیغہ امر جو یہان واقع ہی آیا واسطے ایجاب کے ہی یا بیان اولویت و افضلیت کے ہی اگر شق اول ہی تو آیت مؤید مذہب حنفیہ کی ہی کہ جب تشرید مفسر بہ فعل رسول اللہ صلعم واجب ہوئی تو من و فدا جائز نہین رہا اور اگر شق ثانی ہی تو مذہب شافعی کی صحت کے واسطے ایک وجہ ظاہر ہوتی ہی اور ہمکو اس

[illegible] کے بحث کرتے ہین

نسبت عدم جواز من وفدا اور وجوب قتل واسترقاق جو باہم ہمارے علما مین مختلف فیہ ہی بحث نہین کرتے **قال** دوم آیت سورہ براۃ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جن مشرکین عرب نے عہد شکنی کی تھی اونکی نسبت خدا تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہی گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو اونکی گھات مین ہر گھات کی جگہہ مین پھر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ چھوڑدو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان **اقول** اس آیت کے ترجمے مین بحث اوپر گذر چکی ہی **قال** سوم آیت سورۂ بقر اللہ صاحب نے فرمایا وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ جو لوگ تمسے لڑتے ہین تم بھی اونسے خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو بے شک اللہ زیادتی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ اور نکالو اونکو جہان سے اونھون نے تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہی اور اونسے کعبے کے پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین پھر اگر وہ تمسے لڑین تو اونکو مارو یہی سزا ہی کافرون کی پس اگر باز رہین وہ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی اور لڑو اونسے تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا **اقول** صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ لڑو خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تمسے لڑین اور زیادتی نکرو کہ تحقیق اللہ دوست نہین رکھتا زیادتی کرنے والون کو اور قتل کرو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکال دو اونکو جہان سے

اونھون نے تمکو نکال دیا تھا اور فتنہ سخت تر ہی قتل سے اور نہ لڑو اون سے مسجد حرام
کے پاس تا آنکہ وے تمسے نہ لڑین اوسمین پھر اگر وے تمسے لڑائی کرین تو قتل کرو اونکو
ایسی ہی سزا کافرون کی پھر اگر وے باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اونسے
تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا + یہان استدلال ہی واقتلوہم حیث
ثقفتموہم سے معنی ثقف کے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ مجرد پانا نہین ہی بلکہ پکڑ لینا ہی
از روے غلبہ اور فیروزی کے چنانچہ علامہ زمخشری لکھتے ہین کہ الثقف وجود علی وجہ
الاخذ والغلبة ومنہ رجل ثقف سریع الاخذ لاقرانہ فاما تثقفونی فاقتلونی فمن
اثقف فلیس الی الخلود یعنی ثقف کے معنی ہین پانا بروجہ پکڑ اور غلبہ کے اور اسی سے ہی
رجل ثقف یعنی جلد پکڑ لینے والا ہی اپنے ہمسرون کو اور اوسکی سند یہ شعر ہی
اگر پکڑ لوگے تم مجھکو تو مار ڈالوگے　　پھر مین جسکو پکڑ لونگا تو نہین ہی اوسکی زندگی
پس آیت نص ہی اس بات مین کہ جب تم پکڑ لو کفار کو تو مار ڈالو اور چونکہ ظاہر امر واسطے
وجوب کے ہی تو قتل قیدیون کا واجب ہوا اور جب قتل واجب ہوا تو من وفدا منسوخ ہو گیا
اور یہی ہی قول علماے حنفیہ کا **قال** چہارم آیت سورہ نسا وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا
فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّى يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا
فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا
اقول ترجمہ اسکا یہ ہی کہ دوست رکھا اونھون نے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جیسے کہ وہ
کافر ہوئے تو ہو جاؤ تم برابر اونکے پس نہ بناؤ اونمین سے اپنے دوست جب تک کہ وہ
خدا کی راہ مین ہجرت نہ کرین پس اگر وہ نہ مانین تو اونکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین
پاؤ اور نہ بناؤ اونمین سے کسی کو دوست اور نہ مددگار **قال** پنجم آیت سورہ نسا سَتَجِدُونَ
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا
فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا پاؤگے تم اور لوگونکو جو
ارادہ رکھتے ہین اسکا کہ تمسے بھی امن مین رہین اور اپنی قوم سے بھی امن مین رہین جب لوٹائے
جاتے ہین فتنے کی طرف کو تو خوب پلٹ پڑتے ہین اوسمین پس اگر ترک تعرض تمھارا نکرین
اور صلح تمسے نہ کرین اور اپنے ہاتھہ نہ روکین تو پکڑلو اونکو اور قتل کرو جہان کہین پکڑلو یہ
وہ لوگ ہین کہ ہمنے دیا اون پر تمکو پوری کردی تمھاری دلیل روشن **اقول** ان دونون آیتون مین یہ
ہے کہ پکڑو اور مار ڈالو جہان پکڑلو اور صیغہ امر وارد ہے کہ وجوب پر دلالت کرتا ہے پس جب ماخوذین
کا قتل واجب ہے تو من وفدا کہان رہگیا بلکہ نسخ اوسکا ظاہر ہے چونکہ مجتہد عصر کا حکم صراحۃً
برخلاف ان آیات کے ہے لہذا طرح طرح کے مغالطے دیتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال**
فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت من وفدا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ قیدیون کا چھوڑنا
جائز نہین بلکہ قتل کرنا چاہیے مگر اون کا لونڈی غلام بنانا ثابت نہوگا اور ہمکو اسمین بحث ہے
کہ لونڈی وغلام بنانا جائز نہین **اقول** ہم وجوہ استرقاق ضمن بحث آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن
يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ اور آیت فَشَرِّدْ بِهِم مین بیان کرچکے ہین وہان دیکھہ لینا
چاہیے حاجت اعادہ کی نہین یہان بحث نسخ حکم آیت من وفدا کی ہے سو وہ بخوبی ثابت ہوگئی
قال مگر ہم صرف اسی پر اکتفا نکرینگے بلکہ ثابت کرینگے کہ ان آیتون سے آیت من وفدا کا
منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہے **اقول** ہم بھی دیکھتے ہین کہ آپ کسطرح پر اپنا مدعا ثابت کرسکتے
ہین مگر یاد رہے کہ خلاف لغت جو کوئی معنی گھڑے اور بابت جائزہ کو بمعنی کاف جائزہ کے
بیان کیا یا محض کسی قول غیر ثابت پر تقلیداً عمل کیا یا کوئی غیر ثابت روایت کتب سیر و تاریخ
سے نقل کی تو ہم اوسکو ہرگز منظور نکرینگے اور سخت الزام مجتہد عصر پر عائد کرینگے
قال آیت سورہ انفال (یعنی فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ) یہود بنی قریظہ کے حق مین
نازل ہوئی ہے جنسے ۵ سنہ ہجری مین لڑائی ہوئی تھی **اقول** ہمنے اسکو تسلیم کیا اور ہم اوسپر ثابت
کرچکے ہین کہ آیت من وفدا ۲ سنہ ہجری یعنی غزوہ بدر سے پیشتر نازل ہوچکی ہے خواہ مدینہ مین

نازل ہوئی ہو خواہ پیچھے مین **قال** پس جب کہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت من فدا کے نازل ہو چکی تھی تو اوسکی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہی **اقول** ذری کچھ سوچ تو یہ آیت شفہ جہری پہلے تھا یا شفہ جہری اسکو سمجھ کر جو کچھ فرمانا ہو فرمائیے **قال** علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا آیت من فدا کا منسوخ کرنے والا نہین **اقول** پہلے بیشتر جو پہلی جلد کی تفسیر باب میں ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیۂ مذکورہ مفسر ہی بیان استرقاق اور قتل اسارے مین **قال** جبکہ اس آیت مین قتل کی تصریح نہین اور نہ قیدیون کا ذکر ہی تو اوس سے نص صریح آیت من و فدا کی جو بالتخصیص قیدیون کے لیے ہی کیونکر منسوخ ہو سکتی ہی **اقول** اوس آیت میں سب کچھ موجود ہی آیت مذکورہ مفسر ہی در باب قتل و استرقاق کے اور مفسر سے نسخ نص ہر آئینہ جائز ہی مگر نص سے نسخ مفسر مین کلام ہی بعد اسکے مجتہد عصر اوس حدیث کی تحریف پر متوجہ ہوئے جسمین تفسیر فعلی آیت فشرد بہم کی مذکور ہی اور جسکے سبب ہم اوس آیت کو مفسر در باب قتل و استرقاق اسارے کے کہتے ہین مگر وہ امر قبل از شروع اس بحث کے لکھتے ہین کہ آئندہ بھی کام آوین اور بار بار لکھنا نہ پڑے آنحضرت پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی بات تعلیماً فرماتے تھے یا کچھ خبر دیتے تو اوسکو کئی کئی بار اعادہ کیا کرتے تھے تاکہ ہر کوئی سمجھ لے چنانچہ ترمذی نے شمائل مین انس بن مالک رضی سے روایت کی ہی اور بخاری نے بھی یہی مضمون نقل کیا ہی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعید الکلمۃ ثلثاً لتعقل عنہ یعنی رسول اللہ صلعم عادت کرتے تھے ایک بات تین بار تاکہ خوب سمجھ لیا جاوے اسی سبب سے بعض اوقات مین الفاظ مرادفہ یا قریب المعانی کا باہم اختلاف ہی اور جب ایسے کلمات کسی حدیث مین واقع ہون تو اونکو ایک ہی معنی پر محمول کرنا چاہیے تاکہ باہم تناقض نہ ہو وے اور حدیث کا لحاظ رکھنا چاہیے اسکا کہ ایسے انداز سے اون کلمات میں سے کسی کی تفسیر نہ کیا جاوے کہ تناقض یا تعارض لازم آجاوے دوسرے بخاری کا دستور ہی کہ جہان کہین راوی کا شک کسی کلمہ مین ہوتا ہی اوسکی تصریح کرتا ہی کہ شک فلان اور اسی طرح

مستند کر دیتا ہی چنانچہ یہ بات دیکھنے والوں صحیح بخاری پر مخفی نہیں اب ہم مجتہد کی تقریر پر
توجہ کرتے ہیں قال یہود بنی قریظہ نے خود اپنے تئین اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا
عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد بن معاذ تجویز کریں وہ اونکو دیجاوے اور
رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کر لیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا
صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ مخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے اقول
کلام اسمین ہے کہ اونھون نے خود اپنے تئین سپرد کر دیا تھا اور کچھ معاملہ پیش آیا تھا عنقریب
آویگا بالفرض اگر اونھون نے عاجز ہو کر اپنے تئین خود سپرد کیا تو اونکے اپنے تئین خود سپرد
کر دینے سے یہ بات کیونکر ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین
فرمایا تھا کہ آیت مین اونکے قتل کا حکم ہے اگر مجتہد صاحب کوئی دلیل اس دعوے پر رکھتے
ہوں تو پیش کریں قال اسمین کچھ شک نہین کہ وہ قتل ہوئے مگر کسی حکم منصوص سے
آیت سے بلکہ سعد بن معاذ کی پنچایت سے اقول بنی قریظہ پر بسبب عہد شکنی کے بمجرد
فراغت غزوہ خندق آنحضرت لشکر کشی ہوئی یہان تک حضرت صلعم نے اپنے اصحاب کو تاکید
فرمائی کہ نماز عصر کی بنی قریظہ مین جا کے پڑھیں اور روایت بخاری او مسلم مین ہے کہ جبرئیل آئے
اور اونھون نے پیغمبر صلعم سے کہا کہ تمنے ہتھیار کھول ڈالے حالانکہ ہمنے ابھی تک
ہتھیار نہین کھولے ہین [illegible] اور اشارہ کیا بنی قریظہ پر فوج کشی کیجیے چنانچہ اوسی وقت بنی قریظہ
پر لشکر کشی ہوئی اور اونسے لڑائی ہوئی چنانچہ مسلم مین ہے کہ [illegible] رسول اللہ صلعم نے مقاتلہ کیا [illegible] پیغمبر صلعم
جب [illegible] مغلوب ہو تو تنگ ہو کر سعد بن معاذ انصاری کے حکم پر راضی ہوئے اونھون نے حکم دیا کہ اونکے لڑنے والوں
قتل کیا جاوے اور اونکی ذریت کو لونڈی غلام بنایا جاوے رسول اللہ صلعم نے فرمایا لقد حکمت فیہم بحکم اللہ [illegible]
یعنی فیصلہ کیا تونے اے سعد بن معاذ بحکم خدائے عز و جل کے اور بعد اوس [illegible] اونکے حکم کے
آنحضرت صلعم نے اونکے لڑنے والون کو قتل کیا اور اونکی ذریت کو مجاہدین پر تقسیم فرمایا
چنانچہ بخاری نے کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر مین روایت کی فقتل رجالہم

وقسم نساءهم واموالهم واولادهم بين المسلمين قتل کیا پیغمبر صلعم نے اونکے مردونکو
اور تقسیم کیا اونکی عورتون اور اموال اور اولاد کو درمیان مسلمانون کے آپس ہیچ مجتہد عصر
فرماتے ہین کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا
تھا کہ خواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے محض مغالطہ ہے سعد بن معاذ رض نے بھی آیت کا یہ مطلب
سمجھا کہ مطابق اوسکے حکم دیا اور پیغمبر خدا صلعم نے بھی ویسا ہی سمجھا کہ بہ نسبت حکم سعد بن
معاذ رض کے یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل اور پھر اوسی حکم کو جاری کیا کہ مطابق اوسکے
قتل و استرقاق عمل مین آیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ نہ کسی حکم منصوص اس آیت سے بلکہ سعد
بن معاذ رض کی پنچایت سے یہ بھی مغالطہ ہے حکم منصوص آیت کیا یعنی یہ حکم سعد بن معاذ اور
تسلیم کرنا رسول اللہ صلعم کا اوس حکم کو اور نسبت اس حکم کے یہ فرمانا کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل
نص سے بڑھکر مفسر اوس آیت کا اس طرح پر ہو گیا کہ وہ آیت محکمات و مفسرات مین ہو گئی
کہ بجز اسکے اور کسی محمل پر محمول ہی نہین ہو سکتی اور جسقدر اجمال اوس آیت مین تھا سب تفسیر
فعلی اور قولی سے جاتا رہا اور سعد بن معاذ کی پنچایت حکم آیت کے برخلاف تو نہین تھی جو
مجتہد عصر نے اوسکو بہ لفظ اضراب یعنی بلکہ کے لکھا ہے اگر اوسکا حکم خلاف آیت کے ہوتا تو پیغمبر
خدا صلعم ایسے حکم کو جو خلاف قرآن ہو کس طرح پر جاری کر دیتے اور اوسکی نسبت کس طرح پر یہ فرماتے
کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل اور اگر بنی قریظہ کے حق مین یہ عمل جو وقوع مین آیا بموجب حکم آیت
کے نہ تھا تو آپ ہی فرمایئے کہ امتثال حکم آیت کا کسی اور طرح پر ہوا ہوگا اور طرح پر ہوا تو اوسکو
ثابت کیجیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس امر کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ حکم آیت فاما تثقفنهم
في الحرب فشرد بهم من خلفهم بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوا ہے اور مخاطب اسکے پیغمبر
خدا صلعم ہین اور کلمہ شرد بصیغہ امر وارد ہے کہ اس جگہ دال ہے اوپر وجوب کے پس پیغمبر صلعم پر فرض
تھا کہ بامتثال حکم آیت کے حکم آیت کو بہ نسبت بنی قریظہ کے جاری فرماتے کیونکہ عصیان شان
انبیا کے سراسر خلاف ہے پس اگر مطابق فیصلہ سعد بن معاذ رض کے امتثال آیت کا ہوا تو مجتہد صاحب

فرماوین کہ اور کسطرح پر ہوا اگرچہ اس فیصلہ سعد بن معاذ رضہ کو امتثال حکم آیت کا نہ سمجھیں تو سراسر
بدبختی اور شامت ہماری اور قساوۃ قلبی ہی کہ ایک الزام تو ہمنے ایسے صحابی جلیل القدر پر کہ
جسکے حق مین پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین کہ اھتز عرش الرحمن بموت سعد بن معاذ رواہ
البخاری اور اوسکے حق مین اصحاب سے فرماتے ہین کہ قوموا الی سیدکم وتحیوکم رواہ مسلم
اور اونکے حسن عاقبت کی اس حدیث متفق علیہ مین خبر دیتے ہین عن البراء قال اھدیت
لرسول اللہ صلعم حلۃ حریر فجعل اصحابہ یمسونها ویتعجبون من لینها فقال اتعجبون
من لین ھذہ لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنۃ خیر منها والین بڑا الزام لگایا کہ اونھون
نے حکم خدا کے برخلاف فیصلہ کیا اور مرتے وقت وبال اس جرم کبیرہ کا اپنے اوپر لیا اور
دو الزام ہمنے پیغمبر صلعم پر عائد کیے ایک یہ کہ امتثال حکم آیت کا کچھ نہ کیا دوسرا یہ کہ ازراہ
ظلم وتعدی کے برخلاف کتاب اللہ کے جو ایک ظالم نے فیصلہ کر دیا اوسکو جاری کر کے
بہت سے آدمیون کو کہ مستحق قتل کے نتھے اور فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑ دینا اونکا واجب
تھا قتل کر دیا اور اون کی ذریت کو آپس مین تقسیم کر لیا حالانکہ خود یہ فرمایا
کرتے تھے کہ انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من
بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع منہ فمن قضیت لہ بشیء من حق اخیہ فلا یاخذنہ فانما
اقطع لہ قطعۃ من النار متفق علیہ نہین ہون مین مگر بشر اور تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس
اور شاید کہ ہووے ایک تمھارا تیز زبان اپنی حجت مین دوسرے سے پس مین حکم کر دون
اوسکے حق مین جیسا کہ سنتا ہون مین اوس سے پس جس شخص کو حکم کر دون مین اوسکے حق مین
کسی چیز کا اوسکے بھائی کے حق مین سے پس چاہیے کہ نہ لیوے اوسکو کہ جز این نیست
کہ مین دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہون انتھی دیکھو اس حدیث مین حضرت صلعم نے
کسقدر تاکید فرمائی ہی اسکی کہ اگر حکم یا حاکم حکم مین غلطی کر کے ایک کا حق دوسرے کو دلانے
کا حکم صادر کرے تو اوس فریق کو جسکے حق مین حکم دیا گیا ہو نہ چاہیے کہ بموجب اوس حکم کے

متمتع ہووے غرضکہ مجتہد دھر کی بنا پر الزام سخت جرم فخیم کا خود پیغمبر صلعم پر عائد ہوا کہ قول
زبانی تو یہ اور جب معاملہ پڑا تو آپ ہی اپنے قول کے برخلاف عمل کرتے تھے ۔ العیاذ باللہ جناب
مجتہد صاحب با این الزام دعوی اسلام ولتعرفنہم فی لحن القول **قال** جناب
حدیث بخاری مین یہ واقعہ مذکور ہی کہ ابن سعید خدری رض نے روایت کی لما نزلت بنو قریظۃ
علی حکم سعد بن معاذ بعث رسول اللہ صلعم وکان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما
دنا قال رسول اللہ صلعم قوموا الی سیدکم فجاء فجلس الی رسول اللہ صلعم فقال
لہ ان ھؤلاء نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ
قال لقد حکمت فیھم بحکم الملک ۔ کہ جب یہود بنی قریظہ نے سعد بن معاذ کے حکم پر
اپنے تئین سپرد کیا تو رسول خدا صلعم نے سعد بن معاذ کو جو وہان سے پاس ایک جگہ مین تھے
بلایا وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جبکہ وہ قریب پہنچے تو آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاو پھر سعد بن معاذ
آئے اور پیغمبر خدا صلعم کے پاس بیٹھے آپ نے اون سے فرمایا کہ ان لوگون نے تمھارے حکم پر اپنے تئین سپرد کر دیا ہی سعد بن معاذ نے
کہا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ جو لوگ انمین لڑنے والے ہین وہ تو قتل کر دیے جاوین اور انکے
بچے قیدی بنا لیے جاوین آپ نے فرمایا کہ تم نے ان لوگون کے حق مین بادشاہ کا سا حکم دیا ۔
اقول یہ حدیث بخاری ومسلم مین کئی طریق سے مروی ہی یہ روایت جو مجتہد نے نقل کی ہی
طریقہ سلیمان بن حرب سے ہی اور طریقون سے جو بخاری ومسلم نے نقل کیا ہی ہم اوسکو لکھتے
ہین روایت بخاری محمد بن بشار کے طریق پر قال سمعت ابا سعید الخدری رضی اللہ
عنہ قال قضیت بحکم اللہ عز وجل وربما قال بحکم الملک یعنی فرمایا رسول اللہ
صلعم نے فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم اللہ عز وجل اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک مخفی نہ رہے
الملک اسماء الہی مین سے ہی ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام
المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ۰ پس دونون کلمون کے
ایک ہی معنی ہین اور مطابق قاعدہ مذکورہ کے ہرگز نہ چاہیے کہ دونون کلمون کے ایسے

معنی مخصوص سمجھ جاویں کہ اہم ناقص ہو جاوے سے روایت مسلم بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ و ابن
بشار فقال النبی صلعم قضیت بحکم اللہ و ربما قال قضیت بحکم الملک فرمایا رسول اللہ صلعم نے
کہ حکم دیا تو نے ساتھ حکم اللہ کے اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک اور بروایت محمد بن مثنی میں یہ لفظ نہیں کہ ربما قال
قضیت بحکم الملک اور روایت زہیر بن حرب سے مسلم میں ہے فقال رسول اللہ صلعم لقد
حکمت بحکم اللہ و قال مرۃ بحکم الملک قسم ہے تحقیق حکم دیا تو نے بموجب حکم خدا کے اور
[illegible] بار فرمایا بحکم الملک اور [illegible] ابن المثنی ابو کریب [illegible] فقال لقد حکمت فیہم بحکم اللہ
عز و جل یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قسم ہے کہ حکم کیا تو نے انمیں بحکم اللہ عز و جل بخاری [illegible]
بروایت ابو الولید یہ کلمات ہیں لقد حکمت بما حکم بہ الملک یعنی قسم ہے کہ تو نے حکم کیا مطابق
اوسکے کہ جسکا حکم دیا تھا خدا نے ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت پیغمبر صلعم جب کوئی بات فرمایا
کرتے تھے تو کبھی کبھی مرتبہ اوسکو کہا کرتے تھے اوسی بنا پر یہاں بھی کبھی روایتیں ہیں اور سب کے
ایک معنی ہیں اگرچہ ان سب روایات میں اشارہ ہے بطرف آیہ کریمہ کے کہ بموجب حکم خدا کے یعنی آیۃ
متلوہ کے تو نے حکم دیا اگر روایت بما حکم بہ الملک میں بہت ہی صاف فرمایا کہ تو نے حکم دیا مطابق
اوس حکم کے جو خدا نے حکم دیا تھا پس مجتہد عصر نے بحکم الملک کا جو ترجمہ اسطور پر کیا کہ بادشاہ کا
سا حکم دیا اس سے ثابت ہے کہ جناب مجتہد کو نہ معنی باے جارہ اور کاف جارہ میں بھی تمیز نہیں
ہے یہاں کالحکم الملک نہیں جو اوسکے معنی بادشاہ کا سا ترجمہ کیا یہاں تو بحکم الملک ہے [illegible]
ہوسکے بحکم خدا یا بفرمان خدا جناب مجتہد صاحب نے باے جارہ کو [illegible] جگہ قرآن میں [illegible]
انا انزلنا التوراۃ فیہا ھدی و نور یحکم بہا النبیون ومن لم یحکم بما انزل اللہ
فاولئک ہم الکافرون ۞ ولیحکم اہل الانجیل بما انزل اللہ فیہ ۔ فاحکم بینہم بما انزل اللہ
ومن آیاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ وغیر ذلک کیا ان آیات کی آپ نے
نزدیک یہ معنی ہیں کہ حکم کرتے تھے پیغمبر توریت کا سا [illegible] حکم دیا خدا کا سا تو وہ [illegible]
چاہیے کہ حکم دیں اہل انجیل [illegible] چیز کا سا جو خدا نے نازل کیا [illegible] انجیل میں [illegible]

جواوتاری ہی خدا نے + خدا کی نشانیون مین یہ ہی کہ قائم ہین آسمان و زمین اوسکے حکم کا سا
سبحان اللہ باین ہمہ ادعاء دعوی اجتہاد پھر ہم جناب مجتہد سے دریافت کرتے ہین کہ اونکے
تریشے مین جو لفظ بادشاہ ہی اس سے مراد بادشاہ حقیقی ہی یا اور کوئی بادشاہ اگر صورت اول
ہی تو عین مدعا ہمارا ہی اور درصورت دوم ظاہر ہی کہ جماعت ملوک تو مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ لفظ
مفرد سے ارادہ جماعت کا صحیح نہین اگر ایسا ہوتا تو لفظ الملوک وارد ہوتا رہی یہ بات کہ کوئی
ایک بادشاہ غیر معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو الملک معرف باللام واقع ہوتا
باقی رہا یہ امر کہ کوئی بادشاہ معہود معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ سیاق و سباق کلام سے
تذکرہ کسی بادشاہ کا لفظاً یا معناً پایا نہین جاتا کہ جسکی طرف لام تعریف سے اشارہ سمجھا جاوے
خود مجتہد بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ بادشاہ معین کون ہی جسکا سا حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے
دیا تھا اور کون سا قرینہ اوسپر دال ہی مجتہد صاحب کی غلط فہمی پر بھی معنی یہ ہوئے جاتے ہین کہ
تو نے اوس بادشاہ کا سا حکم دیا اور چونکہ کسی بادشاہ کا تذکرہ اوپر لفظاً و معنیً نہین ہی کہ جسکی
طرف لام عہد کا اشارہ سمجھا جاوے پس کلمۂ الملک سے بجز بادشاہ حقیقی کے اور کچھ مراد ہو ہی نہین سکتا
اور یہی ہی مدعا ہمارا اگر یہ کہا جاوے کہ الملک مین لام عہد ذہنی ہی کہ جو حکم مین نکرہ کے ہوتا ہی
تو اوسکا جواب یہ ہی کہ لام عہد ذہنی کے ارادے کے واسطے کوئی قرینہ چاہیے بغیر قرینے کے
ارادہ اوسکا صحیح نہین ہی جیسا صرح بہ العلامۃ التفتازانی حیث قال یطلق المعرف باللام للحقیقۃ
الذی ہو موضوع الحقیقۃ المتحدۃ فی الذہن علی فرد موجود من الحقیقۃ باعتبار کونہ
معہوداً فی الذہن وجزئیاً من جزئیات تلک الحقیقۃ مطابقاً ایاہا وذلک عند قیام
قرینۃ علی ان لیس القصد الی نفس الحقیقۃ من حیث ہی ہی بل من حیث الوجود لا من حیث
وجودہا فی ضمن جمیع الافراد بل بعضہا انتہی علاوہ برآن اس تقدیر پر بسبب عجز مجتہد
یہ معنی ہوئے کہ حکم دیا تو نے کسی ایک بادشاہ کا سا اور یہ معنی تمام تر مہمل و مجمل اور محض لغو ہین
کیونکہ وہ ایک بادشاہ صاحب کا حکم معلوم ہے نہ حکم مشبہ بہ کی کیفیت معلوم ہے کہ حکم عدل ہی یا حکم ظلم ہی +

پس ایسے معنی محمل اور لغو پر عمل کرنا کلام افصح الفصحا کو نہایت بیجا اور مبنی بر کمال تعسف ہے اور
ہر گاہ باعتبار ان معانی کے بھی یہ امر تعین نہیں ہوتا کہ وہ حکم حکم ظلم تھا اور مدعا مجتہد کا ان
تاویلات و تحریفات رکیکہ سے صرف یہ ہے کہ سعد بن معاذ کا حکم حکم ظلم برخلاف حکم خدا کے
اور برخلاف مرضی پیغمبر خدا صلعم تھا پس تاویلات و تحریفات مجتہد دھرمی سے بیہودہ ہو گئیں
اگر یہ فرماویں کہ مراد یہ ہے کہ بحکم الملک الجابر یعنی حکم دیا تو نے بادشاہ ظالم کا سا تو ہم کہینگے
کہ اسقدر حکومت طلبی آپ کی مسلمانوں کو گوارا نہیں ہے آپ کوئی پیغمبر نہیں کہ صاحب تحریر
کلام میں اصلاح پر اصلاح دیے چلے جاوینگے اور مسلمان اوسکو منظور کرتے رہینگے حال آنکہ
یہ زیادتی بھی آپکے برخلاف قرائن حالیہ کے ہے ظاہر ہے کہ اگر وہ حکم بادشاہ ظالم کا سا ہوتا تو پیغمبر
عادل خلیفہ خدا سے عدل کے اوسکو کیونکر جاری فرماتے سوا اسکے اگر وہ حکم پنچایت کا حکم
ظلم ہوتا تو چونکہ بنی قریظہ بھی اوس سے راضی تھے تو ایسا حکم پنچایت کا جسمیں اسقدر خرابیاں تھیں
یعنی خداے تعالیٰ کی مرضی کے بھی خلاف تھا فریقین بھی اوسپر رضامند تھے جاری کرنے والے
حکم کے بھی اوسکو برا اور ظالمانہ سمجھتے تھے باایں ہمہ خرابیوں اور مظالم کے اوسکو جاری کیوں
کیا اسکو باطل کیوں نہ کر دیا اگر آپ توہم پرستان مغربیہ و شمالیہ کے تقلید کی ظلمت سے
نکلکر دیکھیں تو صاف یقین فرمالیں کہ تعبیر کرنا جناب رسول اللہ صلعم کا اس ایک مضمون کو کئی عبارات
میں یعنی کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بحکم اللہ عز و جل اور کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بحکم الملک اور
کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بما حکم بہ اللہ اسی غرض سے تھا کہ کوئی کج فہم تہمت ظلم کی سعد بن معاذ
پر نہ لگاوے اسیواسطے تکرار بعبارات متنوعہ اوس مضمون کو ادا فرمایا کہ شائبہ بھی تہمت
کا بھی باقی نرہے مگر ہٹ دھرمی کا کچھ علاج نہیں پھر مجتہد نے نزلت کا ترجمہ جو کیا ہے پنچایت
پر اپنے تئیں سپرد کیا یہ سپردگی نزلت کے معنوں میں کہاں سے پیدا کی اپنی ہوائے نفسانی
کی اتباع سے جس لفظ کے جو معنی چاہتے گھڑ کر لکھدیئے نہ لغت کا اتباع ہے نہ محاورت کی پیروی
ہے نہ مانی بگڑ جاتی ہے سمجھے کہ نزول کے معنی ہیں درآمدن یا فرود آمدن عربی میں اوسکا ترجمہ

حلول اور یہ لفظ بلا واسطہ اور بواسطہ بای جارہ و علی جارہ کے بھی متعدی ہوتا ہی قال فی
القاموس النزول الحلول نزلہم و بہم و علیہم نزولا و منزلا حل انتہے پس جو
لفظ کہ بتوسط علی نزل کے بعد واقع ہو وہی ہے جسکی طرف نزل متعدی ہے پس معنی لما نزلت
بنو قریظہ کے یہ نہیں ہیں جو آپ نے گھڑے ہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ بنو قریظہ سعد کے حکم میں
آگئے یعنی وہ خود انھوں نے اوسکو اپنا حاکم اس معاملے میں بنایا انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین جب ہم داخل ہوتے کسی قوم کے میدان میں تو کیا بری ہے صبح ڈرائے گیونکی
آپ نے انزلنا و مفعولی کے لغت و محاورہ عرب سے ایک مفعول نزلت کا اور پیدا کیا یعنی لما نزلت
بنو قریظہ انفسہم علی حکم سعد تو آپ نے نزلت کو متعدی الی اثنین ٹھہرایا ایک تقدیراً بلا واسطہ دوسرا مذکور بواسطہ
علی پھر جب ایسا کیا تو لازم آیا کہ نزلت بمعنی انزلت یا نزلت لیا جاوے یعنی فعلت فعلا کو
بمعنی افعلت افعالا یا فعلت تفعیلا کے ٹھہرایا جاوے ورنہ تقدیر صحیح نہوگا + وما ہذا الا الجہل البعید
غرضکہ جب مجتہد عصر ترجمہ کسی آیت یا حدیث کا فرماتے ہیں اوسمیں بغیر تحریف کے باز نہیں رہتے
تحقیقات مذکورہ سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ سعد بن معاذ رض نے بموجب آیت قرآنی کے حکم قتل و
استرقاق بنی قریظہ کا دیا تھا اور وہی کو پیغمبر خدا صلعم نے جاری فرمایا اور اوسی طرح پر امتثال
حکم آیت کا حضور جناب رسول اللہ صلعم سے ہوا نہ اور کسی طرح پر اور جسقدر مجتہد عصر نے حدیث کے
معنی میں تحریف کی ہے کسی طرح پر قابل التفات کے نہیں قال اس تمام واقعہ سے جو اس حدیث
میں مذکور ہے بخوبی ظاہر ہوگا کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا اقول جناب
مجتہد صاحب بتعمیل رسول اللہ صلعم سے حکم آیت کا مفسر ہو گیا تو وہ تو منصوص سے بھی ایکدرجہ
بڑھ گیا منصوص کیا وہ تو مفسر ہو گیا پس اوسمیں تاویل کی گنجایش نہیں اگر آپ نے یہ بات سمجھا
اس حکم کے جسکا امتثال پیغمبر خدا نے کیا اور آیت کا اور کوئی حکم منصوص تھا تو اوسکو بیان کیجئے
اور چونکہ آیت مصدر بصیغہ ایجاب ہے کہ حضرت صلعم پر امتثال اوسکا ہر آئینہ واجب ہے تو یہ بھی جناب
کو آپکے اوس منصوص فرضی کی کسطرح تعمیل ہوئی ورنہ یہ سب باتیں آپ کی محض شاخسانہ ہیں آپ ہمسری

آیات کو جو اس باب مین وارد ہوئی لکھتے ہین اور اوس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ معاملہ مطابق
حکم خدا کے ہوا اور خدا اس باب مین اپنا انعام مومنین پر بیان کر کے اونکی کوشش اور صدق
و خلوص نیت پر اونکی مدح کرتا ہے مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ
مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ
وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا وَرَدَّ اللّٰهُ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا
عَزِيزًا وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ
فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَ
دِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ان آیات
کو ذری غور کر کے پڑھیے اور دیکھیے کہ اول تو خدای تعالی نے مومنین کے اوپر اونکے
صدق کے اور اوپر اس بات کے کہ اونھون نے جیسا خدا سے عہد کیا تھا اوسمین کچھ فرق نہین
کیا صفت و ثنا کی اور جزاے خیر کا اونکو مستحق ٹھہرایا اور پھر اپنے انعام اور اپنی طرف سے
جزاے خیر جو اونکو دی اوسکو بیان فرمایا کہ تمھاری طرف سے قتال احزاب مین وہ خود کافی
ہو گیا اور جنھون نے احزاب کی مدد کی تھی یعنی بنی قریظہ اونکے دل مین تمھارا رعب ڈال
دیا کہ ایک فریق کو تو اونمین سے تمنے قتل کیا اور ایک فریق کو گرفتار کر لیا اور اونکی زمین اور
گھرون اور مال کا تمکو وارث کر دیا اور سواے اسکے اون زمین کی عطا کا وعدہ فرمایا غور فرمایئے
کہ اگر قتل و استرقاق بنی قریظہ کا ظلماً واقع ہوتا اور بحکم خداے تعالی کے نہوتا تو اوس معاملہ کو
احسانا اسطرح پر بیان فرماتا بلکہ برعکس اوسکے عتاب نازل ہوتا قال مگر بعض اکابر یہ بحث
کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر مین جو لفظ بحکم الملک ہے اوسمین یہ بھی روایت ہے کہ وہ لفظ
بحکم الملک لام کے زبر سے یعنی فرشتے کے اور ایک روایت مین صاف بحکم اللہ ہے اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچون کو قیدی یا لونڈی و غلام بنا لینے کا حکم خدا کا

حکم تھا **اقول** جناب مجتہد صاحب یہ مکابرہ نہیں یہ تو اصل بات ہی ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ اگر الملک بکسر لام ہو تب بھی اوس سے مراد احکم الحاکمین ہی اور ہمنے یہ بھی ثابت کر دیا ہی کہ بحکم الملک + و بحکم اللہ + و بما حکم بہ الملک + یہ تینون کلمے فرمانے ہوئے جناب رسالت مآب صلعم کے ہین کہ ایک بار بحکم اللہ عزوجل فرمایا دوسری بار بحکم الملک فرمایا تیسری بار بما حکم بہ الملک فرمایا اور یہ بھی ثابت کر دیا ہی کہ مراد الملک سے یہان کوئی بادشاہ غیر معصوم بادشاہان دنیا سے نہیں ہو سکتا اور جو آپنے بحکم الملک کے معنی گہڑ لیے ہین کہ حکم بادشاہ کا سا یہ صاف تحریف ہی یعنی کسی طرح پر نہین ہو سکتے پس آپ ہی انصاف کیجیے کہ اسقدر بیہودہ جھوٹی بات کی جو آپ کر رہے ہین مکابرہ اور مشاغبہ آپکا ہی یا ہمارا **قال** گر یہ بحث بیجا ہی اسلیے کہ ہرگاہ نہ وہ آیت موجود ہی اور اوسمین قتل کا کوئی حکم موجود نہین ہی تو اختلاف روایت پر استدلال نہین ہو سکتا **اقول** وہ آیت موجود ہی اور وہ تفاسیر جنسے آپنے استدلال کیا ہی وہ بھی موجود ہین اوس آیت اور اون سب تفاسیر سے بجز حکم قتل و استرقاق اور کوئی چیز ثابت ہی نہین البتہ آپنے جو ترجمہ غلط باسے جارہ کے معنی الی جارہ خلاف لغت کے کیا ہی اوسمین ذکر قتل کا نہین مگر چونکہ ترجمہ آپکا صاف تحریف قرآن ہو اسلیے اوسکا کچھ اعتبار نہین اور اوسکی بنا پر جو آپنے یہان لکھا ہی کہ قتل کا اوسمین کوئی حکم نہین یہ بنا فاسد علی الفاسد ہی اور آپ کی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپکو فن مناظرے مین بھی مانند اور فنون کے کچھ دخل نہین کیونکہ آپنے یہ دعوی کیا کہ آیت مین قتل و استرقاق کا حکم نہین جب اوس دعوی کے سند کے واسطے آیت کا ایسا صحیح ترجمہ آپنے دیکھا کہ جس سے یہ ظاہر ہی کہ ایسے معاملے مین سوائے قتل و استرقاق کے اور کچھ اجازت نہین اور اوس صحیح ترجمے کی تائید کے واسطے ایک ایسا فعل و قول رسول اللہ صلعم کا بھی پیش ہوا کہ جو مفسر اوس آیت کا ہی اور اوس مین بجز قتل و استرقاق کے اور کچھ نہین ہی پھر آپ توجیہ فرماتے ہین اوسمین قتل کا کوئی حکم نہین تو یہ توجیہ آپکی مصادرہ علی المطلوب ہی کہ اصلا توجیہ کے نہین پس باطل ہوئی توجیہ سفیہ

آپ کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا پس مجتہد صاحب بدلائل تو پہنچا وے ہر گز نہیں تو بطرف توہمات اور اغلوطات کے متوجہ ہوئے چنانچہ فرماتے ہین کہ بعہد الامام کا زیر پڑھنا صرف شبہ تجنیس خطی کا ہے اور روایت بخاری کی اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہے اقول اگر کوئی کہے کہ لام کا کسرہ پڑھنا صرف شبہہ تجنیس خطی ہے اور روایت بخاری اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہے تو فرمایئے جناب اسکا کیا جواب ہے مخفی نرہے کہ الملک جو بکسر لام و فتح لام پڑھا گیا ہے یہ فقرا ہے صحیح بخاری کا اختلاف قرارت ہے بخاری کی نسخ میں کسیکو اسمین شک نہین ہوا بخاری تک کلمہ الملک منقول ہوا ہے قرائے بخاری کو یہ شبہہ ہوا کہ بخاری نے بکسر لام نقل کیا ہے یا بفتح لام اسی سبب نسخجات بخاری مین اس کلمہ پر دونون حرکتین لکھکر لفظ معًا باریک قلم سے لکھدیا جاتا ہے پس یہ دونون احتمال برابر ہین فی نفسہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین مگر چونکہ اس حالت مین توافق دونون کا اوپر ایک مراد کے ممکن ہے پس واجب ہے کہ ایک ہی مراد پر دونونکو محمول کیا جاوے اور حمل اوپر مراد واحد کے صرف اسی صورت مین ممکن ہے کہ دونون مراد بحکم اللہ لیا جاوے علی الخصوص کہ اس ارادے کی تائید پر اور روایات موجود ہین اور یہ بات بلادلیل کہدینی کہ بکسر لام صحیح ہے اور بفتح لام شبہہ ہے محض تحکم ہے علی الخصوص ایسی صورت مین کہ اوسکی تائید مین صاف لفظ بحکم اللہ موجود ہے قال اور جس روایت مین لفظ اللہ کا ہے وہ صرف راوی کی سمجھ ہے کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ خدا سمجھا اور مطابق اپنی سمجھ کے بجا لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہدیا اقول اگر کوئی یہ کہے کہ جس روایت مین لفظ الملک کا ہے وہ صرف راوی کی سمجھ ہے کہ لفظ اللہ یعنی اسم ذات کو اوسنے باسم صفت تعبیر کیا تو فرمایئے کہ اسکا کیا جواب دیجیے گا مخفی نرہے کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ کلمہ بحکم الملک اور بحکم اللہ عزوجل اور بما حکم بہ الملک سب فرمائے ہوئے جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہین اور سب کے ایک ہی معنی ہین چنانچہ خود اون روایات مین تصریح اسکی ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر صلعم نے بحکم الملک کہا دوسرے مرتبہ بحکم اللہ عزوجل کہا تیسری مرتبہ بما حکم بہ الملک فرمایا اور قول مجتہد صاحب کا یہ ہے

کہ ہرگز قابل التفات کے نہین اگر وہ مدعی اسکے ہین کہ یہ راوی کی غلطی ہے تو اسکو ثابت کرین اور یہ
بھی بیان کرین کہ کس راوی کی غلطی ہے اور بغیر اس بیان اور اثبات کے تو ہم اونکے قول کو
محض لغو اور سراسر واہیات سمجھتے ہین علاوہ ان سب امور کی روایت الملک بکسر اللام بھی
مجتہد کے قول کی کچھ تائید نہین کر سکتی بلکہ اوس سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہے جیسا کہ بیان
ہوا اور گذر گیا قال علاوہ اسکے سیرت ہشامی مین لکھا ہے اقول جناب ایک ذری
مہربانی تکلیف گوارا کرین اور پھر سیرت کا صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ ملاحظہ کرین اور تو مین دیکھون کہ سیرت
ہشامی سے جب آپ استدلال کرتے ہین مجملہ معتبرات کے ہے کہ نہین یہی کہ سکتے ہین آپ تو ایسے
ہین کہ دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا جاوے اور پھر آپنے اوس قول کو نقل بھی کیون کیا ہو
آپنے اوائل رسالہ ہذا مین لکھا ہے کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے کسی ملا مجتہد وغیرہ کے
اتباع سے گمراہی مین نہ پڑینگے جناب مینے اون سب تحریرات کو دیکھ لیا اور آپکی لاف و
گزاف اوائل رسالہ کو بھی خوب ملاحظہ کر لیا بعد ملاحظہ ان سب امور کے جناب کو سلام
کرتا ہون مصرعہ حیلہ ہرا ہوا ایسا دیکھا نہ تھے شعر حافظا چہ لاف میزنی از پاک
دامنی خود بر خرقہ ملوث بہ داغ شراب بیست تو پھر کبھی سیرت ہشامی سے مسلمانون کے
مقابلے مین کچھ استدلال نہ فرمایا کیجیے اور آیندہ ایسی ہمت سے ہوئی بات کبھی زبان پر
نہ لایا کیجیے کہ جسکا منبا آپکے لوگون سے مشکل ہے مصرعہ حیا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
قال بہر حال یہود بنی قریظہ کسی طرح قتل کیے گئے ہون ہمکو صرف یہ بحث ہے کہ آیا آیت
من و فدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے یا نہین اقول یہ امر تو مسلم ہے کہ یہ آیت واسطے قتل
بنی قریظہ اور امثال ونکے نازل ہوئی ہے اور طریقہ تعذیب بنی قریظہ کا از روے
قول و فعل جناب رسالتمآب صلعم کے قتل و استرقاق ثابت ہوا ہے پس اگر آیت من
و فدا بحسب زعم مجتہد عصر وجوب من یا فدا کا فرض کیا جاوے اور کلمہ اما کو واسطے
افادہ حصر کے سمجھا جاوے تو لزوم نسخ آیت مین بسبب ثبوت قتل و استرقاق کے کیا کلام ہے۔

پس یہ کہنا مجتہد عصر کا کہ یہ بات علانیہ ہوگئی کہ کس طرح اوسکا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا

علانیہ باطل اور بالبداہتہ غلط ہی

الحمد للہ والمنۃ کہ ہمنے اس بحث میں مجتہد عصر کو خوب ہی مغلوب کیا اور بہت خوبی کے ساتھ از روی قواعد عربیہ اور لغت عرب شعراء عرب کے مجتہد عصر کی غلطیاں پکڑیں اور اونکی تحریفیں کا اعلان کردیا اور اونکے لاف و گذاف کی بھی خوب ہی قلعی کھول دی کہ جب وہ مغلوب ہوگئے تو باوجود مبالغہ تمام اور لاف و گذاف مالا کلام کے سیرت ہشامی جو ایک تاریخ کی کتاب غیر مستند ہی پناہ پکڑنے لگے اب ہم دوسری آیت میں بحث کرتے ہیں ہم اوس آیت اور اوس سے ماقبل کے آیات جو ایک ساتھ نازل ہوئی ہیں اور باہم تناسق اور ایک دوسری کی مفسر ہیں لکھتے ہیں قال تعالی بَرَاءَۃٌ مِّنَ اللہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی الَّذِیْنَ عَاھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللہِ وَاَنَّ اللہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللہِ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْکُمْ شَیْئًا وَّلَمْ یُظَاھِرُوْا عَلَیْکُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَیْھِمْ عَھْدَھُمْ اِلٰی مُدَّتِھِمْ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْھُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ وَخُذُوْھُمْ وَاحْصُرُوْھُمْ وَاقْعُدُوْا لَھُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ اِنَّ اللہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اب ہم مجتہد عصر کے اقوال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اونکے لاف و گذاف کو بھی دیکھتے ہیں کہ آیا وہ جو دعوے کرتے تھے کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے اور کسی کی ہدایت سے گمراہی میں نہ پڑینگے اس بات کا اونھوں نے نباہ کیا یا یہ کہ تقلید میں پڑ کے خدا اور خدا کے رسول کی بھی نہ سنی اور گمراہی میں پڑ گئے **قال** آیت سورہ توبہ قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی **اقول** ایسی جھوٹھی بات مجتہد نے فرمائی کہ جسکا جھوٹھ خود

اونھین آیات سے عیان ہی اور بیان اوسکا یہ ہی کہ یہ امر متفق علیہ ہی کہ فتح مکہ رمضان ۸ سنہ ہجری
مین ہوئی اور حج اکبر جسکا ذکر آیت مین ہی وہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ سنہ ہجری
مین ہوا ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم نے وفات پائی ۸ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم
بعد فتح مکہ کے چند روز مکے مین قیام فرما کر مدینہ کو واپس گئے تھے ۹ سنہ ہجری مین حج
حج کو تشریف نہ لے گئے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کرکے بھیجا تھا اور بعد روانگی ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آیات سورہ براۃ دیکر اعلان و ایذان کے واسطے روانہ فرمایا
بخاری مین روایت ہی ان ابا ہریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی تلک الحجۃ فی مؤذنین بعثہم
یوم النحر یؤذنون بمنی ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان
قال حمید بن عبد الرحمن ثم اردف رسول اللہ صلعم بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یؤذن
ببراءۃ اور یہ ایذان نوین ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا پس ظاہر ہوا کہ نزول آیات کا بعد منتصف
ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری سے ہوا فتح مکہ تک یہ آیات نازل ہی نہین ہوئی تھین علاوہ برین ان
آیات مین یہ حکم ہی فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ الآیہ حالانکہ بعد فتح مکہ
کے جو شہر حرم تھے اونکے گذر جانے پر یہ حکم تھا اور نہ فتح مکہ سے پیشتر مہلت چار ماہ کی دی
گئی تھی جسکا ذکر آیت فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ مین ہی اور بڑی دلیل صریح
یہ آیت ہی اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا
جسمین یہ ہی کہ مشرکین نجس ہین پس نزدیک جاوین مسجد حرام کے اس برس کے بعد اس سے صاف ظاہر
ہوا کہ جس برس کے بعد آیندہ کو مشرکین کے واسطے ممانعت دخول مسجد حرام کی ہوئی وہ وہی
سال ہی جسمین یہ آیات نازل ہوئی ہین اور باتفاق ارباب سیر و مفسرین اور محدثین اور
فقہا وہ سال نوان ہجری تھا کہ جسمین جناب خلیفۃ رسول اللہ ابوبکر صدیق و امیر المومنین جناب
علی مرتضی رضی اللہ عنہما نے اعلان و منادی کردی کہ الا لا یحج بعد العام مشرک
کما رواہ البخاری غرضکہ جب خود آیات بینات سے ثابت ہوا کہ یہ آیات بعد فتح مکہ کے ۹ سنہ ہجری

ہین قریب ایام حج کے نازل ہوئی ہین تو قول مجتہد کا کہ یہ آیات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
ہین صریح جھوٹھ اور محض بنظر دھوکا دینے اور پاس سخن باطل کے ہے العیاذ باللہ قال
تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے الخ اقول جل دستے حضرت مجتہد صاحب اسی موںہہ سے
لاف وگزاف کے کلمات فرماتے تھے ہمارا سلام لیجیے کیا صاحب معالم عین خدا اور رسول
خدا ہین کیا یہ محمد بن اسحق و مجاہد وغیرہ خدا ہیں و لکھا ہین کیا یہ قصہ جو صاحب معالم نے لکھا ہے باسناد
قوی کتب معتبرہ حدیث مین جنکی تعیین آپنے خاتمہ رسالہ مین فرمائی ہے مرقوم ہے فرض کیا جاوے
کہ اگر معالم التنزیل سے مدعا آپکا ثابت ہوا تو آیات نزول پر آپ اوسکو اس بات مین
اسی بنا پر ترجیح دیتے ہین مصرعہ بر خرقہ تو اینہمہ داغ شراب چیست علاوہ بران
معالم التنزیل مین یہ بات کہان ہے کہ یہ آیت قبل فتح مکہ کے نازل ہوئی ہے اوسمین تو یہ الفاظ ہین
نزلت فی اہل مکہ یعنی نازل ہوئی ہے یہ سورہ حق اہل مکہ مین اور بعد اوسکے تمام قصہ تا روز
حج اکبر نقل کیا ہے کہ جسکو آپنے فتح مکہ تک نقل کرکے چھوڑ دیا ہم اوسکو تمام و کمال ہم عالم
نقل کرتے ہین اول تو معالم مین یہ عبارت ہے و ابتداء ہذا الاجل یوم الحج الاکبر وا
نقضاؤہ الی عشر من شہر ربیع الآخر فاما من لم یکن لہ عہد فانما اجلہ انسلاخ
الاشہر الحرم وذلک خمسون یوما وقال الزہری الاشہر الاربعۃ شوال وذی القعدۃ
وذو الحجۃ والمحرم لان ہذہ الآیۃ نزلت فی شوال والاول ہو الاصوب علیہ الاکثر و
ہمر چند سطر بعد لکھا ہے وقیل نزلت ہذہ الآیۃ قبل تبوک وقال محمد بن اسحق و مجاہد
نزلت فی اہل مکۃ وذلک ان رسول اللہ صلعم عاہد قریشا یوم الحدیبیۃ علی
ان یضعوا الحرب عشر سنین یامن فیہا الناس ودخلت خزاعۃ فی عہد النبی صلعم
ودخلت بنو بکر فی عہد قریش ثم عدت بنو بکر علی خزاعۃ فنالت منہا واعانتہم
قریش بالسلاح فلما تظاہر بنو بکر وقریش علی خزاعۃ ونقضوا عہدہم خرج
عمرو بن سالم الخزاعی حتی وقف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

اشعار لاهم اني ناشد محمدا ❊ حلف ابينا وابيه الاتلدا ❊ كنت لنا ابا وكنا ولدا ❊ ثمت اسلمنا ولم ننزع يدا ❊ فانصر هداك الله نصرا اعتدا ❊ وادع عباد الله يأتوا مددا ❊ فيهم رسول الله قد تجردا ❊ في فيلق كالبحر يجري مزبدا ❊ ابيض مثل الشمس يسمو صعدا ❊ ان سيم خسفا وجهه تربدا ❊ ان قريشا اخلفوك الموعدا ❊ ونقضوا ميثاقك المؤكدا ❊ هم بيتونا بالحطيم هجدا ❊ وقتلونا ركعا وسجدا ❊

فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا نصرت ان لم انصركم فتجهز الى مكة ففتح مكة سنة ثمان من الهجرة فلما كان سنة تسع اراد رسول الله صلعم ان يحج ثم قال انه يحضر المشركون فيطوفون عراة فبعث ابابكر رضي الله عنه تلك السنة اميرا على الموسم ليقيم للناس الحج وبعث معه باربعين اية من صدر براءة ليقرأها على اهل الموسم ثم بعث بعده عليا رضي الله عنه على ناقته العضباء ليقرأ على الناس صدر براءة وامره ان يوذن بمكة ومنى وعرفة ان قد برئت ذمة الله وذمة رسوله صلی الله علیه وسلم من كل مشرك ولا يطوف بالبيت عريان فرجع ابوبكر فقال يا رسول الله بابي انت وامي أنزل في شاني شيء قال لا ولكن لا ينبغي ان يبلغ هذا الا رجل من اهلي اما ترضى يا ابابكر انك كنت معي في الغار وانك صاحبي على الحوض قال بلى يا رسول الله فسار ابوبكر رضي الله عنه اميرا على الحج وعلي ليؤذن ببراءة فلما كان قبل التروية بيوم خطب ابوبكر الناس وحدثهم عن مناسكهم واقام للناس الحج والعرب في تلك السنة على منازلهم التي كانوا عليها في الجاهلية من الحج حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابى طالب رضي الله عنه فاذن في الناس بالذي امر به وقرأ عليهم سورة براءة وقال زيد بن منيع سألنا عليا باي شيء بعثت في الحجة فقال بعثت باربع لا يطوف بالبيت عريان ومن كان بينه وبين رسول

... الجنة

الا نفس مومنة ولا یجتمع المسلمون والمشرکون بعد عامھم ھذا فشہد النبی صلعم
سنة عشر حجة الوداع انتہے دیکھو اس عبارت معالم سے صاف ظاہر ہے کہ آیات سورہ
براءہ ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین کیونکہ اون آیات مین جو یہ حکم ہے کہ اس سال کے بعد کوئی
مشرک مسجد حرام مین نجاوسے حج اکبر مین اوسکا اعلان کرایا گیا اور حج اکبر ۹ سنہ ہجری مین ہوا
پس ظاہر ہوا کہ آیات سورۂ براءۃ ۹ سنہ ہجری مین ایک برس بعد فتح مکہ کے نازل ہوئین
قال اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور ہمنے اوپر
ثابت کیا ہے کہ آیت من وفد ابعد فتح مکہ نازل ہوئی ہے پس یہ آیت اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی
اقول یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا سو یہ روایت مستند مجتہد
پیغمبر صلعم سے نہین صرف مجاہد اور محمد بن اسحق کا قول ہے جو نجملہ صحابہ کے بھی نتھے تو پھر کسکے
اونکے قول سے ثبوت زمانۂ نزول آیت کا ہو یا نہو اسقدر تو ثابت ہو گیا کہ وہ دعوی
کہ شروع رسالہ مین مجتہد صاحب نے کیا تھا کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت
کرینگے اور کسی مولوی ملا فقیہ مجتہد کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے محض لاف وگزاف
تھا کہ کچھ بھی عمل اوسپر نہوا اور آخر کار یہی ہوا کہ تقلید ہی کرنی پڑی ۔ ع آنچہ دانا کند کند
نادان ؛ لیک بعد از قبول رسوائی ؛ اب ہم کہتے ہین کہ نہ اس عبارت معالم سے
یہ بات ثابت ہے کہ آیات سورۂ براءت قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہین بلکہ یہ بات ثابت ہے
کہ ایک برس بعد فتح مکہ کے یعنی ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین اور نہ مجتہد سے پیشتر
یہ بات ثابت ہو سکی کہ آیت من وفد ابعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہے یہانتک کہ اوپر
یہ دعوی بھی مجتہد کا نہ تھا کہ آیۂ مذکور بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بلکہ اوپر تو یہ دعوی تھا
کہ یہ زمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے بعد فتح مکہ کا تو نام اسی وقت زبان پر مجتہد صاحب
کے آیا ہے دیکھیے اس بعدیت کو روز وفات جناب رسالت مآب پر نہ محمول فرماوین تا کہ
احتمال نسخ ہی باقی نرہے کیونکہ جب مدار صرف مجرد قول مجتہد ہی پر ہے اور دلیل کچھ درکار نہین

تو بروز فتح مکہ اور بروز وفات پیغمبر صلعم کہدینا دونون یکسان ہین نہ ثبوت اسکا ہی نہ اوسکا ہی دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہم مبحثیہ دلائل علماے حنفیہ کے اس امر کے اثبات پر قائم کرچکے ہین کہ آیہ من وقت قبل واقعہ بدر کے نازل ہوئی ہی مجتہد صاحب اپنے دلائل ور علماے حنفیہ کے دلائل کو مقابلہ کرکے دیکھین اور آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جانکر فرماوین کہ علماے حنفیہ کے دلائل قوی ہین یا تو ہمات مجتہد عصر کے قال بعض مکابر یہ بات کہینگے کہ سورۂ براۃ کے بعد کوئی سورۃ نازل نہین ہوئی اور اسلیے سورۂ محمد صلعم کا جسمین آیت من و فدا ہی سورۂ براۃ کے بعد نازل ہونا صحیح نہین ہی مگر یہ کہنا بالکل غلط ہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ سورۂ براۃ اون سورتون کی اخیر سورۃ ہی جو پوری ایکدفعہ اوتری ہین مگر اسکو بھی علمانے تسلیم نہین کیا اور اس حدیث مین شبہ کیا ہی چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے اس حدیث کو مع عالمون کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہین بخاری مین لکھا ہی کہ عن البراء قال اخر سورۃ نزلت کاملۃ سورۃ براءۃ واخر سورۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ فی القسطلانی استشکل ھذا من حیث انہ نزلت شیئا فشیئا فالمراد بعضھا او معظمھا والا ففیھا آیات کثیرۃ نزلت قبل سنۃ وفاۃ النبی اقول بخاری مین یہ حدیث دو جگہہ کتاب التفسیر مین نقل کی ہی ایک آخر سورۃ نساء مین بروایت سلیمان بن حرب وہان یہ الفاظ ہین حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت البراء اخر سورۃ نزلت براءۃ واخر آیۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ دوسری جگہہ شروع براءۃ مین وہان یہ الفاظ ہین حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت البراء یقول اخر آیۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ واخر سورۃ نزلت براءۃ اقول ان دونون جگہہ کاملۃ کا لفظ نہین ہی اور اس روایت مین کچھ اشکال نہین ہی ہان تیسری جگہہ جو روایت کی ہی اوسمین لفظ کاملۃ کا واقع ہی اور اوسکے معنے نہین

تمام سورة بلکہ مراد یہ ہی لہ کاملہ سورة یعنی معظم اور بڑی بڑی باتین شروع ہی چنانچہ رومی سے
بمقابلہ کاملہ کے خاتمہ سورة النساء کا بیان کیا ہی پس ظاہر ہی کہ مراد اوسکی فواتح سورة براءة ہی
پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی آیت متفرق نازل ہوتی تو فرما دیتے تھے اجعلوہا فی
سورة کذا چنانچہ بروایت ترمذی ودیگر صحاح مین موجود ہی یعنی اوسکو فلانی سورة مین
شامل کردو سو جتنی سورتین نازل ہوئی ہین وہ سورة براءة سے پہلے نازل ہوئی ہین یعنی فواتح
سب سورتون کی سورة براءة کی فواتح سے پہلے اوتر چکی ہین گو کہ کسی سورة مین کوئی آیت
پیچھے سے ایسی شامل ہوئی ہو کہ بعد نزول فواتح سورة براءة سے نازل ہوئی ہو اور مجتہد
صاحب جو فرماتے ہین کہ علمانے اس حدیث پر شبہہ کیا ہی الخ کسی عالم نے حدیث مین شبہہ نہین کیا
یہ کسی نے نہین کہا کہ یہ حدیث مشتبہ یا دراصل براء ابن عازب رضہ سے منقول نہین ہی یا موضوع
یا ضعیف ہی چنانچہ مجتہد صاحب نے جو اپنے دعوے شک و شبہہ پر قول قسطلانی کا دلیل ٹھہرایا ہی
اوس سے اونکی تکذیب عیان ہی قسطلانی نے لفظ استشکال کا بولا ہی لفظ شک و شبہہ کا نہین کہا
اور استشکال مضمون سے حدیث مین شک و شبہہ نہین پڑ سکتا ایک شخص کے ذہن مین ایک بات مشکل
ٹھہری تو ضرور نہین کہ وہ بات مشکل ہو وے اور اوس سے مضمون حدیث مین شک و شبہہ پڑ جاوے
دیکھو جو بات قسطلانی کو بادی النظر مین مشکل نظر آئی تھی خود اوسنے اوس اشکال کو رفع کر دیا اگر
چونکہ آپ نے خود بحث اول زمانہ نزول آیت مین فرمایا ہی کہ ہم دعوی کرتے ہین کہ سورۂ محمد صلعم
کا مین بزمانہ فتح مکہ نازل ہوئی پس حدیث براء ابن عازب سے بخوبی یہ بات ثابت ہو گئی کہ سورۂ
محمد صلعم فواتح سورۂ براءة سے پہلے اوتری ہی کیونکہ جب اوس حدیث سے یہ امر ثابت ہوا کہ فواتح
سب سورتون کی سورۂ براءة سے پہلے اوتر چکی ہین تو جو سورة کہ پوری دفعة واحدة نازل ہوئی
اور نجماً نجماً نہین اوتری تو بالبداہة وہ سورة تمام آیا تھا سورۂ براءة سے پہلے اوتر چکی ہی
اور چونکہ سورۂ محمد دفعة واحدة نازل ہوئی ہی تو وہ بھی ہر آئینہ سورۂ براءة سے پہلے اوتری
ہی اور سورۂ براءة خصوصاً فواتح اوسکے جنمین یہ آیت قتل واقع ہی بلا شک شبہہ متاخر سورۂ

محدود سکتے ہی اور یہی معاہد عاہد اللہ جو بی ثابت ہو لیا تھا ان ایام میں تنا سکتے بھی ... نظر رکھتے
ہیں اور اس بات پر غور کرتے ہیں کہ آیۃ سورۂ براءۃ سے آیت من و فدا منسوخ بھی ہو سکتی ہے
یا نہیں اور سکتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہو سکتی آیت سورۂ براءۃ میں دو جملے ہیں جن سے آیت
من و فدا کی منسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے اول فاقتلوا المشرکین اور دوسرا حیث
وجدتموہم مگر ان سے استدلال محض غلط ہے اول جملہ فاقتلوا المشرکین میں المشرکین
کا لفظ ہے اسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے
کہ تمام مشرکین کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہوگا جو طاقت انسانی بلکہ عادت الٰہی سے بھی
خارج ہے دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور صلح کرنیکے بالکل باطل ہو جاوینگے اول
ہم تصریح اس لام کی کہ آیا عہد کا ہے یا استغراق کا ہے بعد کو کرینگے آپ تو ہم عنقریب عصر کے
دلائل پر جو او نصوص نہیں اور اوپر امتناع ارادہ استغراق لام کے قائم کیے ہیں توجہ کرتے ہیں
دلیل اونکی صرف وہی ہے کچھ یہ ضرور نہیں ہے کہ امتثال اسکا ایک ہی زمانہ میں یا کسیقدر زمانہ
محدود میں ہو بلکہ بحکم الجہاد ماض الی یوم القیامۃ کے اس حکم کی تعمیل ہوتی رہنی چاہیے
اور جہان اونپر قابو چلے وہان مارنا چاہیے ماموریں کو اپنی طرف سے کوشش بلیغ
اسمیں کرنی چاہیے اگر اونکے حد اختیار سے کسیکا قتل خارج ہووے تو امر کی امتثال
میں کچھ قصور نہیں آپ غور فرماویں کہ اوسکو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو مشرک مقابلہ
پر آویں تو اونکے حق میں حکم اقتلوا المشرکین کا نافذ ہے اور اہل اسلام مامورین کہ اون سب کو قتل
کریں لیکن اگر کوئی اونمیں سے بھاگ جاوے اور ہاتھ نہ آوے یا لڑائی بگڑ جاوے
تو امر کی صحت میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ امر تو اون سب کے قتل کا تھا مگر چونکہ حد اختیار سے
بسبب بعض موانع کے امتثال اوسکا خارج رہا تو اس سے امر میں کچھ نقصان نہیں آتا نظیر اسکی
اسی سورۃ میں ونیز جیسے قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر و
لا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب

جیسے یعقوب کی نسبت یہ آیت ہے وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝ آپکی دلیل سے لازم آیا کہ تعمیم بھی صحیح نہو
بلکہ اس سے بھی کوئی خاص لوگ مراد ہون کہ جبتک اب تک کسیکو علم حاصل نہوا کیونکہ وہ دلیل تو
اسمین بھی جاری ہوسکتی ہے مگر بیان تو لام بھی نہین کہ جسکو عہد پر محمول کیا جاوے گا
معترضا ایک قید حَیْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ ہو آیت مین موجود ہے اوس آپکے سب توہمات کا جواب حاصل
ہے اوسپر بھی لحاظ کیجیے دلیل وہم کا صاف جواب ہے کہ معاہدین ہر ایک قسم کے بموجب حکم
إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ الآیہ کے مستثنے ہین اور استثنا مانع استغراق نہین جیسے جاءنی القوم
كُلُّهُمْ اجمعون الا انہ یأتی دیکھیے اسکو کوئی زبان کا جاننے والا یہ نہین کہہ سکتا کہ لام
جو داخل ہے قوم پر لام استغراق نہین وما مثلہ فی الناس الا مملکا دیکھو لام جو ناس پر
داخل ہے غیر از استغراق اور کسی معنی پر محمول نہین ہوسکتا **قال** پس ضرور ہے کہ الف لام
عہدی ہے **اقول** اس معہود کو معین فرمانیے اور دلیل اوسکے معہود ہونے کی لائیے آپ
جو عبارات تفاسیر بیضاوی و مدارک اور احمدی اور کشاف اور معالم کو سند لائے ہین
اون سے ظاہر ہے کہ معہود وہ مشرکین ہین جو عہد توڑتے ہین اور بنا بر تسلیم کے ہمنے مانا کہ وہی مشرکین
معہود ہین اسی بات پر قائم رہیے اس عہد کو توڑیو اسی عہد کو آپکے ہم منظور کرکے آپکے قول
آئندہ مین بحث کرینگے **قال** پس اس آیت سے نص صریح آیت من و فدا کی منسوخ قرار دینے کو
ضرور ہے کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کیجاوے کہ المشرکین مین سارے مشرکین
ہی داخل ہین اور یہ بات ثابت نہین تو دعوی نسخ باطل ہے **اقول** ہمکو اس تقریر پر مجتہد
عصر کے سامنے تعجب ہوتا ہے ہم سمجھتے ہین کہ دیدہ و دانستہ اونھون نے یہ مشاغبہ کیا ہے ہمنے
قول مجتہد عصر کا تسلیم کیا کہ لام المشرکین مین عہدی کا سہی لیکن اگر معہودین مین ہی کے
اسماے ہووین تو وہ حکم جو نسبت معہودین کے ہے یہ نسبت اونکے اسماے کے بطریق
نص نہوگا اور وہ اسمار اوس حکم سے کیونکر خارج ہوجاوینگے یا کوئی اور قاعدہ مجتہد صاحب
نے گھڑ لیا اور قسم لام کی بنالی کہ جسکی بنا پر وہ عہد وہ عہد کا فائدہ دے ہمنے فرض کیا

کہ مطابق تفاسیر مستندہ مجتہد عصر کے لام عہد کا ہے اور اوس سے منجملہ مشرکین کے صرف ناقضین
عہد مراد ہین پس ہم کہتے ہین کہ حکم اُقْتُلُوا نسبت کل ناقضین عہد کے ہے اور چونکہ ناقضین عہد
مین سے وہ لوگ بھی تھے جو اب اسیر ہوئے پس ہر آئینہ وہ بھی تحت حکم اُقْتُلُوا داخل ہو گئے
پس وہ حکم جیسا اورون کی نسبت منصوص ہے ویسا ہی اُساری کی نسبت بھی منصوص ہے
اور یہ نہین ہو سکتا کہ دونون حکم یعنی حکم فعلیت ایجاب قتل کل ناقضین اور دوام سلب
قتل اُساری کہ بعض ناقضین سے ہین جمع ہو سکے کیونکہ جائز رکھنا اسکا التزام اجتماع نقیضین
کا ہے غور فرمایئے کہ جب یہ حکم دیا گیا کہ کل ناقضین عہد بالفعل قتل کیے جاوین تو بموجب قواعد
فن میزان کے یہ قضیہ کہ بعض ناقضین عہد کبھی قتل نہ کیے جاوین صادق نقیض اوسکی
ہے اور جب باہم دونون کے تناقض کہ جسکو اصطلاح فقہا مین تعارض ادلہ کہتے ہین متحقق
ہوا تو لازم آیا کہ واسطے رفع تعارض کے ایک کو منسوخ دوسری کو ناسخ ٹھہرایا جاوے
اور چونکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیت منّ وفدا اس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہے علاوہ بران
خود مجتہد بھی اس آیت کے منسوخ ہونیکے قائل نہین پس لازم آیا کہ آیت منّ وفدا منسوخ
ٹھہری اور یہ نہین ہو سکتا کہ المشرکین مین جو لام ہے اول تو اوسکو عہد کا ٹھہرا کر منجملہ مشرکین کے
صرف ناقضین عہد اوس سے مراد لین اور پھر عہد در عہد تجویز کر کے اونمین سے خاصۃً غیر اُساری
مراد لین کیونکہ اس صورت مین ایک قسم لام کی لام عہد در عہد پیدا ہوتی ہے اور یہ برخلاف
لغت کے ہے پس باطل ہوئی نسبت تعقب پر مجتہد عصر کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا ۔ والحمد للہ رب العالمین

قال دوسرے جملہ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ کو اُساری سے کچھ تعلق نہین ہے **اقول** مین نہین سمجھتا
کہ مجتہد صاحب کیا سمجھ رہے ہین اور کیا فرما رہے ہین حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ جملہ ظرفیہ ہے اور
اقتلوہم سے متعلق ہے اور اس سے جواب آپکے توہم محال عادی کا حاصل ہوتا ہے یہ جملہ مستقل
نہین بلکہ قید جملہ سابقہ کی ہے معلوم نہین ہوتا کہ اسکی نسبت آپ کیا فضول باتین تحریر فرماتے
ہین اور ہمکو اونسے تعرض ضرور نہین ... صاف ہے ہین کہ مار ڈالو مشرکین کو جہان پاؤ

اونکو قتال ہی ہمذا ان تمام آیتون مین جو مشرکین کے قتل کا حکم ہی وہ عین لڑائی کی حالت مین ہی
اسمین اور آیت من و فدا سے جو بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی جو
قید ہو گئے ہین اور لڑنے پر قادر نہین ہین کیا تعلق ہی احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کی
ناسخ نہین ہو سکتی **اقول** جناب اس آیت کے کلمات مین تو کوئی کلمہ ایسا نہین کہ جس سے
یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ حکم قتل مخصوص ہی عین حالت لڑائی سے یہ تو آپ کی تحریف صریح ہی ہم
اس تحریف کو ہرگز نہ مانینگے اور اس قول کی تکذیب احادیث صحیحہ سے ظاہر ہی بخاری مین
انس بن مالک رض سے روایت ہی ان النبی صلعم دخل مکۃ یوم الفتح وعلی راسہ المغفر
فلما نزعہ جاء رجل فقال ابن اخطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتلہ داخل ہوئے
پیغمبر صلعم روز فتح مکہ مین اور اونکے سر پر خود تھا جب اوتارا خود کو تو آیا ایک آدمی پس کہا
اوسنے کہ ابن اخطل لپٹا ہوا ہی کعبہ کے پردون سے فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ قتل کرو اسکو اور سوا
اسکے اور کئی شخص بھی بعد فتح مکہ کے قتل کر لئے گئے ہین اور ایک شخص ہوازن مین سے
قبل از شام گرفتار ہوکر بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا گیا ہی جیسا کہ اوپر ہمنے یہ امور احادیث صحیحہ سے
ثابت کر دیے ہین بخاری مین ابو ہریرہ رض سے روایت ہی قال بعثنا رسول اللہ صلعم
فی بعث وقال لنا ان لقیتم فلانا وفلانا لرجلین من قریش سماھما فحرقوھما بالنار
ثم اتیناہ نودعہ حین اردنا الخروج فقال انی کنت امرتکم ان تحرقوا فلانا وفلانا
بالنار وان النار لا یعذب بھا الا اللہ فان اخذتموھما فاقتلوھما بھیجا ہمکو پیغمبر صلعم نے ایک
لڑائی مین اور فرمایا ہمسے کہ اگر ملو تم فلان فلان کو دو آدمیون کا نام لیا جو قریش مین سے
تھے تو اونکو پھونک دیجیو آگ سے پھر جب ہم پیغمبر صلعم سے رخصت ہونے کو آئے جب چلنے کا ارادہ
کیا تو فرمایا کہ مینے تمکو حکم دیا تھا کہ فلان فلان کو آگ مین جلا دیجیو اور تحقیق آگ سے کوئی
تعذیب نہین کر سکتا مگر اللہ پس اگر تم اونکو پکڑ لو تو قتل کر دیجیو اونکو دیکھیے یہان اخیر ون
یعنی اسیرون کی نسبت صاف حکم دیا کہ انکو مار ڈالیو علاوہ بران خود کلمہ حیث وجدتموھم

دال ہی کہ قید عین معرکہ کارزار کی نہین ہی جہان پاؤ وہان مارڈالو تین اونکو خاص معرکہ کارزار مین قرار دینا خلاف ظاہر آیت کے عمل کرنا ہی اور عبارات تفاسیر جو مجتہد صاحب نے بطور سند کے پیش کی ہین اونمین سے کہین تخصیص میدان کارزار کی نہین بلکہ اون سے بھی ہمارے ہی قول کی تائید حاصل ہی کہ حیث جو ظرف ہی اوسکی تفسیر کرتے ہین من حل وحرم یعنی حرم یا باہر حرم سے جہان کہین پاؤ قتل کروا ور ڈھونڈ ہے کہین یہ نہین لکھا کہ باہر میدان کارزار کے قتل کرو **قال** آیت سورہ بقرآلخ **اقول** ہم اس آیت کی تفسیر اور ضمن شمار آیات ناسخہ مین کر چکے ہین اور وجہ استدلال کی بھی اوس جگہہ لکھی ہی **قال** آیت سورہ بقر بھی صلح حدیبیہ مین جو سنہ ہجری مین ہوئی تھی نازل ہوئی اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہوسکتی **اقول** ہم تو جناب مجتہد صاحب کا معمولی عذر ہی کہ ہر جگہہ اوسکو پیش کرتے ہین بعض جگہہ بسبب عدم ثبوت اور بعض جگہہ بسبب ثبوت عدم کے نامنظور کیا جاتا ہی چنانچہ یہان بھی ایسا ہی حال ہی **قال** تفسیر معالم التنزیل مین ہی عن ابن عباس نزلت هذه الآية في صلح الحديبية الخ **اقول** معالم التنزیل مین یہ الفاظ ہین وقال الکلبی عن ابی صالح عن ابی عباس آلخ خود مجتہد صاحب نے غالمہ رسالے مین کتاب کلبی کو داخل معتبرات نہین کیا پس اوس سے استدلال اونکا بیجا ہی علاوہ بران فرض کیا کہ آیت سنہ ہجری مین اوتری ہی مگر ثبوت نزول آیت من وفدا کا سنہ ہجری مین کیا ہی ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ آیت من وفدا غزوہ بدر سے بیشتر نازل ہو چکی ہی پس قول مجتہد کا کہ اوسکی ناسخ نہین ہوسکتی سراسر غلط ہی **قال** قطع نظر اس بات کے کہ یہ آیت قبل آیت من وفدا کے نازل ہوئی تھی اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت سے آیت من وفدا منسوخ بھی ہوسکتی ہی یا نہیں سو ظاہر ہی کہ کسیطرح منسوخ نہین ہوسکتی اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہی وہ خاص اون اہل مکہ کے لیے ہی جو برخلاف عہد کے لڑنے پر تیار ہون تمام مشرکین سے متعلق نہین ہی پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین داخل نہین ہوسکتی **اقول** منسوخ ہونا یہ جسقدر دلائل و کذافت شروع رسالے مین مجتہد صاحب نے کیا تھا اوسکو باطل کر کے ہم نے ثابت کیا

اور برخلاف اوس لاف وگزاف کے ہر مقام پر وہ بندۂ تقلید ہو گئے اب اگر وے تقلید سے
دست بردار ہو کر ہماری بات سنین تو ہم اونکے سامنے تفسیر آیت کی کرین مخفی نرہے کہ
پوری آیت یہہ ہی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ
مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ
كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ
لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ لڑو
خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تم سے لڑین اور زیادتی نکرو تحقیق خدا دوست نہین رکھتا زیادتی
کرنے والون کو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکالدو اونکو جہان سے اونھون نے
نکالدیا ہی تمکو اور فتنہ سخت تر ہی مار ڈالنے سے اور نہ لڑو اونسے پاس مسجد حرام کے تا وقتیکہ وے
تمسے لڑین پس اگر لڑین وے تمسے تو قتل کرو اونکو ایسی ہی ہی سزا کافرون کی پس اگر وے
باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اون سے تا کہ نہووے فتنہ اور ہووے دین خدا
ہی کا پس اگر وے باز رہین تو نہین ہی زیادتی مگر اوپر ظالمون کے جاننا چاہیے کہ ہمارے
دین مین ابتدا بہ جنگ و قتال جائز نہین بلکہ لازم ہی کہ اول کفار کو دین خدا کی طرف بلاوین اور
اونکو سمجھاوین اگر باوجود اتمام حجت کے وے باز نہ آوین اور اطاعت حکم نکرین اور لڑنے پر
آمادہ ہووین تو اوس وقت خدا سے مدد مانگین اور مقابلہ شروع کرین چنانچہ یہی ہی مراد آیت کی
اور جسنے سمجھا ہی کہ جب کفار لڑنے کو آ پڑین تب ہمکو اونسے لڑنا روا ہی ورنہ نہین غلط ہوا
اوسکا سمجھنا ہی دیکھو کہ خیبر و تبوک وغیرہ پر حضرت نے فوج کشی فرمائی اون لوگون مین سے کون لڑنے
آیا تھا اور کس سے عہد ہوا تھا کہ اوسنے عہد شکنی کی مصر و روم و شام و اسکندریہ و فارس
وغیرہ بلاد پر جہاد ہوا اون مین سے کون ہم سے لڑنے آیا تھا اور کسنے عہد کرکے عہد توڑ دیا تھا
مگر بات یہہ تھی کہ اونکا اطاعت اسلام گوارا نکرکے آمادہ جنگ ہو گئے تھے اور جب وے آمادہ

تو پھر یہ مصداق الذین یقاتلونکم کی جو آیۂ متلوہ مین ہی ہو گئی پس دعوی نسخ اس آیت کا صریح غلطی
ہی پھر خدای تعالی فرماتا ہی کہ واقتلوھم حیث ثقفتموھم اسکے معنی بہت صاف ہین یعنی اون لوگون کو
جو تمسے لڑنے کو آمادہ ہووین قتل کرو جہان کہین پکڑ لو اور پہلے ہم معنی ثقفتموھم کے بیان
کر چکے ہین اب ہم مجتہد عصر کی تقریر پر بحث کرتے ہین **قولہ** اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہی وہ خاص
اہل مکہ کے لیے ہی الخ **اقول** غلط بات ہی کیونکہ تخصیص اہل مکہ کی ثابت نہین ہمنے فرض کیا کہ
اہل مکہ کے معاملے مین نازل ہوئی ہو مگر کسی خاص شخص یا خاص صنف کے معاملے مین اوترنے سے
حکم عام مخصوص اوس شخص یا اوس صنف کے ساتھ نہین ہو جاتا العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص
الاسباب اور ہمنے یہ بھی بطور فرض محال فرض کر لیا کہ یہ آیت مخصوص مشرکین مکہ کے واسطے
ہی لیکن مجتہد صاحب فرماوین کہ کیا آیت من و فدا اونکے نزدیک متعلق مشرکین مکہ سے نہین
اگر نہین تو دلیل اونکی مستثنے ہونیکی حکم اس آیت سے کیا ہی اور اگر ہی تو کچھ کلام اسمین
نہین کہ اس آیت سے منسوخ ہو گئی کیونکہ جب دونون کا تعلق مشرکین مکہ ہی سے ہی
اور ایک مین حکم قتل وجوبا ہی دوسری مین اجازت من و فدا کی ہی تو بلا شک و شبہہ ایک کا
منسوخ ہونا لازم ہی **قولہ** پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین
داخل نہین ہو سکتے **اقول** جناب بعد اسیری کے قدرت و عدم قدرت کا آیت مین کچھ
تذکرہ نہین ہی جب وے مومنین سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تو اونپر (یقاتلونکم) صادق
آگیا اور جب اسیر ہو گئے تو مصداق ثقفتموھم ہو گئی پس مصداق مقاتلہ کے قبل اسیری کے
اور مستوجب قتل کے بعد اسیری کے ہو گئے اور واقتلوھم معطوف ہی قاتلوا پر اسکے صاف یہ معنی ہین
کہ دونون امر جمع ہو جاتے ہین اگر واقتلوا سے بھی مراد زمانہ کارزار ہی ہوتا تو یہ جملہ بیفائدہ ہو جاتا
کیونکہ جملہ قاتلوا الذین الآیہ اس معنی کے لیے کافی تھا حاجت دوسرے جملے کی کچھ نتھی
جو مجتہد عصر نے کچھ عبارت تفسیرون کی لکھکر اوسپر جرح کی ہی جسکو توجہ اوسکی طرف ضرور نہین
بپابندی اقوال مفسرات کچھ گفتگو نہین کرتے بلکہ ایسا ہی جیسے شیعہ محققین عالیہ [illegible]

امام مجتہدان کی طرف سے کرو مطاعن طاعنان کرتے ہین کہ جسکی اجتہاد صائب اور علم و فضل کے
سب مفسران و مجتہدان قائل ہین بس ہمکو صرف اتباع کلمات طیبات قرآن مجید ضرور ہی اور جو
ہمنے اون کلمات کی تفسیر مطابق لغت و علم بیان کے کردی بعد ازان ہمکو تو کسی مفسر کے
قول پر ضرور نہین **قال** صاحب تفسیر مدارک نے جو معنی ثقف کے گھڑے ہین اول تو وہ لائق تسلیم
کے نہین کیونکہ ثقف کے معنی پکڑ کر اور غلبہ کر کر پانیکے جو اوسنے بیان کیے ہین جنسے قیدی
ہین نکلتا ہی اسکی کوئی سند نہین ہی **اقول** آپکی ناواقفی ہی کہ صحیح بات پر طعنہ دیتے ہین ہمنے اوسکی سند
بھی اوسکی لکھی ہی اور بڑے بڑے علماے لغت کے اقوال اسکے معنی مین نقل کیے ہین اونکو
دیکھ لیجیے تاکہ آپکو معلوم ہوجاوے کہ قول صاحب مدارک تمامتر صحیح ہی اور طعنہ آپکا مبنی بر
بےعلمی کے ہی مگر آپ پر واجب ہی کہ آپ کوئی ایسی سند پیش کرین کہ جہان لفظ ثقف بمقام
غیر غلبے مین مستعمل ہوا ہو **قال** معہذا وہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے
کیونکہ مقاتلین کے نسبت بھی صادق آسکتے ہین **اقول** کیا خوب یہ نئی طرز استدلال کی آپنے
گھڑے جناب ہم کب کہتے ہین کہ دیمین جو حربی مشتے والونکو قتل کرو ہم بھی تو یہی کہتے ہین کہ اگر اطاعت اور جزیہ قبول نکرین اور لڑنے
پر مستعد ہون تو اونسے لڑو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑ لو سب ہمنے منجملہ محاربین کے کسیکو پکڑ لیا تو بامتثال حکم آیت قرآن
ہمپر واجب ہوا کہ اونکو قتل کرین اسیر محاربین ایسی آیت سے آپنے کسطرح اور کس قاعدے سے خارج القصور فرمالیے ہین مقاتلین کے صادق
آنا دوسری بات ہی اور اسرا کا خارج ہوجانا اور بات ہی آپ پر اثبات اسکا لازم ہی کہ اسرا اس حکم سے خارج ہین سکہ مقاتلین کی
نسبت بھی صادق آسکتے ہی علاوہ برآن اسرا مقاتلین بھی تو منجملہ مقاتلین ہی کے ہین
پس صدق آیت کا مقاتلین پر بعینہ صدق اوسکا ہی اسرا پر ظاہرا جو فرق کہ مقاتل او رقاتل
مین ہی جناب سامی کو ابھی تک وسپر اطلاع نہین اسی سبب سے شاید آپ مقاتل کو بمعنی قاتل کے
سمجھے ہین اوسی بنا پر آپکی یہ توجیہ ہی ذری کتب لغت کو ملاحظہ کیجیے اور صرفیت
الجواب کو کتاب سیبویہ مین نہین دیکھ سکتے تو فصول اکبری مین ہی دیکھیے **قال** قطع نظر ان
سب باتون کے اگر بالکل تفسیر مخالفین تسلیم کر لیجاوے تو جو حکم اس آیت مین ہو وہ مخصوص

اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوگئے تھے اور اسلیے عمومیت آیت من وفدا کا مخصوص ہوگا نہ مبطل **اقول** کیا فرض ہے کہ اگر متعدد حکم مخصوص نسبت اہل مکہ کے صادر ہوئے تھے جملہ احکام نسبت اہل مکہ کے مخصوص ہین اسپر کوئی دلیل آپکے پاس ہے تو پیش کیجیے اور یہ بھی نہین ہوسکتا کہ اگر سبب نزول حکم عام کا کوئی واقعہ خاص ہو تو اوس حکم کی تعمیم کو باطل کر کے اوسی واقعہ خاص کے ساتھہ مخصوص کر دیا جاوے چنانچہ یہ ایک مسئلہ متفق علیہ ہے کہ العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب ایسے تو بہت حکم عام نکلینگے کہ واقعہ خاص مین نازل ہوئے ہین مگر آج تک کوئی اونکی خصوصیت کا قائل نہین اور پیغمبر صلعم کے روبرو بھی اونکے عموم ہی پر عمل ہوا اور چونکہ یہ آیت بھی ایسی ہی ہے پس یہ کہنا کہ حکم اس آیہ کا مخصوص اہل مکہ سے ہی ہوگا صریح غلط ہے اور یہہ کہ الزام تسلیم نہین اگر ایسا ہو تو سب آیات فرضیت جہاد نسبت اہل مکہ کے ہی مخصوص ہو جاوین اور سب جہاد جو وقوع مین آئے اور اونکے سبب اسلام نے غلبہ و ترقی روز افزون پائی سب سفاک الدما محض فتنہ و فساد موجب خرابی عاقبت مجاہدین قرار پاوین العیاذ باللہ تعالی + اب ہم جناب مجتہد کی تقریر کا الزاماً اونپر اعادہ کرتے ہین اور منتظر جواب ہین یعنی قطع نظر ان سب باتون کے اگر بالکل تقریر مجتہد تسلیم کر لی جاوے تو جو حکم آیت من وفدا ہو وہ مخصوص ساتھہ قریش مکہ کے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے حکم جواز من وفدا کا عام نہوگا بلکہ مخصوص باہل مکہ ہوگا **قال** اب باقی رہگئین سورۂ نساء کی آیتین وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت منّ و فدا نازل ہوئی ہین اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہوسکتین **اقول** یہ تو آپکا معمولی عذر ہے کہ ہر جگہہ اوسکو پیش فرماتے ہین مگر ایک جگہہ بھی اوسکو ثابت نہ کر سکے پس جسطرح ہر اور جگہہ نامنظور کیا گیا ہے یہان بھی منظور نہین ہوسکتا **قال** علاوہ اسکے ان آیتون مین بھی وہی لفظ حیث وجدتموهم ہے جسکی نسبت ہم اوپر بحث کر آئے ہین کہ یہ قید نسخ سے متعلق نہین ہے اور اسلیے آیت منّ و فدا کا ناسخ نہین ہوسکتا اور چونکہ علمائے حنفیہ مین سے بھی کسی عالم نے ان آیتون کو ناسخ آیت منّ و فدا نہین کہا ہے اسلیے ہمکو بھی اور زیادہ بحث کرنیکی کچھہ ضرورت نہین **اقول** ہم بھی دیر تک انہین کلمات طیبات سے

حکم قتل اسارے ثابت کر چکے ہین کہ مستلزم نسخ وجوب من و فدا ہی اور علماے حنفیہ نے کچھ تصریح
کسی آیت ناسخہ کی نہین کی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ لنا قولہ تعالی اقتلوا المشرکین حیث
وجدتموہم وما رواہ منسوخ لما تلونا مطلب اوسکا یہ ہی کہ جن جن آیات مین یہ لفظ
ہین یا اوسکے معنی ہین ہین وہ ناسخ ہین من و فدا کی مگر چونکہ ہم پوری بحث اوپر لکھ چکے ہین
ہملو اب زیادہ بحث ضرور نہین ہی قال سہم آیت من و فدا کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت
کرنیکے لیے اور اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ قیدیون کے ساتھ بجز من یا فدا کے اور کچھ
نہین ہو سکتا ایسی دلیل بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہین جسمین کسیکو گفتگو کا محل نرہیگا اقول
تصریحات مرقومہ سابق سے یہ امر ثابت ہی کہ من و فدا مین علماے امت کے دو قول ہین ایک یہ کہ جائز
نہین اور ابتدا مین تھا مگر منسوخ ہو گیا دوسرا قول یہ ہی کہ واجب نہین جائز ہی کہ امام اوسپر عمل
کرے اگر مصلحت دیکھے قول اول کے رد کے واسطے تو البتہ یہ بات کافی ہوتی کہ جس قسم کے
دلائل سے اونھون نے نسخ ثابت کیا ہی اوسی قسم کے دلیل سے اوسپر عمل ثابت کر دیا جاوے
دوسرے قول کے رد کے لیے مجرد ثبوت عمل کافی نہین جب تک یہ امر ثابت ہو کہ قتل و استرقاق
کی ممانعت فرمائی کیونکہ مجرد عمل دلیل جواز تو البتہ ہو سکتا ہی مگر دلیل وجوب نہین ہو سکتا اسلیے اگر
کسی قیدی سے فدیہ لیا گیا یا بلا فدیہ اوسکو چھوڑ دیا تو اس فعل سے جواز من فدا کا ثابت ہوگا مگر عدم
قتل و استرقاق کی ہرگز ثابت نہین ہو سکتی اور اگر کہین کسی جگہ یہ ثابت ہو گیا کہ پیغمبر [illegible] حضور
بعد نزول آیت من و فدا کے استرقاق یا قتل پر عمل ہوا تو بلا تامل یہ بات متحقق ہو جاویگی کہ
حکم من و فدا یا منسوخ ہو گیا یا من و فدا واجب نہین بلکہ جائز ہی اور امام کے اختیار مین ہی کہ
حسب مصلحت وقت اوسپر عمل کرے یا نہ کرے اب ہم ایک اور بات بھی کہتے ہین کہ علماے شیعہ کا
قول یہ ہی کہ آیت من و فدا قبل از غزوہ بدر نازل ہوئی چنانچہ صاحب مجمع نے تصریح تمام
اوسکو لکھا ہی اور دلیل اوسکی اوپر ہم ذکر کر چکے ہین اگر واقع مین جیسا کہ مجتہد عصر فرماتے ہین
کہ من و فدا واجب ہی ایسا ہی ہو تو کچھ شک نہین کہ وہ منسوخ ہی آیات مذکورہ اور تائید اوسکے

معاملے بنی قریظہ اور بنی المصطلق اور خیبر اور دیگر معاملات کے جو بحضور جناب پیغمبر صلعم ظہور مین آئے
واضح ہی اور علماے شافعیہ کا قول یہ ہی کہ آیت من و فدا مین اختیار دیا گیا ہی من و فدا واجب نہین ہی
تب بھی آیات قتل سے بلحاظ ظاہر وجوب امر کہ وجوب ہی منسوخ ہوا اور اسکا لازم آتا ہی مگر یہ کہ
امر کو ندب و استحباب اور فضیلت پر محمول کیا جاوے اس حالت مین مدعا مجتہد عصر کا اوسی صورت مین
ثابت ہوگا کہ جب کوئی دلیل من و فدا کی وجوب پر قایم ہووے مجرد عمل ہرگز کافی نہوگا چونکہ مجتہد
عصر دو دعوے بلا دلیل پیش کرتے ہین ایک یہ کہ آیت من و فدا ایام فتح مکے مین نازل ہوئی ہی دوسرے
یہ کہ من و فدا ہی واجب ہی لہذا بعد فرض کرنے دعوی اول کے ہم ایسی دلائل پیش کرتے ہین کہ
جنسے دعوی ثانی مجتہد عصر کا بطلان ظاہر ہی اور اسکو اوسین محل گفتگو باقی نہین **دلیل اول**
مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہی قال اصابوا سبایا یوم اوطاس لهن ازواج فتخوفوا
فانزلت هذه الاية والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم یعنی اصحاب پیغمبر صلعم نے
سبایا بروز جنگ اوطاس کے کہ اونکے شوہر تھے پس خوف کیا اونھون نے یعنی اونکی مباشرت سے
خوف کیا چنانچہ دوسری روایت مین ہی کہ تھے جو امن تحرج کیا تھا یعنی حرج مین پڑے اونکی مباشرت
سے پس نازل ہوئی یہ آیت والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم حرام کی گئین تمپر شوہر دار
عورتین مگر جنکے مالک ہوئے ہاتھ تمھارے روایت ترمذی یہ ہی عن ابی سعيد الخدري رض
اصبنا سبايا يوم اوطاس ولهن ازواج في قومهن فذكروا ذلك لرسول الله صلعم فنزلت
والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم پایا ہمنے سبایا کو بروز اوطاس اور اونکے
شوہر تھے اونکی قوم مین پس ذکر کیا لوگون نے اسکا پیغمبر صلعم سے پس اوتری یہ آیت والمحصنات
من النساء الا ما ملكت ايمانكم دیکھیے جنگ اوطاس بعد فتح مکہ کے ہی اور اوسوقت
نسبت مملوک ہونے اور جواز استرقاق سبایا اوطاس کی یہ نص صریح نازل ہوئی —
دلیل دوسری بخاری مین جبیر بن حیہ سے روایت ہی کہ وہ کہتے ہین کہ جب کسری پر عہد امیر المومنین عمر بن اہل
اسلام جہاد کے لیے گئے تو عامل کسری سے مغیرہ رض نے یہ بات کہی اخبرنا نبينا صلعم عن رسالة

ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنة فی نعیم لم یر مثلها قط ومن بقی منا ملک رقابکم یعنی خبر دے ہمکو ہمارے پیغمبر صلعم نے ہمارے رب کے پیغام سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین سے وہ جاویگا طرف بہشت کے ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند کبھی کسی نے دیکھی نہین گئی اور جو باقی رہ جاویگا ہم مین سے وہ مالک ہووےگا تمہارے رقاب کا (یعنی تم اوسکے مملوک اور غلام ہوگے اور وہ تمہارا مالک ہوگا) دیکھ لیجیے یہ بشارت مخبر صادق صلعم کی خدا تعالی کی طرف سے اوس زمانے کے بابت ہی کہ جو فتح مکہ سے بہت بعد ہے اور اسمین بشارت اسکی ہے کہ تمکو خدا اون لوگونکا مالک کریگا اور وے لوگ تمہارے لونڈی غلام ہونگے دلیل تیسری سبایا ہوازن کہ جنمین آپ بحث کرتے ہین مفصل بیان اوسکا آگے آتا ہے دلیل چوتھی قتل ابن خطل بعد فتح مکہ کے جسکو ہم اوپر ثابت کر چکے ہین دلیل پانچوین قتل ایک قیدی کا بعد فتح مکہ قبل از واقعہ حنین جسکو سلمہ بن اکوع نے بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل کیا دلیل چھٹھی باب بعث ابی موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن قبیل حجة الوداع مین بخاری نے حدیث ابی بردہ رض سے روایت کی ہے حدیث طویل ہے مین اوسکا خلاصہ متعلق ما نحن فیہ لکھتا ہون بعث النبي ابا موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن فسار معاذ فی ارضه قریبا من صاحبه ابی موسی فجاء یسیر علی بغلته حتی انتهی الیه فاذا هو جالس وقد اجتمع الیه الناس واذا رجل عنده قد جمعت یداه الی عنقه فقال له معاذ یا عبد الله بن قیس ایم هذا قال هذا رجل کفر بعد اسلامه فقال لا انزل حتی یقتل قال انما جیء به لذلك فانزل قال ما انزل حتی یقتل فامر به فقتل بھیجا لشکر کے ساتھ پیغمبر خدا صلعم نے ابو موسی اور معاذ بن جبل کو طرف یمن کے پس چلے ارض یمن مین قریب اپنے صاحب ابو موسی سے پھر آئے وہ اپنی خچری پہ سوار پھرتے ہوئے تا آنکہ پہونچے پاس ابو موسی کے ناگاہ وہ بیٹھے تھے اور جمع تھے اونکے پاس آدمی اور ناگاہ ایک آدمی نزدیک ابو موسی کے دیکھا کہ ہات اوسکے ملا کے گردن سے اوسکی بندھے تھے یعنی ہاتھ اوسکے گردن سے ملا کر باندھے تھے کہا معاذ نے اے عبد اللہ بن قیس کیا ہے یہ او نہون نے کہا کہ یہ ایک آدمی ہے کافر ہوا بعد اسلام کے کہا معاذ نے کہ مین نہ اوترونگا اسکے مارے جانے تک

کہا کہ اسیواسطے بیان لایا گیا ہی تمام وتر و کہا معاوضے مین شاہ و تر ون گا تا اسکے مارے جانے
کے پس حکم کیا گیا پس وہ مارا گیا دیکھو اس سے ثابت ہی کہ سخ فدا کچھ واجب نہین اور اس بات پر
کچھ انکار پیغمبر صلعم کی طرف سے بھی منقول نہین یہ نہین کہا جا سکتا کہ پیغمبر صلعم کو اس واقعہ کی خبر
نہوئی ہو کیونکہ پیغمبر صلعم اپنے سرایا اور بعوث کے حال سے نہایت خبر رکھا کرتے تھے
کوئی بات اونپر چھپی نہین رہتی تھی جناب پیغمبر صلعم ایسے غافل نتھے کہ ایسے واقعہ عظیمہ سے
بے خبر رہتے اور ایسا جرم عظیم اونکے سردارون کے ہاتھ سے واقع ہوتا اور اوسپر تو تنبیہ اور
تہدید بہ نہ فرماتے **دلیل ساتوین** غزوہ طائف جو شوال شہ ہجری مین بعد فتح مکہ کے ہی
پیغمبر صلعم نے عبد اللہ بن ابی امیہ سے فرمایا ارایت ان فتح اللہ علیکم الطایف غدا فعلیک بابنة
غیلان اگر خدا کل تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لے لیجیو غیلان کی بیٹی کو دیکھو یہان سے
یہ بات ثابت ہی کہ بعد فتح مکہ کے بھی سارا بی کے مملوک ہونیکا حکم دیا گیا ہی **دلیل آٹھوین**
ترمذی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہی قال بعث رسول اللہ صلعم جیشا واستعمل علیہم
علی بن ابی طالب فمضى في السرية فاصاب جارية فانكروا عليه وتعاقد اربعة من اصحاب
رسول الله صلعم فقالوا اذا لقينا رسول الله صلعم اخبرناه بما صنع علي وكان المسلمون
اذا رجعوا من سفر بدؤا برسول الله صلعم فسلموا عليه ثم انصرفوا الى رحالهم فلما قدمت
السرية سلموا على النبي صلعم فقام احد الاربعة فقال يا رسول الله الم تر الى علي ابن ابي طالب
صنع كذا وكذا فاعرض عنه رسول الله صلعم ثم قام الثاني فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم
قام اليه الثالث فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل اليه رسول
الله صلعم والغضب يعرف في وجهه فقال ما تريدون من علي ما تريدون من علي ما تريدون
من علي ان عليا مني وانا منه وهو ولي كل مؤمن من بعدي کہا عمران بن حصین نے کہ بھیجا پیغمبر
خدا صلعم نے ایک لشکر اور عامل کیا اوسپر علی بن ابی طالب رض کو پس گئے علی رض اوس لشکر کے ایک گروہ
کے ساتھ پس لے لیا اونھون نے ایک چھوکری کو پس انکار کیا اونپر لوگون نے اور عہد کیا باہم چار

آدمیون نے اصحاب پیغمبر صلعم سے کہا اونھون نے کہ جب ملینگے ہم پیغمبر صلعم سے تو خبر دینگے ہم اونکو
اوس کام کی جو کیا ہی علی نے اور تھے مسلمان جب کہ پھر کر آتے تھے کسی سفر سے اول آتے تھے
پیغمبر صلعم کے پاس پھر سلام کرتے تھے اونکو بعد اوسکے اپنے اپنے مکانات کو جاتے تھے پھر جب
وہ گروہ آیا تو سلام کیا پیغمبر صلعم کو پھر کھڑا ہوا ایک آدمی اون چارون مین کا اور کہا کہ ای
رسول اللہ صلعم دیکھا تمنے علی بن ابیطالب کو کہ یہہ کام کیا اونھون نے پس توجہ نکی اوسکی طرف
پیغمبر صلعم نے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
فرمایا پیغمبر صلعم نے پھر تیسرا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
کیا رسول اللہ صلعم نے پھر چوتھا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ اون تینون نے کہا تھا پس توجہ
ہوئے پیغمبر صلعم اور غصہ معلوم ہوتا تھا اونکے مونہہ سے فرمایا کہ کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے
کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے تحقیق علی مجھسے ہی اور مین علی سے
اور وہ ولی ہر مومن کا ہی میرے بعد فقط دوسری روایت ترمذی کی براء بن عازب سے اسی
معاملے مین ہی قال بعث النبی صلعم جیشین و امر علی احدهما علی بن ابیطالب و
علی الآخر خالد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلی قال فافتتح علی حصنا فاخذ منه جارية
فکتب معی خالد کتابا الی النبی صلعم یشی به قال فقدمت علی النبی صلعم فقرأ الکتاب
فتغیر لونه ثم قال ما تری فی رجل یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله قال قلت اعوذ
بالله من غضب الله ومن غضب رسوله وانما انا رسول فسکت کہا براء نے کہ بھیجے رسول اللہ نے
دو لشکر اور امیر کیا ایک پر علی بن ابیطالب کو اور دوسرے پر خالد بن ولید کو اور فرمایا کہ جب
واقع ہو قتال تو علی امیر ہی کہا براء نے کہ فتح کیا علی نے ایک قلعہ پس لیا اوسمین سے ایک
چھوکری کو لونڈی بنایا خالد نے خط پیغمبر صلعم کو کہ شکایت لکھتے تھے اوسمین اونکی پس پہونچا
مین پیغمبر صلعم کے پاس پھر پڑھا پیغمبر صلعم نے خط کو پس متغیر ہوگیا رنگ اونکا بعد از ان فرمایا
کہ کیا دیکھتا ہی تو ایسے آدمی مین کہ جسکو دوست رکھتا ہی اللہ اور رسول اوسکا اور دوست

رکھتا ہو وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو کہا بریدہ نے کہا مینے پناہ مانگتا ہون خدا کی خدا کے غضب اور خدا کے رسول کے غضب سے اور مین صرف قاصد ہون پس رک گیا غصہ پیغمبر صلعم کا آسی معاملے مین روایت بخاری کی ہے بریدہ رضہ سے کہ ہم اوسکو مع شرح قسطلانی کے لکھتے ہین اور حدیث پر دو خط اور شرح پر ایک خط کا نشان لگا وینگے اور یہ حدیث بخاری مین باب بعث علی بن ابیطالب و خالد بن ولید رضی اللہ عنہما الی الیمن قبل حجۃ الوداع کتاب المغازی مین مرقوم ہے

بعث النبي صلعم عليا الى خالد ليقبض الخمس وكنت ابغض عليا لانه رأه اخذ من المغنم جارية وقد اغتسل فظن انه غلها ووطيها وللاسماعيلي من طريق ابي روح بن عبادة بعث عليا الى خالد ليقسم الخمس وفي رواية له ليقسم الفئ فاصطفى علي منه لنفسه سبيئة اي جارية ثم اصبح وراسه يقطر فقلت لخالد الا ترى الى هذا يعني عليا فلما قدمنا على النبي صلعم ذكرت ذلك له فقال يا بريدة اتبغض عليا قلت نعم قال لا تبغضه زاد احمد من طريق عبد الجليل عن عبد الله بن بريدة عن ابيه فان كنت تحبه فازدد له حبا وله ايضا من طريق اجلح الكندي عن عبد الله بن بريدة لا تقع في علي فانه مني وانا منه وهو وليكم بعدي فان له في الخمس اكثر من ذلك قال الحافظ ابن حجر انما ابغض عليا لانه رأه اخذ من المغنم فظن انه غل فلما اعلمه صلعم انه اخذ اقل من حقه احبه انتهى وفي طريق عبد الجليل قال فما كان في الناس احد احب الي من علي ‌ه‍ بھیجا پیغمبر نے علی رض کو بطرف خالد رض کے تاکہ لیوین خمس اور مین بغض کرتا تھا علی رض سے ش اسلیے کہ بریدہ رض نے دیکھا یہ کہ لے لی علی رض نے ایک چھوکری غنیمت مین سے ‌ه‍ اور تحقیق کہ غسل کیا تھا علی رض نے ش پس گمان کیا بریدہ رض نے کہ علی رض نے غنیمت مین غلول کیا اور وطی کیا اوسکے ساتھ اور اسماعیلی کی روایت ابی روح بن عبادہ کے طریق سے اسطور پر ہے کہ بھیجا پیغمبر صلعم نے علی رض کو بطرف خالد رض کے تاکہ بانٹ لاوین خمس اور ایک روایت مین ہے اوسکے کہ بانٹ لاوین فی پس چھانٹ لی علی رض نے اوسمین سے اپنے لیے ایک چھوکری پھر صبح کو آئے وہ اور جال تھا

کہ سر سے اونکے قطرے ٹپکتے تھے **ف** پس کہا مینے خالدؓ سے کیا تو دیکھتا نہین ہو کیا کی یعنی علیؓ نے تو **ف** پھر جب آئے ہم پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے یہ قصہ پیغمبر صلعم سے فرمایا پیغمبر صلعم نے اے بریدہ کیا بغض رکھتا ہی علیؓ سے مینے کہا کہ ہان فرمایا پیغمبر صلعم نے نہ بغض رکھ اوس سے **ف** اور احمد کی روایت مین از طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ اسقدر اور بھی ہی کہ اگر تو محبت رکھتا ہی اوس سے تو زیادہ کر محبت کو اور بھی احمد کی روایت مین طریق اجلح الکندی عن عبد الصمد بن یزید سے یہ بھی ہی کہ غیبت نکر تو علی کی کہ وہ مجھسے ہی اور مین اوس سے ہون اور وہ ولی تمھارا ہی میرے بعد **ف** پس تحقیق کہ اوسکے لیے خمس مین سے اس سے بھی زیادہ ہی **ش** کہا حافظ ابو ذرؓ نے کہ مین بغض کیا تھا بریدہ نے علیؓ سے مگر اس وجہ سے کہ اوسنے یہ دیکھا تھا کہ علیؓ نے غنیمت مین سے لے لیا اور گمان کیا کہ اونھون نے غنیمت مین غلول کیا یعنی خیانت کی پھر جب آگاہ کر دیا پیغمبر صلعم نے بریدہ کو کہ اونھون نے اپنے حق سے کم لیا تو دوست رکھا اونکو اور بیچ طریق عبد الجلیل کے ہی کہ کہا بریدہؓ نے کہ بعد اسکے نتھا کوئی آدمیون مین دوست تر میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے روایات مذکورہ سے ظاہر ہی کہ یہ معاملہ کچھ روز پیشتر کا حجۃ الوداع سے یعنی ۱۰ ہجری کا بعد از فتح مکہ کے ہی اور اطلاع پانا پیغمبر صلعم کا فعل علیؓ پر اور جائز رکھنا اوس فعل کا بخوبی ثابت ہی اگرچہ دلائل اور بھی ہین کہ اکثر ذکر اونکا اوپر آگیا ہی اونکے اعادہ کی کچھ ضرورت نہین ہی **قال** اور وہ یہ ہی کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے کسی قیدی کو قتل کیا نہ کسیکو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثنای احدے احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا **اقول** سراسر جھوٹی بات ہی علاوہ بران اول تو نزول آیت من و فدا کا زمانہ جو مجتہد عصر نے زمانہ فتح مکہ ٹھہرایا ہی ہین کچھ ثبوت اوسکا نہین بلکہ نزول اوسکا قبل از جنگ بدر ثابت ہی ثانیاً اگر ایسا ہی فرض کیا جاوے تب بھی بدلائل مذکورہ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہی **قال** اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت من و فدا منسوخ نہین ہوئی

اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز نہین رہا **اقول** یہ سب امور مبنی ہین اسپر کہ آیت من
و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہین بلکہ آجتک کوئی شخص اسکا قائل نہین اگر
پیش از واقعۂ بنی قریظہ و خیبر و بنی مصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہی تو اصلا مفید مجتہد
عصر نہین کیونکہ استرقاق اور قتل بہت کفار کا اون واقعات مین باقرار مجتہد عصر بھی ثابت
ہی اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و وافی ہی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول
یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہو نسکا پس دعاوی اونکے
جو مبنی اوپر نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکے مین ہین بنا فاسد علی الفاسد ہین اور چونکہ
قتل اور استرقاق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین پس بطلان قول
مجتہد عصر مین کسی صورت پر کچھ شک و شبہ باقی نہین رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کرین
کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کسیکو نہ قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا
تو اس سے وجوب من و فدا و عدم جواز استرقاق و قتل جسکا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ اور
فعل پیغمبر خدا صلعم سے واضح ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ عمل احد المباحات پر مستلزم حرمت
دوسرے مباح کا نہین ہو سکتا اور اگر عمل پر احد المباحات مستلزم حرمت باقی مباحات کا
ہووے تو چونکہ ادلہ استدلال مجتہد عصر سے صرف احسان ہی رکھکر چھوڑ دینا بحسب زعم
مجتہد عصر پایا جاتا ہی پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی ممنوع و ناجائز ہووے ہذا خلف
قال باب ششم اس بات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے
کسیکو لونڈی و غلام نہین بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غزوات کے
قیدیون کا جو بعد نزول آیت من و فدا ہوے تھے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور
خیبر اور بنی المصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیون کو کیون نہین ذکر کرتے آیا اسلیے کہ آپکے
مدعا کے برخلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت من و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی
تو ہم کہینگے کہ ثبوت اسکا دیجیے ورنہ سب تقریر آپکی محض مغالطہ ہی یہان مجتہد صاحب بہت ہی

پہونچے اگر یہ دعوی کرتے کہ آیت من وفد اہفتہ دو ہفتہ پیش از وفات پیغمبر صلعم نازل ہوئی ہے
تو غزوۂ اوطاس کے قیدی اور سبایا حنین اور قتل ابن اخطل اور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع غیرہ
سب حوالی عذر مین آجاتے مگر کیا کرین کہ وعدہ خدا کا سچا ہی اور پورا ہو کر رہتا ہی جاء
الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا واللہ متم نورہ ولو کرہ المبطلون
من احدث فی امرنا ھذا فھو رد ان سو اعید نے مونہہ بند کردیا ورنہ بلا دلیل و بلا ثبوت جسطرح
نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہین اسیطرح اگر منسوب بزمان قرب وفات
پیغمبر صلعم فرماتے تو کون اونکی زبان پکڑ سکتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پیش فرمائے
ہین اوس زمانہ پر بھی پیش ہو سکتی تھین مگر وہ بشارت دلیل دوم درباب ملک رقاب [illegible]
بھی حجت تامہ باقی رہتی اوسکا علاج ناممکن ہی اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہین
جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کین ہین اور بخوبی ظاہر کرتے ہین کہ اونمین
سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا مجتہد نہین ہی **قال** اول اساری بطن مکہ اونھین لوگون
مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اوترے تھے قید ہوئے اور جناب
پیغمبر صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم آپکو کہان تک
بتاوین آپکو تو تاریخ و واقعات کی بھی اطلاع نہین یہ معاملہ ایام حدیبیہ مین ہوا ہی نہ بعد فتح
مکہ کے چنانچہ اسکی بحث ضمن حدیث و آیت مین کی جاوے گی مگر اول جناب مین یہ التماس
ہی کہ دو باتون کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی و معنوی سے دست بردار ہوجیے
آپکا کوئی استدلال ویرا ایسا نہین پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہو اور آیندہ بھی ایسا
ہی کچھہ نظر آتا ہی دوسرے یہ کہ اس باب مین آپنے تقلید مورخین و ارباب سیر کی بہت کی
ہی اور اوس لاف و گذاف پر جو شروع رسالے مین کی ہی مطلقا عمل نہین کیا ہم روایات
غیر ثابتہ ارباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ سنین گے اور جب آپ اونسے استدلال کرینگے ہم آپ پر
الزام عجز کا دھرینگے اس استدلال مین بحث اسکی مقدم ہی کہ آیا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز نہین رہا **اقول** یہ سب امور مبنی ہین اسپر کہ آیت مَن
و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہین بلکہ آجتک کوئی شخص اسکا قائل نہین اگر
پیش از واقعۂ بنی قریظہ و خیبر و بنی مصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہی تو اصلا مفید مجتہد
عصر نہین کیونکہ استرقاق اور قتل بہت کفار کا اون واقعات مین باقرار مجتہد عصر بھی ثابت
ہی اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و وافی ہی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول
یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہونہ سکا پس جو دعاوی اونکے
جو مبنی اوپر نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکے مین ہین بنا فاسد علی الفاسد ہین اور چونکہ
قتل اور استرقاق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین اس بطلان قول
مجتہد عصر مین کسی صورت پر کچھ شک و شبہ باقی نہین رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کرین
کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کسیکو نہ قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا
تو اس سے وجوب مَن و فدا و عدم جواز استرقاق و قتل جسکا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ اور
فعل پیغمبر خدا صلعم سے واضح ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ عمل احد المباحات پر مستلزم حرمت
دوسرے مباح کا نہین ہو سکتا اور اگر عمل پر احد المباحات مستلزم حرمت باقی مباحات کا
ہووے تو چونکہ اونکے استدلال مجتہد عصر سے صرف احسان ہی رکھکر چھوڑ دینا بحسب زعم
مجتہد عصر پایا جاتا ہی پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی ممنوع و ناجائز ہووے ہذا خلف
قال باب ششم اس بات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے
کسیکو لونڈی و غلام نہین بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غزوات کے
قیدیون کا جو بعد نزول آیت مَن و فدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور
خیبر اور بنی المصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیون کو کیون نہین ذکر کرتے ایا اسلیے کہ آپکے
مدعا کے برخلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت مَن و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی
تو ہم کہینگے کہ ثبوت اسکا دیجیے ورنہ سب تقریر آپکی محض مغالطہ ہی یہان مجتہد صاحب بہت ہی

چونکے اگر یہ دعوی کرتے کہ آیت من وفد اہفتہ دو ہفتہ پیش از وفات پیغمبر صلعم نازل ہوئی ہی تو غزوۂ اوطاس کے قیدی اور سبایا حنین اور قتل ابن اخطل اور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع وغیرہ سب مولی عذر مین آجاتے مگر کیا کرین کہ وعدہ خدا کا سچا ہی اور پورا ہو کر رہتا ہی جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۝ واللہ متم نورہ ولو کرہ المبطلون من احدث فی امرنا ھذا فھو رد ان مواعید نے موںہہ بند کر دیا ورنہ بلا دلیل و بلا ثبوت جسطرح نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہین اسیطرح اگر منسوب بزمان قرب وفات پیغمبر صلعم فرماتے تو کون اونکی زبان پکڑ سکتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پر پیش فرمائے ہین اسی جانب پر بھی پیش ہو سکتی تھین مگر وہ بشارت دلیل و وہم در باب ملک رقاب فجار زنج بھی حجت تامہ باقی رہتی اوسکا علاج ناممکن ہی اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے مین جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کین ہین اور بخوبی ظاہر کرتے ہین کہ اونمین سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا مجتہد نہین ہی **قال** اول اساری بطن مکہ اور وہین لڑائی مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اوترے تھے قید ہوے اور جناب پیغمبر صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم آپکو کہان تک بتاوین آپکو تو تاریخ و واقعات کی بھی اطلاع نہین یہ معاملہ ایام حدیبیہ مین ہوا ہی نہ بعد فتح مکہ کے چنانچہ اسکی بحث ضمن حدیث و آیت مین کی جاوے گی مگر اول جناب مین یہ التماس ہی کہ دو باتون کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی و معنوی سے دست بردار ہو جیسے آپکا کوئی استدلال ویر ایسا نہین پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہو اور آپ دیدہ و دانستہ ہی کچھہ نظر آتا ہی دوسرے یہ کہ اس باب مین آپنے تقلید مورخین و ارباب سیر کی ہوسکی ہی اور اوس لاف و گزاف پر جو شروع رسالے مین کی ہی مطلقاً عمل نہین کیا پھر روایات غیر ثابتہ ارباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ سنین گے اور جب آپ اونسے استدلال کرینگے ہم آپ پر الزام عجز کا دھرینگے اس استدلال مین بحث اسکی مقدم ہی کہ آیا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

ایام حدیبیہ مین واقع ہوا یا بعد فتح مکہ کے بعد رفع صلح کے اور یہ واقعہ متعلق احکام آیت اِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا کے ہی یا متعلق حکم آیۂ کریمہ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کی ہی چونکہ دونون صورتون مین احکام جُدے جُدے ہین قتل و استرقاق و من و فدا متعلق صورت جنگ و رفع صلح کی ہی اور ایفاے عہود صلح جو کچھ ٹھہرین متعلق صورت مصالحہ کے ہین پس مجتہد کو لازم ہی کہ اول ہر مقام پر دیکھ لے کہ جو واقعہ پیش آیا متعلق کون سی صورت کے ہی چنانچہ ہمیشہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالی اسکے پابند رہے ہین سو ہم دیکھتے ہین کہ آپنے کسقدر پابندی اوسکی کی ہی اس باب مین کمال غفلت کو کام مین لاکر دونون صورتون مین خلط مزج کردیا ہی قال خود خدا تعالی نے قرآن مجید مین اسکا ذکر فرمایا ہی وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وہ خدا ہی جسنے روکے ہاتھہ کافرون کے تمسے اور تمھارے ہاتھہ اونسے مکے کے بیچ مین بعد اسکے کو فتح مند کیا تمکو اونپر اقول اس آیت سے تو استدلال تمام نہین ہوسکتا بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ کچھہ قتل و قتال اور مقابلہ کی بھی نوبت نہین پہونچی نہ وے لوگ مسلمانون پر ہاتھہ ڈال سکے نہ مسلمانون نے اونکو قتل کیا نہ کچھہ لڑائی ہوئی نہ ضرب رقاب ہوا نہ اثخان ہوا اور قید کرنے اور من و فدا اور استرقاق سے یہ آیت ساکت ہی مگر چونکہ یہ آیت سورۂ فتح مین ہی اور سورۂ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہی چنانچہ ہم اسکی سند آگے لکھینگے اور اس قصے کا بیان سورۂ فتح مین بالفاظ ماضی ہی اسلیے خود آیت سے صاف ظاہر ہی کہ یہ معاملہ زمان حدیبیہ مین واقع ہوا پس یہ آیت حجت ہماری ہی مجتہد عصر پر نہ حجت مجتہد عصر کی ہمپر اور کلمۂ اظفرکم علیہم بھی کسیطرح اسپر دلالت نہین کرتا کہ یہ معاملہ بعد فتح مکہ کے ہوا ہی کیونکہ خود باقرار مجتہد صاحب اور بروایات صحیحہ یہ بات ثابت ہی کہ ضمائر جمع غائب جو آیت مین ہین اونھین اسّی آدمیون کے طرف راجع ہین جو جبل تنعیم اوترے تھے

اور اونکو صحابہ رسول اللہ صلعم نے پکڑ لیا تھا پس معنی آیت کے یہ ہین کہ خدا نے روکے ہاتھ اونکے یعنی اون اسی آدمیون کے تم سے اور تمھارے ہاتھ اونسے یعنی اون اسی آدمیون سے بعد اسکے کہ غالب کر دیا تمکو اون پر یعنی اون اسی آدمیون پر پس اس سے غلبہ و نہین اسی آدمیون کا ثابت ہوتا ہے مکہ پر **قال** صحیح مسلم کی حدیث مین بھی اسکا ذکر ہے اور انس رض سے روایت کی ہے ان ثمانین رجلا من اہل مکۃ ہبطوا علی رسول اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلعم فاخذہم سلما فاستحیاہم وفی روایۃ فاعتقہم فانزل اللہ تعالی وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ کہ اسی آدمی مکے والون مین رسول خدا صلعم سے لڑنے کو جبل تنعیم سے اوترے پھر اونکو پکڑ لیا اسطرح پر کہ اونھون نے اپنے تئین سپرد کر دیا پھر اونکو زندہ رہنے دیا یعنی قتل نہین کیا اور ایک روایت مین ہے کہ اونکو چھوڑ دیا پس یہ آیت اوتری کہ وہ خدا ہے جسنے الخ **اقول** اس استدلال مین بھی مجتہد تحریف لفظی و معنوی سے باز نہ رہے سنیے بیان تحریف لفظی کا یہ ہے کہ حدیث مین لفظ غِرّۃ بکسر غین معجمہ و تشدید رائے مہملہ ہے من قولہم غَرَّہُ غرًّا وغرورًا وغِرَّۃً بالکسر فہو مغرور وغریر اذ اخدع واطمعہ بالباطل عرب کہتے ہین غرہ غرا و غرورا و غرۃ بالکسر فہو مغرور و غریر جبکہ کسینے دھوکا دیا اوسکو اور جھوٹی طمع مین ڈالا اور بمعنی غفلت بھی آتا ہے لبید عامری کہتے ہین **شعر** صادفن منہا غرۃ فاصبنہا ٭ ان المنایا لا تطیش سہامہا ٭ صاحب قاموس لکھتے ہین الغار الغافل و اغتر غفل والاسم الغرۃ بالکسر یعنی غار کے معنی ہین غافل اغتر کے معنی ہین غافل ہوا اور اسم غرۃ بالکسر ہے جوہری لکھتے ہین الغِرّۃ الغفلۃ والغار الغافل غرۃ کے معنی ہین غفلت غار کے معنی ہین غافل پس معنی حدیث کے یہ ہین کہ اسی آدمی اہل مکے سے بلتے رسول اللہ صلعم پر پہاڑ سے تنعیم کے ہتھیار بند ارادہ کرتے تھے دھوکا دینا نبی صلعم کا یا یہ معنی ہین کہ ارادہ کرتے تھے غفلت پیغمبر صلعم کا یعنی غفلت کی تاک مین تھے لڑائی کا ان کلمات مین اصلا مذکور نہین

مجتہد دہر نے اول تو لفظ غزوہ کو تحریف فرما کر لفظ غزوہ بڑھا دیا اسکی جگہ داخل فرمایا
بعد ازاں بسبب ناواقفی کے علم لغات کے یہ خیال شیخ چلی کا سا دل میں جمایا کہ یہ لفظ غزا
للعدو یغزو غزوا و غزوا و غزوانا و غزاوۃ فھو غاز سے ہے کہ جسکے معنی ہیں جانا دشمن
پر اوسکی لڑائی اور لوٹنے کو لیکن اگر علم تصریف میں کچھ بھی دخل ہوتا تو معلوم فرماتے کہ غزہ
مضاعف ہے اور غزا یغزو جسکے معنی ترجمے میں رقم فرمائے ہیں ناقص ہے یہ دونوں ایک
مادے سے کیونکر ہو سکتے ہیں سبحان اللہ باین ہمہ استعداد دعوی اجتہاد بیان تحریف معنوی
کا یہ ہے کہ سلما کے معنی لکھے ہیں اونھوں نے اپنے تئین سپرد کر دیا حالانکہ یہ معنی صاف غلط ہیں
یہاں لفظ سلم میں تین روایتیں ہیں سلما بفتح سین و سکون لام و کسر سین و سکون لام ان تینوں
کے معنی ہیں صلح زمخشری لکھتے ہیں والسلم بکسر السین وفتحها تؤنث تانيث نقيضها
وهي الحرب قال العباس بن مرداس السلم تأخذ منها ما رضيت به والحرب يكفيك من انفاسها
جرع انتہی ابو الطیب کہتا ہے شعر فالسلم تکسر من جناحی ماله بذوالها ما يجبر الهيجاء
قال تعالى وان جنحوا للسلم فاجنح لها تیسری روایت ہے کہ سلم بفتحتین اسکے معنی ہیں
انقیاد صاحب قاموس لکھتے ہیں السلم بالتحریک الاستسلام بحث پنجم باب میم صفحہ ۱۴۳
پر آیت تلقوا الیکم السلم الآیہ مجتہد صاحب نے نقل کی ہے وہاں خود ترجمہ سلم کا بلفظ صلح
کیا ہے نہ بلفظ سپرد کر دینے کے معلوم نہیں کہ یہاں اوسکے برخلاف کیوں ترجمہ کرتے
ہیں غرضکہ تینوں روایت پر اوسکے معنی سپرد کر دینے کے ہرگز نہیں پس مجتہد عصر نے
جو اپنے دل سے یہ غلط معنی خلاف لغت کے گھڑے ہیں صاف تحریف معنوی ہے پس
معنی حدیث کے بموجب دونوں روایتوں پہلی کے یہ ہیں کہ پکڑ لیا اون کو از روے
صلح کے ان دونوں روایتوں پر لفظ سلما تمیز ہے واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا اونکو
عنوۃ و قہرا پکڑا تھا یا صلحا اس رفع ابہام کے واسطے لفظ سلما لایا گیا تاکہ یہ امر متعین
ہو جاوے کہ اونکو صلحا پکڑا تھا عنوۃ و قہرا نہیں پکڑا اور روایت تیسری پر بھی

ہوسکتا ہی کہ تمییز ہووے اور بسبب رفع ابہام نفس کے کہ آیا پکڑا اونکا حرباً ہوا تھا یا انقیاداً ہوا
تھا پس اس لفظ سے یہ بات متعین ہو گئی کہ حرباً وعنوۃً اونکو نہیں پکڑا تھا بلکہ انقیاداً پکڑا
تھا یا یہ کہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہو کر حال واقع ہو یعنی پکڑا اونکو ایسے حال میں کہ وہ
مطیع ومنقاد تھے نہ ایسے حال پر کہ محارب ومقاتل تھے تو جبکہ ثابت ہوا تو ظاہر
ہی کہ اون کو از روے صلح کے پکڑا تھا نہ از روے جنگ و قتال کے یہانتک
بیان تھا تحریفات مجتہد عصر کا اب ہم اظہار اسکا کرتے ہیں کہ یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ
کے ایام حدیبیہ میں واقع ہوا تھا چنانچہ اسپر ہم سند قوی حدیث صحیح مسلم کی نقل کرتے
ہیں سلمہ بن اکوع سے روایت ہو قال قدمنا الحدیبیۃ مع رسول اللہ صلعم ونحن
اربع عشرۃ مائۃ وعلیہا خمسون شاۃ لا ترویہا قال فقعد رسول اللہ صلعم علی
جبا الرکیۃ فاما دعا واما بسق فیہا قال فجاشت فسقینا واستقینا قال ثم ان رسول
اللہ صلعم دعانا للبیعۃ فی اصل الشجرۃ قال فبایعتہ اول الناس ثم بایع وبایع حتی
اذا کان فی وسط من الناس قال بایع یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ فی
اول الناس قال وایضا قال ورآنی رسول اللہ صلعم عزلا یعنی لیس معی سلاح قال
فاعطانی رسول اللہ صلعم حجفۃ او درقۃ ثم بایع حتی اذا کان فی اخر الناس قال الا تبایعنی
یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ صلعم فی اول الناس وفی اوسط الناس
قال وایضا قال فبایعتہ الثالثۃ ثم قال لی یا سلمۃ این حجفتک او درقتک التی اعطیتک
قال قلت یا رسول اللہ صلعم لقینی عمی عامر عزلا فاعطیتہ ایاہا قال فضحک رسول
اللہ صلعم وقال انک کالذی قال الاول اللہم ابغنی حبیبا ہو احب الی من نفسی ثم
ان المشرکین راسلونا الصلح حتی مشی بعضنا فی بعض واصطلحنا قال وکنت تبیعا
لطلحۃ بن عبید اللہ اسقی فرسہ واحسہ واخدمہ واکل من طعامہ وترکت اہلی و
مالی مہاجرا الی اللہ تعالی ورسولہ قال فلما اصطلحنا نحن واہل مکۃ واختلط بعضنا

بسبعين اتيت شجرة فكسحت شوكها فاضطجعت في اصلها قال فاتاني اربعة من المشركين
من اهل مكة فجعلوا يقعون في رسول الله صلعم فابغضتهم فتحولت الى شجرة اخرى وعلقوا
سلاحهم واضطجعوا فبينا هم كذلك اذ نادى مناد من اسفل الوادي يا للمهاجرين
قتل ابن زنيم قال فاخترطت سيفي ثم شددت على اولئك الاربعة وهم رقود
فاخذت سلاحهم فجعلته ضغثا في يدي قال ثم قلت والذي كرم وجه محمد لا يرفع
احد منكم راسه الا ضربت الذي فيه عيناه قال ثم جئت بهم اسوقهم الى رسول
الله صلعم قال وجاء عمي عامر رضي الله عنه برجل من العبلات يقال له مكرز يقوده
الى رسول الله صلعم على فرس مجفف في سبعين من المشركين فنظر اليهم رسول الله
صلعم فقال دعوهم يكن لهم بدء الفجور وثناه فعفى عنهم رسول الله صلعم وانزل
الله وهو الذي كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من بعد ان
اظفركم عليهم الاية كلها قال ثم خرجنا راجعين الى المدينة الحديث كها سلمہ بن الاكوع
نے کہ پہونچے ہم حدیبیہ میں ساتھ رسول اللہ صلعم کے اور ہم چودہ سو تھے [۱۴۰۰] اور چاہ حدیبیہ
پر پچاس بکریاں تھیں نہیں سیراب کر سکتا تھا وہ کنواں اونکو پس بیٹھے پیغمبر صلعم کنارہ
کنوئیں پر پھر یا دعا کی یا تھوکا اوس کنوئیں میں پھر پُرآب ہوگیا وہ کنواں پھر پانی پلایا
اور سیر لیا ہمنے پھر بلایا ہمکو رسول اللہ صلعم نے واسطے بیعت کے اوس درخت کی جڑ
میں کہا سلمہ نے کہ بیعت کی مینے اوسنے اول آدمیوں میں پھر بیعت کی اور بیعت کی یعنی
اور آدمی بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ پہونچا درمیان آدمیوں کا یعنی نصف یا قریب
نصف کے کہا پیغمبر صلعم نے بیعت کر تو ای سلمہ کہا سلمہ نے کہ کہا مینے تحقیق بیعت کر چکا
ہوں میں تمسے ای رسول اللہ صلعم اول آدمیوں میں فرمایا پیغمبر صلعم نے اور بھی کہا سلمہ
نے اور دیکھا مجکو پیغمبر صلعم نے خالی یعنی نہ تھا میرے پاس کوئی ہتھیار پس دی مجکو رسول
اللہ صلعم نے حجفہ یا درقہ حجفہ اور درقہ اوس ڈھال کو کہتے ہیں جس میں لکڑی اور پٹھا نہو

شاگرد راوی ہی کہ سلمہ نے لفظ حجفہ کہا یا لفظ درقہ معنی دونون کے ایک ہی ہین پھر بیعت کرنے
لگے یہان تک کہ جب پہونچے آخر الناس فرمایا کیا تو نہین بیعت کرتا مجھسے ای سلمہ کہا سلمہ نے
کہا مینے تحقیق بیعت کی مینے تمسے ای رسول اللہ صلعم اول الناس اور اوسط الناس مین
فرمایا کہ اور پھر بھی کہا سلمہ نے پھر بیعت کی مینے اونسے تیسری مرتبہ پھر کہا مجھسے ای سلمہ کہان ہی
تیری ڈھال جو مینے تجھے دی تھی کہا سلمہ نے مینے کہا ای رسول اللہ صلعم ملا مجھسے میرا
چچا عامر خالی ہاتھون پس دیدی مینے اوسکو وہ ڈھال کہا سلمہ نے پس ہنسکے رسول اللہ
صلعم اور فرمایا کہ تو مانند اوسکے ہی جسنے کہا اول ای خدا مددگاری کر تو میری ایک دوست
سے کہ وہ پیارا ہو مجکو میری ذات سے پھر مشرکین نے پیغام صلح کا کیا ہمسے یہان تک کہ چلنے
لگے بعضے ہمارے اونکے بعضون مین اور صلح کرلی ہمنے کہا سلمہ نے اور تھا مین تابع
طلحہ بن عبید اللہ کا اوسکے گھوڑے کو پانی پلایا کرتا تھا اور کھریرہ کیا کرتا تھا اوسکو اور
خدمت کیا کرتا تھا اوسکی اور کھاتا تھا طلحہ کے کھانے مین سے اور چھوڑ آیا تھا اپنے اہل
اور مال کو اور چلا ایک ہجرت کرنے والا تھا مین بسوے خدا و رسول اللہ صلعم کے کہا سلمہ نے
پھر جب صلح کرلی ہمنے اور اہل مکہ نے اور ملنے لگے باہم آیا مین ایک درخت کے پاس
پس کیری مینے کانٹے اوسکے پھر لیٹ گیا مین اوسکی جڑ مین پھر آئے میرے پاس چار مشرکین
اہل مکہ مین سے پس شروع کیا اونھون نے کہ غیبت کرتے تھے پیغمبر صلعم کی پس دشمن
سمجھا اون کو مینے پھر وہان سے چلا گیا مین ایک درخت کے پاس اور اونھون نے
لٹکا دیے ہتھیار اپنے اور لیٹ رہے وہ کہ اس عرصہ مین ناگاہ پکارا ایک پکارنے والا
جنگل کے نیچے طرف سے کہ ای مہاجرین مارا گیا بیٹا زنیم کا کہا سلمہ نے پھر کھینچا مینے تلوار
اپنی کو پھر ہتھیار کی حملہ کیا مینے اون چارون پر اور وہ سوتے تھے پس لیے لیے مینے
ہتھیار اونکے پھر کرلیا مینے ہتھیارون کو اپنے قبضے مین کہا سلمہ نے پھر کہا مینے قسم
ہی اوس ذات کی جسنے کرامت بخشی ہی روے محمد صلعم کو نہ اوٹھاویگا کوئی تمسے اپنا سر

مگر کہ مارونگا اوسکی اوس چیز کو جسمین اوسکی آنکھین ہین پھر ہانک لایا مین اونکو پیغمبر صلعم
کی طرف کہا سلمہ نے اور لایا چچا میرا عامر ایک آدمی کو قبیلۂ عبیلات سے کہ کہا جاتا تھا اوسکو مکرز
لیے آتا تھا اوسکو ایک گھوڑے پر کہ اوسپر عرق گیر پڑا تھا مع ستر آدمیون کے مشرکین مین
سے پس دیکھا اون کی طرف پیغمبر خدا صلعم نے پھر فرمایا کہ جانے دو اونکو تاکہ ہووے اونھین
کی طرف ابتداے فجور یعنی عہد شکنی کے اور عود فجور کا پس معاف کیا اونکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوتاری خدا تعالی نے یہ آیت کہ وہ اللہ وہ ہی جسنے باز رکھے اون کے ہاتھ تم سے
اور تمھارے ہاتھ اون سے اپٹن مکہ مین بعد اسکے کہ فتحمند کردیا تمکو اونپر تمام آیت
پوری کہا سلمہ نے پھر چلے ہم ورجع لیا یہ رجوع کرنے والے تھے طرف مدینے کے آگے حدیث
دیکھو اس حدیث صحیح سے خوب ثابت ہی کہ یہ قصہ عین حدیبیہ کا بعد وقوع صلح کے ہی
اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ ہنوز اونکی طرف سے کچھہ قتال اور پوری پوری عہد شکنی نہین
ہوئی تھی البتہ اونکا ارادہ یہ تھا کہ غفلت دیکھین تو دھوکا دیکر کچھہ غارت گری کرین
یا چھاپہ مارین مگر اسکا ظہور کچھہ نہین ہوا تھا اسی سبب سے حضرت صلعم نے اونکو چھوڑدیا
تاکہ ایسا نہو کہ ابتدا عہد شکنی کی حضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے اور اسی واسطے
یہ فرمایا کہ جانے دو انکو کہ ابتداے عہد شکنی کی انھین کی طرف سے ہووے پس صاف ظاہر ہوا
کہ یہ واقعہ متعلق حکم آیت وَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کے ہی نہ آیت اِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کے اور خود حدیث اول مین بھی کلمۂ سلم موجود ہی کہ دلیل قوی اسکی ہی
کہ حالت صلح مین اونکو پکڑا گیا تھا نہ حالت قتال مین لہذا استدلال مجتہد عصر کا اوسسے
غلطی فاش اور سراسر غفلت مجتہد عصر کی اور ناواقفی اون کے طریقون اور شرائط
اجتہاد سے ہی اور مطابق منطوق وَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا اور مفہوم فَاِنْ لَّمْ
يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ
کے وے لوگ پہلا مستوجب قتل و استرقاق کے تھے بلکہ مستحق اوسی امر کے تھے جو اونکے

ساتھ کیا گیا قال تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد
فتح مکہ ہوئی اقول سراسر غلط فرماتے ہو سب کا یہ قول نہین بعض نے از راہ خطا اس واقعہ
کو بعد واقعہ فتح مکہ کے سمجھا ہے سو بمقابلے ایسی خبر مستند کے جو ہمنے صحیح مسلم سے
نقل کی وہ قول اصلا قبول کے لائق نہین قاضی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیضاوی مین اس
آیت کی تفسیر مین بعد نقل کرنے قصہ صحیح مذکور کے نزول اس آیت کا حدیبیہ مین لکھکر یہ لکھتے
ہین وقیل کان ذلک یوم الفتح وبہ استشہد ابو حنیفۃ علی ان مکۃ فتحت عنوۃ وہو ضعیف اذ
السورۃ نزلت قبلہ اور کہا گیا کہ تھا یہ واقعہ روز فتح مکہ کے اور اس آیت سے استدلال کرتے
ہین کہ مکہ قہرا فتح کیا گیا ہے حالانکہ یہ قول ضعیف ہے کیونکہ یہ سورۂ فتح قبل اس فتح کے نازل ہوئی
ہے صاحب کشاف لکھتے ہین وذلک یوم الفتح وقیل کان ذلک فی غزوۃ الحدیبیۃ
اور تھا یہ معاملہ بروز فتح مکہ اور کہا گیا کہ تھا بیچ حدیبیہ کے تفسیر جلالین مین ہے ببطن مکۃ
بالحدیبیۃ من بعد ان اظفرکم علیہم فان ثمانین منہم طافوا بعسکرکم لیصیبوا
منکم فاخذوا واتی بہم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعفا عنہم وخلی سبیلہم
فکان ذلک سبب الصلح یعنی یہ بات ہے کہ اسی آدمی تھے بیچ لشکر مین رات کے وقت آئے
کہ تمہارے قصد پہنچانے ضرر سے بہرہ مند ہون پس پکڑے گئے وہ اور لائے گئے پیغمبر صلعم
کے پاس پس معاف کیا اونکو پیغمبر صلعم نے اور چھوڑ دیا تھا پس تھا یہ سبب اوس صلح کے
یعنی صلح حدیبیہ کے واقدی کتاب المغازی مین نزول اس آیت کا ایام حدیبیہ مین صاف
لکھتے ہین اور اور مفسرین اور علما اور ارباب سیر بھی مطابق انہین کے لکھتے ہین غرض ہماری
نقل اقوال مفسرین اور مورخین سے یہ نہین ہے کہ ہم اونکے اقوال سے استدلال کرتے
ہین غرض صرف یہ ہے کہ مجتہد عصر نے جو یہ جھوٹی بات لکھی ہے کہ تمام علما اور مفسرین و اہل سیر
اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی اسکا جھوٹا ہونا ثابت کردین کہ اتفاق
سب مفسرین اور مورخین کا اسپر نہین ہے بلکہ اقوال مختلف اس باب مین ہین مگر قول صحیح

اس باب مین وہی ہی جو حدیث مستند سے ثابت ہوا اور مجتہد عصر جو فرماتے ہین کہ یہ لشکر کشی آنحضرت
لشکر کشی بیان کہان ہوئی تھی وہی لوگ بارادہ غارت و تاخت آئے تھے کہ پکڑے گئے
نہ فوج کشی ہوئی نہ لشکر کشی اور ایک اور فوج کشی کا قصہ جو اکثر مورخون او مفسرون نے
لکھا ہی وہ بھی روز حدیبیہ سے کے ہی مگر ہمنے اب تک اوسکو کسی کتاب مستند مین نہین دیکھا
قال اور خود قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی **اقول** یہ بھی دھوکا مجتہد
دہر کا ہی آیت مین تذکرہ بھی روز فتح کا نہین ہی بطن مکہ البتہ ہی سو اوسکا اطلاق حدیبیہ
پر کہ داخل مکہ قریب آبادی مکہ سے ہی ہو سکتا ہی اور تنعیم مکہ سے تین یا چار میل کے
فاصلہ سے ہی مگر ہان آیت ہمارے قول کی تائید کرتی ہی کیونکہ یہ آیت سورۂ فتح مین
ہی اور سورۂ فتح فتح مکہ سے پیشتر اوتر چکی ہی چنانچہ بخاری کی کتاب التفسیر مین حدیث
مرفوع متصل لکھی ہی اوسکے آخر مین جو بیان نزول سورۂ فتح کا ہی وہ ہم نقل کرتے ہین
فقال سہل بن حنیف فلقد رأیتنا یوم الحدیبیۃ یعنی الصلح الذی کان بین النبی
صلعم والمشرکین ولو نری قتالا لقاتلنا فجاء عمر فقال السنا علی الحق وہم علی
الباطل الیس قتلانا فی الجنۃ وقتلاہم فی النار قال بلی قال فیم نعطی الدنیۃ
فی دیننا ونرجع ولما یحکم اللہ بیننا فقال یا ابن الخطاب انی رسول اللہ ولن یضیعنی اللہ تعالی
ابدا فرجع متغیظا فلم یصبر حتی جاء ابا بکر فقال یا ابا بکر السنا علی الحق وہم علی
الباطل قال یا ابن الخطاب انہ رسول اللہ صلعم ولن یضیعہ اللہ تعالی ابدا فنزلت
سورۃ الفتح کہا سہل بن حنیف نے قسم ہی کہ دیکھ لیا ہی ہمنے اپنے آپکو بروز حدیبیہ
یعنی بروز اوس صلح کے جو تھی درمیان پیغمبر صلعم اور مشرکین کے اور اگر ہم دیکھتے لڑائی
تو بیشک لڑتے پھر آئے عمر رض پھر کہا اونھون نے کہ کیا نہین ہین ہم حق پر اور کفار باطل پر
کیا نہین ہین کشتگان ہمارے بہشت مین اور اونکے دوزخ مین فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ ہم
حق پر ہین اور وہ باطل پر اور تمھارے کشتگان بہشت مین اور اونکے دوزخ مین کہا عمر رض نے

پھر کیون ہم دیوین ضعف و ذلت کو اپنے دین مین اور پھر جاوین اور ہنوز نہین حکم دیا
اللہ تعالی نے فرمایا پیغمبر صلعم نے اے ابن خطاب مین خدا کا پیغمبر ہون مجکو خدا کبھی ضایع
و خوار نکریگا پس پھر گئے عمر غصے مین بیش صبر کیا کہ آئے ابوبکر کے پاس پھر کہا کہ ای ابوبکر
کیا ہم حق پر نہین ہین اور وہ باطل پر کہا ابوبکر نے ای ابن خطاب محمد صلعم خدا کے پیغمبر
ہین اور خدا اونکو خوار نکریگا کبھی تب نازل ہوئی سورۃ فتح پھر بخاری نے دوسرے
طریق سے سہل بن حنیف رض سے روایت کی ہے فانا كنا مع رسول الله صلعم يوم الحديبية
ولو نرى قتالا لقاتلنا فجاء عمر بن الخطاب فقال يا رسول الله صلعم ألسنا على الحق وهم
على باطل فقال بلى فقال أليس قتلانا في الجنة وقتلاهم في النار قال بلى قال
فعلى ما نعطي الدنية في ديننا أنرجع ولما يحكم الله بيننا وبينهم فقال يا ابن الخطاب
اني رسول الله صلعم ولن يضيعني الله ابدا فانطلق عمر الى ابي بكر فقال له مثل ما
قال للنبي صلعم فقال انه رسول الله صلعم ولن يضيعه الله ابدا فنزلت سورة الفتح
فقرأها رسول الله صلعم على عمر الى آخرها فقال عمر يا رسول الله أوفتح هو قال نعم سہل بن حنیف رض
کہتے ہین کہ ہم تھے ساتھ پیغمبر کے حدیبیہ کے روز اور اگر دیکھتے ہم لڑائی تو لڑتے پھر آئے عمر بن خطاب
پھر کہا اونہون نے ای رسول اللہ صلعم کیا نہین ہین ہم حق پر اور وے ناحق پر کہا ہان پھر فرمایا پیغمبر
صلعم نے تم حق پر ہو اور وے باطل پر پھر کہا عمر نے کیا نہین ہین کشتے ہماری طرف کے
بہشت مین اور کشتے اونکی طرف کے دوزخ مین فرمایا ہان تمہاری طرف کے کشتے
بہشت مین اور اونکی طرف کے کشتے دوزخ مین کہا عمر نے پھر کس بات پر ہم دیوین ذلت
اور ضعف کو اپنے دین مین کیا پھر جاوین ہم اور نہین حکم کیا ہے خدا نے ہمارے اور اونکے
درمیان مین پھر فرمایا پیغمبر نے ای بیٹے خطاب کے تحقیق مین رسول خدا کا ہون اور
ہرگز ذلت نہ دیگا مجکو خدا تعالی پھر چلے گئے عمر رض پاس ابوبکر رض کے پھر اونسے بھی کہا
جیسا کہ رسول اللہ صلعم سے کہا تھا پھر کہا ابوبکر رض نے تحقیق وہ نبی ہین صلعم خدا کے پیغمبر

ہین اونکو خدا ذلت اور خواری نہ دیگا کبھی جب نازل ہوئی سورۂ فتح پس پڑھا اوسکو پیغمبر صلعم
نے عمر رضہ کے سامنے آخر سورہ تک کہا عمر رضہ نے آیا یہ صلح ہماری فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے
بیشک فتح ہی اب یہان ایک بات باقی رہی کہ بعضے ناواقف محاورۂ عربی سے مانند
مجتہد عصر کے شاید یہ توہم کرین کہ آیت مین کلمۂ بطن مکہ واقع ہی اور یہ معاملہ حدیبیہ کا ہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ لفظ بطن سے یہ ضرور نہین ہی کہ بیچا بیچ آبادی کا یا آبادی مراد لی جاوی
از روے لغت کے بطن الوادی کے معنی داخل الوادی ہین خواہ درمیان ہو خواہ
کوئی کنارہ ہو جوہری صحاح مین لکھتے ہین کہ بطنت الوادي دخلته اور چونکہ حدیبیہ نو میل
آبادی مکہ سے کنارے حرم مکہ پر ہی اور تنعیم چار میل آبادی مکہ سے ہی پس تنعیم اور حدیبیہ
مین جو جنگل اور پہاڑ واقع ہی وہ سب حرم مکہ اور بطن مکہ اور عین مکہ ہی خارج اوس سے نہین
پس اطلاق لفظ بطن مکہ اوس موقع پر بھی بموجب لغت عرب کے ہر آئینہ صحیح ہی چنانچہ قاموس
مین لکھا ہی مكة كذا و نقصه و منه مكة للبلد الحرام وللحرم كله یعنی اس معنی کے اعتبار
سے بلد حرام اور کل حرم کو مکہ کہتے ہین اور تتبع کلام اہل حجاز سے ثابت ہی کہ وے لوگ
بھی حدیبیہ اور اوسکے نواحی کو بلفظ بطن مکہ تعبیر کیا کرتے تھے چنانچہ انھین ایام
مین جو جناب رسالت مآب صلعم نے مقام حدیبیہ فرودگاہ لشکر اسلام سے عثمان بن عفان رضہ
کو مکہ کو بھیجا ہی اور عبد اللہ بن عمر رضہ سے یہ معاملہ بخاری اور مسلم مین روایت کیا ہی تو اوسمین
عبد اللہ بن عمر رضہ حدیبیہ فرودگاہ لشکر کو بلفظ بطن مکہ فرماتے ہین اور کلمات روایت
کے یہ ہین فلو كان احد اعز ببطن مكة من عثمان رض لبعثه فبعث عثمان الى مكة
وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان رض الحديث یعنی اگر ہوتا کوئی شخص بطن
مکہ (یعنی حدیبیہ فرودگاہ لشکر مین معتبر زیادہ عثمان رضہ سے ہر آئینہ بھیجتے پیغمبر صلعم
اوسکو پس بھیجا پیغمبر صلعم نے عثمان کو مکہ کو اور تھی بیعۃ الرضوان بعد جانے عثمان رضہ
کے الی آخر الحدیث علاوہ بران یہ شبہہ تو اوس تقدیر پر بھی وارد ہوتا ہی کہ اس

واقعے کو واقعہ روز فتح مکہ سمجھا جاوے کیونکہ ایام فتح مکہ مین بھی پیغمبر صلعم نے عین آبادی
مکہ مین قیام نہین فرمایا تھا بلکہ قبل از فتح مکہ مر الظہران مین جو سولھہ میل مکہ کی آبادی سے
ہی خیمہ ہوا تھا چنانچہ یہ بات حدیث بخاری سے جو باب این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم
الفتح مین نقل کی ہی ثابت ہی اور بعد فتح مکہ کے خیف کنانہ مین خیمہ ہوا تھا اور آ مکہ
کے گھرون مین قیام نہین فرمایا چنانچہ بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت
کی ہی انہ قال زمن الفتح این تنزل غدا قال النبي صلعم وہل ترک لنا عقیل من
منزل کہا اسامہ نے زمانہ فتح مین یا رسول اللہ کہان اوترینگے آپ کل فرمایا پیغمبر
صلعم نے آیا کوئی اوترنے کی جگہہ ہمارے لیے عقیل نے چھوڑی ہی یعنی عقیل بن
ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی جگہہ مکہ مین نہین چھوڑی الحدیث دوسری حدیث
ابو ہریرہ رضی سے روایت کی ہی عن النبي صلعم قال منزلنا ان شاء اللہ تعالی اذا
فتح اللہ عز وجل الخیف حیث تقاسموا علی الکفر پیغمبر صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انشاء اللہ تعالی جب خدا ہمکو فتح دیدے تو ٹھہرنے کی جگہہ
ہماری خیف ہی جہان آپس باہم عہد کیا تھا مشرکین نے اوپر کفر کے اور ظاہر ہی کہ خیف
فاصلہ پر آبادی سے تھا کیونکہ خیف منے مین ہی تین میل مکہ سے اور وہ اوسوقت
ایک جنگل تھا چنانچہ قول زہری کا بخاری مین باب اذا اسلم قوم في دار الحرب لہم
مال وارضون فہی لہم مین لکھا ہی والخیف الوادي قاموس مین لکھا ہی الخیف غرۃ
بیضاء في الجبل الاسود الذي خلف ابي قبیس وبہا یسمی مسجد الخیف او لانہا
ناحیۃ من منی انتہی خیف سفید پتھری ہی جبل اسود مین جو ابو قبیس پہاڑ کے پیچھے ہی
اور اوسی نام سے نام رکھی گئی ہی مسجد خیف یا اسلیے کہ وہ ناحیہ ہی نواحی منی سے پس
واضح ہوا کہ یہ شبہہ سلف اصل جیسا واقعہ حدیبیہ پر ہو سکتا ہی ویسا ہی واقعہ فتح مکہ پر
بھی وارد ہوتا ہی ایک اور شبہہ واہی ناواقفون کو یہ ہو سکتا ہی کہ چونکہ سورۂ فتح مین

یہ کلمات ہین اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِینًا اور اس سے ظاہر ہی کہ سورۂ فتح بعد فتح مکہ کے
نازل ہوئی ہی سو یہ شبہہ بھی بیجا ہی کیونکہ احادیث مرقومۂ سابق سے ظاہر ہی کہ وہ فتح معاملۂ
حدیبیہ ہی چنانچہ حضرت عمر نے پیغمبر خدا صلعم سے دریافت کیا کہ آیا وہ فتح ہی یعنی معاملۂ
حدیبیہ فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے ہان فتح ہی اور تفصیل اوسکی کتب تفاسیر مین مرقوم ہی علاوہ
بران چند آیتہ جو اوسی سورہ مین ہین اونسے خود ظاہر ہی کہ یہ سورۃ قبل از فتح مکہ نازل
ہوئی ہی صحیحین او ترمذی مین ہی عن انس قال نزل علی النبی صلعم اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ
فَتْحًا مُّبِینًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ مرجعہ من الحدیبیۃ
فالفتح المبین ھو فتح الحدیبیۃ الحدیث کہا انس نے کہ نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا
مُّبِینًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وقت پھرنے اونکے حدیبیہ
سے پس فتح مبین فتح حدیبیہ ہی قال مگر بعض لغو روایتون مین ہی کہ یہ واقعہ حدیبیہ مین
قبل فتح مکہ ہوا تھا اقول مجتہد صاحب سخت لغو اور از بس یاوہ گو ہین کہ ایسے مستند اور
ثابت روایتون کو لغو بتاتے ہین اونکو یہ خیال نہین کہ باستظہار روایات غیر ثابتہ لغویہ
کے کہ وہ بھی مختلف فیہ ہین صحیح مستند روایتون کی تکذیب کرتے ہین دعوی تو ہر جلسہ
یہ کرتے جاتے ہین کہ ہم بجز اقوال مستند کے روایات کتب سیر و تواریخ کو نہ مانینگے
اور بڑی تشنیع اسپر کرتے ہین کہ کتب تواریخ و سیر مدار مسئلہ شرعیہ کے ہووین مگر
ہولے نفسانی یہان تک غالب ہی کہ ہر جگہ اپنے قول کے برخلاف عمل کرتے
ہین اور اونھین کتب غیر معتبرہ سے استدلال فرماتے ہین ع قفاہ علی الاقدام للموت
لا شئی قال لیکن جب کہ سب ایک اوس روایت کو مردود جانتے ہین تو اوسپر زیادہ
بحث کرنیکی ضرورت نہین اقول کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو کیون
سب لوگون پر افترا باندھتے ہو کس نے اس روایت کو مردود جانا ہی اوسکا
نام تو لو کیونکہ روایات بخاری او مسلم کو سوائے آپکے کون مسلمان مردود جانیگا

قال دوم اسارت سے بنی خذیمہ اقول جناب مجتہد دہ خذیمہ بخاری مجتہد ابہ
ناواقفی سے ہر جگہ اسکو خذیمہ بالخاء المعجمہ لکھتے ہین بلکہ جذیمہ بجیم ہے قال فی
القاموس وجذیمۃ کسفینۃ قبیلۃ من عبد القیس قال اس غزوہ کی
جو حدیث بخاری مین ہے اوس کو ہم تو اپنی استنباط کے موافق سمجھتے ہین
اقول غلط سمجھتے ہو قال اور وہ حدیث یہ ہے عن سالم عن ابیہ قال بعث
النبی صلعم خالد بن الولید الی بنی جذیمۃ فدعاھم الی الاسلام فلم
یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعلوا یقولون صبانا صبانا فجعل خالد یقتل ویاسر
ودفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل
منا اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ حتی
قدمنا الی النبی صلعم فذکرنا لہ فرفع النبی صلعم یداہ فقال اللھم انی ابرء
الیک مما صنع خالد مرتین سالم نے روایت کی ہے کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے خالد بن ولید کو لشکر دیکر بنی خذیمہ پر بھیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم مسلمان
ہو جاؤ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ
یہ کہنے لگے کہ ہم بدمذہب ہو گئے پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور
ہر ایک کا قیدی اوسی کے سپرد کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا
کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارونگا اور نہ میرے
ساتھیون مین سے کوئی اپنے قیدی کو ماریگا جب کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس آئے تو ہمنے ان
باتون کا ذکر کیا یہ سنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوٹھائے اور دو دفعہ
کہا کہ بار خدایا جو کچھ خالد نے کیا ہے مین اپنی براءت تیرے سامنے اوس سے
ظاہر کرتا ہون اقول جناب مجتہد کیا خاک آپ کا اجتہاد ہے آپ تو
مقلدین سے بھی برابر نہ نکلے جذیمہ کو خذیمہ ہر جگہ لکھتے ہو فلم یحسنوا ان یقولوا

أسلمنا کے معنی یہ سمجھتے ہو کہ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ
ہم مسلمان ہو گئے حالانکہ ترجمہ یہ سراسر غلط خلاف لغت کے ہی بلکہ اسکے معنی یہ ہین
کہ نہ جانا اونھون نے یہ کہ کہین لفظ أسلمنا صحاح جوہری دیکھیے وہ لکھتے ہین
وهو يحسن الشئ اى يعلمه یعنی عرب کہتے ہین کہ هو يحسن الشيء اى جانتا ہی وہ
اوس شی کو قاموس مین ہی هو يحسن الشيء احسانا اى يعلمه یعنی معنی يحسن الشيء کے جو باب افعال
سے ہی یہ ہین کہ وہ جانتا ہی اوس شی کو پھر صبأنا کا ترجمہ یہ کیا کہ ہم بدمذہب ہو گئے
یہ بھی غلط ہی اسکے معنی اس جگہ یہ ہین کہ ہم اپنے دین سے خارج ہو گئے قاموس مین ہی
صبأ کمنع وکرم صبأ وصبوء وصبوءة خرج عن دين الى آخر صحاح مین ہی صبأ
الرجل صبوء اذا خرج من دين الى دين قال ابو عبيدة صبأ من دينه الى دين آخر
كما تصبأ النجوم اى تخرج من مطالعها پھر الفاظ حدیث یہ ہین حتى اذا كان يوم امر
خالد مراد یوم سے یہ وقت ہی یعنی جبکہ وقت قتل اسیران آپہونچا تو حکم دیا خالد نے
الخ آپنے درمیان یوم وامر کے ایک لفظ آخر اور بڑھا دیا ظاہرا مشکوۃ مطبع احمدی
مطبوعہ ۱۲۶۲ مین جو اس مقام پر جگہہ خالی ہی آپنے یہ سمجھا کہ یہان کچھ لفظ رہگیا ہی پس
آپنے اپنی طبیعت موزون سے لفظ آخر اوس جگہہ گھڑ کر لکھدیا پھر بجای جعلوا يقولون
کے جعل يقولون لکھدیا یہ بھی نہ سمجھے کہ جعل صیغہ واحد ہی اور یہان ضمیر جمع کی فعل مین
چاہیے پھر باوجودیکہ اصل حدیث مین لفظ یدہ بلفظ مفرد لکھا ہی ترجمہ اوسکا بلفظ تثنیہ
لکھا کہ ہاتھ اوٹھائے قال ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے
کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا
حکم دیا پس معلوم ہوتا ہی کہ آیت منّ وفدا منسوخ ہو چکی تھی یا اوس سے حصر مقصود
نتھا اقول البتہ ہم اس حدیث سے بربنا آپ کے اقرار کے استدلال کرتے
ہین کیونکہ آپ اس جگہہ اقرار کرتے ہین کہ بہت سے اصحاب جو خالد کے ساتھ تھے

وہ نزول آیت من و فدا سے واقف تھے پس ہماری حجت آپ پر اتمام ہوگئی یعنی باوجود واقفیت کے آیت من و فدا سے نہ اونھون نے قیدیون کو احسان سے چھوڑا نہ فدیہ لیکر بلکہ اونکو پکڑ لائے بڑا تعجب یہ ہی کہ آپ نے یہ باب ششم اس مدعا کے اثبات کے واسطے بتایا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے بعد فتح مکہ کے کسی قیدی کو لونڈی غلام نہ بنایا اور یہ دلیل اپنے مدعا پر لائے ہین فرمایئے کہ اس حدیث سے کیا مدعا آپ کا ثابت ہوا خالد بن ولید نے جو بسبب غور نہ کرنے کے اونکے الفاظ پر اور بسبب نہ تحقیق کرنے اونکے مدعا سے دلی کے ایک یہ غلطی کی کہ بعض کو قتل کیا دوسری غلطی کی کہ اونکو قید کرلیا اور یہ بات خلاف مرضی جناب پیغمبر صلعم کے وقوع مین آئی اسلیے دو مرتبہ جناب پیغمبر صلعم نے اونکے ان دونون فعلون سے تبریہ کیا آپ کا اس سے کیا مدعا ثابت ہوا عبث آپنے اس واقعہ کا بیان لکھکر اپنی ناواقفی علوم عربیہ اور زبان عربی سے اعلان کرائی اور ہماری اوقات گنوائی اور کچھ مدعا آپکا حاصل نہوا قال مگر یہ دلیل دو وجہ سے غلط ہی اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہوسکتا اقول استدلال علمائے حنفیہ کا یہ ہی کہ آیت من و فدا آیات سورۂ براۃ وغیرہا سے جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہی منسوخ ہوگئی ہی اور تائید اوس کی فعل خالد بن الولید سے ظاہر ہی کیونکہ اگر وہ آیت منسوخ نہوئی ہوتی تو خالد بن الولید اونکو قتل کرتے نہ قید کرتے بلکہ یا فدیہ لیتے یا احسان رکھتے علمائے حنفیہ کا یہ قول ہرگز نہین کہ خالد رض کا فعل ناسخ آیت ہوگیا پس جواب مجتہد دہر کا واسطے رد استدلال علمائے حنفیہ کے کافی نہین اور استدلال علمائے شافعیہ کا یہ ہی کہ آیت متلوہ کے کلمات سے حصر صلا نہین سمجھا جاتا ورنہ خالد بن الولید کہ اوسی قوم سے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی ہرگز ایسا

نکاتے سوجہتے دوسری وجہ اول مین اونکے استدلال سے کچھہ تعرض نہین قال دوسری اور یہ بات سے صحابیون کا جو خالد کے ساتھہ تھے قیدیون کے قتل سے انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آیت من و فدا سے واقف تھے اقول اس بیان سے تو استدلال مین کچھہ بھی خلل واقع نہین ہوتا بلکہ موید استدلال ہے کہ باوجودیکہ بقول مجتہد عصر کے بھی اکثر صحابہ آیت من و فدا سے واقف تھے پھر بھی اونھون نے نہ کسیکو احسان رکھکر چھوڑا نہ فدیہ لیکر چھوڑا اور قتل سے انکار کرنا بعض صحابکا مستلزم وجوب من و فدا کا نہین بلکہ ظاہر یہ بات ہے کہ خالد بن الولید نے لفظ صبانا کے مراد کو تحقیق نہ کیا اور اجرا سے حکم قتل مین بلا تحقیق عجلت کی وسپر اور صحابہ نے انکار کیا اور قتل کے مانع ہوئے اور ممکن ہے کہ انکار قتل اس سبب سے ہو کہ قتل اونکا واجب نہین استرقاق بھی جائز ہے قال اور کیا عجب ہے کہ اسوقت حضرت خالد واقف نہوئے ہون اسلیے کہ ابھی آیت قتال کو نازل ہوئی صرف کئی دن ہوئے تھے اور خالد بن الولید اون دنون مین لڑائیون مین مصروف تھے اقول واقف ہونا اور صحابہ رض کا اور نہ واقف ہونا خالد بن الولید رض کا آیت متلوہ سے نہایت مستبعد ہے کیونکہ ایام فتح مکہ مین یعنی جن ایام مین کہ مجتہد دہر نزول آیت کے مدعی ہین خالد بن الولید رض ہمراہ پیغمبر صلعم کے تھے اور لڑائی پر نہین بھیجے گئے تھے چنانچہ بخاری مین جو حدیث این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم الفتح مین روایت کی ہے اوسمین یہ کلمات واقع ہین وامر رسول اللہ صلعم خالد بن الولید ان یدخل من اعلی مکۃ من کداء اور جب لڑائی مین یعنی غزوۂ فتح مین خالد بن الولید مصروف تھے اوس لڑائی مین عبد اللہ بن عمر بھی جنھون نے انکار قتل اسیران بنی جذیمہ کا کیا تھا مصروف تھے اور ہمراہ پیغمبر صلعم کے مکہ مین داخل ہوئے تھے چنانچہ یہ امر کتب احادیث بخاری و مسلم وغیرہا سے ثابت ہے قال نہ سمجھنا چاہیے کہ جن لوگون نے قیدیون

قتل سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اس بات کا شبہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہو گئے
تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کا ہیکو کرتے **اقول** دلیل مجتہد دہر
کی اونکے مدعا کے مطابق نہین بنا سے اسیری اوپر اشتباہ کے ہی اور دلیل مبنی
ہی اوپر یقین اسلام کے درحقیقت اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے اور اونکے اسلام پر یقین
کر لیتے تو زنہار اونکو قید نہ کرتے مگر چونکہ لفظ صبانا افادہ اسلام مین مجمل تھا لہذا
اونکو قید کر لیا اور اسی اجمال او شبہات کے سبب سے خالد بن الولید رضنے جو اون کے
قتل مین جلدی کی اوسکے مانع ہوئے اور اونکے باب مین رسول اللہ صلعم کے پاس
پہونچنے تک اجرائے حکم کو ملتوی رکھا **قال** غرضکہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلاف
مرضی رسول اللہ صلعم کے ہوا اور آنحضرت صلعم نے اپنی ناراضی اس سے ظاہر کی ہماری
استنباط کا مثبت اور ممد و معاون ہی اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین **اقول**
ہم بھی کہتے ہین کہ خالد بن الولید رض سے جو فعل وقوع مین آیا وہ خلاف مرضی پیغمبر
صلعم کے تھا مگر ہمارے اور مجتہد دہر کے درمیان مین یہ بحث ہی کہ امور غیر مرضیہ
کیا تھے مجتہد دہر اس حدیث سے مستدل ہین اور ہم مجیب ہین فرض کرو کہ یہ حدیث
ہمارے مفید نہین مگر ہمارے مفید نہونا مستلزم اسکا نہین کہ مجتہد دہر کے مفید ہو
کیونکہ حدیث مین تو کچھ تصریح وجوب من وفدا کی نہین اور احتمالات مفید مجتہد مستدل
او مفید ہمارے برابر ہین بلکہ احتمالات مفید ہماری نسبت احتمالات مفید مجتہد دہر کے
زیادہ تر قوی ہین پس جبتک کہ وہ احتمالات جو ہمارے مفید ہین مجتہد دہر اونکو قطع
نہ کرینگے استدلال اونکا صحیح نہین ہوسکتا **قال** سوم اساری ہوازن **اقول** بحکم
آنکہ الغریق یتشبث بکل حشیش آپنے اس قصہ مین زیادہ تر کتب سیر سے استدلال
کیا ہی کہ استنباط مسائل فقہیہ مین آجتک کسی مجتہد نے اونپر توجہ نہین کی اور نہ وہ
اس لائق ہین کہ استنباط مسائل فقہیہ مین اونپر ایک ذرہ بھی اعتبار کیا جاوے

بڑا تعجب ہے کہ آپنے چند ایسی کتابین حدیث کی کہ جنہین ضعیف وصحیح حدیثین مخلوط ہین ساقط الاعتبار ٹھرائی ہین اور کتب سیر سے کہ نہ جنکی حکایات وروایات کا ٹھکانا نہ سلسلہ رواۃ کا صاحب وحی صلعم تک پہونچا ہے نہ راویون کا نام معلوم ہے استدلال فرماتے ہو صلت علے الاسد وبلت عن الشاۃ خوب سمجھ لیجیے کہ مین ایک ذرہ بھی سیرت ہشامی اور سیرت محمدی کی طرف متوجہ نہونگا اور جسقدر کہ آپنے اونکی بنا پر کچھ لکھا ہوگا اوسکو سراسر لغو اور بے بنیاد سمجھکر اوس سے کچھ بھی تعرض نکرونگا یہی وہان تھا جس سے آپنے شروع رسالے مین بہت لاف وگزاف کی باتین نکالی تھین سبحان اللہ گرے تو ایسے گرے یا یاین شور اشوری یا باین بے نمکی * مصرعہ * برخرقۂ تو اینہمہ داغ شراب چیست * اور آئندہ بھی آپ اسکا لحاظ رکھین کہ بمقابلہ مسلمانون کے کتب سیر وتواریخ سے استدلال نہ کیا کرین ورنہ مطلقاً جواب نہ دیا جاویگا قال بخاری مین اسی واقعے کی بابت یہ حدیث ہے ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ * وفد ہوازن مسلمین فسالوہ * ان یرد الیہم اموالہم وسبیہم فقال لہم رسول اللہ صلعم معی من ترون واحب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی واما المال وقد کنت استانیت بکم وکان انظرہم رسول اللہ صلعم بضع عشر لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لہم ان رسول اللہ صلعم غیر راد الیہم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین فاثنی علی اللہ بما ہو اہلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم قد جاءونا تائبین وانی قد رأیت ان ارد الیہم سبیہم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ذلک ومن احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیٔ اللہ علینا فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم انا لا ندری من اذن منکم فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم امرکم

فرجع الناس فکلمهم عرفاءهم ثم رجعوا الی رسول اللہ صلعم فاخبروہ انہم قد طیبوا واذنوا ھذا الذی بلغنی عن سبی ھوازن جب ہوازن کے لوگ مسلمان ہوکر آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا کہ اونکا مال اور اونکے قیدی اونکو پھیر دیے جاوین تو رسول خدا صلعم کھڑے ہوئے اور اونسے فرمایا کہ مین پسند کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹھیک بات کہدینی مجھے پسند ہی تم دونون مین سے ایک چیز اختیار کرلو یا تو قیدی ہی لیلو یا مال ہی لیلو مین بیشک تمسے انس رکھتا ہون رسول خدا صلعم نے طائف سے پھر کر دس سے بھی زیادہ رات تک اون لوگون کے آنیکا انتظار کیا تھا غرضکہ جب ان لوگون کو معلوم ہوگیا کہ رسول خدا صلعم دونون چیزین نہین پھیر دینگے بلکہ اونمین سے ایک دینگے تو اونھون نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کھڑے ہوئے اور خدا کی تعریف کی جسکا وہ مستحق ہی پھر خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ تمھارے بھائی توبہ کرکر آئے ہین اور مین چاہتا ہون کہ اونکے قیدی اونکو پھیر دون پس جس جس کو یہ بات اچھی لگے وہ کرے اور جو شخص چاہے کہ اپنا حصہ نچھوڑے تو وہ ویسا کرے یہان تک کہ دیا جاویگا اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے اول خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کسنے تم مین سے اس بات کی اجازت دی اور کسنے نہین دی تم جاؤ تاکہ تمھارے مکھیا یہ بات آنکر کہین سب لوگ گئے اور اپنے اپنے سرگروہون سے کہا پھر وہ لوگ رسول خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین یہ قصیہ ہوازن کا ہی جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہی **اقول** حیف ہی کہ جو شخص ما و من مین تمیز نکرسکے انی یاتی کو انتی یاتین رَدَّ یَرُدُّ رَدًّا فھو رادٌّ کو رَدَّی یُرَدِّی رَدًّا فھو مردودٌ سمجھے الی غیر ذالک وہ مدعی اجتہاد فی الدین ہووے اور مجتہدین عظام پر زبان طعن دراز کرے فرمائیے جناب معلی القاب فرید عصر مجتہد دہر آپنے یہ ترجمہ (کہ مین پسند کرتا ہون جو تم جانتے ہو) کس شئ کا کیا ہی آپ کو یہ ترجمہ لکھتے وقت کچھ بھی خدا کا خوف آیا اور وہ حدیث بھی یاد آئی کہ من

كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار جسنے جھوٹ طور پر مجھ پر عمداً تو چاہیے کہ مہیا
کر لے وہ اپنی جگہ دوزخ مین انصاف سے کہو کہ معنی من ترون کا یہی ترجمہ ہی جو آپ نے لکھا ہی جب
آپ احادیث نبوی کے معنی بھی نہین سمجھ سکتے تو کیون بوالہوسی مین پڑکر مجتہد بنے ہو سنیے
معنی صحیح من ترون کے معنی ظرف ہی اور علی اختلاف النحاة بتاویل جملہ فعلیہ یا اسمیہ کے
خبر مقدم ہی من موصول ہی ترون محل صلہ ہی ضمیر عائد محذوف ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہی کما قالوا
وقد یحذف العائد لقیام قرینة پس تقدیر کلام یہ ہی کہ معی من ترونہم ترون رویت
بصر سے ہی نہ رویت قلب رأیت رایا کیونکہ رویت قلب متعدی الی مفعولین ہوتا ہی اور رات
رایا کا یہان موقع نہین اور نہ کچھ معنی صحیح ہو سکتے ہین من مخصوص ہی واسطے ذوی العقول کے
قال الجوہری ومن اسم لمن یصلح ان یخاطب وهو مبهم غیر متمکن وهو فی اللفظ واحد و
یکون فی معنی الجماعة یعنی من اسم ہی واسطے اوسکے جو صلاحیت خطاب کی رکھتا ہی اور
مبہم غیر متمکن ہی اور لفظ مین واحد ہی اور ہوتا ہی معنی جمع مین پس ترجمہ صحیح اس جملے کا یہ ہی
کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہین کہ جنکو تم دیکھتے ہو مراد اس سے یہ ہی کہ مین تمھارے سوال کے پورا کرنے
مین بالانفراد اختیار نہین رکھتا بلکہ میرے ساتھ تو یہ جماعت ہی کہ جنکو تم دیکھتے ہو یعنی
بلا استرضا ہی اس جماعت کے تمھارے سوال کے پورا کر دینے مین معذور ہون سو مجھے ایک
بات یہی سوجھی کہ عدو پھر آپ نے یردوا الیهم اموالهم و سبیهم کا ترجمہ کیا ہی کہ پھیر دیے جاوین الخ یہ بھی
غلط ہی یرد فعل معروف ہی اور اموال اور سبی مفعول اور ضمیر فاعل مستتر راجع طرف رسول اللہ صلعم
کے ہی صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پھیر دین رسول اللہ صلعم انکو انکا مال اور سبی پھر وقد کنت استانیت بکم کا
ترجمہ جو یہ کیا کہ مین بیشک تم سے انس رکھتا ہون اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جناب مجتہد عصر ہنوز
علم تصریف سے بھی نا واقف ہین یہ بھی نہین سمجھے کہ استانیت استفعلت انی یانی سے ہی اور
ناقص ہی انس یا انس سے جو صحیح اللام مہموز الفاء ہی کس طرح ہو سکتا ہی (ان ی) و (ان س)
کیونکر ایک ہو سکتے ہین جناب مجتہد صاحب آپ تو مدعی اجتہاد ہین جسکے لیے کمال مداخلت

عربیت مین درکار ہے اسقدر آپکی غلطی کو تو ہم مبتدی بھی سمجھتے ہین تعجب ہے کہ آپ باوجود ادعای
اجتہاد ایسی غلطی فاش مین اب تک پڑے ہوے ہین جب یہ حال ہے تو آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے
ہین آپ اپنا کام کیجیے یہ کام آپکا نہین ہے اسکام کے لیے بہت علم اور عقل درکار ہے شعر نہ ہر کہ
چہرہ برافروخت دلبری داند ؛ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند ؛ نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند
نشست ؛ کلاہ داری و آئین سروری داند ؛ آپ سنیے معنی استلبثت بکم کے جوہری سے
وہ کہتے ہین استأنی بہ ای انتظر یقال استأنی بہ حولا معنی استأنی بہ کے ہین انتظار
کیا اوسکا کہا جاتا ہے استأنی بہ حولا یعنی انتظار کیا اوسکا برس روز دیکھو یہان بھی وہی الفاظ
ہین کہ استلبثت بکم یعنی مینے انتظار کیا تمھارا اور بڑا تعجب ہے کہ ما لبثت کے کلمے مین اراد ہی
ماضی پر بڑا غلو اور زور شور تھا اور یہان باوجودیکہ لفظ قد جو فائدہ معنی ماضی قریب دیتا ہے اوپر کلمہ کنت کے
داخل ہوا اور احتمال بھی ارادہ حال و استقبال کا باقی نہ رہا اوسکو آپنے بمعنی حال ترجمہ کیا اپنے
پچھلے قاعدے کے موافق یہان بھی یہ فرمایا ہوتا کہ مین انس رکھتا تھا تمسے یہان یہ کیون فرمایا کہ
انس رکھتا ہون پھر آپنے بضع عشرۃ لیلۃ کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ دس سے بھی زیادہ رات تک یہ بھی غلط
صریح اور لفظ بھی تو نہایت ہی غلط اور مہمل ہے بضع کے معنی زیادہ بھی نہین ہے جیسا کہ آپ
ناواقفی کی راہ سے سمجھ رہے ہین زمخشری رحمہ اللہ علیہ اصمعی سے نقل کرتے ہین البضع
ما بین الثلث الی العشرۃ جوہری لکھتے ہین و بضع من العدد بکسر الباء و بعض العرب
یفتحہا وہو ما بین الثلث الی التسع پس صحیح ترجمہ یہ ہے کہ انتظار کیا تھا اونکا پیغمبر صلعم نے
مابین تیرہ اور انیس راتون کے لفظ عرفاء جو حدیث مین ہے میرے نزدیک جمع عریف بمعنی
دانا اور عالم امور ہے جیسا کہ قول شاعر مین ہے شعر او کلما وردت عکاظ قبیلۃ ؛
بعثوا الی عریفہم یتوسم ؛ اور ہو سکتا ہے کہ بمعنی نقیب یا رئیس کے ہو ترجمہ حتی یرفع الینا
عرفاء کم امرکم کا بھی آپنے غلط کیا ہے صحیح ترجمہ یہ ہے تا کہ پہونچاوین ہم تک تمھاری ہوشیار
دانا یا سردار یا نقیب تمھارا حال کلمہ عرفاء ہم کا ترجمہ بھی آپنے غلط کیا کہ فاعل کلّم کو مفعول

اور مفعول کو فاعل بنا دیا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ کلام کیا اونسے عرفا نے انکے نے یہان تک تقریبان تھا
اون غلطیون کا جو مجتہد عصر سے بسبب نسبت ناواقفی کی زبان عربی سے ظہور مین آئین اب ہم یہہ کہتے
ہین کہ یہ حدیث ہمارے مدعا کی دلیل ہے اور مجتہد عصر کے ابطال دعوی پر حجت قاطع ہے بچند وجوہ
اول یہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے اونسے برسبیل مانعۃ الجمع کے یہ بات فرمائی کہ اختیار کر دیا اموال کو یا
سبایا کو یعنی اگر مال لینا چاہو گے تو سبایا نہ دیجاوینگی پس ظاہر ہوا کہ سبایا کا نہ دینا اور استرقاق
اونکا بنص قول پیغمبر صلعم جائز تھا اس سبب سے صاف متحقق ہوا کہ من و فدا واجب نہین اور کچھ ممنوع
نہین کہ من و فدا پر عمل نہو سکے او یہی ہے مدعا ہمارا اگر وے لوگ بموجب تخئیر پیغمبر صلعم کے مال کا
لینا اختیار کرتے تو اوس صورت مین بلاشک و شبہہ باقتضای مانعۃ الجمع کے استرقاق سبایا کا بموجب
حکم پیغمبر صلعم کے لازم آتا ورنہ وہ حصر کہ جسکا مجتہد صاحب مدعی ہوے کرتے ہین صراحۃً باطل ہو جاتا
پس یہ حدیث ہر آئینہ مثبت ہمارے مدعا کی اور مبطل دعوی مجتہد عصر کی ہے نہ برعکس دوسرے یہ کہ اگر
فی الحقیقت چھوڑ دینا سبایا کا بطور احسان یا بعد لینے فدیہ کے بغیر کسی شرط کے واجب
ہوتا جیسا کہ مجتہد صاحب مدعی ہوتے ہین تو اوسکو مشروط اوپر دست برداری دیگر مال غنیمت
کے کیون کیا جاتا جس حال مین کہ چھوڑ دینا بحکم آیت قرآن کے واجب تھا تو پیغمبر خدا صلعم نے
اوسکو مشروط اسپر کیون کیا کہ اگر مال نہ لوگے تو سبایا دیجاوینگی ورنہ نہین کیا وے نعوذ باللہ بزعم
مجتہد صاحب آیت کے معنی اور فرضیت من و فدا کو نہین سمجھتے تھے کیا صاحب وحی بھی
کو مجتہد صاحب کے برابر بھی نہ سمجھتے تھے جو من و فدا کے وجوب مطلق کو مشروط اوپر دست برداری دیگر
اموال کے فرماتے تھے اور جنکے چھوڑ دینے کا حکم قطعی قرآن مین آچکا تھا اونکو بالجبر روک رہے
تھے العیاذ باللہ تعالی تیسرے یہ کہ جس حالت مین نص قطعی اونکے چھوڑ دینے کی موجود تھی پس آنحضرت نے رضا
صحابہ پر [illegible] کیا تھی حکم قطعی تو ہر آئینہ واجب الاجرا ہے خواہ کوئی راضی ہو یا نہو سو قدر مبالغہ
فرمانا پیغمبر صلعم کا اونکی استرضا مین اور جب تک کہ وے خوب بتصمیم قلب راضی نہوگئے تب تک نہ چھوڑ دینا
سبایا کا صاف دلیل اسکا ہے کہ من و فدا کچھ واجب نہین بلکہ اختیاری امر ہے اور پھر اسی جگہ سے

استدلال اسپر کرتے ہین کہ آیت من و فدا سے وجوب من و فدا ثابت نہین ہوتا یا یہ کہ وہ منسوخ
ہی اسلیے کہ اگر حکم اوسکا وجوبی ہوتا اور صحابہ مین کسی نے اوسکو ایسا جیسا کہ مجتہد عصر سمجھتے ہین نہین سمجھا
تو یہ موقع تھا کہ پیغمبر خدا صلعم اوسکا اعلان فرماتے اور اصحاب کو اوس سے اچھی طرح آگاہ کرتے نہ یہ
کہ ایسے موقع پر ذکر بھی اوس آیت کا زبان پر نہ لاتے جو بجای خود ایک دلیل ہی کہ اگر من و فدا واجب تھا تو تیس
روز کے قریب تک اونکو کیون روک رکھا تھا فرض کہ جنکے واسطے کوئی زمانہ معین نہو اونکی
تعمیل مین عجلت ہی بہتر اور اولے ہی کاملین کی شان سے اوسمین اسقدر تاخیر نہایت مستبعد ہی پانچوین
دلیل یہ ہی کہ اگر چھوڑ دینا سبایا کا واجب ہوتا تو حضرت صلعم اونکو تقسیم کیون کر دیتے صحیح مسلم
مین اخیر اس قصے مین مذکور ہی فلما غشوا رسول اللہ صلعم نزل عن البغلة ثم قبض قبضة من
تراب من الارض ثم استقبل به وجوههم فقال شاهت الوجوه فما خلق الله منهم انسانا
الا ملأ عينيه ترابا بتلك القبضة فولوا مدبرين فهزمهم الله وقسم رسول الله صلعم
غنائمهم بين المسلمين جب گرد اگرد ہو گئے کفار ہوازن وغیرہ پیغمبر صلعم کے تو پیغمبر صلعم اوترے
خچر پر سے پھر ایک مٹھی خاک کی زمین سے بھر کر اونکے موہون کی طرف پھینکی پس کہا کہ بگڑ گئے یہ
موہنہ پس نہین پیدا کیا تھا خدا نے اونمین سے کسی انسان کو مگر یہ کہ بھر دیا اوسکی آنکھون مین
مٹی کو اس خاک کی مٹھی سے پس وہ کفار پیٹھین پھیر کر پھر گئے پس بھگا دیا اونکو اللہ تعالی نے
اور تقسیم کر دیا پیغمبر خدا صلعم نے اونکی غنائم کو درمیان مسلمانون کے دیکھو یہ سب معاملہ وفد
ہوازن سے پیشتر کا ہی چنانچہ سیاق کلام سے واضح ہی اور دلیل قوی اسپر حدیث بخاری
کی ہی کہ جس سے ثابت ہی کہ حضرت عمر رض کو دو چھوکریان منجملہ اوس غنیمت کے ملی تھین چنانچہ
الفاظ حدیث یہ ہین اصاب عمر جاریتین من سبی حنین فوضعهما فی بعض بیوت مکة
الحدیث پائی تھین عمر رض نے دو چھوکریان منجملہ قیدیون حنین کے پس رکھدیا تھا اون کو
بعض گھرون مین مکہ کے ایک اور دلیل اوپر وقوع تقسیم کے قبل آنے ہوازن کے یہ ہی کہ ابو داود
نے باین الفاظ بعد نقل قصہ مذکورہ کے روایت کی ہی فقال رسول اللہ صلعم ردوا علیهم نساءهم

وابناء هم الحدیث یعنی پھیرو اونکو اونکے اولاد اور اونکی عورتین اگر سبایا تقسیم ہوکر ہر ایک کے پاس نہین پہونچ گئین تھین تو پھیر دینے کا جو حکم اونکو دیا گیا اسکے کیا معنی پھر خود اسی حدیث سے وقوع تقسیم کا بخوبی عیان ہے کیونکہ اس حدیث مین بھی یہ لفظ ہے کہ من کان علی حظہ اور حظ کے معنی ہین حصہ چنانچہ صراح مین ہے الحظ النصیب اگر واقع مین قسمت نہین ہوئی ہوتی اور حصہ ہر ایک کا معلوم نہوتا تو یہ لفظ علی حظہ یعنی اپنے حصے پر کسطرح پر صادق آتا علاوہ برآن جب حصہ ہی متعین نہین ہوا تھا اور مقدار اوسکی معلوم نہین تھی تو مبادلا اوسکے حصے کا جسکا پیغمبر صلعم وعدہ فرماتے تھے کس بنا پر متعین ہو سکتا تھا علاوہ بران احادیث مفصلہ ذیل سے ثابت ہے کہ تقسیم غنائم حنین کے بلا حیلولہ کسی امر معاملا ہمسکے واقع ہوئی اور ہوازن کے آنے کا معاملہ بعد وقوع غزوہ طائف اور رجوع پیغمبر خدا صلعم کے غزوہ مذکور سے واقع ہوا کہ اس اثنا مین کچھ زیادہ ایک مہینے سے گذر گیا اسلیے کہ ۱۶ شوال ۸ھ کو غزوہ حنین واقع ہوا اور آخر شوال ۸ ہجری کو پیغمبر صلعم غزوہ طائف کو تشریف لیگئے اور مابین ۱۳ تیرہ روز اور ۱۹ انیس روز کے وہان قیام فرمایا اور پھر وہان سے رجوع فرمایا اب ہم اون احادیث کو مختصراً لکھتے ہین جنسے تقسیم غنائم حنین کی بعد ہزیمت کفار ہوازن کے بلا تراخی ثابت ہوتی ہے بخاری بروایت علی بن عبداللہ فانہزم المشرکون فاعطی الطلقاء والمھاجرین ولم یعط الانصار شیئاً ایضاً بروایت محمد بن بشار لما کان یوم حنین اقبلت ھوازن وغطفان وغیرھم بنعمھم وذراریھم فانہزم المشرکون واصاب یومئذ غنائم کثیرۃ فقسم فی المھاجرین والطلقاء ولم یعط الانصار شیئاً دیکھیے ۔ ان حدیثون مین حرف فا تعقیب قسم پر داخل ہے جس سے صاف واضح ہے کہ تقسیم غنائم مین تراخی نہین ہوئی اگر تراخی ہوتی تو حرف تعقیب قسم پر نہوتا بلکہ کلمہ ثم ہوتا پھر ایک اور بڑی دلیل بروایت بخاری عبداللہ بن عمر سے یہ ہے کہ ایام حنین مین ہی تقسیم غنائم ہوگئی تھی لما کان یوم حنین اثر النبی صلعم اناساً اعطی الاقرع بن حابس مائۃ من الابل واعطی عیینۃ مثل

ذلک واعطی اناساً انتہا کچھ لیجیے بیان ہے مثل مہر نمبر وز کے ثابت ہی کر ایام حنین میں تقسیم ہو گئی تھی اور وفد ہوازن بعد غزوہ طائف کے ہی کہ اون روز ون کو بلفظ ایام حنین یا یوم حنین تعبیر نہیں کیا جا سکتا ہی نہ کہ ان سب دلائل سے واقع ہو جانا تقسیم سبایا کا جیسا کہ چاہیے ثابت ہی اور جب تقسیم کر دینا پیغمبر خدا کا سبایا مذکور کو ثابت ہی تو کچھ شک نہیں کہ من و فدا امر وجوبی نہیں بلکہ اختیاری ہی اور یہ بھی محتمل ہی کہ آیت مذکورہ منسوخ ہو جیسا کہ علماے حنفیہ کہتے ہین مجتہد عصر نے ان امور پر کچھ بحث نہیں کی البتہ حضرت عمر رضہ پر کچھ در پردہ طعنہ دینے پر مستعد ہوے

قال رسول اللہ صلعم نے کسیکو کوئی لڑکی بخشی نہیں تھی بلکہ خود حضرت عمر رض نے گرفتار کیا تھا

اقول یہ غلط بات ہی اور محض بناوٹ اور بڑا ہی افترا ہی العیاذ باللہ من ذلک حدیث مین لفظ اخذ عمر نہیں جو گمان اسکا ہو تا کہ وہ خود پکڑ لالاے بلکہ لفظ اصاب عمر ہی جس سے صاف ظاہر ہے کہ اونکو باجازت پیغمبر صلعم کے پہونچی تھین **قال** اسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے پاس موجود رکھتے ہین **اقول** کہ ہم بھی وہی سند اپنے پاس آپکی تکذیب کے لیے موجود رکھتے ہین اہل انصاف اور صاحبان ایمان سے آرزو رکھتے ہین کہ وہ غور فرماوین کہ وہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہی یا مجتہد عصر کی مگر مجتہد عصر نے نقل حدیث مین رعایت دیانت کی جیسا کہ مجتہدین شیعہ کی عادت ہی نہین کی ہم اوس حدیث کو بخاری سے پورا پورا نقل کرتے ہین حدثنا ابو النعمان حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع ان عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ صلعم انہ کان علی اعتکاف یوم فی الجاهلیة فامرہ ان یفی بہ قال واصاب عمر جاریتین من سبی حنین فوضعهما فی بعض بیوت مکة قال فمن رسول اللہ صلعم علی سبی حنین فجعلوا یسعون فی السکک فقال عمر یا عبد اللہ انظر ما هذا فقال من رسول اللہ صلعم علی السبی قال اذهب فارسل الجاریتین قال نافع ولم یعتمر رسول اللہ صلعم من الجعرانة ولو اعتمر لم یخف علی عبد اللہ وزاد جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال من الخمس ورواہ معمر عن نافع عن ابن عمر فی النذر ولم یقل یوم تحقیق کہ عمر بن الخطاب رض نے کہا

ای رسول اللہ صلعم تحقیق کہ تھا میرا اوپر اعتکاف ایکدن کا زمانہ جاہلیت مین پس حکم دیا عمر کو پیغمبر صلعم نے کہ پورا کرے اوسکو کہا اور باندی تھین عمر رض نے دو چھوکریان منجملہ سبی حنین کے پس رکھا تھا اونکو بیچ کسی کے بعض گھرون مین کہا کہ پھر احسان کیا رسول اللہ صلعم نے اوپر سبی حنین کے پھر وے پھرتی تھین کوچون مین پس کہا عمر رض نے ای عبد اللہ دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہی پس کہا عبد اللہ نے کہ احسان رکھا رسول اللہ صلعم نے اوپر اون سبی کے کہا عمر رض نے جا تو پس چھوڑ دی اون دونون چھوکریونکو کہا نافع نے اور عمرہ نہین کیا تھا رسول اللہ صلعم نے جعرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو نہ چھپتا عبد اللہ سے بخاری کہتے ہین اور روایت جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مین یہ لفظ اور بھی ہین (قال من الخمس) یعنی بعد لفظ من سبی حنین کے الفاظ من الخمس بھی ہین ۱ اور روایت کیا اس حدیث کو معمر نے نافع سے ابن عمر سے باب نذر مین اور اس روایت مین لفظ یوم یعنی جو بعد اعتکاف روایت سابقہ مین ہی نہین کہا انتہی غور کیجیے کہ روایت جریر بن حازم مین صاف لفظ من الخمس کا موجود ہی جس سے صاف ثابت ہی کہ یہ چھوکریان پیغمبر خدا صلعم نے عمر کو اپنے خمس مین سے دی تھین اور باندی تھین یہ دونون چھوکریان عمر بن خطاب رض کے خمس رسول اللہ صلعم مین سے نہ یہ کہ جیسا مجتہد نے اونپر افترا برپا کیا ہی کہ وے خود پکڑ لائے تھے اور روایت جریر بن حازم کی زیادہ تر موثق ہی کیونکہ وہ مرفوع ہی اور حدیث حماد بن زید کی نافع پر موقوف ہی اگرچہ دونون حدیثون مین کچھ تعارض نہین ہی اور دونون مستند ہین پھر بھی حدیث جریر زیادہ تر موثق ہی بھلا غور تو کیجیے ایسے جلیل القدر صحابی کہ تمام عرب و عجم مین بلقب فاروق اور عادل معروف ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم فرماتے ہین والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک قسم ہی اوس ذات کی کہ جی میرا اوسکے ہاتھ مین ہی نہین ملا تجکو شیطان جاتا ہوا کسی گھاٹی مین مگر کہ چلا گیا اور گھاٹی کو تیری گھاٹی کے سوا ایسا شخص غنیمت مین غلول کرے کہ دو چھوکریان پکڑ لاوے اور چھپا کر اپنے پاس رکھ لے اور چونکہ دستور پیغمبر خدا صلعم کا یہ تھا کہ جب پاتے تھے غنیمت کو تو حکم کرتے تھے بلال رض کو کہ منادی کر دیتے

کہ جس شخص کے پاس مال غنیمت کا ہو وہ حاضر لاوے کہ اوسکے بموجب سب لوگ جو کچھ غنیمت و
پاس جمع تی تھی حاضر لاتے تھے چنانچہ ابو داؤد عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہین کان
رسول اللہ صلعم اذا اصاب غنیمۃ امر بلالا فنادی فی الناس فیجیئون بغنائمهم
فیخمسه ویقسمه الحدیث تھے پیغمبر خدا صلعم جب پاتے تھے غنیمت تو حکم فرماتے تھے بلالؓ کو
کہ وہ منادی کرتے تھے سب لوگون مین پس لے آتے تھے سب لوگ اپنی اپنی غنیمت کو لیتے پس خمس
اوسکا لیتے تھے پیغمبر خدا صلعم اور باقی اوسمین سے تقسیم فرما دیتے تھے اوسکو الحدیث بڑا تعجب ہے کہ
ایسا شخص ایک تو غنائم مین غلول کرے دوسرے باوجود منادی پیغمبر خدا صلعم کے اوسکو حاضر
نہ کرے حالانکہ خود وہی حضرت جناب پیغمبر خدا صلعم سے روایت کرتے ہین اذا وجدتم الرجل
قد غل فاحرقوا متاعه واضربوه رواہ ابو داؤد جب پاؤ تم کسی آدمی کو کہ غلول کیا اوسنے
تو جلا دو متاع اوسکا اور مارو اوسکو چنانچہ اپنی خلافت مین اونھون نے یہی عمل فرمایا باینہمہ وہ
کونسا صاحب عقل اور صاحب ایمان ہے کہ ایسا گمان بد اونپر کرسکتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا
مسلم مین بروایت مرفوع مروی ہے ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه سأل رسول اللہ صلعم وا
هو بالجعرانة بعد ان رجع من الطائف فقال یا رسول اللہ صلعم انی نذرت فی الجاهلیة
ان اعتكف يوما في المسجد الحرام فكيف ترى قال اذهب فاعتكف يوما قال وكان رسول
الله صلعم قد اعطاه جارية من الخمس فلما اعتق رسول الله صلعم سبايا الناس
سمع عمر بن الخطاب رض اصواتهم يقولون اعتقنا رسول الله صلعم فقال ما هذا فقالوا
اعتق رسول الله صلعم سبايا الناس فقال عمر يا عبد الله اذهب الى تلك الجارية فخل
سبيلها عمر بن خطاب رض نے پوچھا رسول اللہ صلعم سے اور حال مین کہ وہ جعرانہ مین تھے بعد رجوع کے
طائف سے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مینے نذر کی تھی جاہلیت مین اسکی کہ اعتکاف کرون ایک دن
کا مسجد حرام مین کیا فرماتے ہین آپ فرمایا کہ جا اور اعتکاف کر ایک دن کا اور تھے پیغمبر خدا
صلعم کہ تحقیق دی تھی پیغمبر صلعم نے عمرؓ کو چھوکری خمس مین سے پھر جب آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم نے

سبایا اون لوگون کو تو نہین عمر رض نے آوازین اونکی کہہ کہتے تھے کہ آزاد کر دیا ہمکو پیغمبر خدا صلعم
نے پس کہا عمر رض نے کیا ہے یہ پس کہا لوگون نے کہ آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم نے سبایا اون لوگون کو
پس کہا عمر رض نے ای عبد اللہ جا اس چھوکری کے پاس پس خالی کر دی راہ اوسکی یعنی جانے دے
اوسکو بھی قربان جاییے جناب مجتہد صاحب اب بھی کچھہ عذر باقی رکھا آپکو لازم ہے کہ اپنے
اجتہاد سے توبہ کیجیے کہ سب اصحاب رسول اللہ صلعم پر کسطرح کا الزام عاید ہوا اور ہرگز ہرگز
ایسی بات زبان سے نہ نکالیے جو موجب الزام اصحاب کرام پر ہووے

مثنوی

بی ادب گفتن سخن با خاص حق	دل بمیراند سیہ کرد ورق	گر نہ بندی زین سخن تو حلق را
آتشی آید بسوزد خلق را	بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
آتشی گر نامدست این دود چیست	دل سیہ گشتہ روان مردود چیست	جب ہم یہ سب امور ثابت کر چکے

اور یہ بھی متحقق ہوا کہ باتفاق اقوال علماء اسلام اور نیز بقول مجتہد عصر یہ واقعہ بعد نزول
آیہ اما منا بعد و اما فداء کے واقع ہوا اور اس واقعہ مین پیغمبر صلعم نے سبایا مین سے خمس بھی نکالا
اور اونکو غانمین پر تقسیم بھی کر دیا پس صاف ثابت ہو گیا تو وہ آیہ منسوخ ہے جیسا کہ قول علماء
حنفیہ کا ہے یا من و فداء امر اختیاری ہے بہر دو صورت دعوی مجتہد عصر کا باطل ہے اور فعل
رسول اللہ صلعم مفسر آیت مذکور کا ہے درباب عدم وجوب من و فدا کے اور یہی ہے مدعا ہمارا کہ
بحمد اللہ تعالی ثابت ہو گیا فالحق یعلو ولا یعلی اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد عصر اپنا دعوی
اہل حدیث سے کسطرح ثابت کرتے ہین قال ہمکو اپنے دعوے کے اثبات کے لیے بخاری کی
حدیث پر استدلال ہے جسمین قیدیون کا احسان رکھکر چھوڑنا ظاہر ہے اقول اسطرح چھوڑ دیتے
ہین کہ جسطرح بے اذن کے سبایا کو چھوڑ دیا گیا علماء امت مین کسیکو کلام نہین یعنی جب بالی
لوگ مسلمان ہو کر امام کے پاس آوین اور توبہ کرین اور دار اونکا دار الحرب نہ رہے بلکہ دار الاسلام
ہو جاوے اور امام کو مصلحت وقت اسی مین معلوم ہووے کہ اونکے سبایا کو اونکے حوالے کر دے
تو اوسکو اختیار ہے کہ سبایا کو چھوڑ دے اور بشرط رضامندی غانمین کے جن لوگون کے

حصے مین پایا آ گئے ہون اونسے بھی کچھ پروا نہی یہ من اصطلاحی نہین ہی بلکہ درحقیقت احسان
اعتاق ہی چنانچہ حدیث مسلم مین اس احسان کو بلفظ اعتاق ہی تعبیر کیا ہی اور اعتاق غلام حربی
مین جائز ہی یعنی چھوڑ دینا از قسم من باب النزاع نہین اس قسم کے من کو تو امام اعظم ابو حنیفہ رح
بھی ناجائز نہین کہتے اونکے نزدیک بھی وہی من ناجائز ہی جو بحالت کفر اسیران دار الحرب کے
جانے کو چھوڑ دیا جاوے چنانچہ صاحب ہدایہ لکھتے ہین کہ لا یجوز ان یردوا الی دار الحرب
لان فیہ تقویتہم علی المسلمین فان اسلموا لا یقتلہم لاندفاع الشر بدونہ ولہ
ان یسترقہم توفیرا للمنفعة بعد انعقاد سبب الملک بخلاف اسلامہم قبل
الاخذ لانہ لم ینعقد السبب بعد ولو اسلم الاسیر فی ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر
فی ایدیہم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وہو مامون علی اسلامہ انتہی نہین جائز
ہی چھوڑ دینا اونکا دار حرب کو اسلیے کہ اس چھوڑ دینے مین تقویت کفار کی ہی مسلمانون پر اگر قیدی
مسلمان ہو جاوین تو نہ قتل کرے اونکو امام بسبب اسکے کہ شر بدون قتل بھی دفع ہو گیا اور
اوسکو جائز ہی کہ رقیق بنا لیوے واسطے توفیر منفعت کے بعد انعقاد سبب ملک کے یعنی بخلاف
اوسکے اسلام کے برخلاف مسلمان ہو جانے اونکے کے قبل اسیری کے یعنی اس حالت مین استرقاق
بھی جائز نہین اسلیے کہ سبب بعد اسلام کے منعقد نہین ہوا اور اگر اسلام لاوے اسیر بعد اسکے
کہ ہمنے اوسکو پکڑ لیا تو نہین جائز ہی کہ اوسکو فدیے مین کسی مسلمان کے جو کفار کے ہاتھ مین قید
ہو دیا جاوے کیونکہ اسمین کچھ فائدہ نہین مگر اوس صورت مین کہ خود وہ اس بات پر راضی ہو اور
اوسکے اسلام پر اطمینان ہووے **قال** و را اوس حدیث کے ان الفاظ سے کہ من احب منکم ان یکون
علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیٔ اللہ علینا بخوبی ثابت ہی کہ غازیون کا حق اسارے پر بجز فدیہ
لینے کے اور کچھ نہین ہی **اقول** کیا خوب استدلال ہی کہ نہ بعبارة النص ہی نہ باشارة النص ہی
نہ بدلالة النص ہی نہ باقتضاء النص ہی صرف ایک توہم جاہلانہ ہی غور کیجیے کہ اگر کوئی شخص واجب
التکریم ہمسے یہ فرماوے کہ اگر تم کو بہتر معلوم ہو تو اپنا یہ گھوڑا زید کو دیدو ہم تمکو اپنے اصطبل مین سے

اسکے بدلے کا گھوڑا دینگے اور ہم اوسکے فرمانے سے اپنا گھوڑا زید کو دیدین تو کیا اس سے
یہ بات لازم آتی ہی کہ ہمارا حق اپنے گھوڑے پر بجز اسکے کہ ہم بدلے مین اوسکے ایک گھوڑا
لے لین اور کچھ نتھا جناب مجتہد صاحب اگر یہی آپکا اجتہاد ہی اور ایسے ہی ایسے استدلال پر
آپکے اجتہاد کی بنا ہی تو اپنے مقلدون کی بہت ہی حق تلفیان کراوگے اگر مجتہد ذرا بھی
انصاف کرین تو سمجھ لین کہ یہ کلمات حدیث کے مثبت رقیت مستقبلہ ہین کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے
غانمین سے وعدہ فرمایا تھا کہ آیندہ جو ہمارا غنیمت مین سبایا دیگا تو انکی بدلے مین ہم تمکو چھ چھ دینگے
اگر آیندہ استرقاق ممنوع ہوتا تو ایسا وعدہ ہرگز نفرماتے اور اس مبادلے کو جو مجتہد نے
فدیہ سمجھا ہی غلطی فاش ہی دوسری غلطی یہ کی ہی کہ مابقی کا ترجمہ مال کیا حالانکہ لفظ ما عام
ہی شامل ہی سبایا اور اموال کو جیسا کہ اوپر گذر گیا **قال** چہارم اسارے ثقیف کے
قیدیون کو بھی رسول اللہ صلعم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا **اقول** قیدیون کا لفظ بصیغہ جمع
غلط ہی ایک قیدی تھا کہ بسبب مسلمان ہونیکے چھوڑ دیا تھا اور اوسکے بدلے دو آدمی مسلمان
جو ثقیف نے قید کر لیے تھے منگا لیے تھے پس احتجاج مجتہد عصر کا اس واقعہ سے اونکے مدعا
کے مفید نہین بلکہ یہی حدیث ہی ماخذ قول صاحب ہدایہ معظم کا ولو کان اسلم الاسیر فی
ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر فی ایدیہم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وہو مامون
علی اسلامہ انتہی ترجمہ اسکا ہم ابھی اوپر لکھ چکے ہین **قال** چنانچہ صحیح مسلم مین ہی کہ عمران
بن حصین نے کہا کانت ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم
واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفاءکم ثقیف فترکہ ومضی
فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ما شانک فقال انی مسلم فقال لو
قلتہا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم بالرجلین اللذین
اسرتہما ثقیف اہ **اقول** ترجمہ یہ ہی کہ تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس پکڑ لیا ثقیف نے

دو آدمیون کو صحابہ پیغمبر خدا صلعم نے اور قید کر لیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی بنی عقیل مین سے پس باندھ لیا اوسکو پس ڈال دیا اوسکو بھوپ مین پس گذرے رسول اللہ صلعم اوسکے پاس کو تو پکارا اوسنے ای محمد ای محمد کس سبب سے پکڑا گیا ہون مین فرمایا پیغمبر صلعم نے گناہ مین ثقیف کے جو تمھارے ہم عہد ہین پھر اوسکو اوسی طرح چھوڑ کے ہوئے چلے گئے پیغمبر صلعم پھر پکارا اوسنے ای محمد ای محمد پھر رحم فرمایا اوسپر پیغمبر صلعم نے پھر پھر آئے کہا کہ کیا حال ہی تیرا کہا اوسنے کہ مین مسلمان ہون فرمایا پیغمبر صلعم نے اگر تو یہ کہتا اوس حال مین کہ تو اپنے اختیار مین تھا تو بھلائی پاتا بالتحقیق تو تمام بھلائی کہا عمران بن حصین نے کہ فدیہ مین بھیجا اوسکو پیغمبر صلعم نے بعوض اون دونون آدمیون کے کہ جنکو قید کر رکھا تھا ثقیف نے دیکھیے اوس حدیث سے کچھ بھی مدعا مجتہد عصر کا ثابت نہین ہوتا یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا اور اسکا حکم وہی ہے جیسا کہ اوسکے ساتھ عمل مین آیا اور اسی بنا پر ہی وہ مسئلہ جو صاحب ہدایہ عظم نے لکھا ہی اسکا قتل ہرگز جائز نہ تھا اس بیان پر جناب مجتہد عذر بدتر از گناہ پیش فرماتے ہین **قال** سمجھنا چاہیے کہ اس شخص کو بوجہ مسلمان ہو جانے کے چھوڑ دیا تھا اسلیے کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون **اقول** صراحۃً ایک شخص کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اپنے قول کو موکد بلفظ (انی) کرتا ہی اور پیغمبر خدا صلعم کچھ تکذیب اوسکی نہین فرماتے مجتہد دہر برخلاف اوسکے کہتے ہین کہ جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون اوسکی تکذیب کی آپکے پاس کیا دلیل ہی یاد کرو احادیث اسامہ بن زید رض اور خالد بن ولید رض وغیرہما کو کہ ایسی سمجھ پر کسقدر اونپر تہدید ہوئی ہی **قال** چنانچہ مرقاۃ مین لکھا ہی کہ اس شخص کو رسول خدا صلعم نے بعد اسکے کہ اوسنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا اسلیے دار الحرب مین بھیج دیا کہ آپ جانتے تھے کہ وہ سچا نہین ہی پس یہ بات رسول خدا صلعم کے لیے خاص ہی **اقول** واہ جناب مجتہد امام ابو حنیفہ کی تقلید سے تو شدت انکار اور اونکے ایک مقلد کے اسقدر فرمان بردار آپ تو یہ فرماتے تھے کہ ہم کسی ملا کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے یہان ملا علی کے ایک قول نہ بف کی تقلید سے

کیون گمراہ ہوگئے حال آنکہ ملا علی قاری کا بھی یہ قول نہین بلکہ اونھون نے بلفظ قیل
اسکو لکھا ہی چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ یہ ہی فقیل انما ردہ صلعم الی دار الحرب بعد اظہار
کلمۃ الاسلام لانہ قد علم انہ غیر صادق فھذا خاصۃ بہ صلعم کہا گیا ہی کہ اوسکو
جو پیغمبر صلعم نے دار حرب کو لوٹا دیا بعد اظہار کلمہ اسلام کے تو صرف اسلیے کہ پیغمبر صلعم نے
پہچان لیا تھا کہ وہ سچا نہین پس یہ امر مخصوص ہی پیغمبر صلعم کے ساتھ بعد اسکے دوسرے
قول مین آپ نے اس قول مستندہ کو خود ہی رد کر دیا ہی چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ
لکھی جاتی ہی وقیل ردہ وامثالہ الذین بیدا لا ینافی اسلامھم لان یکون
الرد شرطا بینھم فی المعاہدۃ انتھے اور کہا گیا ہی کہ پھیرنا اوسکا اور سے لینا دو
آدمیونکا اوسکے بدلے اوسکے اسلام کا منافی نہین بسبب جائز ہونے اس بات کے
کہ پھیر دینا باہم معاہدہ مین شرط ٹھہرا ہو آپنے یہان محض تقلید ہی پر اکتفا نکی بلکہ کچھ مرقاۃ
کی عبارت مین خیانت بھی کی اور اوس سے بھی کچھ مدعا ثابت نہوا کہ دوسری قیل نے آپکی مستندہ
قیل کو رد کر دیا پس یہ قول آپکا کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا محض بے دلیل بلکہ محض جھوٹھہ بات
ہی اور بلا اشک وشبہ یہی سمجھنا چاہیے کہ اوسکو بوجہ مسلمان ہو جانیکے چھوڑ دیا تھا قال پنجم
اسارے بنی تمیم بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکھا ہی کہ ابن اسحق نے کہا ہی کہ ذکر ہی غزوہ
عیینۃ بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر پر جو بنی تمیم سے ہین رسول اللہ صلعم نے
اون لوگون پر اون کو بھیجا تھا اونھون نے وہان لوٹا اور آدمیون کو مارا اور عورتون کو
قیدی بنا لائے **اقول** اگرچہ ہمکو اسکے ثبوت مین کلام ہی کیونکہ ابن اسحق تبع تابعی
ہین اونھون نے یہ واقعہ دیکھا نہین اور اسناد کچھ بیان نہین کی پس یہ بیان اونکا قابل
اسکے نہین کہ ماخذ کسی مسئلہ فقہیہ کا ہو سکے مگر ہم مجتہد عصر کی خاطر سے اسکو تسلیم
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہی اور جب تک کہ آپ یہ
بات ثابت نہ کر دین کہ اون قیدیون کو فدیہ لیکر یا احسان رکھکر بحالت کفر دار الحرب کو

لوٹا دیا تب تک مدعا ہمارا ہی ثابت ہوتا ہی اور آپ کے حق مین نص ہی قال بخاری نے یہ حدیث
لکھی ہی کہ عن ابی هریرة قال لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلث سمعته من رسول الله صلعم
یقول لها فیهم هم اشد امتی علی الدجال وکانت منهم سبیة عند عائشة رض فقال
اعتقیها فانها من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتهم فقال هذه صدقات قوم
او قومی ابو ہریرہ رض نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست رکھتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت مین نے یہ باتین
رسول الله صلعم سے سنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تھے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے
دجال پر اور اونھین لوگون مین سے ایک عورت حضرت عائشہ رض پاس بندی مین تھی تو پیغمبر صلعم نے
فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد مین سے ہی اور اونکے پاس سے جب صدقات آئے
تو آپنے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کی صدقات ہین اقول
اگرچہ یہ ترجمہ بہت ہی غلط ہی مگر ہم آئین آخر مین گفتگو کرینگے اس جگہہ ہم اس ترجمے کو صحیح فرض کرکے
بحث کرتے ہین مخفی نرہے کہ استدلال مجتہد عصر کا موقوف ہی اوپر ثبوت امور مفصلہ
ذیل کے اول یہ کہ سبیہ جو حضرت عائشہ رض کے پاس تھی بطور کنیز کے نہ تھی بلکہ اونکی حراست
مین ایک مدت بطور قیدی کے تھی دوسری یہ کہ لفظ اعتقیها جو حدیث مین آیا ہی اوسکے
معنی یہ نہین ہین کہ آزاد کردے بلکہ یہ معنی ہین کہ قید سے رہائی دیدے تیسری یہ کہ سبیہ منجملہ اون
سبایا کے تھی کہ جو بقول ابن اسحق بعث بنی تمیم مین پکڑی گئی تھی چوتھی یہ کہ بعد پہونچنے سبایا
مذکور کے مدینہ مین اوسی روز یا اوس سے بہت ہی قریب پیغمبر خدا صلعم نے اوسکو چھوڑ دیا
پانچوین یہ کہ حضرت عائشہ رض کی حوالات مین وہ کس جرم مین رکھی گئی تھی اور کیون قید کی
گئی تھی چھٹی یہ کہ وہ سبیہ مسلمان نتھی بلکہ حالت کفر پر ہی چھوڑی گئی تھی ساتوین یہ کہ قوله صلعم
فانها من ولد اسمعیل تعلیل اعتقیها کی نہین ہی بلکہ لغو ہی اگر امر اول ثابت نہوگا تو یہ احتمال
قائم ہوگا کہ بطور کنیز کے وہ عائشہ رض کے پاس تھی پس مدعا مجتہد کا ثابت نہوگا بلکہ
خلاف اونکے مدعا کے متحقق ہوگا اگر امر دوم ثابت نہوگا تو یہ احتمال رہیگا کہ مراد

لفظ اعتقیہا سے یہ ہے کہ آزاد کردے تو اوسکو یہیں بالضرورت بدلالۃ النص اوپر ثبوت قربت کے دلالت کریگا اگر امر سیوم ثابت نہو گا تو یہ احتمال ناشی ہوگا کہ وہ کسی اور طرح حضرت عائشہ رضہ کے پاس تھی منجملہ ان اسیران بنی تمیم کے تھی جو اوس لڑائی مین پکڑی آئی تھی یعنی محتمل ہے کہ بذریعہ خریدیا ہبہ یا ہدیہ اونکے پاس تھی یا کسی اور جرم مین مقید تھی اور چونکہ یہان بحث اسیران جہاد مین ہے پس ناشی ہونا ایسے احتمال کا ہر آئینہ مبطل استدلال مجتہد عصر کا ہو جاویگا امر چہارم اگر ثابت نہو گا تو فرضیت من و فدا ثابت نہو گی کیونکہ امتثال حکم وجوبی کا بغیر در پیش ہونے کسی عذر کے بہت جلد ہونا چاہیے اور اس وجوب کیلیے کوئی وقت معہود نہین کہ اوس وقت کو اوسکا ظرف یا معیار ٹھہرایا جاوے کہ اوس وقت تک اوسکی تعمیل اختیار رہیگی امر پنجم اگر کوئی جرم ثابت نہو گا تو قید کرنا اوسکا صاف دلیل اسکی ہے کہ سوائے من و فدا کے ایک اختیار اسکا بھی ہے کہ اسیر کو قید کیا جاوے پس حصر جو ابہام مدعای مجتہد عصر ہے باطل ہو جاویگا چھٹی بات اگر ثابت نہو گی تو محتمل ہوگا کہ وہ اسلام لائے اور جب وہ اسلام لائے تو بیشک اوسکے چھوڑ دینے کے جواز مین کچھ کلام نہین سا تو ان امر اگر ثابت نہو گا تو صاف ظاہر ہوگا کہ علت اعتاق وجوب من و فدا نہین بلکہ بسبب کرامت اولاد اسمعیل ع م کے اوسکو چھوڑ گیا اور گو کہ چھوڑ دینا واجب نہو مگر کرامت مذکور مقتضی استحباب اور اولویت چھوڑ دینے کی اس نمط پر ہے کہ نسبت چھوڑ دینے اور ونکے چھوڑ دینا اولاد اسمعیل کا زیادہ تر موجب ثواب کا ہے یعنی علت استحباب اعتاق کرامت اولاد اسمعیل ہے نہ وجوب من فقط اب ہم دیکھتے ہین کہ امور مذکورہ مین سے کے امر ہین کہ مجتہد عصر نے اونسے تعرض کیا اور سکے امر ہین کہ اونسے کچھ بھی تعرض نہین کیا اور جنسے تعرض کیا اونکو بدلائل تو ثابت پہونچا دیا یا بجبر تقلید کے اور کچھ دلیل پیش نکی ہے اور تقلید بھی کی تو کسی مجتہد جلیل القدر کی کی یا کسی غیر مجتہد مقلد کی قال اس حدیث سے یہ سمجھنا چاہیے کہ غزوہ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ رضہ پاس بطور لونڈی کے تھی اور اوسکے آزاد کرنیکا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تھا اقول اگرچہ ایسا سمجھنا کچھ واجب نہین

لیکن اس احتمال کے نفی پر بھی کیا دلیل ہے اور چونکہ مجتہد مستدل ہین اور اپنے دعوے پر اس
واقعہ کو دلیل لائے ہین اور سبب بیان مرقوم امر موسوم کے اون پر اس احتمال کا قطع واجب ہے
پس مجے ہمسے کیا فرماتے ہین کہ ایسا نہ سمجھنا چاہیے اور ویسا نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ مجے سمجھتے
ہین اوسکو ثابت کرنا چاہیے تاکہ کوئی اور احتمال مبطل استدلال باقی نرہے اثبات دعوے اونکے
ذمہ ہے ہمارے احتمالات کے عدم ثبوت سے اونکا دعوی ثابت نہین ہوسکتا فرض کیجیے کہ ہمارے احتمالات
ثابت نہین مگر جب اونکا بھی دعوی ثابت نہین تو دعوی اونکا اور ہمارے احتمالات ایک درجے
مین ہے فاذا قام الاحتمال بطل الاستدلال جب قائم ہو گیا برابر کا احتمال تو باطل ہو گیا استدلال
قال بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اونمین ایک عورت حضرت عایشہ پاس
تھی **اقول** جناب اسی کا ثبوت تو ہم امر موسوم مین طلب کرتے ہین ثبوت اسکا پیش کیجیے بیدلیل لنا
بات پر تو ہم التفات بھی نہین کرتے **قال** جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے
کو فرمایا تھا **اقول** جناب حدیث مین تو ولد اسمعیل ہے آپنے ابراہیم کس طرح لکھدیا اور آپکی
اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سبب اعتاق ہونا اوسکا اولاد ابراہیم یا اسمعیل ع م سے تھا نہ وجوب من
پھر ہم آپسے استفسار کرتے ہین کہ صیغہ امر یعنی اعتقیہا واسطے وجوب کے ہے یا استحباب کے اگر واسطے
وجوب کے ہے تو اور قیدی جو اولاد اسمعیل ع م سے رقیق بنائے گئے وہ کیون نہ چھوڑے گئے کیونکہ
علت منصوصہ اعتاق کی تو اونمین بھی موجود تھی علاوہ برآن اگر امر وجوب کے واسطے ہے تو اعتاق
ہی واجب ہوا اور حکم فدا منسوخ ہو گیا اور اگر امر استحبابی ہے تو کچھ آپکے حق مین مفید نہین غایة
الامر یہ ثابت ہوگا کہ من مستحب ہے **قال** کیونکہ تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکھکر
اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب لدنیہ مین بالتفصیل لکھا ہے **اقول** یہ قول مجتہد کا
بے دلیل محض اور بسبب عدم ثبوت کے اصلا قابل توجہ اور التفات کے نہین اور استدلال مواہب لدنیہ
پر جناب مجتہد کو سلام کرتا ہون جیسے مجتہد ویسا ہی خدایا بن شود اشوری کہ اصحاب
پیغمبر صلعم کی بھی نہ سنون گا یا یہ شنے تھی کہ ایک ایسی غیر مستند کتاب کی تقلید کر کوئی مقلد بھی

اوسکو ماخذ احکام فقہیہ نہین قرار دیتا مصرعہ بر خرقہ تو نہی و داغ شراب چسپیت ٭ جناب آپ بس
مواہب لدنیہ کو طاق مین رکھیے یہان ایک مسئلہ فقہیہ مین بحث ہے روایت معتبر صحاح مین سے
سند لائیے چونکہ مینے التزام کیا ہے کہ غیر ثابت اقوال سے نہ خود سند لاؤنگا نہ آپکی سند
قبول کرونگا لہذا آپنے جو عبارت مواہب لدنیہ کی نقل کی ہے اوسپر مین ایک ذرہ بھی توجہ
نہین کرتا اور خوب یقین کرتا ہون کہ آپ اپنے قول کے اثبات سے سراسر عاجز ہوگئے
قال سبی اور سبایا کا لفظ عام ہے اونپر بھی اطلاق کیا جاتا ہے جو قیدی لونڈی و غلام
بنائے گئے ہون اور اونپر بھی بولا جاتا ہے جو قیدی ہوان اصل مین وہ لفظ لڑائی مین جو
لوگ پکڑے جاوین اونکے لیے موضوع ہوا ہے مگر چونکہ عرب مین ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی
و غلام بنا لیے جاتے تھے اسلیے سبی سے لڑائی مین پکڑے ہوئے لونڈی و غلام مراد ہونے لگے
مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بھی مستعمل ہین اقول آپکے اس اقرار سے ثابت
ہوا کہ لفظ سبی اگرچہ مہجور الحقیقت نہین ہے مگر بمعنی لونڈی و غلام کے بطریق مجاز متعارف
کے مستعمل ہے جب یہ حال ہے تو آپکے ذمہ اثبات اسکا واجب تھا کہ معنی متعارف مراد نہین
ہین مگر وہ آپسے نہوسکا قال عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہین بولا جاتا بلکہ
نہایت عام معنون مین اور قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی مستعمل ہے اقول بے سند بات تو
مین سنتا بھی نہین اور اوسکو لغو محض سمجھکر اوسپر اوسنے التفات بھی نہین کرتا مجتہد عصر پر واجب تھا
کہ لغت کی رو سے اس دعوے کو ثابت کرتے اور اگر ایسا ہی حال ہے تو مجتہد صاحب نے ازالہ
رسالہ مین جو ایک حدیث نقل کی ہے ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اور
اوسکا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اللہ نے زمین کے پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین
کی وہان ایسا ترجمہ کیون نہین کیا کہ عام ہوتا غرضکہ یہ قول مجتہد کا محض غلطی ہے مگر ہم اس جگہہ
بطور فرض محال تسلیم کرکے کہتے ہین کہ ہمنے مانا کہ قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی لفظ اعتاق
حقیقۃً مستعمل ہو مگر چونکہ خود آپہی کے اقرار سے ثابت ہے کہ غلام کے آزاد کرنے مین بھی مستعمل

ہوتا ہی پس اثبات اسکا کہ اس حدیث میں ارادہ آزادی غلام کا بسبب کسی قرینہ قویہ کے متعین ہی
آپکے ذمہ تھا مگر آپ سے یہ بھی نہو سکا مین یہ نہین کہتا کہ لفظ اعتاق بمعنی اطلاق کسی مقام
پر مجازًا مستعمل نہین ہوا بلکہ میرا قول یہ ہی کہ اعتاق حقیقۃً بمعنی آزاد کرنے رقیق کے ہی اور
عرف مین بھی انھین معنی مین مستعمل ہی اور جب تک قرینہ اسپر قایم نہو کہ معنی حقیقی مراد نہین ہی معنی
حقیقی متروک نہونگے اور جسطرح کہ لفظ اسد سے بدون قیام قرینہ مرد شجاع مراد نہین ہو سکتا
اسی طرح لفظ اعتاق بمعنی اطلاق مستعمل نہین ہو سکتا چنانچہ یہ امر فن معانی او اصول مین مبرہن
ہو چکا ہی قال اور اس سے یہ سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تھی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہی اقول
اگر یہ بہت بڑی غلطی فاحش ہی تو یہ بھی سمجھنا کہ وہ عورت قیدی تھی زیادہ تر بہت بڑی غلطی
فاحش ہی کیونکہ جب کوئی دلیل تعین احد المعنیین کی نہین ہی تو اگر تعین ایک معنی کا غلطی فاحش
ہی تو تعین معنی دوسری کا بھی بہت بڑی غلطی فاحش ہی پس دونون احتمال علی السویہ قایم رہی اور
چونکہ آپ اس مقام میں مستدل ہین واذا قام الاحتمال بطل الاستدلال چونکہ یہان تک
تقریر مجتہد صاحب کی توجیہ استدلال مین ختم ہو چکی تو اب ہم نظر کرتے ہین کہ مجتہد صاحب نے امور
سبعۂ مذکورہ مین سے کس کس امر کو ثابت کر دیا اور کس کس سے تعرض بھی نکیا سو انکی تقریر مذکورۂ
بالا اور ہمارے مواخذات سے ظاہر ہی کہ نسبت امر اول کے تو انھون نے صرف یہی بیان کیا کہ
لفظ سبی مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بھی مستعمل ہی اور لونڈی غلام کے معنی مین بھی بطور
متعارف کے مستعمل ہی جب السبایا حال ہی اور کوئی دلیل ارادۂ قیدی کی نہین تو دونون احتمال
برابر موجود ہین بلکہ مجاز متعارف ہی کو ترجیح ہی چنانچہ بحث اسکی فن اصول مین مفصلًا مرقوم ہی
امر دوم کی بابت یہ فرمایا کہ لفظ اعتاق غلام کے آزاد کرنے مین بھی اور قیدی کے چھوڑ دینے
مین مستعمل ہی اگرچہ یہ بات غلط ہی مگر ہمنے تسلیم کر لی یہان بھی دونون احتمال برابر کے قایم رہے
امر سوم کا کچھ بھی ثبوت پیش نکیا صرف دعوی ہی کر کے رہ گئے کہ وہ سبیہ منجملہ اساری کے
بنی تمیم کے تھی پس یہان سب احتمالات مخالفہ باقی رہ گئے امر چہارم کی بابت یہ تو فرمایا

کہ تمام قیدی اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے مگر کچھ ثبوت پیش نکیا امر پنجم و ششم سے کچھ تعرض
بھی نکیا امر ہفتم کا خود اقرار کیا کہ سبب حکم اعتاق کا ہونا اوسکا اولاد ابراہیم عم سے جیسا چنانچہ خود لکھتے ہین کہ
جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا آب ہم مجتہد صاحب سے استفسار
کرتے ہین کہ یہ حدیث آپنے واسطے اثبات اپنے مدعا کے کیون پیش کی ہمنے مانا کہ احتمالات موافقہ
اور مخالفہ دونون برابر ہین مگر جبکہ دونون احتمال برابر کے ہین تو آپکا استدلال اوس سے کیونکر
صحیح ہوسکتا ہی جب تک آپ سب احتمالات مخالفہ کو باطل نکر دین تب تک آپکا مدعا کچھ ثابت نہین
ہوتا اور یہ بیت خامہ فرسائی آپکی بیفائدہ محض ہی آب ہمسے سنیے تائید ہمارے مدعا کی نسبت
امر اول کے ہم کہتے ہین کہ مراد لفظ سبی سے یہ حوالات نہین کیونکہ محل حبس مین لفظ
حبس مستعمل ہوتا ہی کما قال امرء القیس تجاوزت احراسا الیہا ومعشرا علی حراصا لو یسرون مقتلی
اور یہان لفظ حبس نہین ہی بلکہ لفظ عند ہی کہ جس سے کسی طرح حرست مراد نہین لی جا سکتی علاوہ
بران حضرت عایشہ کا مکان قید خانہ نتھا نہ وہ قیدیون کی حرست پر مامور ہو سکتی ہین پس ارادہ
ایسے احتمال بعید کا باوجود قائم ہونے قرینہ لفظی کے اوپر انتفای اوس ارادہ کے قطعا ممنوع ہی
نسبت امر ثانی کے ہم کہتے ہین کہ لفظ اعتاق قیدی کے چھوڑ دینے مین ہرگز حقیقۃ مستعمل
نہین ہوسکتا بلکہ لفظ فک مستعمل ہوتا ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی فکوا العانی یعنی الاسیر واطعموا
الجائع وعودوا المریض اور مجتہد عصر نے کوئی سند اوس معنی مطلق چھوڑ دینے کے پیش نہین کی
پس جب آیا کہ اوسکے معنی یہی متعین ہوون کہ آزاد کر دے تو اوسکو قیدیت سے کیونکہ از روے
لغت کے معنی حقیقی اعتاق کے آزاد کرنا رقیق کا ہی اور جب تک کوئی قرینہ خلاف قائم نہو گا
معنی حقیقی کو ہرگز ترک نکیا جاویگا اور چونکہ خود مجتہد صاحب نے حدیث ما خلق اللہ شیئا
علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق مین جو لفظ عتاق ہی اوسکے معنی غلام آزاد کرنے ہی
کے لیے ہین یہان کیون وہی معنی مراد نہین لیتے وہان کیا چیز داعی تھی اور یہان کیا چیز مانع
ہی ہرگاہ کہ یہ دونون امر ہمارے مدعا کے موافق طے ہو گیے تو حدیث کا ترجمہ یہ ہوا کہا ابو ہریرہ رض نے ہمیشہ مین دوست

رکھتا ہون بنی تمیم کو بعد تین خصلتون کے سننے کے جو مینے سنی ہین رسول اللہ صلعم سے کہتے تھے
پیغمبر صلعم اونکی نسبت کہ وے میری تمام امت مین زیادہ تر سخت ہین دجال پر اور تھی اونمین کی ایک
لونڈی عایشہ رضہ کے پاس پس کہا پیغمبر صلعم نے کہ آزاد کر دے تو اسکو کہ یہ اولاد اسمعیل سے ہی اور آئے تھے
صدقات اونکے تو کہا تھا پیغمبر خدا صلعم نے کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا یہ کہا کہ میری قوم کے
صدقات ہین پس اس حدیث سے ہمارا مدعا ثابت ہی مجتہد عصر کا بعد اسکے جو مجتہد عصر نے ایک حدیث کشف
الغمہ کی لکھکر اوسپر اعتراض کیا ہی ہمکو اوسمین کچھہ بحث نہین مگر اسقدر شکایت مجتہد صاحب سے ہی
کہ جیسے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض بے جوڑ اور خلاف اصول و محض نا معتبر ہی اگر ایسے
لغویات پر مسائل مذہب اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہی اسیطرح جو حدیث ہے کہ اونھون نے استدلال کیا
ہی اوسکی نسبت بھی یہی کلمات بلکہ اس سے بھی بڑھکر فرماوین اوس سے زیادہ اوسپر ملامت کرین جو خلاف لغت
محاورہ عرب اپنے دل سے جوڑ بانڈھ لے گئے اس سے مجتہد صاحب نے بہ بنا اقوال بعض فقہا بہ نسبت عدم جواز استرقاق
عرب بہت تطویل کی ہی ہمارا یہ مذہب نہین پس ہمکو اوسکی نسبت کچھہ تعرض ضرور نہین مگر یان اسقدر
البتہ ہم کہینگے کہ مجتہد عصر کو کچھہ چارہ اس سے نہین کہ یہی مذہب قبول کرین اور آپ ہی اپنے اعتراضات
اور مطاعن کے مورد و مطعون ہون کیونکہ جب اونھون نے صیغہ امر اعتقی کو واسطے وجوب کے ٹھہرا لیا
اور علت اوسکی خود یہ ٹھہرالی کہ انہ من ولد اسمعیل تو بموجب اس علت منصوصہ کے یہ لازم آیا کہ عرب جو اولاد
اسمعیل عم ہین اونکا استرقاق اصلا جائز نہو فرمائیے جناب مجتہد دہر اسکا کیا جواب ہی اور اگرچہ یہ
مذہب الزاما آپکا نہو مگر لزوما تو یہ مذہب آپہی کا قرار پاتا ہی بروقت ترجمہ حدیث کے اسکی کچھہ تقریر ضروری
قال پس ان حدیثون و اقوال علما سے ظاہر ہی کہ قبل نزول آیت من و فدا کی قوم عرب کو لونڈی
و غلام بنانا رائج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ نتھا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ اسی آیت کے حکم کی مطابق چھوڑا تھا
اقول یہ سب مجتہد عصر کی غلطی ہی تمام بحث ختم کر چکے مگر ایک حدیث سے بھی یہ ثابت نکیا کہ کسی
قیدی کو اوسپر حالت کفر کے فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑا ہو والبتہ اسارای بدر کو تو چھوڑا تھا

اونکے بعد کسیکو نہین چھوڑا چنانچہ بحث ہو چکی اور ہو گذرگی قال تمام وہ کام جو رسول اللہ صلعم نے کیے اور تمام احکام جو رسول
مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا اقول
ہم اسکا جواب مجتہد عصر کو شروع مین دے چکے ہین ضرورت اعادہ نہین قال یہانتک کہ غزوہ
طائف مین عام منادی کر دی گئی تھی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے اقول اسوقت ہم
مجتہد عصر کا امتحان لیتے ہین کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہین یا نہین اور اس معاملے مین بحوالہ کسی کتاب
معتبر کے لکھتے ہین یا بحوالہ اوس قسم کے کتاب کے جسکی سند اگر فریق ثانی لاتا ہے تو بڑی ہی طیش و
غضب سے فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض لغو اور بے جوڑ ہے الخ اب دیکھیے سند مجتہد صاحب کی قال
مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ شونادی منادیہ علیہ الصلوۃ والسلام ای عبد نزل من الحصن
خرج الینا فھو حر رسول اللہ صلعم کے منادی کرنے والونے منادی کی کہ جو غلام قلعے میں سے
نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے پس جو کہ غلامون کو ایسے عام منادی سے آزاد کرتا تھا وہ
آزادون کے غلام بنانے پر کبھی راضی نہ تھا اقول اسکا جواب ہم مجتہد عصر کو بالفاظ جناب
مخدوم و مکرم ایس آی دی سید احمد خان سلمہ اللہ تعالی کے دیتے ہین کہ یہ بات محض بے جوڑ اور
خلاف اصول اور محض نامعتبر ہے اگر ایسے لغویات پر مسائل اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہے
انتہے + الحمد للہ والمنتہ کہ اس باب مین بھی ہمنے مجتہد عصر کی غلط کاری اور ناواقفی اونکی علوم
عربیہ سے بخوبی ثابت کر دی اور قبل شروع کرنے بحث اس باب مین ہمنے یہی بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ
بعد فتح مکہ کے بھی سبایا کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اور مجتہد عصر سے اونکا دعوی اصلا ثابت ہو سکا
بلکہ من وعدا لکی اوس قسم کا جسکو امام ابو حنیفہ رح ناجائز کہتے ہین اونسے مطلقا ثابت نہوا
اب آگے اس سے جو او نھون نے باب ہفتم مین کچھ بیان ہو چکی ہے وہ سب حرکت مذبوحی ہے مگر ہم اوپر لکھ چکے
ہین کہ ہم اس بحث مین انکو خوب مغلوب کرینگے لہذا اس باب ہفتم مین بھی اونکے اجتہاد کی خبر
لیتے ہین قال باب ہفتم اون حدیثون اور روایتون کے بیان مین جنسے لونڈی غلام
بنانے کا عمل رسول خدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہے تمام علماے اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم

کا نسبت جواز استرقاق کے بیان نہین کر سکتے اور جب وسکے بیان سے عاجز ہوتے ہین تو
کہتے ہین کہ فعل رسول اللہ صلعم ہمارے لیے حجت ہی اقول کوسن سے دن علماے اسلام اسی بیان سے عاجز ہوئے ہین آپکے سامنے
کس عالم نے عجز بیان کیا علمانے آیات واحادیث صحیحہ سے حکم استرقاق وقتل کو ثابت کر دیا ہے اور مزید برآن فعل
رسول اللہ صلعم سے کہ جنکے افعال امور دینیہ مین بموجب وحی کے واسطے ہدایت کافۂ انام کے
ہین اپنے مدعا کو اور آپکے دعوے کے بطلان کو باحسن الوجوہ بپایۂ اثبات کو پہونچا دیا یا انیمہ
اگر آپ اپنی آنکھہ حق کی طرف سے بند کر لین تو مجبوری ہی قال اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہین
اور فعل رسول خدا صلعم کو مثل آپکے قول کے سر اور آنکھون پر رکھتے ہین اقول شعر
ای آنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست ؛ طوبی لک اے زبان تو با دل موافق ست ؛
قال مگر فعل کی تفتیش پر اوسوقت متوجہ ہوتے ہین کہ قول یا حکم موجود نہو اقول واہ کیا
خوب آپنے فعل کی تائید فرمائی اسیکا نام مماثلت ہی جسکے آپ مدعی تھے کہ فعل کو مثل قول کے
سر اور آنکھون پر رکھتے ہین اسی سے عدم التفات اور عدم توجہی کا نام ہی سر آنکھون پر دھرنا جناب
آپ تو مجتہد ہین آیا یہی کام ہی مجتہد کا کہ صرف قول یا حکم کو دیکھے اور فعل سے غفلت کرے کیا فعل
پیغمبرون کے برخلاف اقوال اور احکام کے ہوتے ہین کیا وے مقدس لوگ کہتے کچھہ ہین کرتے
کچھہ ہین ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہی کہ افعال انبیای کرام تمامتر
مطابق احکام کے ہین اگر ایسا نہو تو اونمین اور فساق مین کیا فرق رہے اور افعال انبیاے
کرام کے مفسر کلام اور احکام خدای تعالی کے ہوتے ہین کہ جنسے آیات واحادیث مجملہ درجۂ
اجمال سے نکلکر مفسر ہونے کے درجے کو پہونچ جاتے ہین پس کیا آپکا اجتہاد ہی کہ ایک بڑی
اصل سے آپ عمداً غفلت کر رہے ہین اور اوسکی طرف توجہ نہین فرماتے کیا وہ حدیث متفق
علیہ آپکی نظر نہین پڑی مابال اقوام يتنزهون عن الشيء الذي اصنعه فوالله اني لاعلمهم
بالله واشدهم له خشية کیا حال ہی اون قومون کا جو اپنے تئین منزہ کرتے ہین اوس چیز
سے کہ جسکو مین کرتا ہون پس قسم ہی خدا کی کہ مین ہر آئینہ زیادہ تر جاننے والا ہون سب سے خدا کو

اور سب سے زیادہ خوف خدا کا کرتا ہون وہ آیت قرآن کی ابھی تک آپ نے نہیں دیکھی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ بیشک ہے تمکو پیروی نیک رسول خدا کی قال اور اس باب مین حکم قرآنی فاما منًا بعد واما فداءً موجود ہے جسمین کچھ شبہہ نہین اقول حکم مین تو کچھ شبہہ نہیین مگر تو ندہی سمجھ کا کچھ علاج نہین اوس حکم کو بسبب ناواقفی کے زبان عربی سے آپ خود نہین سمجھ سکتے غلبۂ توہمات و تقلید گمراہون کے سبب سے حق کے سمجھنے سے نفرت کر ہو گیا پیغمبر خدا صلعم کا عمل اس آیت کے برخلاف تھا پیغمبر صلعم کے افعال کو مفسر اس آیت کا سمجھنا چاہیے برخلاف اوسکے سمجھنا چاہیے اور تشریح معنی آیت کی ہم بخوبی کر چکے ہین تقلید گمراہون سے اور پاس خاطر احباب سے دست بردار ہو کر اوسکو ملاحظہ کیجیے اور اگر کچھ شک رہ جاوے تو استفسار کیجیے قال جو کام رسول خدا صلعم نے کیے یا آپکے سامنے ہوئے اور اخیر زمانہ نبوت تک اوسکے مخالف کوئی حکم آیا نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ شرعی کے بنیاد ہو سکتے ہین اقول ہداک اللہ الی الرشاد ہم شروع سے یہی منادی کر رہے ہین پر آپ بات زبان سے تو کہتے ہین مگر دل سے نہین مانتے اور نہ اوسپر عمل کرتے ہین قال اس معاملے مین جسمین ہم بحث کر رہے ہین ہمنے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہے اقول اول تو دیکھنا لازم تھا کہ آیۂ مذکورہ وجوب من یا فدا مین نص ہے یا نہین اور اگر نص ہونا معلوم ہو تو اس امر کا لحاظ ضرور ہے کہ آیا یہ محکم ہے یا منسوخ سو ہم دونون شقون پر آپ سے اوپر بحث کر چکے ہین اور آپکے استدلال کو باطل ٹھہرا چکے ہین اور آپنے ایک حرف بھی اوس آیت کا اور اور آیات کا جو اس بحث سے متعلق ہین نہین سمجھا قال اور یہ ثابت کیا ہے کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہے اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا اقول بحث اسکی مفصل گذر چکی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس آیت کے بعد استرقاق اور قتل بفعل و فرمان پیغمبر صلعم کے ہوا قال تو ہمکو اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسول اللہ صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر مسئلہ شرعی کی بنیاد اوسی حکم صریح پر

یا اوس فعل پر جو ما بعد اوسکے ہوا ہی قائم ہو گی **اقول** اس حکم کا زمانہ جو آپنے خود رائی سے
قائم کیا ہی محض غلط اور بے بنیاد ہی کچھ اصل اوسکی نہین اور کوئی دلیل آپنے اوسپر پیش نہین کی
پس مجرد قول آپکا شرعیات مین کب معتبر ہو سکتا ہی دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہمنے اگرچہ
بالتعیین تو نہین مگر دلیل قطعی سے نزول اوسکا پیش از واقعۂ بدر ثابت کر دیا ہی پھر اوسکے بعد
جو افعال و اقوال جناب رسالتمآب صلعم کے ہین اور جو آیات نازل ہوئی ہین ہمنے وہ لکھ دیے
ہین اور بعض مورخین سے آپکو بھی معلوم ہین بلکہ ہمنے تو غزوۂ اوطاس اور طائف جو بعد فتح
مکے کے ہی اور آپکے قول کے مطابق بھی بعد نزول آیت کو برہ ہی وہان تک کے حالات سے
اور اوس روز کی اوتری ہوئی آیت اور اوس روز کے اقوال پیغمبر خدا صلعم سے آپ کی تکذیب کی ہی
اور قول پیغمبر صلعم جو درباب اہل فارس کے نقل کیا ہی ثابت کر دیا ہی کہ حکم استرقاق تا قیامت قائم
اور محکم ہی ذری آنکھین کھولکر دیکھیے **قال** لیکن با اینہمہ ہم ان حدیثون اور روایتون کا
بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی و غلام بنانے کا فعل جناب رسول اللہ صلعم کی نسبت قبل
نزول آیت اما منا بعد و اما فداء کے منسوب کیا جاتا ہی **اقول** آپ یہان مدعی اسکے ہوے
ہین کہ وہ فعل قبل از آیت من و فداء کے ہی اور جب دیکھو نزول آیت کا بروز فتح مکہ آپنے پیشتر کیا تھا
اوسکو ثابت نکر سکے پس اب ہر واقعہ مین اثبات اسکا لازم ہی کہ یہ واقعہ قبل از نزول آیۂ متلوہ
ہی مگر عموماً ہم بیان لکھے دیتے ہین کہ آپ اثبات اس امر سے کہ یہ واقعہ قبل نزول آیۂ متلوہ کے ہی
قاصر رہے ہین **قال** جو لطیف لطیف نکتے انمین ہین اونکو بھی بغیر بیان کیے نہین چھوڑینگے
اقول ماشاء اللہ کلمات قرآن کو تو سمجھتے ہی نہین احادیث کے ترجمے اکثر غلط فرماتے
ہین کلام عرب اور علم ادب سے کچھ بھی آگاہ نہین با اینہمہ کمالات نکات اور لطائف کلام مقدس
کے ضرور بیان فرماوینگے البتہ فن تحریف اور تشنیع مین جو دستگاہ کامل ہو گئی ہی اونکو بیشک
بغیر بیان کیے نچھوڑینگے **قال** سب سے بڑا واقعہ (الی قولہ) غزوۂ بنی قریظہ ہی مگر یہ غزوہ قبل فتح مکہ
کے ہی **اقول** مسلم ہی بیشک بڑا واقعہ ہی اور قبل از فتح مکہ ہی **قال** اور قبل نزول آیت

حدیث واقع ہے **اقول** اتنی ہی جھوٹھ بات ہے اگر کچھ ثبوت رکھتے ہو تو بیان کرو **قال**
اور نکتہ باریک یہ نہیں ہے کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم سے
نہیں کیا گیا تھا بلکہ موافق رسم و عادت عرب کے جو اوس زمانہ میں تھے سعد بن معاذ نے حکم قرار دیئے
تھے اور یہ ٹھہرا تھا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی میں قید نہیں ہوئے تھے بلکہ خود اونھوں نے
اپنے تئیں سپرد کر دیا تھا جو فیصلہ سعد بن معاذ کر دیں اور جو حکم وہ دیں وہ کیا جاوے لیکن جو کچھ
اونکے ساتھ ہوا وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ حکم خدا کا **اقول** یہ بحث مفصل اوپر گذر چکی ہے
اور ہم اس بناوٹ کی تقریر کو بحذافیرہ باطل کر چکے ہیں ضرورت اعادہ کی نہیں مگر تمہارے قول کی
تصدیق در بیان اپنے باریک نکتہ کے دیکھ لیجیے کہ آپ نے ایک الزام تو سعد بن معاذ صحابی
جلیل القدر پر عائد کیا کہ برخلاف حکم خدا ناحق ایک جماعت کا خون اپنی گردن پر لیا اور وبال
استرقاق ذریت کے مرتکب جرم فضیحت ہوئے دوسرا الزام آپ نے پیغمبر صلعم پر عائد کیا کہ ایسے ظالم کے
فیصلے پر جو سراسر برخلاف حکم خدا تھا اور مبنی بر ظلم عظیم تھا عمل فرما کر ایک جماعت کو قتل کر دیا
اور ذریت کو لونڈی غلام بنا لیا اور اپنے صحاب پر تقسیم کر دیا واہ کیا خوب نکتہ باریک بیان
کیا کہ بڑا الزام پیغمبر صلعم اور بڑے صحابی جلیل القدر پر دھر دیا اینٹ کے لیے مسجد ڈھادی
قال روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے (عن سلمۃ) قال غزونا
فزارة وعلينا ابوبكر رضي الله عنه امّره رسول الله صلعم علينا فلما كان بيننا وبين الماء
ساعة امرنا ابوبكر رضي الله عنه فعرّسنا ثم شن الغارة فورد الماء فقتل من قتل
عليه وسبا وانظر الى عنق من الناس فيهم الذراري فخشيت ان يسبقوني الى الجبل
فرميت بسهم بينهم وبين الجبل فلما راوا السهم وقفوا فجئت بهم اسوقهم وفيهم امرأة
من بني فزارة عليها قشع من ادم قال القشع النطع معها ابنة لها من احسن العرب
فسقتهم حتى اتيت بهم ابابكر رض فنفّلني ابوبكر رض ابنتها فقدمنا المدينة وما كشفت
لها ثوبا فلقيني رسول الله صلعم في السوق فقال يا سلمة هب لي المرأة فقلت يا رسول الله صلعم

لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا ثم لقيني رسول الله صلعم من الغد في السوق فقال
يا سلمة هب لي المرأة لله ابوك فقلت هي لك يا رسول الله فوالله ما كشفت لها ثوبا فبعث
بها رسول الله صلعم الى اهل مكة ففدا بها ناسا من المسلمين كانوا اسروا بمكة

ہم بنی فزارہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم نے ابوبکر رض کو ہم پر سردار کیا تھا پس جبکہ رہا ہم
اور پانی سے تھوڑا سا فاصلہ حکم دیا ہمکو ابوبکر نے ٹھہر جانیکا پس صبح سے پہلے ہم رات کو اور
پھر متفرق کیا چار طرف سے اور پانی پہ آگئے پس جو مقابل ہوا اوسکو قتل کر ڈالا اور کچھ لوگون کو
قید کیا اور ایک جماعت مینے دیکھی کہ اسمین بچے اور عورتین تھین پس مجھکو اندیشہ ہوا کہ یہ پہلے
پہاڑ پر نہ چڑھ جاوین چنانچہ مینے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے اور پہاڑ کے درمیان مین گرا اب
اونھون نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہوگئے اسی عرصے مین مینے اونکو جا لیا اور اونکو اسطرف پھیرا
اور اس جماعت مین ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تھی اور وہ ایک چادر چمڑے کی اوڑھے
تھی اور اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت پس سبکو گھیر کر مین حضرت ابوبکر کے
پاس لے آیا حضرت ابوبکر رض نے اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اسکے بعد ہم سب مدینہ منورہ کو چلے
آئے اور مینے اوس لڑکی کا کپڑا تک نہین کھولا تھا (کپڑا نہ کھولنا اشارہ ہے جماع نکرنے
کی طرف) اتفاقاً مدینے کے بازار مین مجھکو حضرت رسول خدا صلعم ملے اور ارشاد فرمایا کہ اے سلمہ تو وہ عورت
مجھکو بخشدے پس مینے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجھکو نہایت پیاری لگتی ہے حالانکہ مینے ابھی تک اوسکا کپڑا بھی
نہین کھولا پھر دوبارہ ملے مجھکو رسول خدا صلعم دوسرے دن بازار ہی مین اور پھر فرمایا کہ اے سلمہ
بخشدے تو مجھکو وہ عورت تو مینے جواب دیا کہ لے لیجئے آپ یا رسول اللہ اور قسم ہے خدا کی کہ مینے
ابھی تک اوسکا کپڑا ابھی نہین کھولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بھیجدیا اور اہل مکے سے
اوسکے عوض مین بہت سے مسلمانونکو جو کفار کے قید مین تھے چھوڑ دیا اقول اگرچہ ترجمہ حدیث
کا خوب صحیح نہین ہے مگر اصل مدعا مین سوا اسکے کہ نام قبیلہ مین غلطی کی ہے فزارہ بالزاء
المعجمة ثم المھملة کی جگہ فرازہ بالمھملة ثم المعجمة لکھدیا ہے اور کچھ غلطی نہین ہے غرضکہ اس قصے سے

بینات ثابت ہی کہ اس لڑائی مین اسیر کفار لونڈی غلام بنائے گئے اور پیغمبر خدا صلعم کو بھی اوسکی اطلاع ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے حکم فسخ استرقاق و عدم جواز ملکیت کا صادر نفرمایا بلکہ سلمہ مالک کنیز مذکور سے یہ سوال کیا کہ یہ کنیز مجھکو ہبہ کردے نشد ابو بکر کہ دلیل کامل ہی او ثبوت ملک سلمہ کے نسبت کنیز مذکورہ کے مجتہد العصر اوسکا یہ عذر کرتے ہین **قال** اس حدیث سے بھی بلاشبہ مطلع ہونا رسول خدا صلعم کا اس بات سے کہ اسارے بنی فزارہ لونڈی و غلام بنائے گئے ثابت ہوتا ہی مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہی کہ یہ قضیہ قبل فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا تھا اور اسلیے ہمارے استنباط مین کچھ نقصان نہین ڈالتا **اقول** یہ تو آپکا ایک معمولی عذر ہی جو ثابت ہی مگر بڑی قسمت ابو بکر صدیق رضی کی کہ یہان آپکے طعن سے بچ گئے ورنہ کچھ بعید نتھا کہ اس قتل کا الزام ماشد سعد بن معاذ کے اونپر دھر دیتے اور پیغمبر خدا صلعم کو جائز رکھنے مین اس فعل کے تابع اونکی مرضی اور رسم جاہلیت کا کر دیتے **شعر** قتل این خستہ بہ شمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود **قال** روایات غزوہ بنی المصطلق **اقول** بعد تمہید کرنے عذر معمولی کے فرماتے ہین **قال** معہذا زیادہ تفصیل اس غزوہ کے اسارے کی ہمکو نہین ملی اور جسقدر ملی ہی اوسکو ہم جویریہ کے حال کے ساتھ بیان کرینگے جو منجملہ سبایا غزوہ مذکور کے تھی **اقول** بہت ہی جلد مجتہد صاحب اس غزوہ کے اسارے کی تفصیل بھول گئے ایک صفحہ پہلے اس سے یعنی صفحہ ۱۵ پر خود حدیث بخاری کی ابن محیریز سے نقل کر چکے ہو یہان پھر ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابن محیریز قال رأیت ابا سعید رض فسألته فقال خرجنا مع رسول الله صلعم في غزوة بني المصطلق فاصبنا سبيا من سبي العرب فاشتهينا النساء فاشتدت علينا العزبة فاحببنا العزل فسألنا رسول الله صلعم قال ما عليكم الا تفعلوا ما من نسمة كائنة الى يوم القيمة الا وهي كائنة ابو سعید خدری رض کہتے ہین کہ ہم پیغمبر صلعم کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق مین گئے پھر پایا ہمنے سبایا کو سبایا عرب سے پس خواہش ہوئی ہمکو عورتون کی پس دشوار ہوا ہمپر تجرد پس پسند کیا ہمنے عزل کو پھر پوچھا ہمنے رسول اللہ صلعم

فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی تجھپر کہ نہ کرو تم نہین ہی کوئی جان پیدا ہونیوالی قیامت کے دن تک مگر
وہ پیدا ہی ہووے گی دیکھیے لیجیے اس غزوہ مین بھی بہت عورتین لونڈیان بنائی گئین اور باطلاع
پیغمبر صلعم یہ معاملہ ہوا صحیح مسلم مین نافع سے روایت ہی قد اغار رسول اللہ صلعم علی بنی
المصطلق وھم غارون وانعامھم تسقی علی الماء فقتل مقاتلھم وسبی سبیھم
واصاب یومئذ قال یحیی احسبہ قال جویریۃ او البتۃ بنت الحارث قال وحدثنی
ھذا الحدیث عبد اللہ عمر وکان فی ذلک الجیش حدثنا محمد بن مثنی قال حدثنا
ابن ابی عدی عن ابن عون بھذا الاسناد مثلہ وقال جویریۃ بنت الحارث ولم یشک
تحقیق تاخت کی رسول اللہ صلعم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے اور ریوڑ اونکے پانی پلائے
جاتے تھے پانی پر پس قتل کیا لڑنے والونکو اور لونڈی غلام بنالیا اونکے سبایا کو اور پایا اوس دن
جویریہ بنت الحارث کو (یحییٰ راوی یہان شک کرتے ہین کہ اونکے شیخ سلیم نے یا تو یہ گمان
جویریہ کہا یا بالیقین جویریہ بنت الحارث کہا) کہا نافع نے کہ یہ حدیث مجھسے بیان کی عبد اللہ
بن عمر نے اور وہ تھے اس لشکر مین مسلم کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی
ہمسے ابن ابی عدی نے ابن عون سے اسناد مذکور حدیث سابق سے مانند اسی حدیث مذکورہ کے
کہا جویریہ بنت الحارث اور نہ شک کیا یعنی اس طریق مین وہ شک جو یحییٰ نے کیا تھا کہ سلیم نے
کیا لفظ کہی تھی نہین ہی بلکہ اس طریق مین جویریہ بنت الحارث بلا شک مروی ہی ہم حیران
ہین کہ محتہد اب اور کس تفصیل کے امیدوار ہین مگر یہ کہ مزاولت و تتبع احادیث نبوی سے
محروم ہین قال اور وسی کے ساتھ اون تمام اختلافات روایات کو بھی جو اس معاملے مین
ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے اقول ذرا سمجھ سوچ کے نام اختلاف اور تعجب کا
لیجیو ایسا نہو کہ پشیمانی اوٹھانی پڑے قال ذکر آنحضرت کے سراری کا ماریہ قبطیہ کے
بطور تحفہ آئے ہین اور بنظر رسول خدا صلعم کے تصرف مین آنے مین اور ا وسنے حضرت ابراہیم
کے پیدا ہونے مین کچھہ شبہ نہین ہی مگر شبہہ اس بات مین ہی کہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا

جواز استغراق کی دلیل ہو سکتی ہے یا نہیں اقول اسمین تو کچھ شک نہین کہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا محمول وجوب یا ندب پر
اور ارتکاب امر نامشروع اور اتباع جاہلیت کے نہین ہوسکتا اسلیے جس فعل پر آپ بعد زمانہ وفات تک قائم رہے ہون اوسکے جواز مین تو
کسی طرح پر کوئی مسلمان کلام ہی نہین کر سکتا قال ہم کہتے ہین کہ نہین ہو سکتے اسلیے کہ
قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین تو حکم و علت و سبب طاری ہونے رقیت کا کسی جگہہ مذکور
نہین ہے اقول حکم طاری ہونے رقیت کا تو قرآن و حدیث مین ایسا صاف موجود ہے کہ کوئی
اوس سے انکار نہین کر سکتا اور جس جس صورت سے سبایا مملوک گردانی گئی وہ بھی بہت ظاہر آیات
اور احادیث مین مذکور ہے جو مجتہد عصر اوس سے اقرار کرتے چلے آتے ہین باقی رہا سبب رقیت
اسکا دریافت کرنا ہمارا اور آپ کا کام نہین کام علماے مجتہدین کا ہے سو اونکے اقوال بھی ہمنے
مع وجوہ ثبوت کے اوپر لکھدیے ہین علت و سبب رقیت او ملک ایمان کی بیان کیا بحث
ہے یہان تو یہ بحث ہے کہ فعل پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا کے ہے یا نہین آپ کہتے ہین کہ نہین ہم کہتے
کہ بیشک ہے جو کام پیغمبر صلعم نے کیا اور اونکے حضور صحابہ بھی وہ کرتے رہے اور کسیکو اوسکی ممانعت
نہ فرمائی گئی تو جواز اوس فعل کا بہر حال ثابت ہو گیا خواہ اوسکی علت یا سبب ہمکو معلوم ہووے
یا نہووے حدیث متفق علیہ مین آیا ہے عن عایشة صنع رسول اللہ صلعم شیئا فرخص فیہ
فتنزہ عنہ قوم فبلغ ذلک رسول اللہ صلعم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال اقوام
یتنزہون عن الشیء اصنعہ فو اللہ انی لاعلمہم باللہ واشدہم لہ خشیة عایشہ سے
روایت ہے کہ کیا پیغمبر صلعم نے ایک کام پس اجازت دی اوسکی پھر اپنے تئین بچایا اوس کام
سے کچھ لوگون نے پھر پہونچی یہ بات پیغمبر صلعم تک تب پیغمبر صلعم نے خطبہ پڑھا خدا کی حمد کی پھر فرمایا
کہ کیا حال لوگون کا ہے کہ اپنے تئین بچاتے ہین اوس کام سے کہ جسکو مین کرتا ہون قسم ہے خدا کی کہ
مین ہر آئینہ بہت زیادہ جاننے والا ہون خدا کا نسبت اونکے اور زیادہ تر خائف ہون بہ نسبت
اونکے قرآن مین موجود ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ البتہ ہے تمکو
نیک پیروی واقتدا پیغمبر صلعم کی ہی پس ہمکو ایسے صریح معاملے مین علت و سبب ڈھونڈھنے

کی کیا ضرورت ہی یہان یہ بات مجتہدون پر واسطے تفریع احکام غیر منصوصہ کے واجب ہی سو انہون
نے سبب و علت سب کا پتہ لگا لیا ہی چنانچہ بحث وکلی اوپر مفصل گذر گئی **قال** اور ہمکو قرآن مجید سے یہ بات
ثابت ہی کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئی تھی تمام ازدواج موافق
رسم عرب کے جو اوس زمانہ مین جاری تھی ہوتی تھی **اقول** ہمکو قرآن سے ثابت ہی کہ جسقدر امور عرب مین
جاری تھے سب کے سب ممنوع نتھے بہت سے اونمین حضرت ابراہیم و اسمٰعیل ع م کے عہد سے مشروع چلے آتے
تھے اور بعض امور غیر مشروع بھی باتباع رسم آبا کے جاری ہو رہے تھے سو جو امور کہ مبنی بر رسم جاہلیت
تھے ابتداء زمانہ اسلام سے اونکی اجازت نہین دیگئی اور نہ کبھی کوئی امر منجملہ اون امور کے اہل اسلام
مین رائج ہوا اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ جسقدر اقسام ناجائز نکاح کی تھین اور طرق
ناجائز استرقاق کی تھی وہ سب ابتداء بعثت سے ہی ممنوع تھی **قال** نہ اون رشتون پر جو بعد
کو حرام ہوگئے خیال تھا نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی **اقول** بعض رشتون کا بیشک شبہہ پہلے
ہی سے خیال تھا مثلاً ممانعت تزوج زوجہ پدر اسکا پہلے ہی سے خیال تھا کبھی کسی نے بعد ظہور اسلام کے
مسلمانون مین سے نہین کیا اور اگر کسی نے کیا تو اوسپر حکم قتل نافذ ہوا مگر بعض رشتون کا خیال
اس سبب سے نتھا کہ وہ اوائل مین مشروع تھے مثلاً جمع بین الاختین اسکی کچھ ممانعت شریعت ابراہیمی
مین نتھی پس جب تک وہ بات منسوخ نہوئی تب تک ہر آئینہ مشروع تھی اوسکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ پابندی
رسم جاہلیت عرب سے بلا اجازت شارع یا خلاف مرضی خدا کے جاری تھی تحدید ازدواج مین اوائل
اسلام مین نتھی بلکہ جہان تک عورتین کوئی نکاح مین لا سکتا مشروع تھین اور شرعاً گناہ نتھا یہ
بات نہین کہ بسبب رواج اور رسم جاہلیت کے گناہ نتھا بلکہ اجازت شرعی ہی تھی اور شرائع سابقہ مین
بھی کچھ تحدید ازدواج مین نہوئی تھی **قال** اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازدواج کے لیے
مقرر ہوئی جس سے حقیقۃً معدومیت تعدد ازدواج لازم آتی ہی **اقول** اگرچہ اسکا کچھ ثبوت
مجتہد کے پاس نہین ہی کہ عدل کا کچھ خیال نتھا مگر ہمنے فرض کیا کہ پیشتر عدل کا بھی خیال
نتھا اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ عدل فرض نتھا دیکھو کہ روزے رمضان کے فرض نتھے اس سبب سے

کسی کو اونکا خیال نتھا اس سے کچھہ یہ لازم نہین آتا کہ اتباع رسم جاہلیت پیغمبر صلعم یا کوئی مسلمان
مرتکب کسی جرم قانون قدرت کا ہوگیا اور یہ امر اس قابل بھی نتھا کہ مجتہد عصر اسکو بیان مین لاتے
مگر ظاہرا بتقلید بعض گمراہون طاعنین اسلام کے مدعا صرف اشارہ بطرف عقیدۂ عدم جواز تعدد
نکاح کے ہی کہ جسکو خدا نے جائز رکھا ہی **نظم** حاشا الرقیب فخانته ضمائره وغیض الدمع
فانهلت بوادره وكاتم الحب يوم البين منهتك وصاحب الدمع لا يخفى سرائره
اگرچہ جی یہ چاہتا تھا کہ اس باب مین ابھی جگہہ مجتہد عصر کو ایسا روکا جاوے کہ آیندہ تعدد نکاح کے
باب مین مانند غلامی کے اوسکے باب مین کوئی لکچر نہ تیار کرین مگر چونکہ خلط مبحث سے بچنا ضرور
تھا لہذا اسوقت اوس باب مین کچھہ بحث نہین کرتا منتظر چھپنے لکچر کا ہون اب تو بحث ماتحن فیہ کی
طرف رجوع کرتا ہون مجتہد صاحب نے یہ دعوی کیا کہ استرقاق کو جو پیغمبر خدا صلعم نے جائز رکھا اور
اوسی کی بنا پر ماریہ قبطیہ رض کو سریہ بنایا تو یہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا دلیل جواز استرقاق نہین
ہو سکتا اور بعد ازان ایک لفظ اسلیے لکھا تین چار جملے اوسکے بعد تحریر فرمایے کہ جنکو ہمنے اوپر
نقل کیا ناظرین دیکھہ لین کہ ابھی تک کسی جملے سے یہ بات ثابت نہین ہو سکی کہ اتباع اور اقتدا
پیغمبر صلعم کی نسبت اس فعل کے جائز نہین اب ایک نئی طرز پر مجتہد صاحب چلے ہین **قال** معلوم ہوتا ہی
کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اس باب مین نتھی **اقول** عجب ناواقف مجتہد
سے کام پڑا ہی کہ اتنا بھی نہین سمجھتے کہ شارع عم کے کام نسبت نکاح و استرقاق و عتاق
وغیرہ شرائع کی عموماً مطابق وحی کے تھے شاذ و نادر ایسا ہوا ہی کہ کوئی فعل اجتہاد سے بعد
انتظار وحی کے کیا ہی مگر اوسکا بھی یہ حال ہی کہ اگر اجتہاد مین کچھہ ذرا بھی زلت لغزش ہوئی
ہی تو بہت ہی جلد وحی اوسکے تدارک مین نازل ہوئی ہی پس سراسر غلطی مجتہد کی ہی کہ یہ کہتے
ہین کہ معلوم ہوتا ہی الی آخرہ مین حیران ہون کہ اس علم پر کیا دلیل ہی اور کس چیز سے اونکو یہ
معلوم ہوتا ہی اگر کہین کہ قرآن مین بتشریح کچھہ ذکر اسکا نہین اس سے معلوم ہوتا ہی تو جواب اوسکا
یہ ہی کہ وحی کے واسطے یہ ضرور نہین کہ قرآن ہی مین ہو والا انی اوتیت القرآن و مثله معه

الحدیث رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ آگاہ ہو کہ مین دیا گیا ہون قرآن اور مثل اوسکے ساتھ اوسکے **قال** اس لیے ازدواج اور نیز سراری کا تصرف وافق اوسی رسم عرب کے ہوا تھا جو محض بے عیب اور بیگناہ تھا **اقول** بار بار شکر خدا کا ہے کہ مجتہد صاحب اسکے تو قائل ہوئے کہ تصرف سراری کا بے عیب اور بیگناہ تھا اب مین یہ کہتا ہون کہ اس اقرار سے مجتہد کے سب دعاوی اور تمہیدات اونکی جڑ پیڑ سے ہلکر گرپڑے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ رسم و عادات مشرکین عرب موجب بیگناہی اور بے عیبی کسی فعل کی ہو نہین سکتین بلکہ حسن و قبح ہر شی کا علی اختلاف القولین یا عقلی ہے یا شرعی ہے ان دونون سے خالی نہین پس اگر تصرف سراری جو تلازم جواز رقیت ہے مستحسن عقلی ہے یعنی عقلاً اوسمین کچھ عیب و گناہ نہین اور شارع عم نے اوسپر عمل فرمایا تو استحسان اوسکا عقلاً اور شرعاً دونون طور پر ثابت ہو گیا اور تمام تمہیدات شروع رسالے مجتہد عصر اور تمہیدات دیگر جو بیہان گھڑ رہے ہین باطل اور بے بنیاد ہو گئین اور اگر بے عیبی اور بیگناہی امر شرعی ہے یعنی حکم شارع سے معلوم ہوتی ہے تو بھی مدعا ہمارا ہی پس ظاہر ہوا کہ اتخاذ سراری اور ثبوت رقیت بموجب حکم شارع کے ہے اور رسم و رواج عرب کو جو مجتہد عصر بار بار زبان پر لاتے ہین محض لغو اور فضول بات ہے کہ ثبوت بے عیبی اور بیگناہی مین اوسکو کچھ دخل نہین بہرحال بعون اللہ تعالی خود مجتہد صاحب کے اقرار سے مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا والحمد للہ علی ذلک فالحق یعلو ولا یعلی **قال** بعد اسکے رسول خدا صلعم کی نسبت درباب ازدواج احکام صادر ہوئے **اقول** صادر ہونا احکام کا بذریعہ وحی قرآنی کے مستلزم اسکا نہین ہے کہ اوسکے پیشتر مطلقاً کوئی حکم نہوا ہو بہت حکم ہین کہ بذریعہ الہام وحی کے جو داخل قرآن نہین ہے نافذ ہوئے ہین پس جو احکام کہ بہ نسبت ازدواج پیغمبر صلعم کے قرآن مین نافذ ہوئے ہین ان احکام سے یہ گمان کرنا کہ ابتداءً یہی احکام صادر ہوئے ہین پیشتر انسے کوئی حکم شرعی بہ نسبت نکاح پیغمبر صلعم کے نہ تھا سراسر خطا اور جہل ہے اور جن احکام کو مجتہد ابتدائی ظاہر کرتے ہین اس سے پیشتر تو بہ نسبت تزویج زینب بنت جحش کے

قرآن مین ہی حکم موجود ہی پس کمال غفلت مجتہد عصر کی ہی کہ اوس حکم کو ابتدائی سمجھے ہین
قال اور وہ حکم یہ ہی کہ جسقدر ازواج و سراری تمھارے تصرف مین آ چکے اونکو تو ہم حلال
رکھتے ہین مگر اب کوئی عورت مت کرو **اقول** جناب آپ کیسے مجتہد ہین آپکو اسقدر بھی
علم نہین کہ وہ آیت جسکا آپنے یہ ترجمہ کیا اس باب مین سب سے پہلے نازل ہوئی ہی یا اس سے
پہلے اور کوئی آیت بھی اوتر چکی ہی ذری آنکھہ کھولو اس آیت سے پہلے ایک اور آیت قرآن
مین لکھی ہوئی موجود ہی اور غالب ہی کہ آپ بھی اوس آیت کو نزولاً اس آیت سے مقدم
تسلیم کرینگے پھر آپ پر واجب تھا کہ پہلے اوسکو بیان فرمایا ہوتا بعد اوسکے اس آیت کا تذکرہ کیا
ہوتا اور علاوہ برآن اس آیت کے ترجمے مین آپ دیدہ و دانستہ تحریف کو کام مین لائے ہین
کہ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ کا ترجمہ بالکل اوڑا گئے ایسے ہی وجوہ سے حقیقت آپ کی جو مخفی
تھی کھل گئی ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ تبدیل کرے
تو انکے بدلے اور بیبیان اگرچہ پسند آوے تجکو حسن اونکا مگر وہ کہ جنکے مالک ہو وین ہاتھ
تیرے یعنی حکم نفی حل نسا سے مملوکات مستثنے ہین وہ حکم صرف نسبت ازواج ہی کی ہی
قال پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہی کہ واقعات سابق سنہ مذکور حسب رسم مروجہ عرب ہوئے تھے
اقول یہ خوب اجتہاد ہی کہ تین چار باتین از قسم آئین باعین شباعین لکھکر یہ لکھدیا کہ اس سے
پایا جاتا ہی الخ وہ کونسی دلیل ہی جس سے یہ بات پائی جاتی ہی آیا صرف قرآن مین موجود
نہونا کسی اور حکم کا دلیل اسکی ہی اگر صرف یہی دلیل ہی تو یہ دلیل مثبت مدعا نہین چنانچہ
بیان اوسکا اوپر گذر گیا اور اگر کوئی اور دلیل ہی تو اوسکو کس دن کے لیے دل مین رکھہ
چھوڑا ہی اوسکو بیان کیجیے **قال** چنانچہ وہ آیتین جنپر ہمنے استدلال کیا یہ ہین
اقول استدلال آپکا محض بیہودہ ہی اور ظاہر ادعوی آپکا یہ ہی کہ تصرف سراری پیغمبر خدا
صلعم نے بدون حکم شرعی اور بدون حکم خدا کے صرف بموجب رسم عرب کے کہ رسم جاہلیت تھی کیا یا قطع نظر اوس سب امور
کے وہ آیات جو آپ لکھتے ہین اونمین سے ایک کلمہ بھی اس مدعا پر دلالت نہین کرتا چنانچہ

بیان اوسکا آیت کے استدلال کے ضمن مین کیا جاتا ہی **قال** اللہ تعالی سورہ احزاب مین
فرماتا ہی یا ایھا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورھن وما
ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے تیری بی بیان
جنکا مہر تو دیچکا ہی اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین وہ نہین جنکو اللہ نے تجکو دیا ہی
اقول قطع نظر اون غلطیون ترجمے کے کہ جنکا ذکر بحث کلمہ ما ملکت مین ہم کر چکے ہین اب
جگہ ہم صرف یہ کہتے ہین کہ اس آیت سے کسطرح یہ ثابت ہوا کہ تصرف پیغمبر صلعم کا سراری پر بوجہ
رسم جاہلیت کے تھا آیا کوئی کلمہ اس آیت مین اس مدعا پر دلالت کرتا ہی ہرگز نہین ہرگز نہین بلکہ
یہان ازواج معطوف علیہ ہی اور ماملکت معطوف ہی اور اصل وضع عطف کی درحالت نہونے کسی قرینہ
مخالف کے مقتضی تغایر کی ہی درمیان معطوف و معطوف علیہ کے پس ظاہر ہوا کہ دو صنف
حلال تھین ایک ازواج دوسری مملوکات اور جسطرح یہ ازواج صیغہ جمع عام ہی اسی طرح یہ کلمہ ما
بھی عام ہی عورتین جو ما پر داخل ہی ہم اوسکو بیانیہ کہتے ہین مجتہد دہرا اوسکو تبعیضیہ کہتے
ہین یا ہمنے وتبعیض کا قول فرض کر لیا اونکے قول پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ مملوکات پیغمبر صلعم
کی متعدد تھین جنمین سے بعض فی تھین غرضکہ ہر طرح یہ مدعا ہمارا حاصل ہی اور یہ ثابت ہی کہ خود
پیغمبر صلعم کے پاس بھی مملوکات متعدد تھین خواہ سراری بنائے ہوئے ہون یا نہون کیونکہ ہمکو سراری
سے کچھ بحث نہین صرف ثبوت مملوکات سے بحث ہی عام اس سے کہ وہ سراری ہون یا نہون
اور چونکہ خود اسی آیت مین حکم قرآنی درباب جواز سراری کے نافذ ہی لہذا دعوی کہ تسری
پیغمبر صلعم کے بموجب رسم جاہلیت کے تھی صاف صریح جھوٹھا ہوگیا کہ اسمین حلال ہونا
مملوکات کا بموجب حکم تشریعی خدای تعالی کے بنص صریح ثابت ہی **قال** ورسیلی بی بی
جنکی نسبت خدانے فرمایا وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک صرف حضرت ماریہ
قبطیہ ہین **اقول** اگر مراد بی بی سے زوجہ ہی تو غلط صریح ہی اور اگر بحسب محاورہ لفظ
بی بی تعظیما ہی تو تخصیص ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مین کلام ہی کیونکہ تخصیص پر کوئی دلیل نہین

شاید کوئی اور بھی ہو قال اللہ تعالی نے یہی سورہ مین پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو حکم دیا
لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ
اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروون کے بدلے
اور جوروین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو اقول یہان بھی ترجمے مین مجتہد صاحب
باتباع ہوائے نفسانی تحریف سے باز نہ آئے کہ ترجمہ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ کا یک قلم اوڑا گئے
پس ترجمہ صحیح یہی ہے کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ انسے بدلے اور زوجات
اگرچہ پسند آوے تجکو حسن اونکا مگر جنکے مالک ہوئے ہین ہاتھ تیرے اس آیت کی تفسیر بحث
ما ملکت یمینک مین بہت اچھی طرح لکھ چکے ہین ضرورت تکرار کی نہین دیکھو اوس سے بھی نحو
مجتہد کا کہ سریہ بنانا امر منہی ہو بسبب رسم ورواج جاہلیت عرب کے تھا ثابت نہین ہوتا کوئی کلمہ
اس آیت مین ایسا نہین کہ ثبوت دعوے مجتہد پر دلالت کرتا ہو بلکہ ہمارا مدعا ثابت ہے کہ باوجودیکہ
احکام ازواج مین کچھ ترمیم ہوئی اور وہ اختیارات جو آیت اولے سے حاصل تھی باقی نرہے مگر ما
ملکت یمینک مین کچھ ترمیم نہین ہوئی بلکہ مملوکات حکم نفی حل سے اس آیت مین مستثنے رہین
قال اس آیت مین جو لفظ نساء کا تھا جسکے معنی عورتون کے ہین ایسا عام تھا جس سے ما ملکت
یمینک سے بھی حکم امتناعی تعلق ہوتا تھا اسلیے خود اللہ تعالی نے اوسکو مستثنی فرمایا اقول مسلم ہے
ہم بھی کہتے ہین کہ حکم نفی حل سے مملوکات مستثنی ہین یعنی یہ حکم کہ آیندہ تمکو عورتین حلال
نہین مخصوص ساتھ منکوحات کے ہے اور مملوکات اس سے مستثنے ہین یعنی نکاح آیندہ کی ممانعت
ہے اور واسطے تصرف آیندہ کے نسبت مملوکات کے ممانعت نہین قال اور وہ جو مستثنے ہوئین
صرف حضرت ماریہ قبطیہ تھین اقول تخصیص ماریہ قبطیہ رض کی جو مجتہد نے ظاہر فرمائی ہے اسپر کیا
قرینہ ہے لفظ ما عام ہے پس اوسکو مخصوص فرد واحد کے ساتھ کرنا تمامتر بیجا ہے اور اگر تقدیر مضاف
الیہ بعد کے (التسع) جیسا کہ تمنے اوپر کی ہے نہ کیجاوے بلکہ اور کچھ تقدیر کیجاوے تو ماریہ سبب
قید بعد کے حکم نفی حل سے بر ابنیہ محفوظ تھین پھر استثنا ماریہ رض کا باوجود محفوظ ہونے کے کیا معنی

بجز اسکے کہ محفوظی سے مستثنے ہون اور یہ بات بالبدیہہ باطل ہے کیونکہ وہ آخر عمر پیغمبر صلعم
تک اونکی سر یہ ہین اور حالال زمین محفوظ ہونے سے کسی طرح مستثنی نہین ہوسکتین پس مصداق
استثنا ماریہ رفو نہین ہوسکتین بلکہ یہ عام اجازت واسطے آیندہ کے ہے کہ تصرف سراری حکم نفی
حل آیندہ سے مستثنے ہے **قال** آپ کہ ان آیتون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم
زمانہ عرب ہوئے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جائز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استغراق کی دلیل
نہین ہوسکتی **اقول** جناب بالتخصیص جائز رہنے کے کیا معنی کوئی دلیل تخصیص بیان کیجیے
ورنہ ایسے لغویات تو قابل التفات کے بھی نہین ہم ہر فقرہ پر مجتہد صاحب کے تعرض کرتے جاتے
ہین کہ اس سے یہ دعوی ثابت نہین ہوتا اور آپ پھر کہتے ہین کہ آیات مذکورہ کے کون سے الفاظ سے
یہ دعوی مجتہد صاحب کا ثابت ہوتا ہے اہل انصاف دیکھ لین کہ آیات مین ایک کلمہ بھی ایسا
نہین کہ جس سے اس دعوی مجتہد صاحب کا ثبوت متعہ ہم بھی ہوتا ہو چہ جای آنکہ ثابت ہو پس
مین حیران ہون کہ مجتہد صاحب کیا خیال پلاؤ پکا رہے ہین غور کرو کہ جب آخر عمر پیغمبر صلعم
تک ماریہ قبطیہ اونکی سریہ رہین اور کوئی حکم ممانعت سریہ بنانے کا نافذ نہوا بلکہ آیت اخیرہ مین جہان
اجازت عموما واسطے آیندہ کے بھی دی گئی اور ایک ناپاک کلمہ رسم و رواج جاہلیت
کا جو زبان پر مجتہد عصر کے ہے کسی طرح ثابت نہین پس جمیع امت کو جواز اقتدای اس امر جائز مین کیا
کلام رہا اور اگر فرض کیا جاوے کہ اس باب مین معاذ اللہ جیسا کہ مجتہد کا قول ہے پیغمبر صلعم تمام عمر تابع رسم
جاہلیت رہے تو وہ رسم جاہلیت بھی جسکے تابع پیغمبر صلعم رہے ہمارے حق مین سنت ہے اور وہ رسم
ہزاران درجہ رسوم علم سے بہتر ہے **ابیات** آن نگہ نخست تو خونش مخوان ؛ مست
از عقلست مجنونش مخوان ؛ خون شہیدان را از آب اولی ترست ؛ این خطا از صد
صواب اولی ترست ؛ **قال** خصوصا جبکہ علتہ و آیلا جو نذر و ہاسے سیلے مین بھی متحقق ہوتا ہے
باعث رقیت نہین رہا **اقول** آپ کچھ سمجھتے بھی ہین یا بقول آنکہ **شعر** حرف درویشان
بدزدد مرد دون ؛ تا بخواند بر سلیمی صد فسون ؛ دو لفظ فقہا کے دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے

اونپر حرف گیری کرنے لگے **شعر** منطق الطیران خاقانی صد است ہ منطق الطیر
سلیمانی کجا ست ہے یہ کون کہتا ہے کہ استیلا سبب رقیت ہے یہ بات آپنے کسکے کلام مین دیکھی ہے
کہدین شان تو دیکھیے یا یہ کہ اپنے جی سے ایک بات گڑھتے ہین جب آپکو رقیت اور ملکیت مین
تمیز نہین پھر آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے ہین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سبب رقیت کفر ہی ہے جب
بسبب کفر کے سبب حریت اختیار کچھ کھو دیا اور نفس بہیمی غالب آگیا تو خصائص نفس بہیمی کے سوا
کہ منجملہ اونکے ایک خاصیت قابل التملک بھی ہے اور کچھ باقی نہ رہا اور عصمت حریت زائل ہو گئی
پس مانند اور بہائم وحشیہ کے وہ قابل ہو گیا کہ جو کوئی اوسپر غالب آکر پکڑ لے وہ اوسیکا مملوک ہے
پس سبب رقیت کفر ہے اور سبب ملکیت استیلا ہے دیکھیے لوکہ بہائم وحش اور طیور اور جانوران آبی
و دریائی اگرچہ قابل التملک ہین مگر جب تک کہ کوئی اونکو پکڑ نہ لے تب تک کسیکی مملوک نہین جب
کسینے اونکو پکڑ لیا تو وہ اوسکے مملوک ہو گئے اور یہ ایسی اصل محکم ہے کہ اسی پر غلامی مبنی ہے
اور شارع نے اوسکو جائز رکھا ہے جیسا کہ ہم اس باب مین شروع رسالہ مین کلام مفصل لکھ چکے ہین یہہ
وہ مستحکم بات ہے کہ اسکے بابت ہم کہہ سکتے ہین مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا
ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا برخلاف آپکے اصل رسم
و رواج جاہلیت کے کہ موجب تشنیع جمیع انبیاء عم اور اصحاب اور عترت اہلبیت ہے اور گویا یہ
مصداق مَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَھَا
مِنْ قَرَارٍ ہے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ نذر و ہدیہ مین بھی استیلا متحقق ہوتا ہے غلط محض ہے
نذر و ہدیہ سبب نقل ملکیت ہے مانند بیع کے بڑا تعجب ہے کہ کچھ پیشتر خود آپنے بحر الرائق کی
عبارت نقل بھی کی مگر پھر بھی اقسام تملک جو اوسنے لکھے ہین اب تک اوسکو نہ سمجھے
بحر الرائق کو پھر ملاحظہ کیجیے الغرض جب یہ امر ثابت ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رض بطور سریہ کے
آخر عمر تک پیغمبر صلعم کے تصرف مین رہین اور مجتہد صاحب کوئی دلیل اسکی کہ آیندہ کے لیے سریہ
بنانا ممنوع کیا گیا ہے پیش نہ کر سکے یا یہ کہ تسری منجملہ خصائص پیغمبر صلعم کے ہے یہ بھی ثابت نہ کر سکے

پس ہمکو اس باب مین زیادہ بحث نسبت دیگر امر کے ضرور نہین کیونکہ حکم جواز جیسا سورے
ثابت ہوسکتا ہے ایک سے بھی ویسا ہی ثابت ہوسکتا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ بحث کو طول دیا جاوے
جو مدعا تھا وہ ثابت ہوگیا واللہ یحق الحق ولو کرہ المبطلون اب ہم بیان ایک اور بات بھی
لکھتے ہین کہ جس سے سخت تعجب تین مجتہد عصر کی قطع ہوتی ہین کہ سورہ معارج بالاتفاق مکیہ ہے یعنی
قبل از ہجرت نازل ہوئی ہے اور حضرت ماریہ قبطیہ رض کو مقوقس نے بعد از ہجرت کے سنہ ہجری
مین بطور ہدیہ کے پیغمبر صلعم کے پاس بھیجا تھا اور اونکو پیغمبر صلعم نے بطور سریہ کے اپنے تصرف
مین رکھا تو سورہ معارج مین جو بہت پیشتر اس واقعے کے نازل ہوئی ہے اور اوسمین یہ حکم ہے وَالَّذِينَ هُمْ
لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ
فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ یعنی وہ لوگ جو اپنے شرمگاہون کی حفاظت
کرنے والے ہین مگر اوپر ازواج اپنی کے یا اوپر اونکے جنکے وہ مالک ہوئے ہین تو وہ لوگ غیر ملامت
کردہ شدہ ہین پھر جسنے سوا اسکے قصد کیا وہ ہی ہین زیادتی کرنے والی تو اس حکم کی رو سے
بموجب مجتہد کے تفسیر کے تو پیغمبر صلعم بسبب تصرف جناب ماریہ قبطیہ رض کے غیر ملومین سے خارج
ہوکر داخل عادون ہوگئے کیونکہ مجتہد نے ملکت ایمانکم کے یہ معنی لکھے ہین کہ مالک ہوچکے ہین
حال آنکہ نزول آیت تک پیغمبر خدا صلعم مالک اونکے نہ ہوچکے تھے بلکہ زمان استقبال
مین روز نزول آیت سے بہت عرصے کے بعد مالک ہوئے تھے اسکا جواب بھی عنایت کیجئے **قال**
ذکر آنحضرت کی بعض ازواج مطہرات کا **اقول** یہ وہ باب ہے کہ جسمین مجتہد عصر نے اختلافات
روایات اور حکایات تعجب انگیز کے اظہار کا دعوی پیشتر کیا تھا اور جسقدر وہین اونکو روکا تھا
کہ ذرا صبر کرو جی سنبھل کر اختلافات اور تعجب کا نام لیجیو یہ باب لائق دیکھنے کے ہے کہ اسمین سب سے
زیادہ حال بددیانتی اور تحریف اور بیعلمی مجتہد صاحب کا کھلتا ہے **قال** حضرت جویریہ
بنت الحارث رض آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات مین سے ہین اونکا بھی کچھ ذکر اس
مقام پر لکھنا ضرور ہے اونکی ازدواج کی نسبت اسقدر مختلف روایتین ہین کہ اونکو دیکھکر

تعجب معلوم ہوتا ہی اقول خیر یہی جناب مجتہد صاحب کیسا تعجب معلوم ہوتا ہی ایسا تعجب
نہین جیسا کہ ایک کریہہ منظر شخص نے آئینہ مین اپنا مونہہ بھونڈا دیکھکر تعجب سے
آئینہ کو بدشکل سمجھکر پھینک دیا تھا مجکو تو کچھہ ایسا ہی حال نظر آتا ہی چنانچہ جو کچھہ
معاملہ ہی سامنے آیا جاتا ہی مخفی نرہے کہ جناب فضیلتمآب مجتہد عصر فرید دہر کا دستور
یہی ہی کہ جب الزام دینے پر مسلمانون کے کمر ہمت باندھتے ہین تو ایسی ایسی کتابون کے
حوالے سے الزام دیتے ہین کہ اصلا اہل اسلام کے نزدیک کچھہ بھی قابل اعتبار کے
نہین کبھی کسی مجتہد وفقیہ نے اونپر اعتماد نہین کیا بلکہ علی العموم سب علما اونکو محض نامعتمد
ٹھہراتے چلے آئے ہین پس جو کچھہ بحوالہ اون کتابون کے مجتہد صاحب رقم فرماوینگے
تو اونپر ہم کچھہ بھی التفات نکرینگے اور اونکی بناپر جو کچھہ مجتہد صاحب لکھینگے اوسکو لغو
محض سمجھکر اوس سے کچھہ تعرض بھی نکرینگے مگر ہان صحاح مین جو اختلاف نکالینگے
تو اوسکے جوابدہی مسلمانون کے ذمے ہی **قال** صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم
ہوتا ہی کہ حضرت جویریہ قبل ہجرت مکہ مین حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھین اور کام
جو نماز پڑھنے مین آنحضرت صلعم کو ستاتے تھے اوسمین آنحضرت کی مدد کرتی تھین
جس سے اونکے اسلام پر استدلال ہوسکتا ہی **اقول** خدا سے ڈرو کیا موتہہ لیکر یہ بات کہتے
الا یوحیلیس فیہ حیاء تم کیسے مجتہد دیانتدار ہو تمنے تو غضب ہی کیا ہی کونسا صاحب
ایمان ہوگا کہ بعد دریافت کرنے اس تحریف وبدیانتی کے تمھاری بات پر اعتماد کریگا
شرح اس خیانت اور تحریف کی ضمن نقل حدیث مین کیجاویگی اور ہمنے دو حدیثین صحیح مسلم
اور ایک بخاری کی اوپر باب بیان غزوہ بنی المصطلق مین نقل کی ہین اونسے بخوبی ثابت
ہی کہ جویریہ بنت الحارث غزوہ بنی المصطلق مین پکڑی آئی تھین **قال** پھر اوسی صحیح مسلم
کی دوسری [illegible] مین ہی کہ اونکو بنی المصطلق کے غزوے مین جناب رسول خدا
صلعم نے [illegible] کے قید کیا **اقول** بیشک یہ روایت موجود ہی صحیح مسلم

ہین شروع کتاب الجہاد مین **قال** پھر ایک روایت مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر
اونکو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان ہوگئین اور رسول خدا صلعم نے اونسے نکاح کیا **اقول** یہ
کسی روایت صحیح مین نہین ہے **قال** ایک روایت مین ہے کہ ثابت بن قیس کے قید مین
پڑین اور اونھون نے لونڈی بنایا پھر رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا
پھر آزاد کیا پھر نکاح کیا **اقول** یہ بھی کسی صحیح روایت مین نہین **قال** ایک روایت مین ہے
کہ ثابت نے اونکو مکاتب کیا وہ رسول خدا صلعم کے پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت صلعم نے
بدل کتابت کو ادا کر دیا اور نکاح کر لیا **اقول** البتہ یہ روایت ابو داود مین ہے کہ غزوہ
بنی المصطلق مین وہ پکڑی آئین اور قسمت غنائم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس
کے حصے مین آئین اور اونھون نے اونکو مکاتب کر دیا پھر وہ پیغمبر صلعم کے پاس آئین اوسکے
بدل الکتابت کا کیا حضرت صلعم نے بدل کتابت دیکر اونکو آزاد کرا دیا اور پھر اونکے ساتھ نکاح کر لیا چنانچہ الفاظ حدیث کے
یہ ہین قالت انا جویریۃ بنت الحارث وانما کان من امری ما لا یخفی علیک وانی
وقعت فی سہم ثابت بن قیس بن شماس وانی کاتبت علی نفسی فجئت اسألک
فی کتابتی فقال ہل لک الی ما ہو خیر منہ قالت وما ہو یا رسول اللہ قال اؤدی
عنک کتابتک واتزوجک قالت قد فعلت الحدیث اور اس حدیث اور حدیث
مسلم مین کچھ تعارض نہین ہے اوس حدیث مین جو یہ الفاظ ہین اصاب یومئذ جویریۃ اوس
سے ثابت نہین ہوتا کہ پیغمبر خدا صلعم کے خمس مین وہ آئی ہون یا حضرت صلعم کے
صفی مین آئی ہون اوسکے معنی یہ ہین کہ پایا اوس روز جویریہ کو سوا اسمین کچھ شک نہین
کہ وہ اوس روز پائی گئی تھین بنسبت پانے قیدیون کے اور قتل کرنے جنگ کرنیوالون کے
اکثر بطرف امیر کے ہی کی جاتی ہے چنانچہ اسی حدیث مین ہے قتل مقاتلہم وسبی سبیہم
یعنی قتل کیا اونکے لڑنے والون کو اور لونڈی غلام بنایا اونکے سبایا کو حالانکہ قتل
اونکا اور لونڈی غلام بنانا اونکے سبایا کا خود نفس نفیس پیغمبر صلعم کے ہی ہاتھ سے

واقع نہین ہوا تھا ایسے ہی لفظ اصابت کا بھی ہے **قال** چنانچہ یہ سب پریشان روایتین
اس مقام پر لکھی جاتی ہین **اقول** شعر چونکہ سر گردی و بیگرد مسرت * عالمی گردنده
آید در بیت * جناب مجتہد صاحب کیا خوب پریشان دیکھ رہے ہو آپکی پریشانی آپکے
معتقدونکی معیت پر بھی کھل جاتی ہے مگر سیرت ہشامی او مواہب لدنیہ اور سب تعاب کو کبس
مین بند کرکے بینر ہی پر رکھہ لیجیے اوسکو بمقابلہ مسلمانون کے کچھ سند نہ لائیے ہم اوسکو در باب
استنباط مسائل فقہیہ کچھ سند نہین کرتے ہمارے ہان چار اصول ہین کتاب اللہ سنت
رسول اللہ جو بہ سند معتبر ثابت ہو اجماع امت قیاس مجتہدین ان چار اصول سے ہم حجت
لائیے کتب سیر و تواریخ کی روایات کا ہم کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم آپکے اقوال سے
جو مبنی اوپر روایات غیر ثابتہ کتب سیر و تواریخ کے ہین اصلا کچھ تعرض نکرینگے اور اونکو محض
مہمل اور غیر قابل التفات سمجھینگے **قال** صحیح مسلم مین ابن مسعود رضہ سے یہ حدیث ہے عن ابن
مسعود قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عند البیت وابو جہل و
اصحاب لہ جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جہل ایکم یقوم الی سلا
جزور بنی فلان فیاخذہ فیضعہ فی کتفی محمد اذا سجد فانبعث اشقی القوم
فاخذہ فلما سجد النبی صلعم وضعہ بین کتفیہ قال فاستضحکوا وجعل بعضہم
یمیل الی بعض وانا قائم انظر لو کانت لی منعۃ طرحتہ عن ظہر رسول اللہ صلعم
والنبی صلعم ساجد ما یرفع راسہ حتی انطلق انسان فاخبر فاطمۃ فجاءت وہی
جویریۃ فطرحتہ عنہ ایک دفعہ رسول خدا نزدیک خانہ کعبہ کے نماز پڑھتے تھے
اور ابو جہل اپنے یارون مین بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور وہان اونٹ ذبح ہوئے تھے
ابو جہل نے اپنے یارون سے کہا کہ بھلا کون ایسا شخص ہے جو اوٹھکر اونٹ کی وجھری وغیرہ
آنحضرت کے دونون شانون کے درمیان مین رکھدے جبکہ آنحضرت سجدے مین
جاوین لیں ایک بڑا شقی اوٹھا اور جب آنحضرت سجدے مین گئے تو اوسنے وہ اوجھری

آپکے دونون شانون کے درمیان مین رکھدی اور پھر سب کے سب ہنسے اور ایک دوسر
کو اشارہ کرنے لگا اور عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہین کہ مین کھڑا ہوا دیکھتا تھا اگر مجھکو
مجال ہوتی تو مین اوسکو پھینک دیتا پہر آنحضرت سجدے مین ٹھہرے رہے آپ نے
سر نہ اوٹھایا یہان تک کہ ایک شخص نے حضرت فاطمہ رض کو خبر دی جب حضرت فاطمہ اور جویریہ
نے اوسکو پھینکا **اقول** اگرچہ ترجمہ بہت الفاظ کا غلط ہی مگر چونکہ وہ لفظ مدار بحث نہین
ہم اونسے تعرض نہین کرتے مدعا مجتہد عصر کا یہ ہی کہ جویریہ رض مکے مین مسلمان تھین
پس جو اونکا پکڑا جانا غزوہ بنی المصطلق مین اور حصے ثابت بن قیس کے مین آنا اور
روایات مین ہی یہ اختلاف صریح تعجب انگیز ہی اور اس حدیث کو اس مدعا پر سند لائے
ہین کہ اس سے ثابت ہی کہ جویریہ رض حضرت فاطمہ رض کے ساتھ گئین اور اونھون نے
اور حضرت فاطمہ رض نے وہ اونٹنی کے بچہ دان کی جھلی جو کافرون نے حضرت صلعم کے
شانون پر رکھدی تھی اوتار کر پھینکی اور یہ ان الفاظ حدیث سے نقل کی ہی
(فجاءت هي وجويرية فطرحته) اب دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت یہ الفاظ صحیح مسلم
مین ہین یا مجتہد صاحب نے ازراہ بددیانتی کے اپنی طرف سے گڑھ کر الفاظ حدیث کو
بدل ڈالا ہی + مین کہتا ہون کہ صحیح مسلم ایسی کتاب نہین کہ کمیاب ہو کوئی ولایت ایسی
نہوگی کہ جسمین اوسکے متعدد نسخجات موجود نہون او مین ہرگز یہ الفاظ نہین مجتہد
صاحب کی تحریف ہی مسلمانو ہزار نسخہ مطبوعہ اور قلمی جمع کر کر دیکھو تو اوسمین عبارت
منقولہ مجتہد اصلا نہین اصلا نہین اصلا نہین بلکہ یہ عبارت ہی کہ (فاخبر فاطمة
فجاءت وهي جويرية فطرحته عنه) اور اوسکے معنی یہ ہین کہ خبر دی اوسنے
فاطمہ رض کو پھر آئی فاطمہ اور حال فاطمہ کا یہ تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تھی پھر اوتار پھینکا فاطمہ
نے اوسکو پیغمبر خدا صلعم سے بھلا کہان جویریہ علم غیر منصرف کہان جویریہ اسم منصرف
تصغیر جاریہ کہان ہی وجویریہ وصل معطوف و معطوف علیہ ہوا و عاطفہ کہان

وہی جویریۃؓ جملہ حالیہ ہوا و حالیہ پھر ایک تھریہ تو دیکھو کہ ترجمہ طرحتہ کا لکھتے ہین کہ فاطمہؓ
اور جویریہ نے اوسکو پھینکا میزان الصرف کا پڑھنے والا بھی سمجھتا ہی کہ طرحت واحد مونث
کا صیغہ ہی فاطمہؓ اور جویریہؓ دو عورتین اوسکی فاعل نہین ہو سکتی ہین اگر ایسا ہوتا
تو لفظ طرحتاہ ہوتا جس سے یہ بات سمجھی جاتی کہ پھینکنے والی دو عورتین تھین نہ طرحتہ کہ
صاف باعلان تمام دلالت کر رہا ہی اسپر کہ پھینکنے والی صرف اکیلی فاطمہؓ تھین اب فرمایئے
جناب مجتہد صاحب باینہمہ بددیانتی اور تحریف کتب مقدسہ کے آپ کو کیا توقع ہی کہ
مسلمان آپ کو اپنا خیر خواہ اور مومن صادق سمجھینگے مین جناب مین ملتمس ہون
کہ آپنے کہین (وہی جویریۃؓ) کی جگہہ (ہی وجویریۃ) اصل کتاب مین تو نہین بنادیا
اگر ایسا کیا ہو تو بہر خدا اوسکو صحیح کر دیجیے ورنہ آیندہ اسکا بڑا ہی وبال آپکی گردن پر
رہیگا آمدم برسر مطلب جب یہ بات ثابت ہوی کہ مجتہد صاحب نے عبارت مسلم مین تحریف
کی ہی اور تحریف کو اپنا مستند کیا ہی اور درحقیقت مسلم مین ہی جویریہ نہین ہی بلکہ وہی جویریۃ ہے اور جویریہ تصغیر
جاریہ ہی نہ علم تو مجتہد صاحب جو بڑے لاف وگذاف سے مدعی اختلاف روایات ہو کر
اوسکو معاملہ تعجب انگیز بیان فرما رہے ہین درحقیقت بہشت رولی اونھین کی ہی آئینہ کا
قصور کچھہ نہین ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا
يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ **قال** باینہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھہ ہوا قبل نزول
آیت من وفدا ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح پر ہوے ہون بنیاد مسئلہ استرقاق
نہین ہو سکتی **اقول** اتنا طول طویل جواب آپنے دیا عبث تھا یہی معمولی عذر پیش فرما کر خاموش
ہو رہے ہوتے ع گفتن ہمین بس ست کہ اسپ من ابلق ست ۔ حدیث کے الفاظ مین
آپنے کیون تحریف کی صرف یہی معمولی عذر پیش کر دیا ہوتا **قال** حضرت صفیہ بنت
حیی بن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہی کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین
اور بطور لونڈی کے وحیہ کلبی کے حصے مین آئین اونسے مول لیکر رسول خدا صلعم نے

اونسے نکاح کیا **اقول** مول لینے کی تصریح تو کسی روایت مین نہین ہے مگر یہ بات ہے
کہ صفیہ رضہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین اور دحیہ کلبی کے حصے مین آئین اور پھر اونکے
پاس سے پیغمبر خدا صلعم کے پاس گئین خواہ بذریعہ بیع آئی ہون خواہ حضرت صلعم نے جو
اونکے بدلے خمس مین سے دوسری لونڈی ویدی ہو یا اور کسی طرح پھر حضرت صلعم نے
اونکو آزاد کرکے اونکے ساتھہ نکاح کرلیا اور آزادی اونکی اونکا مہر مقرر ہوا چنانچہ بخاری
مین روایت ہے عن انس رض قال صلے النبی صلعم الصبح قریبًا من خیبر بغلس
ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین
فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ وکان فی السبی
صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل عتقہا صداقہا
الحدیث نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے صبح کی قریب خیبر کے تاریکی مین پھر کہا اللہ اکبر
خراب ہوگیا خیبر بیشک ہم جب نازل ہوتے ہین میدان مین کسی قوم کے تو کیا بُری ہے صبح
ڈرائے گیون کی پس نکلے وہ پھرتے تھے کوچون مین پھر قتل کیا پیغمبر خدا صلعم نے لڑنے
والون کو اور لونڈی غلام بنایا ذریت کو اور اوس سبی مین صفیہ بھی تھین پس ہوگئین
وہ دحیہ کلبی کی بعد اوسکے ہوگئین پیغمبر صلعم کی پھر اونکی آزادی کو پیغمبر صلعم نے اونکا
مہر ٹھہرایا **قال** سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت
صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجھا ہی نہین **اقول** مجتہد صاحب کی یہ سمجھ
غلط ہے اور بخاری کی حدیث جو ہمنے نقل کی ہے اوس سے ثابت ہے کہ وہ منجملہ سبایا کے تھین
اور پھر آزاد کردی گئین اور اونکی آزادی ہی اونکا مہر قرار پایا اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد صاحب کی
حدیث مستندہ سے یہ دعوی اونکا ثابت ہوتا ہے کہ صفیہ رضہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت
ایمانکم مین سمجھا ہی نہین یا برخلاف اوسکے ثابت ہوتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ اخبرنی
حمید انہ سمع انس بن مالک قام النبی صلعم بین خیبر والمدینۃ ثلث لیالی

يبني عليه بصفية فدعوت المسلمين الى وليمته وما كان فيها من خبز ولا لحم وما كان فيها الا ان امر بالانطاع فبسطت فالقى عليها التمر والاقط والسمن فقال المسلمون احدى امهات المؤمنين او ما ملكت يمينه قالوا ان حجبها فهي احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطا لها خلفه ومد الحجاب *

قیام فرمایا پیغمبر صلعم نے درمیان خیبر و مدینہ کے تین رات زفاف کرتے تھے ساتھ صفیہ رضؓ کے پس بلایا مینے مسلمانون کو اونکے ولیمے کے کھانیکے طرف اور نتھی اوس ولیمہ مین کوئی چیز روٹی اور گوشت سے اور کچھ بھی نتھا اوسمین مگر یہ کہ حکم دیا پیغمبر صلعم نے ایک چمڑے کی بساط کا بلال کو کہ بچھائی گئی پس رکھا ت لے گئے او سپر خرما اور پنیر اور مسکہ پس کہا مسلمانون نے یہ ایک منجملہ امہات المؤمنین کے ہین یا ایک منجملہ مملوک ہمین سے ہین کہا لوگون نے اگر پردہ مین رکھا اونکو پیغمبر صلعم نے تو یہ ایک منجملہ امہات المومنین ہین اور اگر نہ پردے مین رکھا تو یہ مملوک ہمین ہین پس جب کوچ کیا پیغمبر صلعم نے تو پیچھے اپنے سوار کیا اونکو اور کھینچا پردہ مجتہد عصر نے بھی یہ حدیث لکھکر ترجمہ کیا ہی مگر مجتہد کے ترجمے مین چند غلطیان ہین کہ ہم اونسے تعرض نہین کرتے مگر ایک بات ہو او نکھون نے خلاف قاعدہ زبان عرب لکھی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکو کچھ بھی واقفیت زبان عرب سے نہین ہی اوسکو ہم واسطے اظہار کمال زبان دانی مجتہد کے لکھتے ہین اس عبارت کا (فدعوت المسلمین الی ولیمتہ) ترجمہ سطور فرماتے ہین کہ اونکے ولیمے کے واسطے خود مینے ہی مسلمانون کو بلایا یہ قصر و نکا سراسر غلط ہی از بسکہ قصر کیطرف اونکو توجہ زیادہ ہے اسلیے ہر جگہہ اوسکو دخل دیتے ہین یہان کیا چیز ہی کہ دلالت کرتی ہی اوپر قصر الصفتہ علی الموصوف کے یہ تو نہ باب انا سعیت فی حاجتک سے ہی نہ کوئی حرف قصر کا یہان ہی ضمیر واحد متکلم کی دیکھکر بسبب ناواقفی کے بالفاظ قصر غلط ترجمہ کر دیا اب ہم اصل مدعا کیطرف رجوع کرتے ہین اس حدیث مین کوئی لفظ ایسا نہیں کہ صفیہ رضؓ کی

ابتداءً انکے مملوک ہونے پر دلالت کرے یا وہ حدیث جو ہمنے بخاری صحیح سے نقل کی ہی اوسکی
معارض ہو بلکہ یہ حدیث تمامتر مؤید اوسکی ہی کہ جب وہ ابتدا مین مملوک بنائی گئی تھین
اور پھر پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھ زفاف کیا اور طعام ولیمہ کی دعوت کی تو جو لوگ
کہ اونکے آزاد کر دینے سے واقف تھے اونھون نے آپس مین شک کیا کہ آیا صفیہ بی بی
منکوحہ بنائی گئین یا کہ بطور مملوکہ مین کے اونکے ساتھ زفاف ہوا اگر یہ قول مجتہد عصر
کا سچا ہوتا کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا مما ملکت یمینکم سمجھا ہی نہین تو صحابہ پیغمبر
صلعم اوسمین شک کیون کرتے بلکہ بالیقین یہی سمجھتے کہ یہ منکوحہ ہین بس مین حیران
ہون کہ مجتہد صاحب کی سمجھ کہان تشریف لے گئی ہی کہ ایسی صاف بات کو نہین
سمجھتے اور غایت اعوجاج سے سیدھی بات کو اولٹی سمجھکر کج بحثی پر مستعد ہو جاتے
ہین **قال** در اصل واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہی کہ اونکا شوہر خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ
رہ گئین اون سے حضرت نے نکاح کر لیا **اقول** یہان تک بیان مجتہد کا صحیح ہی واقع
مین اونکا شوہر جنگ خیبر مین مارا گیا تھا اور وہ نو عروس تھین چنانچہ بخاری مین یہ روایت
موجود ہی اور نکاح کرنا بھی حضرت صلعم کا اونکے ساتھ ثابت ہی اور ہم خود اوسکا اقرار کرتے
ہین لیکن یہ امور مستلزم اسکے نہین کہ وہ داخل سبایا نہون اگر داخل سبایا نتھین تو لشکر
حضرت مین کسطرح آگئین کیا خیبر سے کہین اور چلی گئی تھین اور وہان سے خود بخود تشریف لے آئی
تھین اگر کچھ ثبوت اسکا مجتہد کے پاس ہو تو پیش کرین تاکہ ہم اون خبر صحیح مستند مرفوع متن بخاری
سے جو ہمنے نقل کی ہی کسیطرح کا شک کرین یا دونون حدیثون مین کسی قسم کا تعارض سمجھین
یا اسی طرح کے سہو یا غلطی یا بناوٹ پر محمول کرین بلا وجہ موجہ ثقات لوگونپر تہمت لگانا
گمراہ لوگون کا کام ہی جیسا کہ مجتہد عصر نے غایت تعصب و عناد سے تہمت لگائی چنانچہ
فرماتے ہین **قال** راویون نے اونکو سبایا مین سمجھا اور اوسپر قیاساً قصے بنا دئے
اقول آپ کی یہی بہادری ہی کہ یہ کلمہ بلا وجہ موجہ ایسے ثقات لوگون کی نسبت کہا جاوے

کہ جنکی روایت پر اکثر مسائل دینیہ مبنی ہین ایسا بیہودہ کلمہ نسبت اونکی کہنا گویا تمام صحیح بخاری
بلکہ تمام صحاح کو ساقط الاعتبار ٹھہرانا ہے اور درپردہ عداوت دین متین کی ہے وہ احادیث جنمین
صاف لفظ سبی کا نسبت صفیہ رض کے موجود ہے انس بن مالک ہی سے مروی ہین ایک حدیث
کو ثابت دوسری کو عبد العزیز بن صہیب انس رض سے روایت کرتے ہین عبد العزیز بن صہیب
لفظ سمعت بیان کرتے ہین اور ثابت یہ کہتے ہین عن انس قال یعنی ایک راوی کہتے ہین
کہ سنا مینے انس سے دوسرے کہتے ہین کہا انس رض نے تو اور راویون کا قصور کچھ نہین معلوم
ہوتا اگر قصہ قیاسی بنایا ہوگا تو انس بن مالک انصاری صحابی خادم رسول اللہ صلعم نے
ہی بنایا ہوگا اور جب حضرت انس جیسے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ صلعم ہین
ایسے جھوٹے قصے حضرت پر بنانے لگے تو اور کسکا اعتبار رہا جناب مجتہد صاحب
کچھ تو خدا سے ڈرو کہان تک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیے چلے
جاؤگے گمراہون کی تقلید سے ہادیان دین کو کہان تک مطعون کروگے مثنوی

بوی کبر و بوی خشم و بوی آز — در سخن گفتن بیاید چون پیاز
گر خوری سوگند من کی خوردہ ام — از پیاز و سیر تقوی کردہ ام
آن دم سوگند غمازی کند — بر دماغ ہمنشینان بر زند
پس دعاہا رد شود از بوی آن — آن دل کژ می نماید در زبان
اخسئوا آمد جواب آن دعا — چوب رد باشد جزای ہر دغا

قال پس ان مختلف روایتون سے یہ بات کہ درحقیقت
کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کسطرح اور کس سبب سے واقع ہوا بخوبی ثابت
اور متحقق نہین ہوتا اقول جو واقعہ درحقیقت پیش آیا اور جسطرح پر فعل جناب رسول اللہ
صلعم واقع ہوا وہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت و متحقق ہے ہم نہین جانتے بخوبی ثابت ہونا
مجتہد صاحب کے نزدیک کس چیز کا نام ہے قال اور اسلیے یہ واقعات کسی مسئلہ عظیمہ مہمہ
کی بنیاد نہین ہوسکتے اقول واہ کیا خوب اجتہاد مجتہد عصر کا ہے کہ افعال پیغمبر صلعم بنیاد
کسی مسئلہ شرعیہ کی نہین ہوسکتے اور طریقہ پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا نہین جناب مجتہد صاحب

ہمارا تو یہی ایمان اقتدا اور پیروی افعال پیغمبر صلعم کی ہی اگر آپ اس سے ناراض ہین تو آپ کو اختیار ہی مگر صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ بات جو پیشتر آپنے فرمائی تھی کہ فعل رسول اللہ صلعم مانند قول کے ہی سر اور انکھون پر صرف زبانی قول لوگون کے دکھانیکو بلا اعتقاد قلب تھا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجۃ بیننا وبینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر **قال** معہذا اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسی طرحپر واقع ہوئے تھے اور استرقاق اسارا عمل مین آیا تھا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت من و فدا کے ہین اور اسلیے بنیاد مسئلہ استرقاق اساری نہین ہو سکتے **اقول** نے سبب و عبث اسقدر باتین لکھین اور ہمکو بھی تکلیف تحریر جواب کی دی یہی معمولی عذر پیش کرنا تھا جسکو ہم ہر جگہ نا منظور کرتے چلے آئے ہین **قال** روایات متفرقہ بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ سے یہ روایت ہی کہ اھدی رجل لرسول اللہ صلعم غلاما یقال لہ مدعم فبینما مدعم یحط رحلا لرسول اللہ صلعم اذ اصابہ سہم عائر فقتلہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم کے واسطے ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم ہی پس ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کا اسباب اتار رہا تھا کہ ناگاہ اوسکے ایک مقام پر تیر لگا اور اس سے وہ مر گیا **اقول** مجتہد صاحب اصابہ سہم عائر کا ترجمہ کرتے ہین اوسکے ایک مقام پر تیر لگا حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہی جناب مجتہد صاحب عائر کے معنی معلوم نہین ظاہرا (ایک مقام) جو ترجمہ مین لکھا ہی وہی معنی عائر کے سمجھے ہین حالانکہ عائر کے معنی ایک مقام نہین بلکہ سہم عایر اوس تیر کو کہتے ہین کہ جسکا پھینکنے والا معلوم نہو **شعر** لقولین سہم عائر فقلما اصابکا وقلبي الی الحاظ عینیک ناظر یعنی کہتی ہی تو کہ تیر عائر تیرے الگا ہی حالانکہ دل میرا تیری ترچھی نگاہون کو دیکھ رہا ہی **قال** الجوہری العائر من السہام والحجارۃ التی لا یدری من رماہ ویقال سہم عائر یعنی عایر سہام اور حجارہ کو کہتے ہین وہ ہی کہ نہ معلوم ہو وے کہ کس نے پھینکا کہا جاتا ہی اصابہ سہم عائر یعنی لگا اوسکے ایک تیر کہ پھینکنے والا اوسکا معلوم نہین پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ ایک تیر جسکا پھینکنے والا معلوم نہین آ لگا اگرچہ یہ بات امر ما نحن فیہ سے کچھہ تعلق نہین رکھتی مگر ایسے ایسے امور جو ہمنے ظاہر کیے ہین تو اونسے

ظاہر ہے کہ رکن عظیم قابلیت اجتہاد کا یعنی مہارت اور مداخلت عربیت مین مجتہد عصر سے
فائت ہی اور اسی سبب سے وہ غلطی مین پڑے ہین قال آیۃ حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہے
اسلیے کہ ابتداے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے اقول
مگر اس حدیث سے یہ بات تو خوب معلوم ہوئی کہ ابتداے مالکیت سے تا روز مرگ مدعم کہ تھوڑے
دنون بعد غزوہ خیبر سے وہ تیر کے زخم سے مرگیا ہے یعنی سنہ ہجری تک پیغمبر صلعم نے اوسکو
آزاد نہین کیا پس معلوم ہوا کہ شارع عم کو مقصود کر دینا غلامی کا جیسا کہ مجتہد صاحب اکثر
جگہ دعوی کرتے ہین منظور تھا گو کہ جمیع دعاوی مجتہد صاحب کے یہ حدیث خلاف نہو لیکن بھی
بعض دعاوی سے تو بیشک مخالف ہے یہان تک مجتہد عصر نے بحث آیات قرآن اور احادیث اور
افعال پیغمبر صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین کی اور بعون اللہ و قوتہ ہمنے ہر مقام پر اونکو خوب
ہی مغلوب کیا یقین تو یہ ہے کہ بعد ملاحظہ اس رسالے کے اس بحث مین کوئی حرف زبان پر
نہ لاوینگے مگر اب ہمکو یہ بھی منظور ہے کہ منجملہ ثقلین کے عترت پیغمبر صلعم کے حال سے بھی استدلال
کرین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا
بعدی کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی مین چھوڑے جاتا ہون تم مین دو چیزین کہ اگر اوسکے
ساتھ تمسک کرتے رہوگے میرے بعد گمراہ نہوگے ایک کتاب اللہ کی ہے دوسرے عترت میرے
اہل بیت میرے پس دیکھنا چاہیے کہ اہل بیت رسول اللہ صلعم کا بعد وفات پیغمبر صلعم کے اس باب مین
کیا عمل رہا اور کیا حکم رہا باب العلم جناب علی مرتضی کہ امام المتقین تھے خولہ بنت جعفر بن قیس
حنفیہ اونکی سریہ تھی کہ جس سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوے ایک روایت تسری علی بن ابیطالب رض
کی ہم اوپر بھی لکھ چکے ہین جناب سید الشہدا امام المسلمین ریحانۃ الجنۃ امام ہمام حسین بن علی رضی اللہ
عنہ اونکی سریہ بانو دختر یزدجرد بن شہریار بادشاہ عجم تھین اونکا حال بلا خلاف سب کو معلوم ہے
جناب امام ہمام امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اونکے تصرف مین حمیدہ ام ولد تھین کہ جنسے جناب
امام موسی کاظم رض متولد ہوے جناب امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد تھین کہ جنسے

جناب امام علی الرضا رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جناب امام محمد تقی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد مادر امام علی نقی
تھیں جناب امام علی النقی ع انکے پاس بھی ام ولد تھیں جنسے امام حسن عسکری متولد ہوئے امام حسن عسکری
انکے پاس بھی نرجس نامی ام ولد تھیں کہ جنکے بطن سے امام محمد مہدی متولد ہوئے دیکھو یہ وہ ذوات
مقدسہ وارث علم انبیا ہیں کہ انکی اقتدا بموجب خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہماری ہدایت
ونجات کی موجب ہے وہ پاک متقی ہیں کہ اگر ہم کہیں کہ یہ سب کے سب کسی بات میں خلاف احکام
قرآن کے مرتکب ہوئے تو ہماری عین شقاوت ہے یہ وہ ابواب مدینۃ العلم ہیں کہ اگر ہم یہ کہیں کہ وے
آخر عمر تک قرآن کی کسی آیت کو نہ سمجھے تو ہمارا جہل مرکب اور باعث بدبختی ہے پھر جب ان اکابر و شہرہ
علوم اولین و آخرین نے استغراق جائز رکھا تو بیشک و شبہ جاننا چاہیے کہ فی الحقیقت استغراق
جائز ہی ہے اور جو انکے خلاف کہتا ہے وہ گمراہ ہے الغرض کہ ہم قرآن و حدیث اور افعال پیغمبر علیہ
السلام اور اصحاب کرام اور عترت ذوی الاحترام سے جواز استغراق ثابت کر چکے اب
اصل ثالث یعنی اجماع امت میں بحث رہی ہم یہ کہتے ہیں کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آجتک
بلا خلاف جواز استغراق پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ اسمیں قرون ثلثہ و عترت رسول اللہ صلعم اور
جمیع ائمہ مجتہدین شامل ہیں اور کسی فقیہ مجتہد محدث عالم نے اختلاف نہیں کیا پس یہ اجماع البتہ
حجت ہے ان اللہ لایجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار
رواہ الترمذی بتحقیق خدا جمع نکریگا امت میریکو گمراہی پر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا
پھینکا گیا دوزخ میں۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار پیروی کرو
گروہ اعظم کی بتحقیق جو جدا ہوا ڈالا گیا دوزخ میں رواہ ابن ماجۃ من فارق الجماعۃ
شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ جسنے مفارقت کی جماعت کی بالشت بھر پس
تحقیق نکالا ربقہ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ ابوداود و احمد ہر چند کہ بوجوہ دلائل
قطعیہ حجت ہونا اجماع امت محمدیہ کا ثابت ہے اور اہل سنت اور اثنا عشریہ اور اور سب فرقے اوسکی حجت
ہونیکو تسلیم کرتے ہیں مگر چونکہ مجتہد عصر اوس مسئلے منکر ہیں پس انکو بھی بر بنای حجت ہونے اجماع کے

کچھہ بحث ضرور نہین اسلیے کہ ہم اپنا مدعا قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکے اگر ہم بر بنائے حجت ہونے
اجماع اسکے کچھہ بحث کرین تو ہمپر اون یہ بات واجب ہوگی کہ ہم قرآن و حدیث سے حجت قطعی ہونا
اجماع کا ثابت کرین اور ایک طویل کلام پر اسمین لکھنا پڑیگا پس ہم اسقدر تطویل کی کچھہ
ضرورت نہین سمجھتے مگر ہم اس بنا پر بحث کرتے ہین کہ آیا معنی قرآن کے قرون ثلثہ مین ایسے
ہی سمجھے گئے جیسے کہ ہمنے سمجھے ہین یا جیسے مجتہد عصر نے سمجھے ہین اور علی ہذا القیاس مجتہدین کبار
نے معانی آیات کے ہماری تفسیر کے مطابق سمجھے یا مطابق بیان مجتہد عصر کے اس بات کو گو نہ مانو
کہ اجماع حجت ہی مگر یہ تو بیشک ماننا چاہیے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم کہ اکثر اوسی قوم مین سے تھے کہ جنکے
زبان مین قرآن نازل ہوا ہی لغت عرب اور طرق استعمال کلام کو اونسے زیادہ کوئی نہین
جان سکتا اور بعض بعض تو اونمین ایسے تھے کہ افصح الفصحا اور ایمہ عربیت کے نزدیک مستند
چلے آتے ہین اور باقی علوم عربیہ مین بھی پیر ایمہ مجتہدین کبار مین بھی اکثر خاص عرب بلکہ اوسی قوم
کے تھے کہ جنکی زبانمین قرآن نازل ہوا ہی اور یہ بھی مسلم ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اور ایمہ اہلبیت اور
ایمہ مجتہدین فاسق فاجر بھی نتھے کہ کسی غرض سے کتاب اللہ کو بخلاف اوسکی مراد کے محمول کرتے
اور یہ بھی مسلم ہی کہ قرآن مجید ہمیشہ اونکی قراءت و تلاوت مین رہتا تھا اور وہی جامع قرآن بھی
تھے پس اب دیکھنا چاہیے کہ اونھون نے معنی قرآن ایسے ہی سمجھے ہین جیسے کہ ہمنے سمجھے یا جیسے
کہ آپنے کچھہ شک ہمین نہین کہ اساری کے استرقاق کا کسینے انکار نہین کیا اور اوسی پر عمل ہوتا
رہا چنانچہ آپ بھی صفحہ ۲۰۱ پر اسکے معترف ہین پس جو مدعا ہمارا تھا کہ اما حوا اما منا بعد و اما فدا مین
ہین ہی باتفاق اہل زبان اور باتفاق اون لوگون کے جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی
مبطل استرقاق و مفید حصر جیسا کہ آپکا دعوی ہو نہین ہی جب باتفاق اہل زبان اور باتفاق
ایمہ قریش کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی لفظ اما کے معنی ہمارے موافق ثابت ہوے تو
برخلاف لغت کے معنی اما کے بیان کرنے اور اوسکے مطابق قرآن کے تحریف پر باتباع
و تقلید گمراہ لوگون کے آمادہ ہونا صاف صریح ضلالت ہی اب ہم بعض اقوال مجتہد صحابی

اس باب مین متوجہ ہوتے ہین قال اگرچہ ہماری اس تحریر سے بخوبی تشفی ہوتی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم
نے غلامی کو مذہب اسلام سے معدوم کر دیا تب بھی بلا شبہ مسلمانون کے دل مین دو شبہے پیدا
ہو گئے **اقول** جھوٹھی بات تو ہم سنا بھی نہین کرتے ہم اس قول مجتہد کا جھوٹھا ہونا ثابت کر چکے
ہین **قال** ہمکو احکام مذہبی بجا لانے مین اول قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیے پھر حدیث پر پھر قیاس منصوص
العلۃ پر اور اجتہاد پر **اقول** یہ سچ ہے کہ اول اللہ ہی مومنین قرآن کو مقدم رکھنا چاہیے پھر حدیث کو
مگر اسمین کلام ہے کہ قیاس اجماع پر مقدم ہے یا اجماع قیاس پر مقدم ہے مسلمانونکا عقیدہ ہے کہ قیاس کو
اجماع سے ترک کیا جاویگا مجتہد عصر برخلاف اوسکے فرماتے ہین بہرحال یہ بحث دوسری ہے اسمین یہان
گفتگو ضرور نہین اس جگہ جیسا مجتہد عصر فرماتے ہین اوسی کو فرض کر لیا جاے بعد فرض کرنے اس امر کے
ہم کہتے ہین یہ اوس شخص کے حق مین ہے جو قرآن و حدیث اور قیاس اور علۃ منصوصہ اور غیر منصوصہ کو
سمجھتا ہو اور جو شخص کہ آپکے مانند ہین کہ صرف و نحو تک بھی نہین سمجھ سکتے زبان عرب سے آگاہ نہین
جویریہ تصغیر جاریہ کو نام جویریہ ام المومنین کا سمجھتے ہین طرحت فعل مونث واحد کو صیغہ تثنیہ
مونث کا سمجھتے ہین اصابتہ سہم عایر کے یہ معنی کہتے ہین کہ ایک جگہ تیر آلگا الی غیر ذلک ایسے لوگونکو
اجتہاد کرنا کسی طرح نہین پہونچتا اونکو تو ہر آئینہ تقلید علما ہی واجب ہے کیونکہ وہ دلایل شرعیہ
پر نظر کرنے سے بسبب ناواقفی او بے علمی کے معذور ہین اور مراد ہماری تقلید سے یہ ہے کہ جو مسئلہ
پیش آوے اوسمین کسی عالم شرائع سے دریافت کرے کہ اسمین حکم شریعت غرا کا کیا ہے اور چونکہ یہ خود
کلام خدا اور خدا کے رسول کو نہین سمجھ سکتا پس اوسکو اوس عالم کے فتوی پر عمل ضرور ہے فاسئلوا
أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ دیکھیے کہ آپنے حدیث اعتاق کنیز قبیلہ بنی تمیم مین روایت
بخاری سے نقل کی کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل اس حدیث مین علت اعتاق منصوص ہے چنانچہ
آپ بھی اوسکی علت کے معترف ہین جیسا کہ آپکے ترجمے سے ظاہر ہے باوجود اسکے اور بھی باوجود
محمول کرنے صیغہ امر کے وجوب پر پھر آپ ایسی فاحش غلطی مین پڑے کہ اولاد اسمعیل ہونیکو باوجود علت
منصوصہ ہونے کے علت عتق قرار نہین دیتے اور اسی بنا پر قول قدیم شافعی اور فخر رازی پر معترض ہوتے

ہین ایسے ناواقف غلط کار کو ہرگز اجتہاد روا نہین ہے **قال** پھر جب کہ ہم اساری کی نسبت نص صحیح
قرآن مجید مین پاتے ہین اور نیز یہی برابر ثابت ہوتا ہے کہ روز وفات تک وہی پر رسول خدا صلعم کا عمل
رہا ہے تو اب ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ خلفاے راشدین کے زمانے مین کیا ہوا کچھہ حاجت نہین
رہی **اقول** یہان تو آپ یہ فرماتے ہین کہ نص صریح پاتے ہین دوسرے صفحے یعنی صفحہ ۱۷۰ کے نصف
آخر سطر ۱۴ مین لکھتے ہو کہ اونکا لونڈی و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین باطل کیا گیا تھا
آپکے نزدیک کلمات غیر ظاہر الدلالۃ کا نام نص ٹھہرا ہے لیکن اہل تحقیق و اہل عقل کے نزدیک
اسکا نام نص نہین ہے بلکہ ایسے کلمات کو خفی یا مجمل کہتے ہین آپ خود اس باب مین مذبذب ہو رہے
ہین کبھی کچھہ کہہ دیتے ہین کبھی کچھہ کہہ دیتے ہین ایسے ہی ایسے امور کی بنا پر تو ہم کہتے ہین کہ
آپ قرآن و حدیث کو نہین سمجھہ سکتے پس آپکو ضرور ہے کہ جو مسئلہ پیش آوے اوسمین کسی عالم کی تقلید
کرین اور جو عمل روز وفات تک رسول اللہ صلعم کا رہا وہ یہی ہے کہ آپ کو تسری ماریہ قبطیہ اور واقعات
ہوازن و اوطاس وغیرہا کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہو چکا ہے پس فی التحقیق
زیادہ تفتیش کی ضرورت نہ تھی مگر بنظر مزید احتیاط مناسب ہے کہ دیکھا جاوے کہ آیا کسینے خلفاے
راشدین مین سے تو اسکے خلاف نہین کیا اور معنی آیت کے ویسے ہی سمجھتے رہے ہین جیساکہ
حیات جناب ختمی مآب مین لوگ سمجھتے تھے یا اوسکے خلاف اگر اوسی طرح سمجھتے رہے ہین
اور اوسی طرح پر عمل فرماتے رہے ہین تو ہمارے قول کے مزید تاکید ہوئی اور اگر بالفرض آپکے
قول کے موافق کیا ہے تو آپکو فی الجملہ ایک حجت ہاتھہ لگی سو اس نظر سے قطع نظر اوسکے نفس افعال
اونکے عمل کو بھی دیکھیے **قال** کیونکہ اونکے زمانے مین کچھہ ہی ہوا اور کچھہ ہی اسکا سبب قرار دیا جاوے
ہمکو تو اپنے محبوب رسول کی پیروی ضرور ہو گی **اقول** دعوی محبت کا زبانی ہمکو پسند نہین ہے
ای آنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ہست طوطی لک از زبان تو با دل موافق ہست گو محبان
صادق کی جو علامات ہین ہم اونھین لوگون مین دیکھتے ہین کہ جنکے افعال سے آپ یہان تناقض
ہو رہے ہین آپ مین اونکی نسبت ایک ذرہ بھی نہین پاتے دیکھہ تو لو کہ اونھون نے کیسی پیروی

کی ہے اب آپ انصاف کیجئے کہ اونکی یہ پیروی کی ہے یا واقعی پیروی کی ہے **قال** اور مسئلہ امامت کا تو ویسا قرار پاویگا جو قرآن مجید میں ہے اور کوئی **اقول** واقعی یہ بات ہے مگر اسکو بھی تو دیکھئے کہ اونکو اونھوں نے اس مسئلہ کو قرآن کے موافق جاری رکھا ہے یا خلاف قرآن کے **قال** مگر مشکل یہ ہے کہ جو محاربات کہ خلفائے ثلثہ راشدین کے وقت میں ہوئے اونپر لائق اعتماد اور اطمینان کے اطلاع حاصل ہونیکو کوئی ذریعہ موجود نہیں ہے **اقول** یہ دوسری بات ہے پہلے ہی سے یہ بات کیوں نہیں فرمائی اس وقت تو اوسپر استدلال جو شیر سے کرتے چلے آئے کیا حاصل ہوا تھا خلفائے راشدین کو جیسا کچھ کہ تھا جسکو ثابت کرنا منظور ہوگا ثابت کرونگا اسی صفحے کے نصف اخیر کی سطر ۱۰ سے ملاحظہ فرمائیے اب کہ اوسکا اقرار کرتے ہو چنانچہ لکھتے ہو صحابہ کے زمانے میں وسیع حال نہونا جو بات مذکور ہو بالا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے معہذا کتب احادیث میں موجود نہونا کسی چیز کا مستلزم عدم تحقق چیز مذکور کا نہیں اگر اخبار متواترہ زبانی لوگوں کے متواتر کوئی بات ثابت ہوجاتی تو البتہ مفید یقین ہے مثلاً پکڑا جانا بانو دختر کسریٰ کا غزوہ فارس میں اور دیا جانا اونکا جناب سید الشہدا ریحانۃ الجنۃ سبط رسول اللہ صلعم امام المسلمین حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور متولد ہونا جناب امام المومنین قدوۃ العارفین سید الساداتؑ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اونسے باخبار متواترہ ثابت ہے پس اوسکے یقینی ہونے میں کیا شک و شبہ ہے یقین تو یہ ہے کہ آپ بھی اسکا انکار نہ کرینگے اور اپنے تئیں اونھیں کی اولاد میں سے ظاہر کرینگے **قال** اس پر حال کتب سیر و تواریخ کے کہ اونسے تو بجز چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع سے اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا **اقول** ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اونسے استدلال صحیح نہیں چنانچہ ہمنے اب تک اونسے کسی واقعہ پر استدلال نہیں کیا اور نہ آیندہ کرینگے مگر وا اس پر حال جناب سامی کہ ابتدا سے فرماتے تو یہی ہے لیکن استدلال بھی اونسے کرتے رہے فعل آپکا آپکے قول کی ابتدا سے خلاف ہی رہا آپ یہ فرمائیے کہ وہ چند واقعے ناقابل الاشتباہ جنکا آپنے تذکرہ فرمایا کون کون سے ہیں کچھ تفصیل ہو کہ معلوم ہو یا فرمائیے یا وہ آپکی رائے پر مفوض ہیں جنکو آپ قابل الاشتباہ فرماویں وہ ناقابل الاشتباہ ہو جاویں

اور جنکو مشتبہ قرار دین وہ مشتبہ ہو جاوین یا کوئی ضابطہ مشتبہ اور غیر مشتبہ کے دریافت کرنیکا
[illegible] اگر کوئی ضابطہ ہی تو ایا وہی ضابطہ ہی جو ہمنے لکھا ہی یعنی تواتر اعتبار یا اور کچھ ہی اگر اور
کچھ ہی تو اوسکو بیان کیجیے **قال** اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسائل مذہبی مین دخل دین
تو ہم صاف صاف ہندؤنکے مقلد ہونگے جنھون نے مہابھارت کو اپنے ہان کتب متقدسہ
مین داخل کر لیا ہی **اقول** ہم اس قول کو آپکے بہت جان و دل سے پسند کرتے ہین اور اہل اسلام
کا یہی معمول ہمیشہ سے چلا آتا ہی اور ہمارے قرآن اور احادیث نبویہ سے بھی یہی بات ثابت ہی اور اسیواسطے
ہمارے علماے متقدمین رحمۃ اللہ علیہم نے اخبار کے معاملہ مین بہت چھان پھوڑ کی ہی اور روات کے
حال کی بہت ہی تحقیق کی ہی اونکا ہم بہت شکر ادا کرتے ہین کہ اونکی تحقیقات سے ہم خبر صحیح اور ضعیف
اور موضوع مین ہر وقت تمیز کر سکتے ہین مگر آپکا یہ قول صرف زبانی ہی ہی کہ عمل اوسکے برخلاف ہی
چنانچہ مباحثہ سابقہ سے خوب ظاہر ہی رہا حال مہابھارت کا سو کیفیت اوسکی یہ ہی کہ اوسکے
مؤلف یعنی بیاس جی کو وے لوگ صاحب وحی و الہام بتاتے ہین اور اونکے اعتقاد مین یہ ہی
کہ مہابھارت و بھاگوت وغیرہ اٹھارہ پوران وحی و الہام سے لکھے گئے ہین چنانچہ اوسی مہابھارت
مین لکھا ہی کہ بیاس جی کو نارائن سمجھو اگر وہ نارائن نہوتے تو مہابھارت وغیرہ کسطرح تالیف کرتے
اس باب مین اعتقاد ہنود کا بجمیع الوجوہ ایسا ہی ہی جیسا کہ آپکا اعتقاد ہی در باب تالیف کتب بیبل
کے کہ آپ بھی اونکے تالیف کو محمول اوپر ایسے لوگون کے فرماتے ہین کہ جو نبی تو نہین مگر صاحب
الہام ہین [illegible] حال کہ معدوم ہونے سلسلہ روایت کا بیاس جی تک اور ثابت ہونا اوسکا بروایت
[illegible] بیاس جی [illegible] کتب بیبل کا ہی غرض ہماری اس تحریر سے
[illegible] کو تعلیقات تبیین الکلام مین صحبت پکڑینگے
[illegible] **قال** دوسرا شبہ تو نہایت ہی لغو
[illegible] **اقول** [illegible] آپکی تحریر سے یہ ہی کہ تیرھوین صدی مین تمام
اہل [illegible] ہوسکتا ہی اور مراد آپکی یہ ہی کہ معنی قرآن جو تما

اہل قبیلہ تیرہ سو برس سے برابر ایک نمط پر سمجھتے رہے ہین اور وہین بڑے بڑے زبان دان محاورہ دان
عالم لغت قرآن واقف مواقع نزول اہل دیانت ہین اور اون معانی مین کسینے اختلاف نہین
کیا آج ایک شخص ناواقف بیعلم کے کہنے سے اون معانی کو ہم کیونکر بدل سکتے ہین یہ بات تو بہت
ہی پکی اور مستحکم اور بہر آئینہ قابل التفات ہی آپ اوسکو کسطرح لغو اور غیر قابل التفات فرماتے ہین قال مسئلہ ہی
کہ اجماع امت سے کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہوجاتا ہی غلط محض ہی اقول کون
کہتا ہی کہ ہر حکم اجماعی کو حکم منزل من اللہ کہتے ہین مگر ہان یہ کہتے ہین کہ اجماع تمام امت مہدیہ کا بموجب خبر
مخبر صادق کے گمراہی اور غلط بات پر نہین ہوسکتا اگر ایسا ہو تو خبر مخبر صادق کی غلط ہو جاوے اور یہ
محال ہی پس اجماع امت کا گمراہی اور غلط بات پر بھی محال ہی قال لا تجتمع امتی علی الضلالۃ
اور من شذ شذ فی النار کی صحت کی تسلیم کرنیکے بعد بھی کبھی اتنا ہی مطلب ہے کہ خدا یا رسول خدا صلعم
نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تھا یا اوسکو معصوم یا نا قابل سہو و خطا
ٹھہرایا تھا یا نہ تھا اقول آپ اونکو بطور فرض تسلیم نہ کیجیے اور اونھین مین گفتگو کیجیے خواہ
مطابق اوصول ضابطے کے جو آپنے بہ تقلید شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما کے قایم
کیا ہی خواہ مطابق اور کسی ضابطے کے ان احادیث مین گفتگو کیجیے کوئی بات باقی نہ رہے
دل کی حسرت مین سب خوب نکال لیجیے مسلمانون کے ضوابط عقلیہ نسبت اخبار کے ایسے نہین
کہ کوئی صاحب عقل اونمین کچھ سقم نکال سکے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ خدا یا رسول خدا نے الخ آپ
اسکو سمجھ لیجیے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار کہ خدا کا
ہاتھ جماعت پر ہی جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ مین ڈالا جاویگا غور کر لیجیے کہ جسپر خدا کا ہاتھ
ہو کیا اوسکا غلطی مین پڑنا محتمل ہی ہرگز نہین اور اگر وہ غلطی مین پڑسکتا ہی تو اوسکا مخالف جو حق پر ہی
دوزخ مین کسطرح پڑسکتا ہی اسکو سمجھ کر جاہیے خدا کے ہاتھ کے نیچے آئیے خواہ شوق ثانی اختیار
فرمائیے اور قیل و قال ضرور نہین وما علینا الا البلاغ المبین قال اسکی بحث کیلئے ایک دوسرا
رسالہ چاہیے اقول دوسرا رسالہ بھی تحریر فرمائیے ہاتھ مین قلم موجود ہی مانع مزاحم کوئی ہی نہین اسکو

کہہ سکتا ہی کیسے مجتہد اسلام ہو کہ عترت رسول اللہ صلعم اور اصحاب رسول اللہ صلعم کو باوجود ایسی
شدید لحاظ آیت مذکورہ کے آیت مذکورہ سے غافل بنا کر اون سب کو مصداق آیت وَ
الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ کا ٹھہراتے ہو وہ تم لوگ تمہارے طرح بے علم اور نافہم تھے
کہ عین وقت ضرورت شدید مین حکم خدا سے غافل ہوتے فرض کرو کہ ابوبکر صدیق غافل
ہوگئے تھے تو عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب اور جمیع اصحاب کبار
پر کیا پردہ غفلت کا پڑ گیا تھا اسقدر جم غفیر کا غافل ہو جانا ایک ایسے حکم سے کہ بقول آپکے
نص صریح ہی ہر آئینہ عادۃً محال اور ممتنع ہی ذری ذری سی بات پر تو باہم گفتگو اور موشگافیان
کرتے تھے اور برابر قرآن و حدیث سے تمسک کرتے تھے ایسی نص صریح سے اسقدر غفلت
کہ نہ ہر بار نوبت پہونچی تھی کیونکر غافل ہوگئے کسی طرح یہ بات کسی صاحب عقل کے سمجھ
مین نہین آسکتی اور پھر دلیل اسکی کیا ہی کہ وہ سب کے سب غافل ہوگئے بلا وجہ الزام غفلت کا
ایسے ایسے ابرار و اخیار پر دھرنا سخت ناروا ہی سے آتشے گر نادرست این دود چیست
جان سیہ گشت دروان مردود چیست ہی طرفہ یہ ہی کہ بنی جذیمہ کی لڑائی کے بیان مین پیشتر
اس سے خود یہ لکھ چکے ہو کہ بہت سے اصحاب کا قتل اہارسی انکار کرنا دلیل اسکی ہی کہ وہ نزول آیت ان
و فدلسے واقف تھے یہان برخلاف اسکے یہ کہتے ہو کہ اس اجماع کا سبب اتفاقیہ طبعی ایسا
تھا کہ نادانستہ اس آیت سے غفلت ہوگئی کہین اونکو واقف ٹھہراتے ہو کہین ناواقف
بناتے ہو عجب جال ہو آپکا اپنی غلطی کا اقرار کیون نہین کرتے جواونپر الزام غفلت کا دھرتے
ہو قال چند روز اتفاقیہ غفلت رہی اقول خدا سے ڈرو خود اقرار کرتے ہو کہ تیس برس
خلافت عدل رہی اون تیس برس کو بلفظ چند روز جو تعبیر کرتے ہو کچھ بھی خدا کا خوف ہی
بڑا تعجب ہی کہ ایسے ایسے عاقل ایسے ایسے خدا کا کلام سمجھنے والے قرآن کے جمع کرنے والے
احکام قرآن کے بشدت تمام جاری کرنے والے متقی متورع تیس برس تک غفلت اتفاقی مین
پڑے رہین قال اوس زمانہ کے بعد کے لوگون نے اوس رسول کو امر قصدی اور ارادی سمجھا

اقول ذہول کا ثبوت بھی کچھ ہی یا بے دلیل جو دل مین آتا ہی لکھ دیتے ہو واقع مین وہ ذہول
نتھا بلکہ عین مدعا قرآن تھا جسپر اونھون نے اجماع کرکے عمل فرمایا اور واقع مین اوس زمانہ کے
لوگون نے اونکے فعل کو امر قصدی و ارادی ہی سمجھا تھا اور جیسا اونھون نے سمجھا تھا حقیقت
مین ویسا ہی تھا اگر تمھارے پاس کوئی دلیل غفلت کی ہی تو پیش کیون نہین کرتے **قال**
اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندھیرا کر دیا **اقول** قبل از ظلمت تقلید تو اندھیرا نتھا
اوس زمانہ مین اگر کسینے اصحاب کبار کے برخلاف مدعا آیت کا سمجھا تھا تو اوسنے کیون نہین
مشعل روشن کی مگر یہی آگ آپنے بارادہ اطفا نور قدیم کے جلائی ہی یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا
نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ ○ آپکی وہی مثل ہی جو قرآن مین
وارد ہی مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰہُ
بِنُوْرِهِمْ وَتَرَکَهُمْ فِیْ ظُلُمَاتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ○
پھر یہہ بھی غور فرمائیے کہ باب تقلید تو بہت مدت بعد کھلا ہی ائمہ مجتہدین تو مقلد صحابہ تھے امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو صحابی کی تقلید سے قیاس کو بھی ترک نہین کرتے چنانچہ وہ فرماتے
ہین کہ نحن رجال وہم رجال ہم بھی آدمی ہین اور وہ بھی آدمی تھے بھلا ایسا شخص جو قیاس کو بھی
صحابی کے قول پر مقدم رکھتا ہو نص صریح کے مقابل مین اصحاب کی تقلید کسطرح کر سکتا ہی
ہان امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ البتہ زیادہ تر متوجہ بطرف تقلید اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہین
سو وہ بھی اسیقدر جائز رکھتے ہین کہ قیاس کو اونکی تقلید سے چھوڑ دیا ہی نہ یہ کہ نص صریح کے مقابل
مین بھی تقلید صحابی کی کیجاوے چونکہ ائمہ اربعہ تک تقلید کا تذکرہ بھی بہت ہی کم تھا اور بعد اونکے
بھی ایک مدت مدید تک علما ایسے ایسے مجتہد ہوئے کہ پابند تقلید نتھے بلکہ اکثر ائمہ اربعہ سے مسائل
مین خلاف کرتے تھے پس مقولہ مجتہد کا کہ اوسکے بعد دنیا مین ظلمت تقلید نے اندھیرا کر دیا صاف
غلط اور محض دھوکا بازی اور ضلالت اور ضلال ہی **قال** اور از خود بلا قصد اجماع اسپر
اجتماع ہو گیا **اقول** بھلا کوئی شخص بجز مجنون یا سفیہ کے یہ بات کہہ سکتا ہی کہ بلا قصد اجتماع

ہوگیا کیا یہ اقوال مجتہدین علماے اہلسنت درباب جواز استرقاق بلا قصد حالت خواب مین اونکی
زبان سے نکلے تھے یا بطور ہزل کے اونھون نے کہے تھے جو یہ کہا جاوے کہ بلا قصد اجتہاد یہ بیانات
اغلوطات کچھ حاصل نہین **قال** تفصیل اوسکی یہہ **اقول** اجمال تو دیکھا گیا کہ دوسے
سر ہر الجہاد وجہتہ کا پیدا تھا اب تفصیل کو بھی دیکھنا چاہیے لاؤ دیکھیے کیا گل کھلتے ہین **قال**
عرب مین رواج لونڈی غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنا لینا ایسا قدیم
چلا آتا تھا اور ایسا نیک سبب سمجھا جاتا تھا کہ کسی کے دل مین اسکا خیال بھی تھا کہ اوسکی موقوفی
ہوگی **اقول** ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ شارع علیہ السلام نے ہر طرح کے مروج غلامی کو جائز نہین
رکھا صرف اوسی غلامی کو جو مبنی بر قواعد عقلیہ تھے جائز رکھا اور باقی کو بذریعہ حکم صاف صاف
بند کر دیا اور وہ غلامی جو جائز رکھی گئی تھی صرف یہی تھی جو کفار عرب یا کہ بیگانہ لشکر از روے تعدی
و استیلا کے ایک دوسرون کو یا اونکی ذریت کو قید کر لاوین چنانچہ ابتک اوسی طرح کی غلامی شرعی
باتفاق علما جائز ہے اور یہ قول کہ ایسا قدیم چلا آتا تھا الخ صاف غلط ہے مجتہد صاحب نے اپنے کے
کوئی دلیل اسپر پیش نہین کیا اور بلا دلیل تو ہم اونکی بات پر اعتماد نہین کرتے علاوہ بران قدامت مستلزم اسکی نہ
کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نگذرے اگر اس ملازمہ پر مجتہد صاحب کو دلیل یاد ہے
ہون تو پیش کرین سوا اسکے اور بہت رسمین جاہلیت قدیمہ کی عرب مین تھین اور نہایت تعصب سے کی
جاتی تھین یکلخت موقوف ہوگئین علاوہ بر رسوم جاہلیت کے بعض امور جو شرایع سابقہ مین جائز
تھے اور قدیم سے چلے آتے تھے بمجرد ایک حکم کے ایک آن مین موقوف ہوگئین قدامت کسی چیز کی
مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نہ آوے اور پھر نگذرنا خیال
موقوفی کا کسی کے دل مین مستلزم اسکا نہین کہ بروقت صدور حکم تحریم کے موقوف نہو جاوے
قال اس خیال کو بعض واقعات ابتداے زمانہ اسلام نے جسمین لڑائی کے قیدیان کو بطور رسم
زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اور نیز مذہب اسلام کے اون احکام نے جو بابت اون لونڈی و غلامون کے
قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلامون کے تسلیم کیے گئے تھے زیادہ

متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے اور بھی زیادہ مستحکم اور پختہ کر دیا تھا
اقول اس بناوٹ کی تقریر سے جو سب الفاظ مجہول ہین کچھ مدعا ثابت نہوا یہ جو کہتے ہو کہ لڑائی کے
قیدیون کو بطور رسم زمانۂ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اس سمجھا کا فاعل کون ہی یعنی یہ سمجھنے والا کون
ہی آیا پیغمبر صلعم ہین یا کوئی اور ہی اگر پیغمبر صلعم ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ اونھون نے مطابق حکم خدا
ایسا سمجھا یا برخلاف حکم خدا کے اگر مطابق حکم خدا کے سمجھا تو عین شریعت اور واجب الاتباع
ہی اور اگر کوئی شخص پیغمبر خدا کی ایسی سمجھ کو برخلاف حکم خدا کے سمجھتا ہی تو وہ ہر آئینہ کافر و زندیق ہی
اور اگر وہ سمجھنے والا کوئی اور ہی تو اوسکی ایسی جاہلیت کی سمجھ کی اقتدا پیغمبر صلعم نے کیون کی غور تو
کیجیے کہ جو شخص کہ باعلان تمام یہ فرماوے اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ مُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃَ
الْجَاهِلِیَّۃِ مبغوض ترین آدمیون کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہی جو اسلام مین رسم جاہلیت کا
خواہان ہو بھلا وہ شخص کس طرح کسی کی تجویز کی ہوئی اور بھی ہوئی رسم جاہلیت کے اجرا کا روادار
ہوسکتا ہی جسکو یہ حکم صریح ہوا اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا
اَرٰىکَ اللّٰهُ وَلَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا ہمنے اوتاری تجھپر یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کرے
آدمیون مین مطابق اوسکے جو خدا نے تجھکو دکھایا ہی اور نہو تو خیانت کرنے والون کیطرف سے
جھگڑنے والا یعنی خیانت کرنے والون کا مددگار نہو جسکو یہ حکم صریح ہوا وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَهُمْ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ اِلَیْکَ اور یہ کہ حکم کر تو درمیان لوگون کے مطابق اوسکے جو خدا نے نازل کیا ہی اور نہ پیروی
کیجیو تو اونکی خواہشون کی اور ہوشیار رہیو اونسے کہ تجھکو فتنے مین نہ ڈالین یعنی نہ ہٹاوین بعض
اوس چیز سے کہ خدا نے اوتاری ہی تجھپر قیامت آگئی کہ با اینہمہ تاکیدات شدید وہ شخص خائنین
اور جہلا کی پیروی کرے اور خدا کا حکم نمانے تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ
الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا قریب ہی کہ پھٹ پڑین آسمان اس بات سے اور پھٹ جاوے
زمین اور گر پڑین پہاڑ ٹکڑے ہوکر اور یہ جو کہتے ہو کہ مذہب اسلام کے اون احکام نے جنسے وہ

لونڈی وغلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی وغلام ہوچکے تھے بطور لونڈی وغلام کے
تسلیم کیے گئے تھے آپ ہی فرمایئے کہ یہ احکام قرآن وحدیث کے جسکی رو سے رقیت اون رقیقوں کی
تسلیم کی گئی تھی کسکی تھی آیا خدا ہی کی تھی یا کسی اور کی تھی اگر خدا کی تھی تو جب بموجب احکام خدا کے
رقیت تسلیم کی گئی اور جب اون احکام سے تسلیم رقیت کو استحکام ہوا تو یہ جو آپ دعوی کرتے تھے کہ
بموجب رسم زمانے کے تسلیم کی گئی تھی صاف جھوٹھا ہوگیا اور جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم
کی گئی تو یہ تسلیم عین شریعت ہے اور جب تک یہ تسلیم بکلمات نص منسوخ نہوگی تب تک ابدالاباد قائم
و دائم رہیگی لا مُبَدِّلَ لِحُكْمِہٖ اوسکے حکم کا کوئی بدلنے والا نہیں اور یہ جو آپ فرماتے ہیں اور
متعدد احکام اونکی نسبت قرآن وحدیث میں موجود تھے الخ اس سے مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہوگیا
یعنی بعد ان سب امور کے معاملہ رقیت کا محض رسم وخیال ہی نرہا بلکہ جب احکام قرآن وحدیث اوکی
نسبت متعدد صادر ہوئے اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نے اساری کو لونڈی غلام بنایا تو معاملہ
شرعی ہوگیا اور خیال ورسم کا جو شبہ ہوتا تھا وہ بھی جاتا رہا اور معاملہ بجا شرعی تھا اور معاملات
شرعیہ کے پختہ ہوگیا یہاں ایک بات اور بھی قابل بیان ہے مجتہد دہر اوپر لکھا ہے کہ اس اجماع کا سبب
کوئی حکم احکام مذہبی سے نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اس آیت سے غفلت
ہوگئی یہاں یہ فرماتے ہیں مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے وہ لونڈی وغلام جو قبل نزول آیت
حریت لونڈی غلام ہوگئے تھے بطور لونڈی غلام کے تسلیم کیے گئے اور متعدد احکام اونکی نسبت
قرآن وحدیث میں موجود تھے اس تقریر سے مجتہد دہر کی تقریر سابقہ صاف باطل ہوگئی اور ظاہر
ہوگیا کہ سبب اجماع یہی احکام مذہبی منصوصہ قرآن وحدیث ہیں اور اجماع بسبب انھیں احکام
کے اسپر منعقد ہوا کہ رقیت بلا قید زمان کے عموماً شرعاً جائز ہے اور احکام منصوصہ مخصوص کسی
زمانہ کے ساتھ نہیں ہیں پس جو شخص کہ مدعی خصوصیت احکام مذکورہ کا ساتھ زمانہ بدو اسلام
کے ہے وہ البتہ مخالف جماعت واجماع کے ہے اور قول اوسکا بسبب مخالفت اجماع کے البتہ مردود ہے
قال اخیر غزوات میں آیت من وفدا نازل ہوئی اقول یہ بات غیر مسلم ہے کہ اخیر غزوات میں نازل

ہوئی اسقدر تحریر طویل مجتہد عصر نے کی مگر اب تک اوسکے اثبات پر کوئی دلیل شرعی بجز توہمات و
تخیلات فاسدہ کے پیش نہین کی مگر تسلیم اسکی بھی ہم یہ کہتے ہین کہ پیغمبر بھی تو اسارے کا لونڈی وغلام
بنانا پیغمبر صلعم نے جائز رکھا اور قتل بھی جائز رکھا چنانچہ ہوازن سے ایک آدمی کو پکڑوا کر قتل کرا دیا
اور ذریات مین سے خمس آپ لیا اور باقی کو صحابہ پر تقسیم کر دیا اور خمس مین سے ایک یا دو لڑکیان
عمر بن خطاب کو عطا فرمائین اور غزوہ اوطاس مین جسقدر سبایا غنیمت مین آئین اونکو صحابہ
کو بانٹ دیا چنانچہ یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ہمنے ثابت کر دیے ہین پس بعد اس آیت کے بھی حکم
جواز رقیت مین بعہد جناب رسالت مآب صلعم کچھ فرق نہ آیا اور بدستور بموجب فرمان پیغمبر صلعم
کے جاری و نافذ رہا **قال** وہ آیت مین بھی قیدیون کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوئے **اقول**
مین احکام محصورہ کو نہین سمجھا آیا یہ کوئی قسم احکام کی ہے جیسا منصوصہ اور مفسرہ اور محکمہ
اور ظاہرہ یا کچھ اور اس سے آپکی کیا مراد ہے عنایت فرما کر اسکی شرح فرما دیجیے **قال** اور لونڈی
وغلام بنانا الفاظ صریح سے نہین بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا **اقول** ہرگاہ کہ بقول مجتہد کے
رسم غلامی رسم قدیم تھی اور اوسکے متروک ہو جانیکا کسیکو خیال بھی نتھا اور احکام قرآن و احادیث
اور افعال پیغمبر صلعم سے زیادہ تر استحکام اوسکا ہو گیا تھا پس مقتضای بلاغت قرآن اور مقتضاے
حال تو یہ تھا کہ اوسکے ترک اور ممانعت کا حکم بہت تصریح سے بالفاظ صریح بہت ہی تاکید کے
ساتھ نافذ ہوتا جسطرح پر حکم حرمت خمر و ربا نافذ ہوا ہے نہ یہ کہ بالفاظ غیر صریح مجملہ خفیہ سے اور پھر
کہ احکام جواز رقیت ایسی منصوص اور مفسر اور صاف جواز رقیت پر دلالت کرتی ہین کہ اونمین
کسی بات دان کو شک و شبہ نہین ہے پس خالی اس سے نہین کہ وہ احکام دالہ اوپر جواز رقیت کے
منسوخ ہو گئے یا بدستور باقی ہین اگر بدستور باقی ہین تو دعوی ابطال ان کا باطل ہے اور اگر منسوخ
ہو گئے تو یہ آیت اونکی ناسخ ٹھہری اور چونکہ آپ خود مقر ہین کہ ابطال استرقاق بالفاظ صریح نہین
پس وہ آیت کسطرح پر ناسخ احکام منصوصہ مفسرہ کے جو ایسے صریح ہین کہ اونکی صراحت مین آپ
کو بھی شبہ نہین ہے اور اونھین احکام کی بنا پر آپ بھی مقر ہین کہ ابتدا سے اسلام مین

رقیت اسلام مین بھی تسلیم کی گئی نہین ہو سکتی کیونکہ جو احکام مفسر اور بہت صاف ہین وہ کسی دلیل
مجمل اور خفی سے منسوخ نہین ہو سکتے اب رہا حصر سو اوسکا بھی یہ حال کہ کوئی لفظ اوس آیت مین
ایسا نہین کہ حصر پر دلالت کرتا ہو اگر آپ یہ کہین کہ کلمہ اِنّمَا واسطے حصر کے ہے تو ہم کہینگے کہ غلط
بات ہے ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہے کہ وہ مادّہ مانعۃ الجمع مین بھی جیسا کہ یہان ہے مستعمل ہوتا ہے اور دیگر
معانی مین بھی سوا حصر کے مستعمل ہے پس ادعا حصر بلا دلیل باطل ہے اگر آپ کہین کہ فخر رازی نے
لکھا ہے کہ اما و انما واسطے حصر کے ہے تو ہم کہینگے کہ لغت عرب مین جیسے آپ ویسے فخر رازی فرق
اتنا ہی ہے کہ وہ بلدہ رے کے عراق عجم کے ہین آپ بلدہ دہلی ہندوستان کے ہین کسی عرب عربا کا
قول سند لائیے یا کسی نحوی یا عالم لغت کے قول سے استدلال فرمائیے اور جبکہ اہل حجاز و قریش
اور دیگر عرب عربا نے کلمہ انما کو مفید حصر نہین سمجھا تو بالیقین جاننا چاہیے کہ وہ کلمہ ہرگز واسطے
حصر کے نہین اگر واقع مین وہ کلمہ مخصوص واسطے حصر کے ہوتا تو اہل زبان کہ جنکی زبان مین قرآن
نازل ہوا ہے بلا شک ایسا ہی سمجھتے اور بمقتضا اسکے حصر کے عمل فرماتے اور اوپر جواز استرقاق کے بلا فدیہ زنان
اجماع نہ کرتے بھلا اورون کا تو مذکور ہی کیا ہے خود صاحب وحی نے بھی کہ جنسے زیادہ کوئی قرآن کو
نہین سمجھتا انما کو اس آیت مین مفید حصر نہین سمجھا اگر ایسا سمجھتے تو اساری ہوازن اور اوطاس
وغیرہا کو کیون رقیق بنا لیتے اور بعض ہوازن کو کیون قتل کرا دیتے **قال** بعد نزول اس آیت کے
جناب رسول خدا صلعم نے اگرچہ تمام اساری مین فدا کیا الا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا
تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا **اقول** سراسر بیجا بات ہے اساری مذکور کو فدیہ لیکر
چھوڑا تھا اور نہ حکم صریح ممانعت کا نافذ ہوا اور پھر کسی محارب مقاتل کو نہ فدیہ لیکر چھوڑا نہ احسان
رکھکر بلا فدیہ چھوڑا چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی اور مجتہد عصر جو یہ فرماتے ہین خیال حصر موجودہ
آیت پر نہوا تکذیب اس قول کی خود اونہین کے قول سے جو بیان جنگ بنی جذیمہ مین فرمایا ہے ظاہر
اوس قول سے ظاہر ہے کہ اکثر اصحاب کو اس پر اچھی طرح علم تھا اور اچھی طرح معنی آیت کے سمجھے تھے علاوہ
ہم کہتے ہین کہ خیال حصر کے کیا معنی بر خلاف حصر ہمیشہ عمل مین آتا رہا بہ قضیہ شرطیہ جناب مجتہد دہر کا

کہ (جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ ایت پر نہوا) عجیب
قضیہ قابل تماشا ہے کہ مقدم کو تالی کسی طرح سے لازم نہین یعنی ہونا عمل کا اوپر قتل و استرقاق و منع فداء
کے قبل از نزول آیت عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز کے درمیان من و فدا کے مستلزم اسکا
ہرگز ہرگز نہین کہ عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز من و فدا پر خیال نہووے دیکھو قبل نزول آیات
تجدید نکاح و منع جمع بین الاختین کے عمل اوپر ازدواج ما فوق الاربع اور ما دون الاربع اور جمع
بین الاختین اور عدم جمع پر ہوتا تھا اگر عمل سابقہ موجب عدم لحاظ ہوتا تو لازم آتا کہ بسبب جبر قول
مجتہد آیت من و فدا مین خیال حصر پر نہوا ایسی ہی ان آیات مین تحریم ما فوق الاربع اور تحریم جمع
بین الاختین پر بھی خیال نہوتا و اللازم باطل فالملزوم مثلہ تو ضکہ سب قضیے دلائل مجتہد دہر کے
تماستر وہمیات بر خلاف ضوابط علوم اصول میزان و مناظرہ کے و سب پیچ و لوچ ہین پھر ہم
یہ دریافت کرتے ہین کہ حصر پر کسکو خیال نہوا آیا پیغمبر صلعم کو نہوا یا اصحاب کو نہوا اگر پیغمبر صلعم کو خیال
نہوا تو صاف ثابت ہوا کہ واقع مین ادعا حصر غلط اور خلاف مراد صاحب وحی کے ہے اور اگر اصحاب
کو خیال نہوا تو پیغمبر صلعم نے کیون خیال نہ کرایا اور کیون خیال نہوا کیا تبلیغ اوس آیت کی باعلان
تمام مثل تبلیغ دیگر آیات قرآن کے نہ فرمائی گئی تھی اور تعمیل حکم یَا اَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا
اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ کی کچھ بھی نہین کی گئی دیکھو تو علما
علم معانی و بیان اس آیت کی تفسیر مین کس کس خوبی کے ساتھ مین کلمات آیت سے اس بات کو ثابت
فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے ذرہ سی بات کی تبلیغ مین بھی کسی طرح کی غفلت نہین کی اور جو احکام نازل ہوئے
اونکا ایسا اعلان کیا کہ کسی طرح کا شک و شبہہ تبلیغ مین نرہا چنانچہ بتائید اوسکے بخاری روایت
کرتے ہین عن عائشۃ قالت من حدثک ان محمداً علیہ السلام کتم شیئاً مما انزل علیہ
فقد کذب وھو یقول یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ عایشہ رض
فرماتی ہین کہ جسنے یہ بات تجھسے کہی کہ محمد علیہ السلام نے اوس مین سے جو خدا نے اوسپر اوتاری ہے کچھ
بھی چھپایا تو اوسنے جھوٹھ بولا شان یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے اے رسول اچھی طرح سے پہونچا دو لوگون کو کل

اوس چیز کو جو تجھپر اوتری ہی تیرے پروردگار کیطرف سے اور اگر ایسا نکیا تو تو نے اوسکی پیغمبری کی کچھہ
بھی تبلیغ نکی اور اگر در حقیقت تبلیغ کامل ہوگئی تھی تو باوجود سمجھہ لینے علم اور تبلیغ کامل کے کیا وجہہ
تھی کہ کسیکو بھی خیال نہوا پانچ حال سے خالی نہین کہ یا کلمہ انما کا از روے لغت عرب کے مفید حصر نہین
یا در بابِ حصر کے اوسمین کچھہ اجمال ہی یا یہ کہ حکم حصر وجوبی نہین یا کردیدہ و دانستہ اوس حکم کی تعمیل نہین
کی یا یہ کہ وہ معنی انما سے واقف نتھے صورت خامسہ تو نہایت مستبعد ہی بلکہ ممتنع ہی کیونکہ اصحاب
پیغمبر صلعم خاص عرب تھے اور اونمین اکثر لوگ قریش تھے اونہینکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی فَاِنَّمَا
يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ الآیہ صورت رابعہ کے قائل کو ہم سخت بددین اور ملحد سمجھتے ہین اور واقع
مین اسکا قایل ایسا ہی ہی کہ پیغمبر صلعم اور جملہ اصحاب کبار اور خیار امت کو جنکا خیر القرون ہونا بخبر
مخبر صادق ثابت ہوچکا ہی اونکو فاسق و شر القرون کہتا ہی صورت ثالثہ ہمارے مفید ہی اور صورت
ثانیہ بھی ہمارے مدعا کی مفید ہی کیونکہ در صورت اجمال کے اصحاب رضوان اللہ علیہم پر پہلی امر واجب تھا
کہ اوس اجمال کی تفسیر بیان قولی یا فعلی صاحب وحی علیہ السلام سے دریافت کرتے اور چونکہ بیان فعلی
واقعہ ہوازن اور اوطاس وغیرہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ انما واسطے حصر کے نہین تو جواز استرقاق
پر جو اونھون نے عمل فرمایا ہر آئینہ عمل اونکا مطابق آیہ مفسرہ کے ہوا صورت اولی عین مدعا ہمارا ہی
قال اور اوسکے بعد قلیل زمانے مین رسول خدا صلعم نے رحلت فرمائی اقول اگر قلت اضافی مراد ہی تو ابتدا سے
انتہا تک خود زمانہ دنیا ہی قلیل اور چند روز ہی اور اگر فی نفسہ اوس زمانہ کو دیکھیے کہ جبسے آپ عوی
غیر ثابت نزول آیت کا کرتے ہین تا روز وفات پیغمبر صلعم کتنا ہی تو دو برس اور چار مہینے ہوتے ہین
یہ کچھہ زمانہ قلیل نتھا اس مدت مدید مین تعجب بارہا سورہ محمد صلعم نماز مین اور تلاوت مین اصحاب پیغمبر صلعم نے سنی
اور پڑھی ہوگی اور چونکہ یہ آیہ نسبت ایک امر اہم متعلق جہاد کے نازل ہوئی تھی اور اس عرصہ مین
بہت سے سرایا اور بعوث حضرت نے جہاد کے واسطے بھیجے ممکن نتھا کہ اس حکم سے جو منجملہ امور اہمہ متعلقہ
جہاد کے تھا سرایا اور بعوث اور امیران لشکر کو اطلاع نہ دی ہو اسکے بعد جو احکام نازل ہوئے ہین اونکی تو
بہت اعلان کے ساتھہ منادی فرمائی گئی احکام سورہ برائت کے واسطے ابو بکر صدیق رضی اور علی مرتضی رضی اور

باموسم حج کے کہ عین بروقت تھا اوسکی منادی کرادین طواف عریان کی ممانعت کی بھی ایسی ہی منادی
کرادی گئی بڑا تعجب ہے کہ حضرت یہی ایک حکم باوجودیکہ احکام سورۂ براۃ سے اور چند احکام پیشتر نازل
ہوچکا تھا اعلان و تبلیغ سے باقی رہگیا اور احکام مابعد کے اعلان مین زمانہ قرب وفات کچھ موثر ہوا
صرف اسی حکم مین موثر ہوگیا علاوہ برآن حضرت نے اگر رحلت فرمائی اب تو قرآن مین موجود تھی وہ
تو نہین اوٹھ گئی تھی بڑا تعجب ہے کہ کسی صحابی نے نہ حضرت کی حیات مین اوسکو پڑھا نہ بعد وفات کے
پڑھا اور اگر کسی صحابی کو بھی اوسکی اطلاع تھی او کسیکی تلاوت مین وہ نہین تھی تو وہ متواتر نہ ہوئی
اور جب متواتر نہوئی تو قرآن ہونا بھی اوسکا باطل ہوگیا خلاصہ مدعا یہ ہے کہ یہ آیت متواتر ہے یا نہین
اگر متواتر ہے تو صدہا صحابہ کو اسکا علم اوسپر ضرور ہے اور اگر متواتر نہین تو جزو قرآن نہین شق اول
جو باوجود شہرت تامہ اور تواتر عامہ کے کہ زبان زبان و دہان دہان تھی عمل اوسپر صحابہ کا نہوا تو اوسکا باعث
اوسکا وہی وجوہ خمسہ ہین جو ہمنے لکھین ہین یا اور کچھ اگر اور کچھ ہے تو بیان کیجئے ور جو کوئی وجہ
اونھین وجوہ خمسہ سے ہے تو بیان اوسکا اوپر گذر گیا **قال** صحابہ کے زمانے مین اوسپر خیال نہونا بوجہ
مذکورۂ بالا کچھ تعجب کی بات نہین ہے **اقول** کوئی وجہ ایسی کہ باعث زوال تعجب ہو آپنے
بیان نہین فرمائی بعد تحریر چند کلمات لایعنی کے ایک دھوکے کی بات یہ لکھدی کہ کچھ تعجب
کی بات نہین دیکھ لو وجوہ خمسہ مرقومۂ بالا کو اوسکے بعد رفع تعجب و استبعاد کے کوئی وجہ
معقول پیش کرو ورنہ ایسے لغویات آپکے تو کوئی صاحب عقل پسند نکریگا **قال** شراب کی حرمت
نازل ہونیکے بعد کوئی نہین سمجھا تھا کہ شراب حرام ہوگئی ہے یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت
نازل ہوئی **اقول** سراسر افترا اور کذب بہتان صریح ہے حرمت کی یہی ایک آیت ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ الی قولہ تعالی فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ
اسکے بعد یہ ہوا کہ تمام مدینہ مین منادی حرمت کی کرادی گئی اور بیع خمر اور تداوی بالخمر حرام
کردی گئی اور خمر جو موجود تھی پھنکوادی گئی یہانتک کہ اوسکے سرکا بنانیکی بھی اجازت ندی گئی
برتن شراب کے جو معمولی ہوتے تھے اونکے استعمال کی بھی ممانعت فرمائی گئی اوسکے پینے والے پر

حکم آجر احد کا نافذ ہوا اصحاب مین ایسا کوئی نہ رہا کہ جسنے حکم حرمت نہ سمجھا ہو آیت تحریم سے پہلے کی
آیت وہ ہی جو سورۂ نسا مین ہی چنانچہ یہ بات حدیث ابوداؤد سے ثابت ہی اور وہ آیت یہ ہی یَا اَیُّہَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ع ی
سو منو پاس نجاؤ نماز کے اوس حال مین کہ تم نشہ مین ہو جب تک کہ سمجھنے لگو اوس بات کو جو تم کہتے ہو دیکھو
اس سے کچھ حرمت خمر کی ثابت نہین ہوتی صرف حکم ہی کہ جب تک نشہ مین ہو تب تک نماز کو ادا نہ کرو اور
پیغمبر صلعم نے کچھ ممانعت فرمائی تھی چنانچہ بعض اصحاب تائب ہوتے تھے اور حضرت صلعم کو بھی اوسکی اطلاع تھی اگر ممنوع
و حرام ہوئی ہوتی تو بیشک پیغمبر صلعم اونکا تدارک کرتے اور جسطرح بعد نزول آیت تحریم کے منادی تشدد
فرمایا پہلے ہی ایسا تشدد اور منادی کراتے البتہ اسقدر بیشک ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایسی چیزون کو جنسے عقل
مین فتور و فساد آجاتا ہی اور بوجہ غفلت مین ہمیشہ محترز رہتے ہین اور گو کہ اورون کے حق مین قبل از تحریم
مباح سمجھتے تھے پھر بھی مکروہ جانتے تھے مگر قبل از نزول آیت تحریم حکم تحریم کا نہین دیا اگر بطور فرض محال کے ہم
بھی فرض کرین کہ پہلے کسی آیت سے خمر حرام ہوئی تھی اور بسبب کسی قسم کے اجمال کے کسینے حرمت اوسکی نہین سمجھی تھی اور یہ محتاج بیان کی
رہی جب بیان اوسکا آیت ثانیہ سے ہو گیا تو وہ آیت بھی مفسر ہو گئی یہ بات ہمارے مدعا موافق ہی جو ہمارے مقصد کے ہی کیونکہ اسکی نظیر دیتے ہیں یہ بات
ثابت ہوئی کہ آیت من و فدا در باب وجوب من و فدا کے مجمل ہی جسطرح آیت تحریم خمر مجمل تھی اور محتاج بیان کی تھی
اب دیکھا جاوے کہ بیان اوسکا قولاً یا فعلاً شارع علیہ السلام کیطرف سے ہوا جیسا کہ بیان آیت تحریم خمر کا ہو گیا یا نہوا اگر
نہوا تو متشابہات مین داخل رہی اور عمل اوسپر متعذر ہو گیا اور اگر بیان ہو گیا ہی تو مفسر ہو گئی سو ہم دیکھتے
ہین کہ از روے بیان فعلی کے واقعہ ہوازن اور اوطاس و بنی قریظہ و خیبر وغیرہا کے بیان اوسکا
ہو گیا اور من و فدا واجب نہ ٹھہرا اسلیے کوئی بیان ایسا کہ جس سے وجوب من و فدا ثابت ہو ثابت نہین کیا
پس یہ نظیر آپکی ہمارے موافق مدعا ہی نہ آپکے ہم اسکا انکار نہین کرتے کہ کوئی کلام ایسا ہو جسکو اہل زبان نے
خوب سمجھا ہو مگر اہل زبان کے نسمجھنے کے واسطے کوئی امر مانع فہم لغت ہو ہر آئینہ ضرور ہی دیکھو وجوہ خمسہ
مصرحہ صدر **قال** بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر ابتدا عہد خلافت حضرت عمر رض تک بیع ہوتی رہی
اقول اس سے آپکا مدعا ثابت نہین ہو سکتا آپکا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ جب صحابہ کا اجماع حضرت عمر رض

کی خلافت تک اسپر ہوتا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور چونکہ اجماع صحابہ کا اسپر کبھی نہین ہوا بلکہ دو تین آدمی
کا یہ گمان تھا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور اون تک وہ حکم تحریم نہین پہونچا تھا اور اور صحابہ سب اوس
حکم سے مطلع ہوگئے تھے پس ناواقفیت دو تین آدمی کی منجملہ ہزارون آدمیون کے کچھہ مستبعد نہین برخلاف
ما نحن فیہ کے کہ خود باعتراف آپکے کوئی بھی قائل وجوب مَن وفدا کا نہین ہوا علاوہ برآن وہ خبر جسمین
ممانعت امہات الاولاد کی ہی متواتر نہین بلکہ خبر مشہور بھی نہین ہی پس بحالت عدم تواتر کے ناواقفیت
دو تین یا دس بیس کی منجملہ ہزارون کے کچھہ مستبعد نہین مگر چونکہ آیت مَن وفدا متواتر ہی اوس سے ناواقفی جملہ اصحاب
پیغمبر صلعم کی بالبداہہ باطل ہی **قال** متعہ کے غیر ممنوع ہونے پر متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی مرتضی رضا کو بھی
خیال نتھا **اقول** کلام آپکا بعینہ وہی کلام ہی جو بیع امہات الاولاد مین گذرا اگر یہ بات غلط ہی کہ حضرت
علی کو بھی خیال نتھا کیونکہ بخاری اور مسلم اور موطا مین راوی حدیث متعہ کے خود جناب علی مرتضی رضی اللہ
عنہ ہی ہین اور کتب احادیث اثنا عشریہ مین بھی روایت حرمت متعہ کی خود انھین عالی جناب سے ہی گو کہ
وہ کسی طرز پر محمول ہو اور یہ مسئلہ تو کسی طرح نظیر ناواقفی مسئلہ ما نحن فیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ ابتک اس مسئلہ
مین علماء اسلام کا اختلاف باقی ہی ایک فریق اوسکو جائز دوسرا فریق ناجائز کہتا ہی اور اوس مسئلے پر انعقاد
اجماع صحابہ مین بھی باہم کلام ہی **قال** خلفاء راشدین کے زمانے مین اسپر خیال نہونیکا یہ بھی سبب ہوا کہ اونکے
وقت مین اس مسئلے پر بحث ہونیکا بہت کم موقع ملا **اقول** اول تو دعوی نہ خیال ہونیکا ہی باطل ہی
اوسپر مجتہد صاحب کے پاس کیا دلیل ہی جب برابر حکم استرقاق جاری رہا تو نہ خیال ہی نہ مجتہد صاحب کا
خیال باطل ہی ثانیاً کم ملنے موقع کا دعوا بھی سراسر باطل ہی موقع بحث کا احکام متعلق جہاد مین جس وقت
غلبہ جہاد جو خلفاء راشدین کے ہی وقت مین تھا کونسا زیادہ ہو سکتا ہی اگر آیت مَن وفدا کا مطلب موافق
خیال باطل مجتہد کے ہوتا تو بیشک وشبہہ وہی وقت تھا کہ اوس وقت مین اوسپر بحث واقع ہوتی اوس سے زیادہ
ضرورت بحث کا وقت ابتک تو کوئی بھی پیش نہین آیا ثالثاً اسیران بنی جذیمہ کے بحث مین خود اقرار
کرتے ہین کہ بہت سے صحابہ آیت مَن وفدا سے واقف تھے اور اسی سبب سے اونھون نے قتل اسیرین سے انکار کیا تھا
مین حیران ہون کہ یہان برخلاف اوسکے دعوی خیال نہونے کا کس زبان وہ ہاتھ سے فرماتے ہین پس ظاہر ہوا

کہ یہ سب غالطہ مجتہد کا تقلید گمراہوں کے ہی ولیس قال حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی خلافت مرتدین کے تنبیہ
کرنے مین ختم ہو گئی اقول چھوٹی بات اور سرا فترا ہی مرتدین سے گذر معاملہ رہا فتوح شام اور جہاد وین
و بلاد دمشق و بعض بلاد روم سپہ سالاری خالد بن ولید کی خلافت مین ظہور مین آئی ماشاء اللہ جناب
مجتہد عصر کو جیسا اور علوم مین زیادہ تر دخل ہے علم تاریخ و سیر مین بھی ایسے کچھ کم نہین علاوہ برآن مصروف
رہنا بطرف مرتدین کے مانع اسکا نہین کہ احکام قرآن کے اجرا سے غفلت کی جاوے اور اونکو صفحہ خیال سے
بھی محو کر دیا جاوے آخر ہزارون احکام شریعت کے جاری کیے جاتے تھے تعجب ہے کہ صرف اسی ایک حکم الٰہی مین
ابوبکر صدیق رضہ اور جمیع صحابہ کو غفلت ہو گئی قال اور حضرت عمر رضہ اور حضرت عثمان رضہ کے زمانہ مین دارالخلافت
سے بہت دور دور کے فاصلے پر لڑائیان ہوئین اقول اسسے عدم توجہی یا نہ ملنا موقع بحث کا آیت مین
خدا پر کسطرح سے لازم آیا سنن و مستحبات پر تو صدہا مسائل مین بحث کا موقع ملتا رہا کیا وجہ تھی کہ صرف
اسی ایک امر اہم کی نسبت کسی بات کا موقع نملا اور برخلاف اوسکے عمل فرماتے رہے ایسے خلیفہ نامی کہ
جاری کرنا اونکا احکام قرآن کو بشدت و کد و جہد عالم مین معروف و مشہور ہے کسطرح سے روادار جاری
رہنے ایک امر نامشروع کے جو قرآن سے ممنوع ہی ہو گئے قال حضرت علی مرتضیٰ رضہ کی خلافت آپس کے جھگڑے
مین انجام ہوئی اقول شاید مجتہد عصر کے ذہن مین یہ ہو کہ تمام مدت خلافت مین کبھی اونھون نے
ختم قرآن نہ فرمایا اور پہلے اوسسے جو قرآن پڑھا تھا یا سنا تھا وہ بھی وقت گذر گیا سے یہ بھی بھول گئے آخر آیت
قرآنی خیال مین بھی نہ رہی قال اور امام حسن علیہ السلام کی خلافت تو آفتاب لب بام کے مانند تھی
اقول جناب مجتہد صاحب آپکی ان وجوہ فاسدہ سے تو یہ بات لازم آئی کہ موقع توجہ کا صرف اس آیت
کی طرف متعذر یا محال ہے لڑائی جھگڑے بھی مانع توجہ کے ہین خالی بیٹھنا بھی مانع توجہ ہے جہاد اوپر مرتدین
اور کفار بلاد قریبہ کے بھی مانع ہے بلاد بعیدہ پر جہاد کے لیے لشکر بھیجنا بھی مانع توجہ ہے تھوڑے دنون کی
خلافت بھی مانع ہے بہت دنون تک کی خلافت بھی مانع ہے ایک حکایت ایک نیل گو دھونے
والے کی کہ صورت شیر کی اپنے جسم پر گدوانا چاہتا تھا آپکے اوسکی بھی نہین اور وہ بھی نہین ہے یاد آئی ہے
کہ لکھتا ہون مثنوی این حکایت بشنو از صاحب بیان   در طریق و عادت قزوینیان

بر تن و دست کتفها بیدرنگ
از سر سوزن کبودیها زنند
گفت چه صورت زنم ای پہلوان
جہد کن رنگ کبودی سیر زن
چونکہ او سوزن فرو بردن گرفت
مر مرا کشتی چہ صورت میزنی
گفت از دمگاہ آغازیدہ ام
دُمگہ او دمگہم محکم گرفت
جانب دیگر گرفت آن شخص زخم
گفت این گوش است ای مرد نکو
جانب دیگر خلش آغاز کرد
گفت اینست اشکم شیر ای عزیز
خیرہ شد دلاک و بس حیران بماند
گفت در عالم کسی را این فتاد
چون نداری طاقت سوزن زدن

سینہ زنند از صورت شیر و پلنگ
سوی دلاکی بشد قزوینیی
گفت بر زن صورت شیر ژیان
گفت بر چہ موضع صورت زنم
درد آن در شانہ گہ مسکن گرفت
گفت آخر شیر فرمودی مرا
گفت دُم بگذار ای دو دیدہ ام
شیر بیدُم باش گو ای شیرساز
بیمحابا بی مواسای و رحم
گفت گو گوشش نباشد ای حکیم
باز قزوینی فغان را ساز کرد
گفت تا اشکم نباشد شیر را
تا بدیر انگشت در دندان بماند
شیر بیدُم و سر و اشکم کہ دید
از چنین شیر ژیان پس دم مزن

بر چنان صورت پیاپی نیش گوند
کہ کبودم زن بکو شیرینئے
طالعم شیرست نقش شیر زن
گفت بر شانہ گہم زن آن رقم
پہلوان در نالہ آمد کای سنی
گفت از چہ عضو کردی ابتدا
از دم و دمگاہ شیرم دم گرفت
کہ دلم سستی گرفت از زخم گاز
بانگ کرد او کین چہ اندامست ازو
گوش را بگذار و کوتہ کن کلام
کین سوم جانب چہ اندامست نیز
گشت افزون درد کم زن زخمہا
بر زمین زد سوزن از خشم اوستاد
این چنین شیری خدا خود نافرید

جناب مجتہد صاحب قبلہ پانچ
صحابیوں کی نسبت تو آپنے عذرات بدتر از گناہ پیش کیے مگر ہزاروں مرد اور ہزاروں عورت آنحضرت کے عہد میں
نہ پڑھے لکھے فقیہ اور فقیہ تھیں اونکے خیال لکرنیکا کیا عذر ہے ذری سی باتوں پر ایک ایک عورت خلفائے
عہد سے مسئلہ شرعیہ میں خوب جھگڑتی تھی باہم مسائل شرعیہ اور استنباط قرآن پر بہت گفتگو رہتی تھی اگر اس
آیت میں انما مفید معنی حصر تھا تو کیا وجہ ہے کہ اوروں نے بھی جواز مسئلہ استرقاق پر کہ بڑی دہوم دھام سے
جاری تھا اعتراض پیش کیا اوروں کی طرف سے بھی تو کچھ عذر پیش کیجیے عبد اللہ بن عمرؓ اور دیگر صحابہ کہ جنکی
نسبت ہر بیان جنگ بنی جذیمہ آپ بھی فرماتے ہیں کہ وہ نزول آیت من وفدا سے واقف تھے انھین کا

خلاف ثابت کردیجیے حالانکہ وہی خود راوی ہین اوس حدیث کے جسمین بحث دیے جانے چھوکریون کی
خمس مین سے منجملہ غنیمت ہوا ذکر ہی اوپر گذر گئی ہی علاوہ بران اوس زمانہ مین موالی بہت قرآن کے پڑھنے والے
تھے اور ان مین اکثر تو ایسے ایسے فقیہ تھے کہ فقاہت اونکی مسلم الثبوت ہی بھلا احرار کو کچھ توجہ بسبب
خود غرضی کے نہوئی تو نہوئی موالی کا اس آیت کیطرف متوجہ نہونا اور بربنا اس آیت کے دعوی اونکا
نکرنا نہایت مستبعد اور خلاف قیاس ہی صاف ظاہر ہی کہ تقلید گمراہون کی بلکہ گمراہی مین ڈال رہی تھی
جیسا وہی لوگ اپنی نادانی سے تجویز کرتے ہین اونکی تجویز پر آپ ازراہ تقلید محض کے ایمان لاکر مستعد اسکے ہوتے
ہین کہ شرع کو تابع اونکے گمراہیون کا کیا جاوے مگر علی رغم انف مبطلان یہ کبھی ہوسکیگا وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ
أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
مُعْرِضُونَ ○ اگر تابع ہوتا حق اونکی خواہشون کا تو البتہ فاسد ہوجاتے آسمان و زمین اور جو کچھ اونمین ہی
بلکہ دیا ہمنے اونکو ذکر اونکا پس وہی اپنے ذکر سے روگردانی کرنے والے ہین **قال** یہ بڑی قوی اسباب تھے
جنکے سبب سے آیت مین وفدا کا حصر خیال سے خارج رہا **اقول** جھوٹھی باتین بنا کر یہ کہدینا کہ یہ بڑے قوی اسباب
تھے الخ بجز دھوکے کے کچھ مفید نہین جسقدر آپنے باتین گھڑی ہین اونمین ایک بات قابل بھی نتھی کہ صلاحیت
عدم توجہی کے بطرف حصر کے رکھے چہ جائیکہ اوسکو سبب قوی ٹھہرایا جاوے اور جناب اسباب صرف پانچ ہی
آدمیون کی نسبت آپنے بیان کیے ہین اور اونکی نسبت تو کچھ بھی سبب عذرات آپنے پیش نہین کیے پس جس سے
تو احتجاج مین ہمارے خلل نہین پڑسکتا اور نسبت اون پانچون کے بھی قطع نظر اون امور کے ہم یہ کہتے ہین
کہ امین خیال اور توجہ کی ضرورت بھی کیا تھی جب ایک لفظ صاف و پر ایک معنی کے دلالت کرتا ہی تو زبان
دان جسوقت اوسکو سنیگا یا پڑھیگا بمجرد پڑھنے یا سننے کے اوسکا ذہن اون معانی کیطرف انتقال
کریگا امین کچھ فکر اور مزید توجہ اور خیال کی ضرورت بھی کیا ہی آیا کچھ انما کے افادہ حصر مین خفا ہی کہ اہل زبان
اوسکو معنی حصر بغیر توجہ تام اور انضمام دیگر قرائن اور لحوق بیان شارع کے نہین سمجھ سکتے تھے یا آپکے
ذہن مین یہ ہی کہ یہ پانچون آدمی تئیس برس کے عرصے مین تمام قرآن کے معنی سمجھنے سے بسبب اسباب مذکورہ
قاصر ہوگئے تھے کیونکہ اسباب مذکورہ تو کچھ مخصوص لفظ انما ہی کے واسطے نتھے اگر تھے تو جمیع الفاظ کے واسطے تھے

اور نقتے تو کسیکے واسطے بھی تھے پس لازم آتا ہی کہ اونکو معنی لا اور الا پر بھی جو کلمہ لا آلہ الا اللہ مین ہی اون
تیس برس مین بسبب اسباب قویہ کے خیال نرہا ہوگا علی ہذا القیاس جو کوئی اونسے کچھ بات کہتا ہوگا تو اوسپر
بھی بسبب اسباب قویہ مذکورہ کے کچھ خیال نکرتے ہونگے فیصل قضایا بھی بدون خیال کرنے کے الفاظ دعوی
اور جواب اور شہادت پر فرمایا کرتے ہونگے کیونکہ اسباب قویہ مذکورہ کو کچھ خصوصیت کلمات قرآن سے نہین
ہی اگر مؤثر ہین تو سب کلمات مین مؤثر ہین اور نہین تو نہین الغرض اوس خیر القرون مین بڑا ہی اندھیر حکومت اسلام
مین بقول اہل ہند ہر بوم کا راج ہو رہا ہوگا اور وہان زیادہ تر کیفیت قابل تماشا کے یہ ہوگی کہ مدعی اور مدعا علیہ
اور گواہ بھی تو اوسی زمرہ خیال نکرنے والونمین ہی ہونگے پس ایک عجیب کیفیت عرب و عجم مین صحابہ کبار کی
ہوگی اور اسباب قویہ شنبہ مجتہد عقلمند کی کیا بہار غفلت کی ہوگی کہ نہ دکھا رہے ہونگے واہ جناب مجتہد
صاحب خوب تعظیم کی اصحاب کبار اور خیر القرون اور خلافت خلفا عدل کی آپ سے دوست کے ہوتے دشمن کی
تو کچھ حاجت نہین یہان تک تو جناب مجتہد صاحب کے بیان سے خیر القرون کی مناقب اور خوبیان اور عدم
توجہی بطرف کتاب اللہ کے ظاہر ہوئی آگے وہی متوجہ ہوئے بطرف قرن ثم الذین یلونہم چنانچہ فرماتے ہین قال
اوس زمانے کے بعد لوگونکی توجہ اس بات پر زیادہ تر تھی کہ اوس زمانے کے واقعات کو جہان تک
ہوسکے دلائل سے قوی کرین اسلیئے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگین اور مجبوری آیت من و فدا کو منسوخ
بتانے لگے اقول خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ زمانہ پیغمبر صلعم مین تو تبلیغ اس حکم کی ہوئی جیسے کہ اور احکام
کی ہوتی تھی اور زمانہ صحابہ مین جواز غلامی کا باعث غفلت اصحاب پیغمبر صلعم کی ہوئی زمانہ تابعین مین دیدہ
و دانستہ محکم اور برابطال حق کے باندھی گئی اور جب کوئی اور بات نہ بن آئی تو کتاب اللہ کی آیت
محکم کو اپنی ہوائے نفسانی کے سبب منسوخ ٹھہرایا گیا تو گویا کہ پیغمبر صلعم کے عہد سے ہی اس آیت کا یہ حال رہا
کہ درجہ بدرجہ اوسپر ظلم برابر ہوتا رہا اور اوسکی سبب مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوتے رہے پیغمبر صلعم نے تو تبلیغ اوسکی
جیسی اونپر فرض تھی ویسی کی اور مرتکب مخالفت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من
ربک نہ ہوئے صحابہ کمال غفلت کے سبب اوس کی مصداق الذین ھم عن آیاتنا غافلون
...ل اتیناھم بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون ٥ کے ہوئے تابعین تو پھر کیا

کہ حکم محکم اور نص صریح کو اپنی ہوائے باطلہ کی تائید کیلیے منسوخ ٹھہرا دیا چہ انبات در ٥ بز نیم بفیہ کہ سلطان تم رو اوام
زنند لشکر با نش ہزار مرغ بسیخ ٭ پس کوئی قرن قرون ثلاثہ سے ایسا نہ رہا کہ مجتہد صاحب کی طعن سے بچ رہا ہو
اور درجہ بدرجہ پیغمبر صلعم سے لیکے تیسری قرن تک مجتہد و نے سب ہی پر کنایۃً و اشارۃً و صراحۃً طعنہ و تشنیع دیا و امرہ
الی اللہ ہمکو کچھ اسکا شکوہ نہیں جب و نھوں نے خود خدا تعالی کو ہی تقلید و خوشامد گرا ہونے کے مطعون کیا
کہ اوسنے توریت میں اجازت غلامی کی جو اقبح القبائح اور جڑ تمام بدیوں کی اور خلاف قانون قدرت کے ہی
سے بالاجماع پیغمبر صلعم اور اصحاب پیغمبر صلعم اور اتباع اونکے اور علما و صلحا کس شمار میں رہ گئے پس اپنے اجتہاد ور
کوشش میں تو حتی الوسع اونھوں نے کچھ کوتاہی نہیں کی اب تو نئی منتظر اور متوقع حلوا عید فلیدع نادیہ
سندع الزبانیۃ کے رہیں بس قال بہرحال جو کچھ ہوا اوسکی نسبت یہ بات تسلیم ہو سکتی ہے کہ اوس
زمانے کے لوگون کی غلامی کی نسبت یہ رائے تھی مگر وہ رائے مذہب اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل من اللہ نہیں قرار
پا سکتا اقول جناب تمہاری یہی تھی وہ رائے مبنی اوپر آیات محکمات اور احادیث صحیحہ و افعال پیغمبر صلعم
کے تھی اور یہ مسئلہ بہرحال عین مطابق وحی من اللہ کے ہی اور مخالفت اوسکی مخالفت خدا اور رسول و جمیع انبیا
علیہم السلام اور جمیع کتب سماویہ کی ہی اور آپکے اس اقرار سے ثابت ہی کہ کلمہ انما مفید حصر نہین اگر ایسا ہوتا
تو سارے قرون ثلثہ کی بالاتفاق اوسکے خلاف پر کیونکر ہو سکتی تھی ایا اون ہزارون بلکہ لاکھون آدمیون
کوئی ایک بھی فسق سے خالی تھا قال اور نہ اسلام پر اون لوگون کی رائے سے کچھ داغ لگ سکتا ہی اقول
آمین کیا شک ہی اون کے دل تو نور قدیم سے منور تھے لیکن انکی رائے ایسی تھی کہ اوس سے اسلام و پیشوایان
اسلام و جمیع انبیا علیہم السلام اور خود ملک علام پر داغ لگ گئے ماشاء اللہ یہ تو آپ ہی کی نئی آگ کی
چنگاریان ہین کہ جنسے خدا سے لیکر اخیار و ابرار تک کوئی بھی انکی چوٹ سے بچ نہین سکتا قال مگر یہ بات
ظاہر ہی کہ یہ بحث جو ہمنے شروع کی ایک بحث ہی کہ ساڑھے بارہ سو برس کے درمیان میں شاید کسیسنے نہیں کی
اور بلاشبہ اسوقت ہمپر خرق اجماع اور تخلف اجماع امت کا الزام لگایا جاتا ہی اقول جناب آپ تو نہایت
کسر نفسی او تنزل اس مقولہ مین کام مین لائے کچھ او تعلی کیجیے ٥ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ہے ساڑھے
بارہ سو نہیں بلکہ عہد ابراہیم علیہ السلام سے فرمائیے کہ جسکو کئی ہزار برس گذرے اور شاید کا کیا موقع ہی

یقیناً فرمایئے کہ بیشک کسینے نہین کی و الزام مخالفت اجماع ہی پر اکتفا نہ کیجیے بلکہ مخالفت نصوص
بہی اوسکے ساتھ شامل کر لیجیے اور ہمکو جہانتک کتب سماویہ اور تواریخ سے معلوم ہوا ہے اوسی بنا پر ہم بہی
کہہ سکتے ہین کہ واقع مین ایسی بحث خلاف نص و اجماع ابتدا پیدایش آدم سے تم یا آپنے کی ہے یا ایک شخص نے
خلاف اجماع ملائکہ اور نص کے ابتدا پیدایش آدم میں کسیوقت کی تہی سوا اوسکے اور کوئی بحث کرنیوالا
جو آپسے مباحث کا ہم جنس ہو نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا قال مگر جوکہ مسلمانون کا مقرر کیا ہوا یہ بات
ہی کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کردیتا ہے اقول یہ مسئلہ مسلمہ جمہور فقہا نہین ہے بلکہ صرف فخر الاسلام
اسکے قائل ہین مگر ہمنے اسکو تسلیم کیا قال اور اجماع ثانی شروع ہونیکے لیے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص
اجماع اول سے اختلاف کرے اقول آپکا یہ قول بیجا ہے کیفیت و ماہیت اجماع مصطلح یہ ہے اجماع اسکا نام ہے
کہ ایک عصر مین جملہ مجتہدین امت محمدیہ ایک مسئلہ پر متفق ہون پس اگر ایک عصر کے مجتہدین کا اتفاق ہوا
تو اجماع منعقد ہوا اور اگر عوام الناس جیسے کہ آپ ہین کسی مسئلہ پر متفق ہوئے اونسے بہی اجماع منعقد
نہین ہوسکتا اور اگر ماسوا علما امت محمدیہ کے کچھ لوگ جو خارج از امت ہون متفق کسی مسئلہ پر ہوئے
تب بہی اجماع منعقد نہین ہوسکتا پس ایک شخص نے اگر اجماع سابقہ سے اختلاف کیا اور اجماع جملہ مجتہدان عصر کا
اوسپر ہوا تو اوسکا قول اوسیوقت مردود ہوگیا اور وہ قول نہ اوسوقت نہ آیندہ کبہی مقبول ہوسکتا ہے
اور قابلیت احتجاج اور استناد کیواسطے انعقاد اجماع آیندہ کے نہین رکہتا ہان اگر اوسی زمانہ مین
[illegible] پر اتفاق کرلین تو اجماع ثانی منعقد ہوسکتا ہے اور یہ صورت اجماع کی نہین کہ آج
ایک [illegible] خلاف اجماع اول کچھ کہا [illegible] نے یہ اجماع نہین ہے بلکہ اقوال فردی فردی [illegible]
اول [illegible] ہوجاوینگے اوسیوقت بسبب مخالفت اجماع اول کے مردود ہوجاوینگے اور اجماع ثانی ایک
صورت [illegible] بالذات ہے اب عرض یہ ہے کہ تعلیم اسلام شرق سے غرب تک بلاد و قواعد مین منتشر ہے اجماع
ثانی [illegible] عادۃً متعسر الحصول ہے کہ محال معدوم ہوتا ہے جیساکہ اسوقت آپکا قول مخالف اجماع
پایا گیا [illegible] اگر آپ مجتہدان امت محمدیہ سے بہی ہون تب بہی یہ قول آپکا بسبب انفراد کے ایسا مردود ہے کہ نہ
اسوقت اور نہ کبہی آیندہ درباب انعقاد اجماع آیندہ کے موثر ہے قال پس جو شخص مین ہون اقول آپ خصوصاً

آپنے تو لاکھون ہونگے لوگ کیا اعتبار ہے اجماع کے انعقاد کی اہلیت کسی عامی کو حاصل نہین ہو وہی لیکن مجتہد
لیس فیہ فسق ولا بدعۃ فان الفسق یورث التہمۃ ویسقط العدالۃ وصاحب البدعۃ یدعو
الناس الیہا ولیس ہو من الامۃ علی الاطلاق اہلیت اجماع حاصل ہوتی ہے مجتہد کو کہ نہو اوسمین فسق
اور نہ بدعت کہ فسق پیدا کرتا ہے تہمت کو اور ساقط کر دیتا ہے عدالت کو اور صاحب بدعت بلاتا ہے آدمیونکو بدعت کیطرف
اور نہین ہے وہ امت محمدیہ سے علی الاطلاق پس آپ بطریق اولیٰ اہلیت اجتہاد و انعقاد اجماع کی نہین رکھتے علاوہ برآن آپ پر
اطلاق مجتہد کا ہرگز ہی نہین ہو سکتا کیونکہ اجتہاد کے لیے ضبط آیات و احادیث ضروریہ و علم بلغات قرآن و احادیث
اور دیگر علوم عربیہ شرط ہے اور یہ سب امور جیسا کچھ کہ آپ مین موجود ہین کچھ حاجت بیان کی نہین ہماری تحریر سابقہ سے
خوب ظاہر ہے **قال** اے میرے بھائی مسلمانون الخ **اقول** یہان مجتہد صاحب مدعی ترقی علم کے اس
زمانہ مین ہین مگر مین نہین سمجھتا کہ اونکے نزدیک وہ علم و حکمت جو باعث نجات دائمی و موجب نعمت و درجات
اخروی ہے اور جسکی صفت و ثنا قرآن و حدیث مین ہے اور جملہ علما و حکما ابتدا سے اوسکو شرف و امتیاز کہتے
آئے ہین اور اوسکی نسبت خدا فرماتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اور پیغمبر صلعم فرماتے ہین انا
مدینۃ العلم وعلی بابہا اور خدا فرماتا ہے کہ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آیاتہ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور جسکے سبب نوع انسان کو شرافت سائر انواع حیوانی پر دی ہے کسکا نام
ایا وہ علم و حکمت علم نجوم ہے یا طب ہے یا جغرافیہ ہے یا جبر و مقابلہ ہے یا ہیئت ہے یا ہندسہ ہے یا علم ثقیل ہے یا ان سب کے سوا
اور ہی چیز ہے اور وہ خیر القرون مین قرن ثانی و ثالث مین برسر ترقی تھا یا اب ہی اسکی تشریح مہربانی فرما کے کیجیئے
تاکہ معلوم ہووے کہ مجتہد صاحب اوس علم و حکمت کے نام سے بھی آگاہ ہین یا نہین اور کچھ بھی بو اوس کی
اونکے مشام جان تک پہونچی ہے یا نہین جنہوں نے اونکے تہذیب الاخلاق مین ابتک ایک حرف بھی
اوس علم کا نہین دیکھا اور جو باتین دیکھی وہ برخلاف ہے اخلاق اون صاحب خلق عظیم صلعم کے جسکے
حق مین خدا فرماتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ اور جس قرن کی نسبت خیر القرون کی وارد ہے اوسمین علم اور سائنس نے بہت
ترقی تھا یا اب نہین اور اوس قرن کو خیر القرون کس علم کے اعتبار سے فرمایا ہے ذرا اسکی تشریح فرمائیے

خاتمۃ الطبع

بعنایت بے غایت ایزد متعال و اعانت لانہایت قادر ذو الجلال کتاب ہدایت نصاب
رد الشقاق فی جواز الاسترقاق تصنیف شہیر علام حبر فہام امام المتکلمین عصر
مقدام مناظرین دہر ذو الرای الصائب جناب کمالات انتساب مولانا مولوی محمد علی صاحب
تحصیلدار پرگنہ بلاری ضلع مرادآباد کہ جواب ہفوات و دفع شبہات رسالہ
تبرئۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام کہ مصنف ممدوح الصدر نے نصوص
قطعیہ قرآنیہ اور احادیث صحیحہ نبویہ سے قلع و قمع بنیاد الحاد کا کیا ہے
ایک ایک شبہہ و وہم کا بجمیع طرق جواب دیا ہے اغلاط فاحش
مصنف تبرئۃ الاسلام ثابت کیے ہیں آر یہ ہی بے مثل و بے نظیر
جواب لکھے ہیں واسطے دفع شبہات منکرین جواز استرقاق
کے کتاب بے مثال طبع اور دفع خدشات
متوطنین کے سہارنپور مطبع نظامی
واقع کانپور بہ اہتمام

امیدوار رحمت رب غفور عاجز محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان بمبر روز عشرہ اولیٰ شعبان المعظم ۱۲۹۱ھ
میں بعد تصحیح و نظر ثانی مصنف علام طبع ہوئی مومنین مخلصین کو پسند و مرغوب ہے الحمد للہ رب العالمین فقط

وجہ ثبت مہر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب لاجواب مطبوع مطبع عبد الرحمن خان کی
چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے مہر و دستخط مہتمم کے لکھے گئے فقط

العبد
عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم حنفی تعلم خود